بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہِ رجب

کے فضائل و احکام

مصنف
مُفتی محمد رضوان

ادارۂ غفران
راولپنڈی پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بسلسلہ اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام

اضافہ واصلاح شدہ جدید ایڈیشن

ماہِ رجب

کے

فضائل واحکام

قرآن وسنت، فقہ، تاریخ اور محدثین

واہلِ علم حضرات کے اقوال کی روشنی میں

اسلامی وقمری سال کے ساتویں مہینے ''رجب'' کے فضائل ومسائل

احکامات وہدایات، بدعات ومنکرات

ماہِ رجب سے متعلق تاریخی حالات ودلچسپ واقعات

مصنّف

مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

www.idaraghufran.org

(جملہ حقوق بحق ادارہ غفران محفوظ ہیں)

نام کتاب: ماہِ رجب کے فضائل واحکام

مصنّف: مفتی محمد رضوان

طباعتِ اوّل: رجب ۱۴۲۳ھ۔ستمبر 2002ء، طباعتِ پنجم: ربیع الآخر 1445ھ۔اکتوبر 2023ء

صفحات: 336

ملنے کے پتے

Idara Ghufran

فہرست

مضامین — صفحہ نمبر

تمہید (از مؤلف)	15
(باب نمبر 1) ماہِ رجب کے فضائل واحکام	17
(فصل نمبر 1) رجب کی لفظی ومعنوی تحقیق	18
(فصل نمبر 2) ماہِ رجب کی فضیلت	23
سورہ توبہ کا حوالہ	//
ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث	24
مذکورہ آیت کی تفسیر	25
امام بیہقی کا حوالہ	30
کعب احبار رضی اللہ عنہ کی روایت	31
انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت	33

امام شافعی کا حوالہ	39
امام نووی کا حوالہ	41
زکریا بن محمد بن زکریا انصاری کا حوالہ	44
ابنِ مفلح حنبلی کا حوالہ	45
(فصل نمبر 3) ماہِ رجب میں نفل روزوں کا حکم	47
ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی روایت	48
ابن عباس رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت	50
ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تیسری روایت	51
عمر رضی اللہ عنہ کی روایت	52
ابو مجیبہ باہلی کی روایت	54
انس رضی اللہ عنہ کی روایت	56
ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی روایت	58
اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی روایت	60
ابو قلابہ کی روایت	61
’’الفتاویٰ الهندية‘‘ کا حوالہ	62
امام نووی کا حوالہ	63
علامہ بکری دمیاطی کا حوالہ	64

احمد بن غنیم بن سالم کا حوالہ	64
ابوالحسن علی کا حوالہ	65
(فصل نمبر 4) ماہِ رجب سے متعلق چند روایات کی سند پر کلام	67
(1) خیرِ کثیر کی وجہ سے ''رجب'' کا نام ہونے کی روایت	68
(2) فرشتوں کے تسبیح کی وجہ سے ''رجب'' کا نام ہونے کی روایت	72
(3) رجب کی فضیلت سے متعلق خطبۂ نبی کی روایت	77
(4) رجب کی پہلی رات میں بیس رکعت کی فضیلت کی روایت	81
(5) رجب کے اللہ کا مہینہ ہونے اور اس کی تعظیم کی فضیلت کی روایت	82
(6) یکم رجب کو نبی ﷺ کی ولادت کی روایت	84
(7) رجب کے ایک روزہ پر نہرِ جنت سے سیرابی کی روایت	86

(8) رجب میں روزے رکھنے کی ایک روایت	89
(9) رجب کے ایک یا زیادہ روزے رکھنے کی فضیلت کی روایت	90
(10) رجب کے تین یا زیادہ روزے رکھنے کی فضیلت کی روایت	98
(11) ایامِ رجب کے ساتویں آسمان کے دروازوں پر لکھے ہونے کی روایت	100
(12) رجب کے اللہ کا مہینہ اور ''أصم'' ہونے کی روایت	103
(13) یکم رجب اور نصف رجب کے روزہ کی فضیلت کی روایت	104
(14) ماہِ رجب میں ایک روزہ رکھنے اور چار رکعت پڑھنے کی روایت	106
(15) رجب کے ایک روزے پر ہزار سال کے ثواب کی روایت	107
(16) رجب کے ایک روزے پر مہینے بھر کے ثواب کی روایت	109

(17) رجب کے ایک سے لے کر تیس روزوں کے فضائل کی روایت	110
(18) رجب کے مہینے میں کثرت سے استغفار کرنے کی روایت	113
(19) رجب کے ایک روزہ اور ایک رات کے قیام کی فضیلت کی روایت	116
(20) ماہِ رجب کے قرآن کی طرح افضل ہونے کی روایت	118
(21) ماہِ رجب میں کشتیِ نوح پر سوار ہونے کی روایت	119
(22) ماہِ رجب میں مومن کی تکلیف کو دور کرنے کی روایت	122
(23) ماہِ رجب میں صلاۃُ الرغائب کی روایت	//
(24) نصف رجب میں مخصوص نماز کی روایت	129
(25) رجب کے آغاز واختتام پر مخصوص نماز کی روایت	131

(26) 27 رجب کے روزے کی فضیلت کی روایت	136
(27) 27 رجب اور اس میں مخصوص نماز کی فضیلت کی روایت	142
(28) 27 رجب کی مخصوص فضیلت کی ایک اور روایت	145
(29) رجب میں معراج ہونے کی روایت	150
(باب نمبر 2) ماہِ رجب کے چند منکرات	154
(فصل نمبر 1) رجب سے متعلق چند غیر مستند چیزیں	155
(فصل نمبر 2) زمانۂ جاہلیت اور رجب کی قربانی	159
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت	//
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت	160

Idara Ghufran

ابنِ عمراورام سلمہ رضی اللہ عنہما کی روایت	160
نبیشہ ہذلی رضی اللہ عنہ کی روایت	161
عبداللہ بن عمرورضی اللہ عنہ کی روایت	164
عمروبن شعیب کی مرسل روایت	166
طاوس کی مرسل روایت	//
حارث بن عمروسہمی رضی اللہ عنہ کی روایت	167
ابورزین رضی اللہ عنہ کی روایت	168
مخنف بن سلیم رضی اللہ عنہ کی روایت	169
عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت	171
ابوالعشراء کی روایت	173
چندصحابہ وتابعین کی روایات کا حوالہ	174
امام ترمذی کا حوالہ	175
سعیدبن مسیّب کا حوالہ	176
امام طحاوی کا حوالہ	//
(فصل نمبر3) ماہِ رجب اورزکاۃ	183
سورہ بقرہ، مائدہ، آلِ عمران، انبیاء، مومنون اورواقعہ کا حوالہ	184
ایک شبہ کا جواب	185

(فصل نمبر4) تبارک کی رسم	187
فتاویٰ رشیدیہ کا حوالہ	//
فتاویٰ دارالعلوم کا حوالہ	//
فتاویٰ محمودیہ کا حوالہ	188
(فصل نمبر5) بی بی فاطمہ کی کہانی اور صحنک	190
فتاویٰ رشیدیہ کا حوالہ	191
حضرت حکیم الامت کا حوالہ	//
(فصل نمبر6) 22 رجب کے کونڈوں کا حکم	193
کفایت المفتی کا حوالہ	196
فتاویٰ محمودیہ کا حوالہ	197
احسن الفتاویٰ کا حوالہ	198
خیر الفتاویٰ کا حوالہ	199
فتاویٰ عثمانی کا حوالہ	200
اصلاحی خطبات کا حوالہ	//

www.idaraghufran.org

امام جعفر صادق کا تعارف	202
شیخین کے متعلق جعفر صادق کا موقف	203
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تاریخِ وفات	207
شیخین کے متعلق عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی حدیث	209
شانِ صحابہ پر عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کی حدیث	//
ابوسعید خدری اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما کی حدیث	211
ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث	212
عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث	//
حذیفہ اور ابنِ مسعود رضی اللہ عنہما کی حدیث	213
شانِ معاویہ پر عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث	215
عرباض بن ساریہ اور ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث	216
مسلمہ بن مخلد کی مرسل حدیث	219
وحشی رضی اللہ عنہ کی حدیث	221
ابوالدرداء رضی اللہ عنہ وغیرہ کی حدیث	223
ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث	224
عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث	225
عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی حدیث	//
مجاہد اور عطاء رحمہما اللہ کی حدیث	227

کونڈوں کے کھانے میں شرکت کا حکم	228
کونڈوں کی رسم کے چند منکرات	230
(باب نمبر 3) 27 رجب کے منکرات	232
(فصل نمبر 1) 27 رجب کو شبِ معراج قرار دینا اور اس میں غلو کرنا	233
شرحُ الزرقانی کا حوالہ	234
البدایۃ والنہایۃ کا حوالہ	235
علامہ ابنِ جوزی کا حوالہ	236
تفسیر روحُ المعانی کا حوالہ	//
اللؤلؤ المكنون فی سیرة النبی المأمون کا حوالہ	237
علامہ عبدالحیٔ لکھنوی کا حوالہ	238
تفسیر معارفُ القرآن عثمانی کا حوالہ	239
(فصل نمبر 2) 27 رجب کا جلسہ	250
علامہ ابنِ حاج کا حوالہ	//

امدادُ الفتاویٰ کا حوالہ	252
فتاویٰ محمودیہ کا حوالہ	254
(فصل نمبر 3) 27 رجب میں مخصوص نمازیں پڑھنا	256
علامہ ابنِ حاج کا حوالہ	〃
فتاویٰ رشیدیہ کا حوالہ	260
فتاویٰ محمودیہ کا حوالہ	〃
(فصل نمبر 4) ہزاری روزہ	262
فتاویٰ رشیدیہ کا حوالہ	263
بہشتی زیور کا حوالہ	264
فتاویٰ دارُ العلوم کا حوالہ	〃
فتاویٰ محمودیہ کا حوالہ	265
مفتی رشید احمد لدھیانوی کا حوالہ	〃
اصلاحی خطبات کا حوالہ	〃
فتاویٰ رحیمیہ کا حوالہ	266
عمدۃُ الفقہ کا حوالہ	〃

(خاتمہ) ماہِ رجب کے چند اہم تاریخی واقعات	268
پہلی صدی ہجری کے اجمالی واقعات	//
دوسری صدی ہجری کے اجمالی واقعات	276
تیسری صدی ہجری کے اجمالی واقعات	287
چوتھی صدی ہجری کے اجمالی واقعات	298
پانچویں صدی ہجری کے اجمالی واقعات	313
چھٹی صدی ہجری کے اجمالی واقعات	320
ساتویں صدی ہجری کے اجمالی واقعات	326
آٹھویں صدی ہجری کے اجمالی واقعات	330

Idara Ghufran

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

(از مؤلف)

اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام کے سلسلہ میں بندہ نے ''ماہِ رجب کے فضائل واحکام'' کے عنوان سے ایک رسالہ کئی سال پہلے مرتب کیا تھا، جو اس سے پہلے متعدد مرتبہ شائع ہو چکا ہے، اب جب کہ پانچویں مرتبہ اس کی اشاعت کی نوبت آئی، تو بندہ نے اس پر نظرِ ثانی کی ، اور ماہِ رجب سے متعلق بعض احادیث وروایات کی اسنادی حیثیت کا بھی جائزہ لیا۔

اس دوران ماہِ رجب کے حوالے سے معراجُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واقع ہونے کے متعلق بہت سے عوام اور بعض اہلِ علم کی طرف سے مختلف قسم کے غلو وبے اعتدالیوں کا بھی مشاہدہ ہوا، اور اس ضمن میں ''معراجُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' سے متعلق بہت سی غیر معتبر وغیر مستند احادیث وروایات کو قصہ گو واعظین کی طرف سے عوام میں تشہیر وتبلیغ کرنے اور اس کے نتیجے میں عوامُ النّاس کے عقائد میں بگاڑ وفساد پیدا ہونے کا علم ہوا۔

بندہ نے خود بھی اپنے کانوں سے بعض مشاہیر واعظین کی زبان سے اس قسم کی غیر معتبر اور غیر مستند باتوں کو سنا، جن کو وہ حضرات بڑے اہتمام اور یقین واذعان کے ساتھ بیان کرتے، اور عوام سے ان پر دادِ تحسین حاصل کرتے ہیں، اوپر سے غیر شرعی وغیر معتبر باتوں پر عوام کی طرف سے نعرے بازی کا بھی مظاہرہ ہوتا ہے۔

اس صورتِ حال کے نتیجے میں بندہ نے ''معراجُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' سے متعلق بہت سی غیر معتبر وغیر مستند احادیث وروایات کی اسنادی تحقیق کی ضرورت محسوس کی، اور اس قسم کی احادیث وروایات پر تفصیلی کلام کرنے کا اہتمام کیا۔

اس تحقیق وجستجو کے نتیجے میں اس قسم کی احادیث وروایات کا اتنا غیر معمولی مواد سامنا آیا کہ جس کو ''ماہِ رجب کے فضائل واحکام'' سے متعلق اس کتاب میں شامل کرنا مشکل ہو گیا،

بالآخر یہ طے پایا کہ ''معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' سے متعلق، تفصیلی موضوع کو، ماہِ رجب کے فضائل واحکام کی اس کتاب سے الگ کردیا جائے، اوراس کو جداگانہ مستقل حیثیت سے شائع کیا جائے۔

چنانچہ معراج کے موضوع کو مفصل ومدلل انداز میں ''معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' کے نام سے علیٰحدہ کتابی شکل میں شائع کیا جارہا ہے، جس میں معراج سے متعلق کئی پہلوؤں پر بحمداللہ تعالیٰ تحقیقی کام کیا گیا ہے، اس موضوع کے خواہش مند حضرات اُس مفصل ومدلل کتاب کی طرف رجوع فرماسکتے ہیں، جو بندہ کی نظر میں الحمدللہ تعالیٰ، اس موضوع پر نہایت مدلل ومفصل مواد ہے، بندہ نے خود بھی کسی عربی یا اردو کتاب میں اس طرح کا تحقیقی مواد جمع شدہ نہیں دیکھا۔

اسی کے ساتھ بندہ نے ماہِ رجب سے متعلق اس کتاب میں بعض جگہ حذف واضافہ بھی کیا ہے، اس لیے سابقہ ایڈیشنوں کے مقابلہ میں موجودہ ایڈیشن میں مذکور آراء کو راجح سمجھا جائے۔

اس طرح سے الحمدللہ تعالیٰ بارہ مہینوں کے فضائل واحکام سے متعلق یہ ایڈیشن بھی محقق ہوگیا، اور ''معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' کا مفصل ومدلل موضوع، الگ کتابی شکل میں جمع ہوگیا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مجموعہ کو نافع ومفید بنائے، اور دنیا وآخرت کے اعتبار سے خیر کا باعث بنائے۔ آمین۔

فقط

وَاللّٰہُ سُبۡحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعۡلَمُ وَعِلۡمُہٗ اَتَمُّ وَاَحۡکَمُ.

محمد رضوان خان

مورخہ:28 / شعبان المعظم/ 1440ہجری۔04 /مئی/ 2019ء، بروز ہفتہ

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

(باب نمبر1)

ماہِ رجب کے فضائل واحکام

ماہِ رجب، اسلامی مہینوں کے ان چار مہینوں میں سے ہے، جو انتہائی عظمت وفضیلت والے مہینے ہیں، اسلام سے پہلے بھی زمانۂ جاہلیت میں ان چار مہینوں کو عظمت وفضیلت والا شمار کیا جاتا تھا، لیکن اسلام نے ان مہینوں میں پائی جانے والی بے اعتدالیوں کو ختم کردیا، اوران مہینوں کو اعتدال کے ساتھ عظمت وفضیلت والا درجہ دے دیا۔

ماہِ رجب کی اسلام میں کیا فضیلت اور کیا مقام ہے، اوراس میں عبادت کرنے کا کیا درجہ ہے؟

قرآن وسنت کی روشنی میں اس کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے، اوراس سلسلے میں بعض احادیث وروایات کی سندی حیثیت کو بھی واضح کیا جاتا ہے۔

جس کے بعد ان شاءاللہ تعالیٰ اس ماہ سے متعلق بعض منکرات وبدعات کا جائزلیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ حق کو سمجھنے اور قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

(فصل نمبر 1)

رجب کی لفظی ومعنوی تحقیق

ماہِ ''رجب'' اسلامی سال کا ساتواں قمری مہینہ ہے، رجب کے تلفظ میں '' ر'' اور ''ج'' دونوں پر زبر ہے، اور یہ ہمیشہ مذکر استعمال ہوتا ہے۔

''رجب'' دوسرے مہینوں کی طرح عربی کا لفظ ہے، جو عربی کے لفظِ ''ترجیب'' سے بنا ہے، اور ترجیب کے معنیٰ تعظیم وتکریم کے آتے ہیں، اور رجب کے ساتھ مرجّب کا لفظ لگا کر بھی اسی معنیٰ کی نسبت کا لحاظ کیا جاتا ہے، کیونکہ مرجّب کے معنیٰ تعظیم کئے ہوئے کے آتے ہیں۔

یہ مہینہ سال کے ان چار مہینوں میں سے ایک ہے، جن مہینوں کی اسلام میں ابتدا سے ہی تعظیم وتکریم کی گئی ہے۔ [1]

اور عربی میں رجب کے ساتھ ''مُضَر'' کی نسبت بھی لگائی جاتی ہے، اور کہا جاتا ہے ''رجبُ مُضَر''

---

[1] اور عربی میں ''رجب'' منصرف اور غیر منصرف دونوں طریقے سے استعمال ہوتا ہے۔

(و) من المرغب في صومه شهر (رجب) بالصرف وعدمه وهو مشتق من الترجيب وهو التعظيم، ويسمى بالأصم بالميم لأن العرب كانت لا تسمع فيه صوت السلاح وهو فرد من الأشهر الحرم، وبقيتها الثلاثة متوالية: القعدة والحجة والمحرم(الفواكه الدواني على رسالة ابن أبي زيد القيرواني، ج۲ ص۲۷۳، باب جمل من الفرائض والسنن الواجبة والرغائب، الجهاد في سبيل الله)

رجب من الترجيب وهو التعظيم ويجمع على أرجاب ورجاب ورجبات(تفسير ابن كثير، ج ۴ ص ۱۲۹، سورة التوبة)

قوله ورجب مضر إنما أضيف رجب إلى مضر التي هي القبيلة لأنهم كانوا يعظمونه ولم يغيروه عن مكانه ورجب من الترجيب وهو التعظيم ويجمع على أرجاب ورجاب ورجبات(عمدة القاري للعيني، ج۱۸ ص۲۶۶، كتاب تفسير القرآن، سورة براءة، باب قوله:"إن عدة الشهور عند الله اثنا عشر شهرا في كتاب الله يوم خلق السماوات والأرض منها أربعة حرم")

رجب بفتحتين ماخوذاز ترجيب كه بمعنى تعظيم ست چون اين ماه راعرب شهرالله گفتندے وتعظيم كردندے لهٰذا باين اسم مسمے شده (غياث اللغات، ص ۲۳۰، فصل راء مهمله مع جيم عربى، مطبوعه: رزاقى پريس، كانپور)

اور ''مُضَر'' دراصل عرب میں ایک قبیلے کا نام تھا، جو کہ رجب کے مہینے کی بہت زیادہ تعظیم کرتا تھا، بلکہ اس مہینے کی تعظیم میں غلو سے کام لیتا تھا، اس لئے یہ مہینہ اس قبیلے کے نام کے ساتھ مشہور ہوگیا تھا۔ [1]

عرب کے لوگ اسلام کی آمد سے پہلے بھی اس مہینہ کی تعظیم وتکریم کرتے تھے۔

بعض حضرات نے رجب کے معنیٰ ڈرنے کے ذکر کئے ہیں، اس معنیٰ کے اعتبار سے اس مہینہ کے نام رکھنے کی وجہ یہ قرار دی گئی ہے تاکہ اس مہینہ میں لوگ اللہ سے ڈریں اور خوف کریں، اور اس مہینہ میں لڑائی جھگڑے، اور گناہوں سے بچیں۔ [2]

---

[1] رجب: رجب الرجل رجبا: فزع .ورجب رجبا، ورجب يرجب: استحيا؛ قال: فغيرک يستحيى، وغيرک يرجب،ورجب الرجل رجبا، ورجبه يرجبه رجبا ورجوبا، ورجبه، وترجبه، وأرجبه، كله: هابه وعظمه، فهو مرجوب؛ وأنشد شمر:أحمد ربى فرقا وأرجبه،أى أعظمه، ومنه سمى رجب؛ ورجب، بالكسر، أكثر؛ قال: إذا العجوز استنخبت، فانخبها، ...... ولا تهيبها، ولا ترجبها.

وهكذا أنشده ثعلب؛ ورواية يعقوب فى الألفاظ: ولا ترجبها ولا تهبها.

شمر: رجبت الشىء: هبته، ورجبته: عظمته .ورجب: شهر سموه بذلک لتعظيمهم إياه فى الجاهلية عن القتال فيه، ولا يستحلون القتال فيه؛ وفى الحديث:رجب مضر الذى بين جمادى وشعبان؛ قوله: بين جمادى وشعبان، تأكيد للبيان وإيضاح له، لأنهم كانوا يؤخرونه من شهر إلى شهر، فيتحول عن موضعه الذى يختص به، فبين لهم أنه الشهر الذى بين جمادى وشعبان، لا ما كانوا يسمونه على حساب النسىء، وإنما قيل: رجب مضر، إضافة إليهم، لأنهم كانوا أشد تعظيما له من غيرهم، فكأنهم اختصوا به، والجمع: أرجاب .تقول: هذا رجب، فإذا ضموا له شعبان، قالوا: رجبان .والترجيب: التعظيم، وإن فلانا لمرجب، ومنه ترجيب العتيرة، وهو ذبحها فى رجب .وفى الحديث:هل تدرون ما العتيرة؟ هى التى يسمونها الرجبية، كانوا يذبحون فى شهر رجب ذبيحة، وينسبونها إليه.

والترجيب: ذبح النسائک فى رجب؛ يقال: هذه أيام ترجيب وتعتار .وكانت العرب ترجب، وكان ذلک لهم نسكا، أو ذبائح فى رجب .أبو عمرو: الراجب المعظم لسيده؛ ومنه رجبه يرجبه رجبا، ورجبه يرجبه رجبا ورجوبا، ورجبه ترجيبا، وأرجبه؛ ومنه قول الحباب: عذيقها المرجب.

قال الأزهرى: أما أبو عبيدة والأصمعى، فإنهما جعلاه من الرجبة، لا من الترجيب الذى هو بمعنى التعظيم(لسان العرب لابن منظور، ج ١ ص ٤١١، ٤١٢،فصل الراء ، مادة "رجب")

[2] يقال: رجبته إذا هبته وعظمته، ومنه رجب مضر، لأن الكفار كانوا يهابونه ويعظمونه ولا يقاتلون فيه .ومعنى المثل إذا خوفتک العجوز نفسها فخفها لا تذكر منک ما تكره (مجمع الامثال للميدانى، ج ١ ص ٦٨، الباب الأول فيما أوله همزة،إذا العجوز ارتجبت فارجبها)

بعض حضرات نے رجب کے مہینہ کو ''اَصَـــم'' بھی کہا ہے، جس کے عربی میں معنیٰ بہرے کے آتے ہیں، جس کی وجہ یہ ہے کہ اس مہینہ میں قتل وغارت گری بند ہو جاتی تھی اور راستے پُرامن ہو جاتے تھے، اور پورے مہینہ میں امن وامان قائم رہتا تھا، اور کسی اسلحہ کی آواز سنائی نہیں دیتی تھی، اس لئے لوگوں کی حالت کے مطابق اس مہینہ کا نام ''اَصَم'' بمعنیٰ بہرا بھی رکھا گیا، کیونکہ اس مہینہ میں اسلحوں اور لڑائی جھگڑوں کی آوازیں، خاموش ہو جانے کی وجہ سے لوگوں کی حالت بہروں کی طرح ہو جاتی تھی۔ [1]

ابو رجاء عطاردی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنَّا نَعْبُدُ الحَجَرَ، فَإِذَا وَجَدْنَا حَجَرًا هُوَ أَخْيَرُ مِنْهُ أَلْقَيْنَاهُ، وَأَخَذْنَا الآخَرَ، فَإِذَا لَمْ نَجِدْ حَجَرًا جَمَعْنَا جُثْوَةً مِنْ تُرَابٍ، ثُمَّ جِئْنَا بِالشَّاةِ فَحَلَبْنَاهُ عَلَيْهِ، ثُمَّ طُفْنَا بِهِ، فَإِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَجَبٍ قُلْنَا :مُنَصِّلُ الأَسِنَّةِ، فَلاَ نَدَعُ رُمْحًا فِيهِ حَدِيدَةٌ، وَلاَ سَهْمًا فِيهِ حَدِيدَةٌ، إِلَّا نَزَعْنَاهُ وَأَلْقَيْنَاهُ شَهْرَ رَجَبٍ (صحيح البخارى، رقم الحديث ۴۳۷۶، كتاب المغازى، باب وفد بنى حنيفة وحديث ثمامة بن أثال)

ترجمہ: ہم (اسلام لانے سے پہلے) پتھروں کی عبادت کرتے تھے، اگر ہمیں اس (پہلے پتھر) سے اچھا پتھر مل جاتا، تو ہم پہلے پتھر کو پھینک کر دوسرا پتھر اٹھا لیتے، اور اگر ہمیں کوئی پتھر نہ ملتا، تو ہم مٹی کا ڈھیر جمع کر کے ایک بکری لاتے، اور اس پر اس کا دودھ نکال کر اس کا (بطورِ عبادت) طواف کرتے، اور جب رجب کا مہینہ آتا تو ہم کہتے کہ (یہ مہینہ) تیروں وغیرہ کی دھار کو دور کرنے والا ہے، چنانچہ ہم

---

[1] عن بيان، قال: سمعت قيس بن أبى حازم وذكرنا رجبا فقال: كنا نسميه الأصم فى الجاهلية، من حرمته أو شدة حرمته فى أنفسنا قال الشيخ رضى الله عنه: إنما كانوا يسمون رجبا الأصم؛ لأنه كان لا يسمع فيه قعقعة السلاح(فضائل الاوقات للبيهقى،ص۸۳، رقم الحديث ۴، باب فى فضل شهر رجب)

www.idaraghufran.org

کسی لوہے والے نیزہ اور تیر کو نکالے بغیر نہ چھوڑتے، اور اسے ہم رجب کے پورے مہینے ڈالے رکھتے تھے (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ زمانۂ جاہلیت میں رجب کے مہینے کی تعظیم کی وجہ سے اس میں قتل وقتال اور اسلحے کے استعمال سے بچا جاتا تھا۔ [1]

لیکن بعض لوگوں میں جو رجب کے مہینہ کے بارے میں بہرا ہونے کے معنیٰ کی وجہ سے یہ مشہور ہوگیا ہے کہ قیامت کے دن، یہ مہینہ بہرا ہو جائے گا، اور لوگوں کے عیبوں اور جرائم کے متعلق گواہی نہیں دے گا، اور کہے گا کہ میں تو بہرا ہوں، مجھے کسی کے قول وفعل کا علم نہیں۔ اس کی کوئی اصلیت نہیں، بلکہ یہ لوگوں کی خودساختہ اور من گھڑت باتیں ہیں۔ [2]

---

[1] (سمعت أبا رجاء) عمران بن ملحان (العطاردی) أسلم زمن النبی –صلی الله علیه وسلم– ولم یره (یقول: کنا نعبد الحجر) من دون الله (فإذا وجدنا حجرا هو أخیر) بهمزة وللأصیلی وابن عساکر خیر بإسقاطها، ولأبی ذر عن الکشمیهنی أحسن (منه ألقیناه) أی رمیناه (وأخذنا الأخر) والمراد بالخیریة الأحسنیة کالبیاض والنعومة ونحو ذلک من صفات الأحجار المستحسنة (فإذا لم نجد حجرا جمعنا جثوة) بضم الجیم وسکون المثلثة قطعة (من تراب) تجمع فتصیر کوما (ثم جئنا بالشاة فحلبناه علیه) حقیقة أو مجازا عن التقرب إلیه بالتصدیق عنه بذلک اللبن قاله البرماوی کالکرمانی واستبعده فی الفتح وقال: المعنی نحلبه علیه لیصیر نظیر الحجر (ثم طفنا به فإذا دخل شهر رجب قلنا منصل الأسنة) بفتح النون وتشدید الصاد للکشمیهنی کما فی الفتح ولغیره بسکون النون وقد فسره فی قوله (فلا ندع رمحا فیه حدیدة ولا سهما فیه حدیدة إلا نزعناه وألقیناه شهر رجب) أی فی شهر رجب قال مهدی بالسند السابق(ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری للقسطلانی، ج٦ ص ۴۳۵، کتاب المغازی، باب وفد بنی حنیفة وحدیث ثمامة بن أثال)

[2] ابوالخطاب ابنِ دحیہ کلبی نے اس مہینہ کے اٹھارہ نام ذکر کئے ہیں، جن میں زمانۂ جاہلیت کے نام بھی شامل ہیں۔
وله ثمانیة عشر اسما:
أحدها: رجب لأنه کان یرجب فی الجاهلیة أی یعظم، یقال: رجبت الرجل إذا عظمته ورجل رجیب أی عظیم، فکانوا یعظمونه لتعظیم آلهتهم فیه بذبحهم لها، وقیل: إنه مأخوذ من رجب العود للنبات إذا خرج واحدا یقولون: قد رجب، فإذا انفتح قیل: انشعب.
الثانی: الأصم لأنه ما کان یسمع فیه قعقعة سلاح لتعطیلهم الحرب فیه ولا قولهم: یا صباحاه.
الثالث: الأصب لأن کفار مضر کانت تقول: إن الرحمة تنصب فیه صبا، وقد نهینا عن موافقتهم فیما یعتقدون.............
الرابع: رجم بالمیم لأنه ترجم فیه الشیاطین أی تطرد فی قول مضر أیضا.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

وَاللّٰہُ سُبۡحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعۡلَمُ وَعِلۡمُہٗ اَتَمُّ وَاَحۡکَمُ.

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الخامس: الشهر الحرام لأن مضر كانت تقول: عظم الذنب فيه كما فى البلد الحرام، وموافقتهم مكروهة بل منهى عنها وإن كان الذنب حيث كان وفى أى وقت كان فى رجب وغيره عظيما، لأن مضر كانت تخص رجبا بهذا الاسم، فجاء النص على أن الأشهر أربعة حرم مخالفا لهم، لأن رجبا يكون واحدا منها فلا معنى لتخصيصه بهذا.

السادس: الهرم لأن حرمته قديمة من زمن مضر بن نزار بن معد بن عدنان، وهو ثامن عشر أبا للنبى – صلى الله عليه وسلم –.

السابع: المقيم لأن حرمته ثابتة لم تنسخ، لأنه أحد الأشهر الأربعة الحرم كما ذكرناه.

الثامن: المعلى لأنه رفيع عندهم فيما بين الشهور.

التاسع: الفرد وهذا اسم شرعى، لأن الأشهر الحرم الأخر وهى: ذو القعدة وذو الحجة والمحرم سرد، أى متتابعة ورجب فرد.

العاشر: منصل الأسنة بكسر الصاد، قال أبو عبيد الهروى وغيره: أنصلت الرمح نزعت نصله، ونصلته جعلت له نصلا.......

الحادى عشر: من أسمائه منصل الأل، والأل ها هنا جمع ألة وهى الحربة، قال الأعشى:

تداركه فى منصل الأل بعدما ...... مضى غير دأداء وقد كاد يعطب . ...

الثانى عشر: منزع الأسنة لأنهم كانوا ينزعون الأسنة من الرماح فيه ولا يقاتلون، وهذا كالذى قبله.

الثالث عشر: سمى رجبا لترك القتال فيه من قول العرب: رجل أرجب إذا كان أقطع لا يمكنه العمل، ذكره الإمام الزاهد أبو بكر محمد بن الوليد الفهرى فى كتاب "ذكر الحوادث والبدع" اهـ.

الرابع عشر: كان يسمى فى الجاهلية شهر العتيرة، وذلك من فساد السريرة.......

الخامس عشر: المبرى لأنه كان عندهم فى الجاهلية من لا يستحل القتال فيه برء من الظلم والنفاق.

السادس عشر: المقشقش لأن به كان يتميز فى الجاهلية أيضا المتمسك بدينه من المقاتل فيه المستحل له، وقد أذهب الله جل وعلا أمر الجاهلية وغزا فيه فى الإسلام سيد الأنام محمد عليه أفضل الصلاة وأشرف السلام.

السابع عشر: شهر الله وضع فى الإسلام على ما سأذكره بعد هذا بعون الله ذى الجلال والإكرام.

الثامن عشر: أنه مشتق من الرواجب، والرواجب ظهور السلاميات واحدها راجبة، والسلامى كل عظم ومفصل، وأصله عظام الكف والأكارع، قال النحوى أبو جعفر أحمد بن محمد بن إسماعيل: البراجم حقيقتها ما نتأ إذا أغلق الإنسان يده، والرواجب ما توسط بينهما، وكذلك ما بين الأنامل والبراجم يقال لها أيضا: رواجب، وحكى عن محمد بن يزيد انه قال: من هذا اشتق اسم رجب لأنه فى وسط السنة أداء ما وجب من بيان وضع الوضاعين فى رجب، لابن دحية الكلبى، ص ۳۰ الى ۴۴ ملخصاً،باب فى ذكر رجب واسمائه)

(فصل نمبر 2)

ماہِ رجب کی فضیلت

رجب کا مہینہ ان چار مہینوں میں سے ہے جو کہ حُرمت، عظمت وفضیلت والے ہیں۔

اور وہ چار مہینے درجِ ذیل ہیں:

(1)......ذوالقعدة (2)......ذوالحجہ

(3)......محرم (4)......رجب

ان میں سے پہلے تین مہینے تو لگاتار ہیں، اور ایک رجب کا مہینہ الگ ہے۔

ان چار مہینوں کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں عظمت واحترام والے مہینے قرار دیا ہے۔ [1]

سورہ توبہ کا حوالہ

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَاللّٰهِ اثْنَاعَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ (سورة التوبة ،رقم الآية ٣٦)

ترجمہ: مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں، اللہ کی کتاب میں، جس دن اس نے پیدا کئے تھے آسمان اور زمین، ان میں چار مہینے احترام والے ہیں، یہی ہے سیدھا دین، سو اِن (مہینوں) میں ظلم مت کرو اپنے اوپر (سورہ توبہ)

---

[1] اعلم أن شهر رجب من الأشهر الحرم التى قال الله عز وجل: "إن عدة الشهور عند الله اثنا عشر شهرا فى كتاب الله يوم خلق السموات والأرض منها أربعة حرم ذلك الدين القيم فلا تظلموا فيهن أنفسكم" الآية(فضائل الاوقات للبيهقى ، ص٧٧،باب فى فضل شهر رجب)

ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهٖ يَوْمَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ السَّنَةُ اِثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِّنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلٰثٌ مُّتَوَالِيَاتٌ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحَجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِىْ بَيْنَ جُمَادٰى وَشَعْبَانَ (بخاری، رقم الحدیث ۴۶۶۲، کتاب تفسیر القرآن، باب قوله إن عدة الشهور عند الله اثنا عشر شهرا فی کتاب الله)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (حجۃ الوداع کے موقعہ پر اپنے خطبہ میں) فرمایا کہ (اس وقت) زمانہ کی وہی رفتار ہے، جس دن اللہ نے زمین وآسمان کو پیدا کیا تھا (یعنی اب اس کے دنوں اور مہینوں میں کمی زیادتی نہیں ہے، جو جاہلیت کے زمانے میں مشرک کیا کرتے تھے، اب وہ ٹھیک ہوکر اس طرز پر آگئی ہے جس پر ابتداء اور اصل میں تھی، لہٰذا) ایک سال بارہ مہینہ کا ہوتا ہے، ان میں چار مہینے حرمت وعزت والے ہیں، جن میں تین مہینے مسلسل ہیں، یعنی ذیقعدہ، ذی الحجہ، محرم اور ایک رجب کا مہینہ ہے، جو کہ جمادی الاخریٰ اور ماہِ شعبان کے درمیان آتا ہے (بخاری)

اس طرح کی حدیث دوسری سندوں سے بھی مروی ہے۔ [1]

---

[1] حدثنا موسى بن عبد الرحمن المسروقى، قال: ثنا زيد بن الحباب، قال: ثنا موسى بن عبيدة الربذى، قال: ثنى صدقة بن يسار، عن ابن عمر، قال: خطب رسول الله صلى الله عليه وسلم فى حجة الوداع بمنى فى أوسط أيام التشريق، فقال: يا أيها الناس، إن الزمان قد استدار كهيئته يوم خلق الله السماوات والأرض، وإن عدة الشهور عند الله اثنا عشر شهرا، منها أربعة حرم، أولهن رجب مضر بين جمادى وشعبان وذو القعدة وذو الحجة والمحرم (تفسير الطبرى، ج ۱۱ ص ۴۴۰، سورة التوبة)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مذکورہ آیت کی تفسیر

سورہ توبہ کی مذکورہ آیت میں پہلے تو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

"اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَاللّٰهِ اثْنَاعَشَرَ شَهْرًا"

اس میں لفظ "عِدَّةَ" تعداد کے معنٰی میں ہے، اور "شُهُوْر" "شَهْر" کی جمع ہے، شَهْر کا معنٰی ہے، مہینہ۔

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مہینوں کی تعداد بارہ متعین ہے، اس میں کسی کو کمی بیشی کا کوئی اختیار نہیں۔

اس کے بعد "فِیْ کِتٰبِ اللّٰهِ" کا لفظ بڑھا کر بتلادیا کہ یہ بات ازل سے لوحِ محفوظ میں لکھی ہوئی تھی۔

پھر "یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ" فرما کر اشارہ کردیا کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اس معاملہ میں اگرچہ ازل میں جاری ہو چکا تھا، لیکن یہ مہینوں کی ترتیب اور تعیین اس وقت عمل میں آئی، جب آسمان وزمین پیدا کئے گئے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے پھر ارشاد فرمایا کہ:

"مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ"

یعنی ان بارہ مہینوں میں سے چار مہینے حرمت (وعظمت) والے ہیں۔

ان کو حرمت والا دو معنٰی کے اعتبار سے کہا گیا، ایک تو اس لئے کہ ان میں قتل وقتال حرام ہے،

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

حدثنا محمد بن معمر، قال: ثنا روح، قال: ثنا أشعث، عن محمد بن سيرين، عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الزمان قد استدار كهيئته يوم خلق الله السماوات والأرض، وإن عدة الشهور عند الله اثنا عشر شهرا في كتاب الله يوم خلق السموات والأرض، منها أربعة حرم، ثلاثة متواليات ورجب مضر بين جمادى وشعبان(تفسير الطبرى، ج ١١ ص ٤٤٠، سورة التوبة)

دوسرے اس لئے کہ یہ مہینے متبرک اورواجبُ الاحترام ہیں، ان میں عبادات کا ثواب زیادہ ملتا ہے۔

ان میں سے پہلا حکم تو اکثر فقہائے کرام کے نزدیک شریعتِ اسلام میں منسوخ ہوگیا، مگر دوسرا حکم احترام وادب اوران میں عبادت گذاری کا اہتمام اسلام میں اب بھی باقی ہے۔[1]

---

[1] فضل الأشهر الحرم:

الأشهر الحرم فضلها الله على سائر شهور العام، وشرفهن على سائر الشهور .فخص الذنب فيهن بالتعظيم، كما خصهن بالتشريف، وذلک نظير قوله تعالى: "حافظوا على الصلوات والصلاة الوسطى "قال ابن عباس: خص الله من شهور العام أربعة أشهر فجعلهن حرما، وعظم حرماتهن، وجعل الذنب فيهن والعمل الصالح والأجر أعظم، وعن قتادة: الظلم فى الأشهر الحرم أعظم خطيئة ووزرا من الظلم فيما سواها، وإن كان الظلم فى كل حال عظيما، ولكن الله يعظم من أمره ما شاء، فإن الله تعالى اصطفى صفايا من خلقه، اصطفى من الملائكة رسلا، ومن الناس رسلا، واصطفى من الكلام ذكره، واصطفى من الأرض المساجد، واصطفى من الشهور رمضان والأشهر الحرم، واصطفى من الأيام يوم الجمعة، واصطفى من الليالى ليلة القدر .قال قتادة: فعظموا ما عظم الله، فإنما تعظم الأمور بما عظمها الله عند أهل الفهم وأهل العقل.

ما تختص به من الأحكام:

أ – القتال فى الأشهر الحرم:

كان القتال فى الأشهر الحرم محرما فى الجاهلية قبل الإسلام، فكانت الجاهلية تعظمهن وتحرم القتال فيهن، حتى لو لقى الرجل منهم فيهن قاتل أبيه أو أخيه تركه.

قال النيسابورى فى تفسير قوله تعالى: } ذلک الدين القيم، أى هو الدين المستقيم الذى كان عليه إبراهيم وإسماعيل عليهما السلام، وقد توارثته العرب منهما فكانوا يحرمون القتال فيها .ثم جاء الإسلام يؤيد حرمة القتال فى الأشهر الحرم بقوله تعالى: } يسألونک عن الشهر الحرام قتال فيه قل قتال فيه كبير وصد عن سبيل الله وكفر به والمسجد الحرام وإخراج أهله منه أكبر عند الله والفتنة أكبر من القتل.

ب – هل نسخ القتال فى الأشهر الحرم؟

اختلف أهل التأويل فى الآية التى أثبتت حرمة القتال فى الأشهر الحرم، وهى قوله تعالى: "يسألونک عن الشهر الحرام قتال فيه قل قتال فيه كبير" هل هو منسوخ أم ثابت الحكم؟

قال بعضهم: إن ذلک حكم ثابت، لا يحل القتال لأحد فى الأشهر الحرم، لأن الله جعل القتال فيه كبيرا.

وقال بعضهم: هو منسوخ بقول الله عز وجل:"وقاتلوا المشركين كافة كما يقاتلونكم كافة "ورد ذلک عن الزهرى وعطاء بن ميسرة.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

البتہ بعض فقہائے کرام اب بھی ان مہینوں میں اقدامی قتال کو نا جائز قرار دیتے ہیں، لیکن ان مہینوں میں دفاعی قتال سب کے نزدیک جائز ہے۔ [1]

حجۃ الوداع کے خطبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (چار عظمت والے) مہینوں کی تشریح یہ فرمائی کہ تین مہینے مسلسل ہیں، ذی القعدہ، ذی الحجہ، محرم، اوران کے علاوہ ایک مہینہ رجب کا ہے۔

''مضر'' عرب میں ایک قبیلہ کا نام تھا، یہ قبیلہ ماہِ رجب کا بہت زیادہ احترام کرتا تھا، اس لئے

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

قال عطاء بن ميسرة: أحل القتال فى الشهر الحرام فى برائة قوله تعالى: ”فلا تظلموا فيهن أنفسكم وقاتلوا المشركين كافة“، يقول: فيهن وفى غيرهن.

وعن الزهرى قال: كان النبى صلى الله عليه وسلم فيما بلغنا يحرم القتال فى الشهر الحرام ثم أحل بعد .قال الطبرى: والصواب من القول فى ذلک ما قال عطاء بن ميسرة من أن النهى عن قتال المشركين فى الأشهر الحرم منسوخ بقول الله عز وجل: ”إن عدة الشهور عند الله اثنا عشر شهرا فى كتاب الله يوم خلق الله السموات والأرض منها أربعة حرم ذلک الدين القيم فلا تظلموا فيهن أنفسكم وقاتلوا المشركين كافة كما يقاتلونكم كافة“ وإنما قلنا ذلک ناسخ لقوله تعالى: ”يسألونک عن الشهر الحرام قتال فيه قل قتال فيه كبير“ لتظاهر الأخبار بذلک عن رسول الله.

اختلف الفقهاء فى تغليظ دية القتل فى الأشهر الحرم أو عدم تغليظها، فالشافعية والحنابلة يرون تغليظ الدية للقتل فى الأشهر الحرم .وعند الحنفية والإمام مالک لا تغلظ الدية (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٥، ص ١ ٥ و ٥٢، مادة ”الاشهر الحرم“)

[1] الأشهر الحرم هى رجب، وذو القعدة، وذو الحجة، ومحرم.

وكان البدء بالقتال فى هذه الأشهر فى أول الإسلام محرما بقوله تعالى: ”إن عدة الشهور عند الله اثنا عشر شهرا فى كتاب الله “، وقوله تعالى: ”يسألونک عن الشهر الحرام قتال فيه قل قتال فيه كبير“ .

وأما بعد ذلک فذهب جمهور الفقهاء إلى أن بدء القتال فى الأشهر الحرم منسوخ كما نص عليه أحمد، وناسخه قوله تعالى: ”فاقتلوا المشركين حيث وجدتموهم“وبغزوه صلى الله عليه وسلم الطائف فى ذى القعدة.

والقول الآخر: أنه لا يزال محرما، ودليله حديث جابر كان النبى صلى الله عليه وسلم لا يغزو فى الشهر الحرام إلا أن يغزى، فإذا حضره أقام حتى ينسلخ .

وأما القتال فى الشهر الحرام دفعا فيجوز إجماعا من غير خلاف (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٦ ١، ص٧ ٤ ١ ، مادة ”جهاد“)

یہ مہینہ اس قبیلہ کے نام کے ساتھ مشہور ومعروف ہوگیا تھا، اور بعض حضرات نے فرمایا کہ عرب کے بعض قبیلے، رجب کسی اور مہینے کو کہتے تھے۔

اور قبیلۂ مضر کے نزدیک رجب وہ مہینہ تھا، جو جمادی الاخریٰ اور شعبان کے درمیان ہے، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو رجبِ مضر فرما کر یہ وضاحت فرمادی کہ جو مہینہ، جمادی الاخریٰ اور شعبان کے درمیان ہے، ماہِ رجب سے وہ مہینہ مراد ہے۔ [1]

---

[1] وكانت مضر تبالغ فی تعظیم شهر رجب فلهذا أضيف إليهم فی حديث أبی بكرة حيث قال رجب مضر كما سيأتی والظاهر أنهم كانوا يخصونه بمزيد التعظيم مع تحريمهم القتال فی الأشهر الثلاثة الأخرى إلا أنهم ربما أنسأوها بخلافه(فتح الباری لابنِ حجر، ج ا ص ۱۳۲، كتاب الإيمان، قوله باب أداء الخمس من الإيمان)

قوله ورجب مضر أضافه إليهم لأنهم كانوا متمسكين بتعظيمه بخلاف غيرهم فيقال إن ربيعة كانوا يجعلون بدله رمضان وكان من العرب من يجعل فی رجب وشعبان ما ذكر فی المحرم وصفر فيحلون رجبا ويحرمون شعبان ووصفه بكونه بين جمادى وشعبان تأكيدا وكان أهل الجاهلية قد نسئوا بعض الأشهر الحرم أی أخروها فيحلون شهرا حراما ويحرمون مكانه آخر بدله حتى رفض تخصيص الأربعة بالتحريم أحيانا (فتح الباری لابنِ حجر ج۸ص ۳۲۵، كتاب تفسير القرآن، قوله باب قوله إن عدة الشهور عند الله اثنا عشر شهرا)

قوله :(رجب مضر) ، إنما أضيف رجب إلى هذه القبيلة لأنهم كانوا يحافظون على تحريمه أشد من سائر العرب، وإنما قال :(بين جمادى وشعبان) تأكيدا وإزاحة للريب الحادث فيه بسبب النسیء ، وكانوا يحلون الشهر الحرام ويحرمون مكانه شهرا آخر لغرض من الأغراض، والنسیء تأخير حرمة شهر إلى شهر آخر، وقد أبطل الشارع هذا وأعاد الأشهر الحرم على ما كانت عليه(عمدة القاری للعينی، ج۱۸ ص ۴۲، كتاب المغازی، باب حجة الوداع)

قوله ورجب مضر إنما أضيف رجب إلى مضر التی هی القبيلة لأنهم كانوا يعظمونه ولم يغيروه عن مكانه ورجب من الترجيب وهو التعظيم ويجمع على أرجاب ورجاب ورجبات وقوله بين جمادى وشعبان تأكيد والمراد بجمادى جمادى الآخرة وقد يذكر ويؤنث فيقال جمادى الأول والأولى وجمادى الآخر والآخرة ويجمع على جمادات كحبارى وحباريات وسمی بذلك لجمود الماء فيه قلت كأنه حين وضع أولا اتفق جمود الماء فيه وإلا فالشهور تدور(عمدة القاری، ج۱۸ ص ۲۶۶، كتاب تفسير القرآن، باب قوله إن عدة الشهور عند الله اثنا عشر شهرا)

ورجب مضر الذی بين جمادى وشعبان وإنما قيده هذا التقييد مبالغة فی إيضاحه وإزالة للبس عنه قالوا وقد كان بين بنی مضر وبين ربيعة اختلاف فی رجب فكانت مضر تجعل رجبا هذا الشهر المعروف الآن وهو الذی بين جمادى وشعبان وكانت ربيعة تجعله رمضان فلهذا أضافه النبی صلى الله عليه وسلم إلى مضر وقيل لأنهم كانوا يعظمونه أكثر من غيرهم وقيل إن العرب كانت تسمی

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

''ذٰلِکَ الدِّیۡنُ الۡقَیِّمُ'' ''یہ ہے دینِ مستقیم''

یعنی مہینوں کی تعیین اورترتیب اوران میں ہر مہینے، خصوصاً اشہرِ حرم یعنی (چار عظمت والے مہینوں) کے متعلق جواحکام ہیں، اِن کواللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق رکھنا ہی دینِ مستقیم ہے، اس میں اپنی طرف سے کمی، بیشی اورتغیر وتبدل کرنا (جیسا کہ زمانۂ جاہلیت میں کیا جاتا تھا) کج فہمی اورکج طبعی کی علامت ہے۔

پھرآگے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

''فَلَا تَظۡلِمُوۡا فِیۡهِنَّ اَنۡفُسَکُمۡ''

یعنی ان مقدس مہینوں میں تم اپنے آپ پر ظلم نہ کربیٹھنا۔

اپنے آپ پر ظلم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے معیّنہ احکام واحترام کی خلاف ورزی کی جائے، یا ان میں عبادت گذاری میں کوتاہی کی جائے، تو یہ اپنے اوپر ظلم ہے، کیونکہ اس کا نقصان اوروبال، اپنے اوپر ہی پڑتا ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

رجبا وشعبان الرجبين وقيل كانت تسمى جمادى ورجبا جمادين وتسمى شعبان رجبا (شرح النووى علىٰ مسلم ج ١١ ص١٦٨ ،كتاب القسامة والمحاربين والقصاص والديات، باب المجازاة بالدماء فى الآخرة)

وإنما قال "رجب مضر بين جمادى وشعبان "دون رمضان الذى يسميه ربيعة رجب(احكام القرآن جصاص، ج٣ص ١٤١، سورة براة)

[1] حدثنا أبى ثنا أبو صالح ثنا معاوية بن صالح عن على بن أبى طلحة عن ابن عباس قوله "إن عدة الشهور عند الله اثنا عشر شهرا فى كتاب الله يوم خلق السموات والأرض منها أربعة حرم" ثم اختص من ذلك أربعة أشهر فجعلهن حرما وعظم حرماتهن وجعل الذنب فيهن أعظم، والعمل الصالح والأجر أعظم(تفسير ابنِ ابى حاتم، ج٦ص ١٧٩١، سورة التوبة،قوله تعالى: منها أربعة حرم)

حدثنى المثنى قال، حدثنا أبو صالح قال، حدثنى معاوية، عن على، عن ابن عباس قوله:(إن عدة الشهور عند الله اثنا عشر شهرا فى كتاب الله يوم خلق السموات

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

امام بیہقی کا حوالہ

امام بیہقی رحمہ اللہ ''شعب الایمان'' میں فرماتے ہیں کہ:

وَكَانَ ذٰلِكَ فِيْ أَوَّلِ الْإِسْلَامِ أَنْ لَّا يُقَاتِلُوْا ثُمَّ أَذِنَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ قَتْلِ الْمُشْرِكِيْنَ فِيْ جَمِيْعِ الْأَوْقَاتِ وَبَقِيَتْ حُرْمَةُ الْأَشْهُرِ الْحُرُمِ فِيْ تَضْعِيْفِ الْأُجُوْرِ وَالْأَوْزَارِ فِيْهَا حِيْنَ خَصَّ اللّٰهُ تَعَالٰى هٰذِهِ الْأَشْهُرَ بِزِيَادَةِ الْمَنْعِ فِيْهِنَّ عَنِ الظُّلْمِ (شعب الایمان للبیهقی، ج۵ص ۳۳۹، تحت رقم الحدیث ۳۵۲۳، کتاب الصیام، تخصیص شهر رجب بالذکر)

ترجمہ: اور ابتدائے اسلام میں یہ حکم تھا کہ (ان چار مہینوں میں) قتال نہ کریں، پھر اللہ تعالیٰ نے مشرکین سے، سب اوقات میں قتال کرنے کی اجازت دے دی، اور حرمت والے (چار مہینوں) کی تعظیم باقی رہی، نیکیوں کا اجر وثواب اور گناہوں کی شدت زیادہ ہونے کی حیثیت سے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان چار مہینوں میں ظلم کرنے سے بطورِ خاص منع فرمایا ہے (بیہقی)

بعض حضرات نے گزشتہ آیت کی تفسیر کے ضمن میں فرمایا کہ اس میں اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ ان (چار) متبرک مہینوں کا خاصہ یہ ہے کہ ان میں جو شخص کوئی عبادت کرتا ہے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

والأرض منها أربعة حرم ذلک الدين القيم فلا تظلموا فيهن أنفسكم)، فی كلهن .ثم خص من ذلک أربعة أشهر فجعلهن حرما، وعظم حرماتهن، وجعل الذنب فيهن أعظم، والعمل الصالح والأجر أعظم(تفسير الطبری، ج۱۴ ص ۲۳۸، سورة التوبة)

(إن عدة الشهور) المعتد بها للسنة (عند الله اثنا عشر شهرا فی كتاب الله) اللوح المحفوظ (يوم خلق السماوات والأرض منها) أی الشهور (أربعة حرم) محرمة ذو القعدة وذو الحجة والمحرم ورجب (ذلک) أی تحريمها (الدين القيم) المستقيم (فلا تظلموا فيهن) أی الأشهر الحرم (أنفسكم) بالمعاصی فإنها فيها أعظم وزرا وقيل فی الأشهر كلها (وقاتلوا المشركين كافة) جميعا فی كل الشهور (كما يقاتلونكم كافة واعلموا أن الله مع المتقين) بالعون والنصر(تفسير الجلالين، ص۲۴۵، سورة التوبة، رقم الآية ۳۶)

اس کو بقیہ مہینوں میں بھی عبادت کی توفیق اور ہمت ہوتی ہے، اسی طرح جو شخص کوشش کرکے ان مہینوں میں اپنے آپ کو گناہوں اور بُرے کاموں سے بچالے، تو باقی سال کے مہینوں میں اس کو ان برائیوں سے بچنا آسان ہوجاتا ہے، اس لئے ان مہینوں سے فائدہ نہ اٹھانا ایک عظیم نقصان ہے۔ [1]

کعب احبار رضی اللہ عنہ کی روایت

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت ہے کہ:

---

[1] قوله تعالى :(منها أربعة حرم) وهى التى بينها النبى صلى الله عليه وسلم بأنها ذو القعدة وذو الحجة والمحرم ورجب، ,والعرب تقول :ثلاثة سرد وواحد فرد، وإنما سماها حرما لمعنيين :
أحدهما :تحريم القتال فيها، وقد كان أهل الجاهلية أيضا يعتقدون تحريم القتال فيها، وقال الله تعالى :(يسألونک عن الشهر الحرام قتال فيه قل قتال فيه كبير) .
والثانى :تعظيم انتهاک المحارم فيها بأشد من تعظيمه فى غيرها، وتعظيم الطاعات فيها أيضا .وإنما فعل الله تعالى ذلک لما فيه من المصلحة فى ترک الظلم فيها لعظم منزلتها فى حكم الله والمبادرة إلى الطاعات من الاعتماد والصلاة والصوم وغيرها، كما فرض صلاة الجمعة فى يوم بعينه، وصوم رمضان فى وقت معين، وجعل بعض الأماكن فى حكم الطاعات، ومواقعة المحظورات أعظم من حرمة غيره نحو بيت الله الحرام ومسجد المدينة، فيكون ترک الظلم والقبائح فى هذه الشهور والمواضع داعيا إلى تركها فى غيره، ومصير فعل الطاعات والمواظبة عليها فى هذه الشهور وهذه المواضع الشريفة داعيا إلى فعل أمثالها فى غيرها للمرور والاعتياد، وما يصحب الله العبد من توفيقه عند إقباله إلى طاعته، وما يلحق العبد من الخذلان عند إكبابه على المعاصى واشتهاره وأنسه بها، فكان فى تعظيم بعض الشهور وبعض الأماكن أعظم المصالح فى الاستدعاء إلى الطاعات وترک القبائح، ولأن الأشياء تجر إلى أشكالها، وتباعد من أضدادها، فالاستكثار من الطاعة يدعو إلى أمثالها، والاستكثار من المعصية يدعو إلى أمثاله (احكام القرآن للجصاص ج۳ص ۱۴۳، سورة التوبة)
اشهر الحرم وهى رجب وذو القعدة وذو الحجة والمحرم وهذه الأشهر كانت محرمة فى دين إبراهيم وإسماعيل عليهما السلام وكانت العرب تمسک به وكانوا يعظمون ويحرمون القتال فيها كما فى المدارک ثم ان تعظيمها الان باقية فى شريعتنا اولا فالجمهور قالوا ان حرمة القتال منسوخة لقوله تعالى فاقتلوا المشركين حيث وجدتموهم وأما تكثير الثواب فى هذه الأشهر فقد ثبت بالأخبار فالحرمة بهذا المعنى موجودة فى شريعتنا والله أعلم(انجاح الحاجة لمحمد عبد الغنى المجددى الحنفى "المتوفٰى: ۱۲۹۶ھ" مشمولة: شروح سنن ابنِ ماجه ،ص۱۲۵ ،ابواب الطهارة وسننها، باب ما جاء فى التقليس ،الناشر: قديمى كتب خانة – كراتشى)

اِخْتَارَ اللّٰہُ الْبِلَادَ فَأَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَى اللّٰہِ الْبَلَدُ الْحَرَامُ، وَاخْتَارَ الزَّمَانَ فَأَحَبُّ الزَّمَانِ إِلَى اللّٰہِ الْأَشْھُرُ الْحُرُمُ، وَأَحَبُّ الْأَشْھُرِ الْحُرُمِ إِلَى اللّٰہِ ذُو الْحِجَّةِ، وَأَحَبُّ ذِی الْحِجَّةِ إِلَى اللّٰہِ الْعَشْرُ الْأَوَّلُ، وَاخْتَارَ اللّٰہُ الْأَيَّامَ فَأَحَبُّ الْأَيَّامِ إِلَى اللّٰہِ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، وَاخْتَارَ اللَّيَالِيَ مِنْهَا فَأَحَبُّ اللَّيَالِي إِلَى اللّٰہِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ، وَاخْتَارَ اللّٰہُ السَّاعَاتِ فَأَحَبُّ سَاعَاتِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ إِلَى اللّٰہِ سَاعَاتُ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ، وَاخْتَارَ اللّٰہُ الْكَلَامَ فَأَحَبُّ الْكَلَامِ إِلَى اللّٰہِ: لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰہُ، وَاللّٰہُ أَكْبَرُ، وَسُبْحَانَ اللّٰہِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ (تعظيم قدر الصلاة لمحمد بن نصر المروزی، ج ا ص ۳۳۴، رقم الحديث ۳۲۶،ساعات الصلاة أفضل من غيرها، حلية الاولياء، ج۶، ص ۱۵، تكملة كعب الاحبار)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے شہروں کو چُنا، جن میں سے اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب شہر، بلدِ حرام (یعنی وہ شہر جو کہ حرم کی حد میں واقع ہے جو کہ مکہ مکرمہ) ہے، اور اللہ تعالیٰ نے زمانوں کو چُنا، جن میں سے اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب زمانہ عظمت والے (چار) مہینے (والا زمانہ) ہے، اور ان عظمت والے چار مہینوں میں اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ذو الحجۃ کا مہینہ ہے، اور ذو الحجۃ کے مہینے میں اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب پہلا عشرہ ہے، اور اللہ تعالیٰ نے دِنوں کو بھی چُنا، اور دِنوں میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو محبوب، جمعہ کا دن ہے، اور اللہ تعالیٰ نے راتوں کو بھی چُنا، جن میں سے اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب، لیلۃُ القدر ہے، اور اللہ تعالیٰ نے (دن رات کی) ساعات وگھڑیوں کو بھی چُنا، پس اللہ تعالیٰ کو دن رات کی سب سے زیادہ محبوب ساعتیں، فرض نمازوں کی ساعتیں ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے کلام کو بھی چُنا، پس اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب کلام ''لا الٰہ الا اللہ'' اور

''اللہ اکبر''اور''سبحان اللہ''اور''الحمد للہ'' ہے(تعظیم قدر الصلاۃ، حلیۃ الاولیاء)

اور بعض روایات میں مہینوں میں سے رمضان کے مہینے کو، اور زمین کے خطوں میں سے مساجد کو چُننے کا بھی ذکر ہے۔ [1]

مذکورہ تفصیل سے چار مہینوں کی فضیلت معلوم ہوئی، جن میں رجب کا مہینہ بھی داخل ہے۔ [2]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت

''زائدہ بن ابی الرقاد'' کی سند سے، حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث مروی ہے کہ:

---

[1] عن كعب قال اختار الله عزّ وجلّ البلاد، فأحب البلدان إلى الله عزّ وجلّ البلد الحرام، واختار الله الزمان فأحب الزمان إلى الله الأشهر الحرم، وأحب الأشهر إلى الله ذوالحجة، وأحب ذى الحجة إلى الله تعالى العشر الأول منه، واختار الله الأيام فاحب الأيام إلى الله يوم الجمعة، واختار الله الليالى فأحب الليالى إلا الله عزّ وجلّ ليلة القدر، واختار الله ساعات الليل والنهار فأحب الساعات إلى الله ساعات الصلوات المكتوبات، واختار الله الكلام فأحب الكلام إلى الله تعالى لا إله إلا الله، والله أكبر، وسبحان الله، والحمد لله، من قال لا إله إلا الله فهى كلمة الإخلاص كتب له بها عشرون حسنة، وحط عنه بها عشرون سيئة، ومن قال الله أكبر فذاك جلال الله كتب له بها عشرون حسنة، و محى عنه بها عشرون سيئة، ومن قال سبحان الله قال الله —عزّ وجلّ حين خلق خلقه استوى على العرش سبح له عرشه كتب له بها عشرون حسنة، ومحى عنه بها عشرون سيئة، ومن قال الحمد لله فذاك ثناء الله كتب الله له بها ثلاثين حسنة، ومحا عنه بها ثلاثين سيئة.

وروينا من وجه آخر عن كعب أنه قال: واختار الشهور فجعل منهن شهر رمضان، واختار البقاع فجعل منها المساجد (شعب الايمان للبيهقى، رقم الحديث٣٤٦٥، باب الصوم فى أشهر الحرم)

عن كعب، قال :ان الله تعالى اختار من ساعات الليل والنهار ساعات فجعل فيهن الصلوات واختار من الزمان أربعة حرما واختار من الشهور شهر رمضان واختار من الأيام يوم الجمعة واختار من الليالى ليلة القدر واختار من الأرض بقاع المساجد (حلية الاولياء، ج٦ ص١٥ ،تكملة كعب الاحبار)

[2] أفضل الشهور بعد رمضان شهر الله المحرم، ثم رجب، ثم باقى الاشهر الحرم، ثم شعبان(الإقناع فى حل ألفاظ أبى شجاع للخطيب الشربينى، ج ا ص ٢٢٦، كتاب الصيام، فصل فى الاعتكاف)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ رَجَبُ قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ رَجَبٍ وَّشَعْبَانَ وَبَارِكْ لَنَا فِيْ رَمَضَانَ (مسند احمد، رقم الحديث ٢٣٤٦)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم، رجب کا مہینہ داخل ہونے کے بعد یہ دعا کرتے تھے کہ: اے اللہ! ہمارے لئے رجب اور شعبان کے مہینوں میں برکت عطا فرمائیے، اور ہمارے لیے رمضان کے مہینے میں برکت عطا فرمائیے (مسند احمد)

اور ''زائدہ بن ابی الرقاد'' کی ہی سند سے، حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث میں درجِ ذیل الفاظ مروی ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ رَجَبٌ قَالَ: اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ رَجَبٍ، وَشَعْبَانَ، وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ (المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ٣٩٣٩، مسند البزار، رقم الحديث ٦٤٩٦، شعب الايمان للبيهقى، رقم الحديث ٣٥٣٤)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، رجب کا مہینہ داخل ہونے کے بعد یہ دعا کرتے تھے کہ: اے اللہ! ہمارے لئے رجب اور شعبان کے مہینوں میں برکت عطا فرمائیے، اور ہمیں رمضان کے مہینے تک پہنچا دیجیے (طبرانی، بزار)

مذکورہ حدیث میں ایک راوی ''زائد بن ابی رقاد'' پائے جاتے ہیں، جن کو محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے، اس لیے مذکورہ حدیث، سند کے اعتبار سے بعض اہلِ علم حضرات کے نزدیک ضعیف ہے۔ [1]

---

[1] قال شعيب الارنؤوط:
إسناده ضعيف، زائدة بن أبى الرقاد قال البخارى والنسائى: منكر الحديث، وقال أبو داود: لا أعرف خبره، وقال أبو حاتم: يحدث عن زياد النميرى، عن أنس أحاديث مرفوعة منكرة ولا ندرى منه أو من زياد، وزياد النميرى -وهو ابن عبد الله- ضعفه ابن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

چنانچہ مذکورہ حدیث کو روایت کرنے کے بعد امام طبرانی نے فرمایا کہ:

''اس حدیث میں ''زائدہ بن ابی الرقاد'' نے تفرد اختیار کیا ہے'' [1]

اور امام بزار نے فرمایا کہ:

''زائدہ بن ابی الرقاد'' جس حدیث میں تفرد اختیار کرتا ہے، اس کو منکر قرار دیا جاتا ہے'' [2]

اور امام بیہقی نے فرمایا کہ:

''اس حدیث کے ساتھ ''زائدہ بن ابی الرقاد'' نے تفرد اختیار کیا ہے، امام بخاری نے اس کو منکرُ الحدیث قرار دیا ہے''۔ [3]

اور علامہ ہیثمی نے فرمایا کہ:

''اس حدیث میں ''زائدہ بن ابی الرقاد'' پایا جاتا ہے، جس کو امام بخاری نے منکرُ الحدیث قرار دیا ہے، اور ایک جماعت نے اس کو مجہول قرار دیا ہے، اور بعض نے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

معين وأبو داود، وقال أبو حاتم: يكتب حديثه ولا يُحتج به، وذكره ابن حبان في "الثقات "وقال: يخطىء، ثم ذكره في "المجروحين "وقال: منكر الحديث يروى عن أنس أشياء لا تشبه حديث الثقات لا يجوز الاحتجاج به .وهذا الحديث من مسند أنس وليس من مسند ابن عباس.

وأخرجه ابن السني في "عمل اليوم والليلة (659) "، والبيهقي في "شعب الإيمان " (3815)من طريق عبيد الله بن عمر القواريري، بهذا الإسناد.

وأخرجه البزار (- 616كشف الأستار) ، وأبو نعيم في "الحلية 6/269 "من طريقين عن زائدة، به(حاشية مسند احمد، تحت رقم الحديث ۲۳۴۶)

[1] لا يروى هذا الحديث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم إلا بهذا الإسناد، تفرد به: زائدة بن أبي الرقاد "(المعجم الاوسط للطبراني، تحت رقم الحديث ۳۹۳۹)

[2] زائدة إنما ينكر من حديثه ما يتفرد به، قلت: لضعفه(كشف الاستار عن زوائد البزار، تحت رقم الحديث ۶۱۶، كتاب الصيام، باب فضل شهر رمضان)

[3] تفرد به زياد النميري و عند زائدة بن أبي الرقاد قال البخاري زائدة بن أبي الرقاد عن زياد النميري منكر الحديث (شعب الايمان ، تحت رقم الحديث ۳۵۳۴)

اس کو ثقہ قرار دیا ہے‘‘ [1]

علامہ ابنِ حجر نے بھی ’’زائدہ بن ابی الرقادؔ‘‘ کو ’’منکرُ الحدیث‘‘ قرار دیا ہے۔ [2]

اور امام بخاری نے بھی ’’زائدہ بن ابی الرقادؔ‘‘ کو ’’منکرُ الحدیث‘‘ قرار دیا ہے۔ [3]

بعض محدثین نے ’زائدہ بن ابی الرقادؔ‘ پر سخت جرح کی ہے، چنانچہ امام بخاری کی طرف سے ان کا ’’منکرُ الحدیث‘‘ ہونا گزر چکا ہے، اور ابو حاتم نے بھی ان کی حضرت انس رضی اللہ عنہ کی سند سے مرفوع احادیث کو منکر قرار دیا ہے۔

اور ابوداؤد نے فرمایا کہ میں اس کی حدیث کو نہیں جانتا، اور نسائی نے بھی ان راوی سے لاعلمی کا اظہار کیا ہے۔

البتہ قواریری نے کہا کہ اس کی روایت میں کوئی حرج نہیں ہے، اور میں نے اس کی ہر حدیث کو لکھا ہے۔ [4]

---

[1] رواه البزار، والطبراني في الأوسط، وفيه زائدة بن أبي الرقاد، وفيه كلام، وقد وثق(مجمع الزوائد ، ج۳ص ۱۴۰ ، تحت رقم الحديث ۴۷۷۴، باب في شهور البركة وفضل شهر رمضان)

رواه البزار وفيه زائدة بن أبي الرقاد قال البخاري :منكر الحديث وجهله جماعة (مجمع الزوائد، ج۲ ص ۱۶۵ ، تحت رقم الحديث ۳۰۰۶، باب في الجمعة وفضلها)

[2] زائدة ابن أبي الرقاد بضم الراء ثم قاف الباهلي أبو معاذ البصري الصيرفي منكر الحديث من الثامنة س(تقريب التهذيب، ص۲۱۳ ، تحت رقم الترجمة ۱۹۸۱ ، حرف الزاى)

[3] زائدة بن أبي الرقاد، عن زياد النميري وثابت، منكر الحديث، سمع منه محمد بن أبي بكر، كنيته أبو معاذ الباهلي(التاريخ الكبير للبخاري، ج۴ص ۴۹۸، تحت رقم الترجمة ۴۳۰۲، حرف الزاى، باب زائدة)

[4] قال المزي:

س: زائدة بن أبي الرقاد الباهلي، أبو معاذ البصري الصيرفي صاحب الحلي، صديق حماد بن زيد.روى عن: ثابت البناني، وزياد النميري، وعاصم الأحول (س) .

روى عنه: خالد بن خداش، وعبيد الله بن عمر القواريري، ومحمد بن أبي بكر المقدمي، ومحمد بن سلام الجمحي، ومحمد بن عمرو بن عثمان بن أبي الجعد البصري، ويحيى بن كثير العنبري (س) ، وأبو حفص النميري.

قال القواريري:لم يكن به بأس، وكتبت كل شيء عنده.

وقال أبو حاتم:يحدث عن زياد النميري عن أنس أحاديث مرفوعة منكرة، ولا ندرى منه

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

جس کی وجہ سے مذکورہ حدیث کو بعض اہلِ علم حضرات نے شدید ضعیف قرار دیا ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أو من زياد، ولا اعلم روى عن غير زياد فكنا نعتبر بحديثه.
وقال البخاري:منكر الحديث.وقال أبو داود:لا أعرف خبره .
وقال النسائي: لا أدرى من هو.وقال خالد بن خداش: حدثنا زائدة أبو معاذ صديق كان لحماد بن زيد.روى له النسائي حديثا واحدا عن، عاصم الأحول، عن عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده: تلك اللوطية الصغرى "(تهذيب الكمال للمزى، ج۹ص ۲۷۱ الىٰ ۲۷۳، باب الزاى، تحت رقم الترجمة ۱۹۴۹)

[1] قال أبو أسامة، سليم بن عيد الهلالي:
إسناده ضعيف جدًا؛ أخرجه أبو طاهر بن أبي الصقر في "مشيخته(7 /75 - 74) "، والحسن بن محمد الخلال في "فضائل شهر رجب- (1 /29 - 28) "ومن طريقه الرافعي في "التدوين في أخبار قزوين ,- (449 /3) "والحافظ ابن حجر العسقلاني في "تبيين العجب "(ص 18)، و"نتائج الأفكار"؛ كما في "الفتوحات الربانية "(4/334 335 -) - من طريق أبي القاسم ابن منيع البغوي به.
وأخرجه عبد الله بن أحمد في "زوائد المسند(259 /1) "، والبيهقي في "فضائل الأوقات (14 /105 - 104) "، و"شعب الإيمان (3815 /375 /3) "، وابن بشران في "الأمالي(1510 /282 /2) "، والرافعي في "التدوين (433 /3) "من طريق عبيد الله بن عمر القواريري به.
وأخرجه يوسف القاضي في كتاب "الصيام"؛ كما في "تبيين العجب "(ص 19) –وعنه الطبراني في "الدعاء- (911 /1226 /2) "ومن طريقه الحافظ ابن حجر العسقلاني في "نتائج الأفكار"؛ كما في "الفتوحات الربانية ,- (334 /3) "وأبو نعيم الأصبهاني في "حلية الأولياء (269 /6) "، وأبو طاهر بن أبي الصقر في "مشيخته" (80 /76 - 75)، والخطيب البغدادي في "الموضع(473 /2) "، وابن النجار في "ذيل تاريخ بغداد - (153 /1) "عن محمد بن أبي بكر المقدمي، والبزار في "مسنده 616 /295 - 294 /1) "و 961 /457) عن أحمد بن مالك القشيري، والطبراني في "المعجم الأوسط (3939 /189 /4) "من طريق عبد السلام بن عمر الجني ثلاثتهم عن زائدة بن أبي الرقاد به.
قال الطبراني:" لا يروى هذا الحديث عن رسول الله – صلى الله عليه وسلم – إلا بهذا الإسناد، تفرد به: زائدة بن أبي الرقاد."
قلت: وهو منكر الحديث؛ كما في "التقريب"، وشيخه زياد النميري ضعيف أيضا.
قال البيهقي؛ "تفرد به زياد النميري وعنه زائدة بن أبي الرقاد، قال البخاري: زائدة بن أبي الرقاد عن زياد النميري، منكر الحديث."

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

جواہلِ علم حضرات مذکورہ حدیث کوصرف ضعیف قرار دیتے ہیں، وہ ماہِ رجب کی فضیلت کی حد تک اس حدیث کوقبول کرتے ہیں۔ [1]

اور جوشدید ضعیف قرار دیتے ہیں، وہ فضیلت کی حد تک بھی اس کوقبول نہیں کرتے، تاہم ماہِ رجب کی مستحب درجہ میں فضیلت دوسرے معتبر دلائل سے پھر بھی ثابت ہے۔

بہرحال اگر کوئی مذکورہ حدیث کوشدید ضعیف قرار دے اور ماہِ رجب کی فضیلت کے سلسلہ میں اس حدیث کوقبول نہ کرے، تواس کی بھی گنجائش ہے۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

وقال الحافظ ابن حجر: " هذا حديث غريب."

وقال فی "تبيين العجب "(ص 19): " وزائدة بن أبی الرقاد روى عنه جماعة، وقال فيه أبو حاتم: " يحدث عن زياد النميری عن أنس أحاديث مرفوعة منكرة، فلا ندری منه أو من زياد، ولا أعلم روى عنه غير زياد؛ فكنا نعتبر حديثه "، وقال البخاری: " منكر الحديث "، وقال النسائی –بعد أن أخرج له حديثا فی "السنن" :-"لا أدری من هو "، وقال فی "الضعفاء" :"منكر الحديث"، وقال فی "الكنى" :"ليس بثقة "، وقال ابن حبان:" لا يحتج بخبره "أهـ.

وقال الهيثمی فی "مجمع الزوائد" :(165 /2) "رواه البزار؛ وفيه زائدة بن أبی الرقاد: قال البخاری: منكر الحديث، وجهله جماعة."

وقال " :(140 /3)رواه البزار والطبرانی فی "الأوسط"؛ وفيه زائدة بن أبی الرقاد وفيه كلام وقد وثق!! ."

وقال النووی فی "الأذكار "(- 491 /1بتحقيقی):" وروينا فی "حلية الأولياء" بإسناد فيه ضعف!! عن زياد النميری عن أنس"(عجالة الراغب المتمنی فی تخريج كتاب عمل اليوم والليلة ، ج٢ص ٧٤٦، ٧٤٧، تحت رقم الحديث ٦٢٠ ،باب ما يقول إذا أهل شهر رجب)

[1] وما روى إن الله أمر نوحا بعمل السفينة فی رجب وأمر المؤمنين الذين معه بصيامه موضوع: نعم روى بإسناد ضعيف أنه صلى الله عليه وسلم كان إذا دخل رجب قال اللهم بارک لنا فی رجب وشعبان وبلغنا رمضان ويجوز العمل فی الفضائل بالضعيف(تذكرة الموضوعات للفتنی، ص١١٧، كتاب العلم، باب الفاضلة من الأوقات والأيام والجمعة وعاشوراء والكحل وسعة الرزق وخلق كل شیء فيه والشهور وأيام النحس وما حدث فيها من البدع)

(قال: " اللهم بارک لنا ") ، أی: فی طاعتنا وعبادتنا ("فی رجب وشعبان، وبلغنا رمضان ") ، أی: إدراكه بتمامه، والتوفيق لصيامه وقيامه(مرقاة المفاتيح ، ج ٣ ص ١٠٢٢،١٠٢٣ ، كتاب الصلاة، باب الجمعة)

www.idaraghufran.org

بعض حضرات نے فرمایا کہ رجب کے بابرکت مہینہ کی ابتدائی رات میں دعا کی قبولیت زیادہ ہے۔

اسی وجہ سے بعض فقہاء نے بھی رجب کی پہلی رات میں عبادت ودعا کو مستحب قرار دیا ہے۔ [1]

اوراس کی بظاہر وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ رجب کا پورا مہینہ ہی بابرکت ہے، لہٰذا اس میں گناہوں سے بچنے اور نیک اعمال کوانجام دینے کی ضرورت ہے،اوراس کا اہتمام پہلی رات سے ہی ہوجانا چاہئے،واللّٰہ تعالیٰ أعلم۔

اس سلسلہ میں چند عبارات وحوالہ جات ذیل میں ملاحظہ فرمایئے۔

امام شافعی کا حوالہ

امام شافعی رحمہ اللہ اپنی تالیف ''کتاب الام'' میں فرماتے ہیں کہ:

وَبَلَغَنَا أَنَّهُ كَانَ يُقَالُ :إنَّ الدُّعَاءَ يُسْتَجَابُ فِيْ خَمْسِ لَيَالٍ فِيْ لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ، وَلَيْلَةِ الْأَضْحٰى، وَلَيْلَةِ الْفِطْرِ، وَأَوَّلِ لَيْلَةٍ مِّنْ رَجَبٍ، وَلَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ ...... قَالَ الشَّافِعِيُّ :وَأَنَا أَسْتَحِبُّ كُلَّ مَا حَكَيْتُ

---

[1] ذكر بعض الحنفية وبعض الحنابلة من جملة الليالى التى يستحب إحياؤها أول ليلة من رجب، وعلل ذلك بأن هذه الليلة من الليالى الخمس التى لا يرد فيها الدعاء، وهى: ليلة الجمعة، وأول ليلة من رجب، وليلة النصف من شعبان، وليلتا العيد.

ذهب بعض الحنابلة إلى استحباب إحياء ليلة النصف من رجب (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٢، ص ٢٣٦ و ٢٣٧، مادة ''احياء الليل'')

اختصت أول ليلة من ليالى رجب باستحباب قيامها، كما ذكر ذلك بعض الحنفية وبعض الحنابلة؛ لأنها من الليالى التى لا يرد فيها الدعاء (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٢، ص ٢٧٠، مادة ''اختصاص'')

يرى بعض الفقهاء أنه يستحب قيام أول ليلة من رجب؛ لأنها من الليالى الخمس التى لا يرد فيها الدعاء، وهى: ليلة الجمعة، وأول ليلة من رجب، وليلة النصف من شعبان، وليلتا العيد (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٣٤، ص ١٢٤، مادة ''قيام الليل'')

فِیْ هٰذِهِ اللَّيَالِيْ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَّكُوْنَ فَرْضًا (كتاب الام، ج ا، ص ٢٦٤، كتاب صلاة العيدين ،العبادة ليلة العيدين، السنن الكبرىٰ للبيهقى، ج٦ ص٦٢٧، تحت رقم الحديث ٦٣٦٥ باب عبادة ليلة العيدين ،معرفة السنن والأثار للبيهقى،تحت رقم الحديث ٢٠٢٨، فيض القدير للمناوى، ج ٦ ص ٣٨، تحت رقم الحديث ٨٣٤٢،اتحاف السادة المتقين للزبيدى، ج ٣ ص ٤١٠، كتاب اسرار الصلاة ، الباب السابع،فصل فى مسائل منثورة تتعلق بالعيدين)

ترجمہ: اور ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ یہ کہا جاتا تھا کہ پانچ راتوں میں دعا (زیادہ) قبول کی جاتی ہے، جمعہ کی رات میں اور عید الاضحیٰ کی رات میں، اور عید الفطر کی رات میں، اور رجب کی پہلی رات میں، اور نصف شعبان کی رات میں (اس روایت کے بعد) امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے جو کچھ ان راتوں کے بارے میں بیان کیا ان سب کو میں مستحب سمجھتا ہوں ،فرض نہیں سمجھتا (کتاب الام، معرفۃ السنن)

بعض مرفوع وغیر مرفوع روایات میں بھی یہ مضمون بیان کیا گیا ہے، لیکن تحقیق کرنے سے ظاہر ہوا کہ ان روایات کی سندوں پر محدثین نے کلام کیا ہے۔ [1]

---

[1] قال عبد الرزاق: وأخبرني من، سمع البيلماني يحدث عن أبيه، عن ابن عمر قال: "خمس ليال لا ترد فيهن الدعاء: ليلة الجمعة، وأول ليلة من رجب، وليلة النصف من شعبان، وليلتي العيدين "(مصنف عبدالرزاق،رقم الحديث ٧٩٢٧، كتاب الصيام، باب النصف من شعبان)

وفيما أنبأني أبو عبد الله الحافظ إجازة، وحدثنا به عنه الإمام أبو عثمان إسماعيل بن عبد الرحمن، أخبرنا أبو عبد الله محمد بن على بن عبد الحميد، حدثنا إسحاق بن إبراهيم، أخبرنا عبد الرزاق، أخبرني من سمع ابن البيلماني يحدث عن أبيه، عن ابن عمر، قال: " خمس ليال لا يرد فيهن الدعاء: ليلة الجمعة، وأول ليلة من رجب، وليلة النصف من شعبان، وليلة العيد وليلة النحر (شعب الايمان للبيهقى، رقم الحديث ٣٤٤٠، باب الصيام فى ليلة العيد)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

امام نووی کا حوالہ

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أنبأنا أبو عبد الله الحافظ، إجازة أن أبا عبد الله محمد بن على الصنعانى أخبرهم، حدثنا إسحاق بن إبراهيم، حدثنا عبد الرزاق، قال: أخبرنى من، سمع ابن السلمانى، يحدث عن أبيه، عن ابن عمر بن الخطاب، قال: خمس ليال لا يرد فيهن الدعاء ليلة الجمعة، وأول ليلة من رجب، وليلة النصف من شعبان، وليلتا العيد(فضائل الاوقات للبيهقى، رقم الحديث ١٤٩، باب فى فضل العيد)

محمد ابن عبد الرحمن ابن البيلمانى بفتح الموحدة واللام بينهما تحتانية ساكنة ضعيف وقد اتهمه ابن عدى وابن حبان من السابعة د ق(تقريب التهذيب،ص ٤٩٢، رقم الترجمة ٦٠٦٧،حرف الميم)

عبد الرحمن ابن البيلمانى مولى عمر مدنى نزل حران ضعيف من الثالثة(تقريب التهذيب ، ص٣٣٧، رقم الترجمة ٣٨١٩، حرف العين)

أخبرنا أبو طاهر محمد بن أحمد بن على بن حمدان، قال: حدثنا أبو على أحمد بن عبد الله بن محمد بن عبد الرحيم الأصفهانى العدل إجازة، قال: حدثنا أبو محمد عبد الرحيم بن أبى حاتم، إملاء، قال: حدثنا أبو زرعة، قال: حدثنا محمد بن المصفى الحمصى، قال: حدثنا بقية بن تمام بن نجيح، عن عطاء الخراسانى، قال: خمس ليال من أقامهن: أول ليلة من رجب يقومها , ويصبح صائما، وليلة النصف من شعبان يقومها يصبح صائما، وليلة الفطر يقومها ويصبح مفطرا، وليلة الأضحى يقومها , ويصبح مفطرا، وليلة عاشوراء يقومها , ويصبح صائما كتب الله له أجر شهيد فى حياته , وبعد مماته(ترتيب الأمالى الخميسية للشجرى، ج٢ص١١٠، رقم الحديث ١٧٨٤، فى ذكر الأيام العشر وعيد النحر وفضلها وما يتصل بذلك)

حدثنا عمر بن أحمد بن هارون المقرء ثنا أحمد بن الحسن الفقيه ثنا الحسن بن على ثنا سويد بن سعيد ثنا سلمة بن موسى الأنصارى بالشام عن أبى موسى الهلالى عن خالد بن معدان قال:خمس ليال فى السنة من واظب عليهن رجاء ثوابهن وتصديقا بوعدهن أدخله الله الجنة أول ليلة من رجب يقوم ليلها ويصوم نهارها وليلة النصف من شعبان يقوم ليلها ويصوم نهارها وليلة الفطر يقوم ليلها ويصوم نهارها وليلة الأضحى يقوم ليلها ويصوم نهارها وليلة عاشوراء يقوم ليلها ويصوم نهارها(فضائل شهر رجب،لأبى محمد الحسن بن محمد بن الحسن بن على البغدادى الخَلَّال "المتوفى : ٤٣٩هـ"رقم الحديث ١٧،صفحة ٧٥ ،مطبوعة: دار ابنِ حزم، بيروت، لبنان، الطبعة الاولىٰ 1996ء)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

وَاسْتَحَبَّ الشَّافِعِيُّ وَالْأَصْحَابُ الْإِحْيَاءَ الْمَذْكُورَ، مَعَ أَنَّ الْحَدِيثَ ضَعِيفٌ، لِمَا سَبَقَ فِي أَوَّلِ الْكِتَابِ أَنَّ أَحَادِيثَ الْفَضَائِلِ يُتَسَامَحُ فِيهَا، وَيُعْمَلُ عَلٰى وَفْقِ ضَعِيفِهَا(المجموع شرح المهذب، ج۵ص۴۳، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ العیدین)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قال المحقق أبو يوسف عبد الرحمن بن يوسف بن عبد الرحمن آل محمد:اسناده ضعيف، فيه ابوموسىٰ الهلالى، مجهول، كذافى المغنى فى الضعفاء "۲/۵۰۰"رقم ۷۷۶۲.
وسلمة بن موسىٰ الانصارى كذالک ، وانظر تعجيل المنفعة "رقم ۴۰۳" ص۱۶۲ (حواله بالا)

أخبرنا عبد الواحد بن على بن فهد ببغداد، أنبأ أبو الفتح بن أبى الفوارس، ثنا عمر بن أحمد الوراق، ثنا محمد بن هارون بن عبد الله، ثنا محمد بن يحيى الأزدى، ثنا محمد بن هانىء، ثنا عبد الله بن أبى سباق، عن الزهرى قال: كتب عمر بن عبد العزيز إلى عدى بن أرطأة وهو عامله على البصرة:أن عليک بأربع ليال من السنة، فإن الله –عز وجل– يفرغ فيهن الرحمة إفراغا، أول ليلة من رجب، وليلة النصف من شعبان، وليلة الفطر، وليلة الأضحى(الترغيب والترهيب لقوام السنة لابى القاسم اسماعيل بن محمد الاصبهانى، رقم الحديث ۱۸۵۱ ،فصل فى فضل صوم رجب)

نا على، نا يحيى بن عبد الله بن بكير، حدثنى المفضل بن فضالة، عن عيسى بن إبراهيم، عن سلمة بن سليمان الجزرى، عن مروان بن سالم، عن ابن كردوس، عن أبيه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحيا ليلة العيد، وليلة النصف من شعبان لم يمت قلبه يوم تموت القلوب(معجم ابن الاعرابى، رقم الحديث ۲۲۵۲، باب الدال)

وروى الخطيب فى غنية الملتمس بإسناد إلى عمر بن عبد العزيز أنه كتب إلى عدى بن أرطاة ": عليک بأربع ليال فى السنة ، فإن الله يفرغ فيهن الرحمة :أول ليلة من رجب ، وليلة النصف من شعبان ، وليلة الفطر ، وليلة النحر . "

وقال الشافعى :بلغنا أن الدعاء يستجاب فى خمس ليال :فى ليلة الجمعة ، وليلة الأضحى ، وليلة الفطر ، وأول ليلة من رجب ، وليلة النصف من شعبان . ذكره صاحب الروضة من زياداته ، ووصله ابن ناصر فى كتاب فضائل شعبان له ، وفيه حديث ذكره صاحب مسند الفردوس من طريق إبراهيم بن أبى يحيى ، عن أبى معشر ، عن أبى أمامة -هو ابن سهل -مرفوعا نحوه .

وقد روى ابن الأعرابى فى معجمه ، وعلى بن سعيد العسكرى فى الصحابة من حديث كردوس نحو حديث أبى أمامة ، وفى إسناده مروان بن سالم ، وهو تالف (التلخيص الحبير فى تخريج أحاديث الرافعى الكبير لابنِ حجر، ج۲ص۱۶۱ ، كتاب صلاة العيدين)

قال : أخبرنا عبدوس بن عبد الله إذناً ، أخبرنا عم والدى على بن عبد الله بن عبدوس ،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ترجمہ: اورامام شافعی، اوراُن کے اصحاب نے مذکورہ راتوں میں عبادت کو مستحب قراردیا ہے، باوجودیکہ یہ حدیث ضعیف ہے، کیونکہ کتاب کے شروع میں یہ بات گزرچکی ہے کہ فضائل کی احادیث میں چشم پوشی سے کام لیا جاتا ہے، اوراُس کے ضعیف ہونے کے موافق اس پر عمل کیا جاتا ہے (المجموع)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أخبرنا بن جعفر بن ، حدثنا على بن محمد بن مهرويه ، حدثنا إبراهيم بن محمد بن مرة الصنعانى ، حدثنا عبد القدوس بن مرداس ، حدثنا إبراهيم بن أبى يحيى ، عن أبى قعنب ، عن أبى أمامة ، قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : " خمس ليالٍ لا ترد فيها دعوة ، أول ليلة من رجب ، وليلة النصف من شعبان ، وليلة الجمعة ، وليلة العيدين (الغرائب الملتقطة من مسند الفردوس المسمى زهرة الفردوس، لابنِ حجر ، ج٤ص٢٠٢، ٢٠٣، رقم الحديث ١٤٩٦ ،حرف الخاء المعجمة)

والديلمى ما خرجه فى الفردوس ولكن خرجه ولده فى مسند الفردوس فقال:أخبرنا عبدوس بن عبد الله إذنا أخبرنا عم والدى على بن عبد الله بن عبدوس أخبرنا ابن جفر بن أدير ثنا على بن محمد بن مهرويه ثنا إبراهيم ابن محمد بن مرة الصنعانى ثنا عبد القدوس بن مرداس ثنا إبراهيم بن أبى يحيى عن أبى قعنب عن أبى أمامة به ، إبراهيم ضعيف وفى ابن قيس من لم أعرفه (المداوى لعلل الجامع الصغير وشرحى المناوى لابى الفيض احمد بن محمد الغمارى الحسنى، ج٣ص١٩١، تحت رقم الحديث ٣٩٥٢"١٦٦٣"حرف الخاء)

أخبرنا أبو الفتح نصر الله بن محمد حدثنا نصر بن إبراهيم أنبأنا أبو سعيد بندار بن عمر الرويانى أنبأنا أبو محمد عبد الله بن جعفر الخبازى أنبأ أبو على الحسن بن على بن محمد بن بشار الزاهد بهمذان قراء ة عليه من أصل سماعه أنبأنا على بن محمد القزوينى حدثنا إبراهيم بن محمد بن برة الصنعانى حدثنا عبد القدوس حدثنا إبراهيم بن أبى يحيى عن أبى قعنب عن ابى أمامة الباهلى قال قال رسول الله (صلى الله عليه وسلم) خمس ليال لا ترد فيهن الدعوة أول ليلة من رجب وليلة النصف من شعبان وليلة الجمعة وليلة الفطر وليلة النحر(تاريخِ دمشق لابنِ عساكر ج١٠ ص٤٠٨، تحت ترجمة "بندار بن عمر بن محمد بن أحمد أبو سعيد التميمى الرويانى" رقم الترجمة ٩٦٨، حرف الباء)

قلت : وفيه بندار بن عمر الرويانى :شيخ للفقيه نصر المقدسى قال النخشبى :كذاب(لسان الميزان ج٢ص٣٦٥، رقم الترجمة ١٦٢٩ ،حرف الباء)

(خمس ليال لا ترد فيهن الدعوة) من أحد دعى بدعاء سائغ متوفر الشروط والأركان والآداب (أول ليلة من رجب وليلة النصف من شعبان وليلة الجمعة وليلة الفطر) أى ليلة عيد الفطر (وليلة النحر) أى عيد الأضحى فيسن قيام هؤلاء الليالى والتضرع والابتهال فيها وقد كان السلف

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

زکریا بن محمد بن زکریا انصاری کا حوالہ

امام زکریا بن محمد بن زکریا انصاری شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

وَالدُّعَاءُ فِيهِمَا وَفِيْ لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ وَلَيْلَتَيْ أَوَّلِ رَجَبٍ وَنِصْفِ شَعْبَانَ مُسْتَجَابٌ فَيُسْتَحَبُّ (أسنى المطالب في شرح روض الطالب، ج ۱ ص ۲۸۲، كتاب صلاة العيدين ،فصل احياء ليلتى العيد بالعبادة)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

يواظبون عليه ، روى الخطيب فى غنية الملتمس أن عمر بن عبد العزيز كتب إلى عدى بن أرطاة عليك بأربع ليال فى السنة فإن الله تعالى يفرغ فيهن الرحمة ثم سردها (ابن عساكر) فى تاريخه (عن أبى أمامة) ورواه عنه أيضا الديلمى فى الفردوس فما أوهمه صنيع المصنف من كونه لم يخرجه أحد ممن وضع لهم الرموز غير سديد ورواه البيهقى من حديث ابن عمر وكذا ابن ناصر والعسكرى قال ابن حجر :وطرقه كلها معلولة (فيض القدير للمناوى ، ج۳ص ۴۵۴،۴۵۵، رقم الحديث ۳۹۵۲، حرف الخاء)

"خمس ليال لا ترد فيهن الدعوة: اول ليلة من رجب، وليلة النصف من شعبان، وليلة الجمعة، وليلة الفطر، وليلة النحر ."

موضوع

أخرجه ابن عساكر فى "تاريخ دمشق (276 - 10/275) "من طريق أبى سعيد بندار بن عمر بن محمد الروياني بسنده عن إبراهيم بن أبى يحيى عن أبى قعنب عن أبى أمامة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم.

أورده فى ترجمة بندار هذا، وروى عن عبد العزيز النخشبى أنه قال: "لا تسمع منه، فإنه كذاب ."

قلت: وإبراهيم بن أبى يحيى كذاب أيضا كما قال يحيى وغيره .وهو من شيوخ الشافعى الذين خفى عليه حالهم.

وأبو قعنب، لم أعرفه.

والحديث أورده السيوطى فى "الجامع "من هذا الوجه فأساء! ويبدو أن المناوى لم يقف على إسناده، فلم يتكلم عليه بشىء، ولكنه قال: "ورواه عن أبى أمامة أيضا الديلمى فى "الفردوس "، فما أوهمه صنيع المصنف من كونه لم يخرجه أحد ممن وضع لهم الرموز غير سديد، ورواه البيهقى من حديث ابن عمر، وكذا ابن ناصر والعسكرى .قال ابن حجر: وطرقه كلها معلولة ."

قلت: ومن هذه الطرق ما أخرجه أبو بكر بن لال فى "أحاديث أبى عمران الفراء "

(ق 64/2) وابن عساكر أيضا (3/217/2)من طريق إبراهيم بن محمد بن برة الصنعانى: حدثنا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ترجمہ: اور عیدین کی راتوں میں اور جمعہ کی رات میں اور رجب کی پہلی رات میں اور نصف شعبان کی رات میں دعا مستحب ہے (اسنی المطالب) [1]

ابنِ مفلح حنبلی کا حوالہ

شیخ ابنِ مفلح حنبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

وَيُسْتَحَبُّ إِحْيَاءُ مَا بَيْنَ الْعِشَاءَ يْنِ لِلْخَبَرِ.

قَالَ جَمَاعَةٌ :وَلَيْلَةِ عَاشُوْرَاءَ، وَلَيْلَةِ أَوَّلِ رَجَبٍ، وَلَيْلَةِ نِصْفِ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عبد القدوس بن الحجاج بن مرداس: حدثنا إبراهيم بن أبى يحيى عن ابن معتب عن أبى أمامة به.
كذا وقع عند ابن لال: " ابن معتب "، وعن ابن عساكر: " أبو قعيب "وعنده فى الطريق الأولى: "أبى قعنب "، وكل ذلك مما لم يوجد، ولعل الصواب أبو معتب وهو ابن عمرو الأسلمى، ذكره أبو حاتم فى "الصحابة "ولا يثبت كما قال ابن منده.
وعبد القدوس بن الحجاج الظاهر أنه أبو المغيرة الخولانى وهو ثقة، لكنى لم أر من سمى جده مرداسا .
وأما الراوى عنه ابن برة، فلم أعرفه، ولم يترجمه الحافظ فى "التبصير " كعادته.
وبالجملة فمدار هذه الطريق على إبراهيم بن أبى يحيى الكذاب.
ثم رأيته فى "مسند الفردوس "فى نسخة مصورة مخرومة (ص 130) من طريق إبراهيم ابن محمد بن مرة (كذا) الصنعانى: حدثنا عبد القدوس بن مرداس: حدثنا إبراهيم ابن أبى يحيى به.
وفى "الجرح والتعديل : (3/1/56) "
"عبد القدوس بن إبراهيم بن عبيد الله بن مرداس العبدرى من بنى عبد الدار الصنعانى روى عن إبراهيم بن عمر الصنعانى .روى عنه إسماعيل بن أبى أويس حديث المائدة ."
فلعله هو هذا، لكن وقع منسوبا لجده، وقوله فى الطريق المتقدمة: " ابن الحجاج "من زيادات بعض النساخ.
ثم إن فى "الديلمى " :"أبى قعنب "كما فى الطريق الأولى .والله أعلم(سلسلة الاحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ۱۴۵۲)

[1] ويستحب إحياء ليلتى العيد بالعبادة ولو كانت ليلة جمعة من صلاة وغيرها من العبادات ويحصل الإحياء بمعظم الليل وعن ابن عباس يحصل بصلاة العشاء جماعة والعزم على صلاة الصبح جماعة والدعاء فيهما وفى ليلة الجمعة وليلتى أول رجب ونصف شعبان نهاية ومغنى وأسنى (حاشية الشروانى على تحفة المحتاج بشرح المنهاج، ج۳ص ۵۱، كتاب الصلاة، باب صلاة العيدين)

شَعْبَانَ (المبدع فی شرح المقنع، لابنِ مفلح الحنبلی ج ۲ ص ۳۳، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ التطوع)

ترجمہ: مغرب اور عشاء کے درمیان نفلی عبادتوں میں مشغول رہنا مستحب ہے، حدیث کی وجہ سے، ایک جماعت نے فرمایا، اور عاشوراء کی رات، اور رجب کی پہلی رات اور نصف شعبان کی رات کو بھی نفلی عبادت مستحب ہے (المبدع)

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ رجب کا مہینہ فضیلت والا مہینہ ہے، اور اس کی فضیلت پہلی رات سے ہی شروع ہو جاتی ہے، اس وجہ سے پہلی رات میں دعا کی قبولیت کا بطورِ خاص بعض فقہاء نے روایات کی روشنی میں ذکر فرمایا ہے۔

مگر یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ بعض روایات میں رجب یا اس کی مخصوص تاریخوں کے بارے میں کچھ ایسے فضائل آئے ہیں، جو کہ بے اصل ہیں، اور محدثین نے ان کی تردید فرمائی ہے۔

اسی طرح رجب یا اس کی کسی رات کی کوئی مخصوص عبادت مقرر نہیں، جس کی تفصیل آگے آتی ہے۔

یہ بھی ملحوظ رہنا چاہئے کہ رجب کے مہینے کی فضیلت معراج کی وجہ سے نہیں ہے (جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے) کیونکہ اوّلاً تو معراج شریف کا اس مہینہ میں ہونا ہی متعین نہیں (جس کی تفصیل آگے آتی ہے، اور کسی روایتِ حدیث سے بھی معتبر طریقہ پر اس کا ثبوت نہیں، جیسا کہ پہلے گزرا)

دوسرے اس مہینے کی عظمت وفضیلت تو معراج کے واقعہ سے بھی بہت پہلے سے ثابت ہے، کیونکہ یہ مہینہ سال کے فضیلت وعظمت والے چار مہینوں میں سے ہے، جیسا کہ گزشتہ تفصیل سے معلوم ہوا۔

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

(فصل نمبر 3)

ماہِ رجب میں نفل روزوں کا حکم

گزشتہ تفصیل سے معلوم ہو چکا کہ رجب کا مہینہ عظمت وشرافت والے ان مہینوں میں سے ہے، جن کو عربی میں حرمت والے مہینے کہا جاتا ہے، اوران مہینوں میں عبادت وطاعت کی خاص فضیلت اسلام میں اب بھی باقی ہے، اورروزہ بھی عبادت وطاعت میں داخل ہے، اس نقطۂ نظر سے اس مہینہ میں نفلی روزہ رکھنا بھی باعثِ فضیلت ہے۔

اورحرمت والے مہینوں میں روزے رکھنے کا بطورِخاص بعض احادیث میں ذکر بھی ملتا ہے۔

نیز بعض محدثین وفقہائے کرام کی تصریحات سے بھی حرمت والے مہینوں میں روزے رکھنے کا مستحب ومندوب ہونا ثابت ہے۔

اور بعض روایات سے جو رجب کے مہینے میں روزہ رکھنے کی ممانعت کا شبہ ہوتا ہے، تو اولاً تو اس سلسلہ میں بعض روایات ضعیف ہیں۔

دوسرے محدثین نے ان روایات کا مطلب یہ بیان فرمایا ہے کہ زمانۂ جاہلیت کی طرح رجب کے روزوں کو ضروری نہ سمجھا جائے، اوراس مہینہ کو رمضان وعید کے مشابہ نہ بنایا جائے۔

کیونکہ جاہلیت کے زمانے میں بعض لوگوں کی طرف سے رجب کی تعظیم میں بہت غلو ہوا کرتا تھا، اوراس مہینے کے ساتھ رمضان جیسا برتاؤ ہوتا تھا، اوراسی وجہ سے اس مہینہ میں ایک رسم ''عتیرہ'' کے نام سے انجام دی جاتی تھی (جس کا آگے ذکر آتا ہے) خاص طور پر مضر نامی قبیلہ، رجب کی تعظیم میں بہت زیادہ غلو کیا کرتا تھا، یہاں تک کہ رجب کے مہینہ کی نسبت بھی اس غلو کرنے کی وجہ سے اس قبیلہ کی طرف کی جاتی تھی، اور''رجبُ مضر'' کہا جاتا تھا۔

شریعت نے اس مہینہ کی تعظیم میں غلو کرنے اور مذکورہ رسم سے منع کر دیا، لیکن کیونکہ اس

کاامکان تھا کہ بعض لوگ جو رجب کی تعظیم میں غلو کیا کرتے تھے، وہ اسلام لانے کے بعد بھی کہیں دیکھا دیکھی اسی طرح کی تعظیم وعقیدت کی بنیاد پر اس مہینہ میں روزہ نہ رکھنے لگیں، لہٰذا اس طرح کے عقیدہ کے ساتھ تو رجب کے مہینہ میں روزہ رکھنا منع ہوا، لیکن اگر اس طرح کے کسی عقیدے اور عمل میں بگاڑ نہ ہو، تو اس مہینہ کے حرمت وعظمت والا مہینہ ہونے کی بنیاد، پر اس مہینہ میں روزے رکھنا منع نہیں ہے، بلکہ جائز یا مستحب ہے۔ [1]

آگے احادیث وروایات کی روشنی میں اس مسئلہ کی کچھ تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی روایت

حضرت عثمان بن حکیم انصاری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ:

سَأَلْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ، عَنْ صَوْمِ رَجَبٍ وَنَحْنُ يَوْمَئِذٍ فِيْ رَجَبٍ فَقَال: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، يَقُوْلُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

---

[1] چنانچہ حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اہلِ جاہلیت رجب کی تعظیم میں غلو کرتے تھے، چنانچہ ''رسمِ عتیرہ'' اس پر شاہد ہے، جس کو حدیث ''لَا فَرَعَ وَلَا عَتِيْرَةَ'' سے منسوخ کیا گیا۔ بالخصوص قبیلۂ مضر سب سے زائد اس امر میں مبالغہ کرتے تھے۔ حتیٰ کہ اُن کی طرف رجب کی اضافت کی جاتی تھی۔ جیسا کہ احادیث میں ترکیب رجب مضر اس پر دال ہے۔ پس اس طور پر تخصیص کے ساتھ رجب کی تعظیم شعار، جاہلیت کا تھا۔ چونکہ احتمال تھا کہ بعض لوگ جو رجب کی تعظیم کرتے تھے اور اب مشرف باسلام ہو گئے تھے، شاید وہ لوگ، یا ان کی دیکھا دیکھی اور لوگ اس طرح کی تعظیم کے قصد سے اس میں روزہ نہ رکھنے لگیں۔ اس لئے شارع علیہ السلام نے اس کی ممانعت فرمادی۔ جس طرح بعض احادیث میں ''صوم یوم السَّبت'' سے نہی آئی ہے، حالانکہ اطلاق سے دلائل سے و نیز اجماع سے، اس کا جواز ثابت ہے۔ وہاں بھی یہی وجہ ہے کہ یہود کے دیکھا دیکھی تخصیصِ صوم کو ذریعۂ تعظیم نہ بنائیں، اسی طرح صیامِ رجب کی نہی کو سمجھنا چاہئے، پس اس حیثیت سے تو یہ منہی عنہ ٹھہرا۔ دوسری حیثیت رجب میں صرف شہرِ حرام ہونے کی ہے۔ جو اس میں اور بقیہ اشہر حرم میں مشترک ہے۔ پہلی حیثیت سے قطع نظر کر کے صرف اس دوسری حیثیت سے اس میں روزہ رکھنے کو مندوب فرمایا گیا، پس دونوں حدیثوں میں تعارض نہ رہا۔ لِاِخْتِلَافِ الْمَحْمَلَيْنِ كَمَا ذَكَرْنَا (امداد الفتاویٰ ج۲ ص۱۱۶، کتاب الصوم والاعتکاف، بعنوان: تحقیقِ حکمِ صومِ رجب، مطبوعہ: مکتبہ دار العلوم کراچی، سنِ طباعت: جولائی ۲۰۱۰ء)

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ حَتّٰى نَقُوْلَ: لَا يُفْطِرُ، وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُوْلَ: لَا يَصُوْمُ (صحيح مسلم،رقم الحديث ١١٥٦ "١٧٩" كتاب الصيام،باب صيام النبى صلى الله عليه وسلم فى غير رمضان، واستحباب أن لا يخلى شهرا عن صوم)

ترجمہ: میں نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے رجب کے روزوں کے بارے میں سوال کیا، اور ہم اس وقت رجب کے مہینے میں تھے، تو انہوں نے فرمایا کہ مجھ کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے خبر دی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (رجب کے مہینے میں) روزے رکھتے تھے، یہاں تک کہ ہم خیال کرتے تھے کہ اب روزہ نہیں چھوڑیں گے اور آپ کبھی روزہ چھوڑ بھی دیتے تھے، یہاں تک کہ ہم خیال کرتے تھے کہ اب روزہ نہیں رکھیں گے (مسلم)

فائدہ: اس حدیث کا یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینے میں کثرت سے روزے رکھتے تھے، جس سے اس مہینے میں روزوں کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

اور یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو تمام ہی مہینوں میں کثرت سے روزے رکھتے تھے، جن میں رجب کا مہینہ بھی شامل تھا۔

بہر حال اس حدیث سے اتنی بات ثابت ہوئی کہ رجب کے مہینے میں روزے رکھنا منع نہیں ہے، البتہ اگر کسی کے عقیدے میں بگاڑ ہو، تو الگ بات ہے۔ [1]

---

[1] ومطابقة الحديث بالباب بأن رجب من أشهر الحرم، فمعنى الحديث يمكن أن يقال فيه: كان يصوم أى من رجب حتى نقول: لا يفطرُ، فعلى هذا ثبت فضل الصوم فى رجب، فإنه – صلى الله عليه وسلم – كان يصوم فيه كثيرًا، ويمكن أن يقال: إنه – صلى الله عليه وسلم – كان يصوم من المشهور حتى نقول: لا يفطر، وفى الشهور التى كان يصوم فيها يدخل رجب.

وقال النووى فى شرح هذا الحديث: الظاهر أن مراد سعيد بن جبير بهذا الاستدلال أنه لا نهى عنه، ولا ندب فيه لعينه، بل له حكم باقى المشهور، ولم يثبت فى صوم رجب نهى ولا ندب لعينه، ولكن أصل الصوم مندوب إليه، وفى "سنن أبى داود :"أن رسول الله – صلى الله عليه وسلم – ندب إلى الصوم من الأشهر الحرم، ورجب أحدها، والله أعلم(بذل المجهود فى حل سنن ابى داوٗد ، ج ۴ ص ٦٣٦،كتاب الصيام، باب: فى صوم المحرم)

www.idaraghufran.org

ابن عباس رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ صِيَامِ رَجَبٍ كُلِّهٖ

(المعجم الكبير، للطبراني، رقم الحديث ١٠٦٨١، ج١٠ ص٢٨٧، سنن ابنِ ماجه، رقم الحديث ١٧٤٣)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب کے پورے مہینے میں روزے رکھنے سے منع فرمایا (طبرانی، ابنِ ماجہ)

اس حدیث سے بظاہر رجب کے مہینے میں روزے رکھنے کی ممانعت معلوم ہوتی ہے، لیکن اولاً تو اس حدیث کو سند کے لحاظ سے بعض اہلِ علم اور محدثین حضرات نے ضعیف کہا ہے۔ [1] اور بعض حضرات نے اس حدیث کو سند کے اعتبار سے غیر صحیح قرار دیا ہے۔ [2]

---

[1] قال شعيب الأرنؤوط :

إسناده ضعيف لضعف داود بن عطاء: وهو المُزني مولاهم .سليمان: هو ابن على بن عبد الله بن عباس .وأخرجه الطبراني في "المعجم الكبير (10681) "، والبيهقي في "شعب الإيمان (3814) "، والمزني في "تهذيب الكمال "في ترجمة زيد بن عبد الحميد 85 /10من طريق إبراهيم بن المنذر، بهذا الإسناد.(حاشية سنن ابنِ ماجه ، تحت رقم الحديث : ١٧٤٣)

[2] وقد استدل أصحابنا: بما روى داود بن عطاء عن زيد بن عبد الحميد عن سليمان ابن على بن عبد الله بن العباس عن أبيه عن ابن عباس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن صيام رجب.
قال المصنف:وهذا لا يصح، قال أحمد بن حنبل: لا يحدث عن داود بن عطاء، ليس بشيء .
(ز)قال أبو القاسم الطبراني: ثنا مسعدة بن سعد العطار.
(ح) وقال أبو بكر بن فورك [القباب] أنا أبو بكر بن أبى عاصم قالا: ثنا إبراهيم بن المنذر الحزامى ثنا داود بن عطاء ثنا زيد بن عبد الحميد بن عبد الرحمن بن زيد بن الخطاب عن سليمان بن على بن عبد الله ابن عباس عن أبيه عن عبد الله بن عباس أن رسول الله– صلى الله عليه وسلم نهى عن صيام رجب كله .ولم يقل ابن أبى عاصم: كله.رواه ابن ماجة عن إبراهيم بن المنذر .وقال البخارى وأبو زرعة في داود: منكر الحديث .وقال النسائي: ضعيف .وقال ابن حبان: لا يحتج به بحال (تنقيح التحقيق في احاديث التعليق لابن عبد الهادى، ج٣ص ٣٥٠، كتاب الصيام، مسألة :٣٧٨،يكره إفراد رجب بالصوم، خلافا لأكثر المتأخرين)

دوسرے اس حدیث میں پورے رجب کے مہینے میں روزے رکھنے کا ذکر ہے، اور اس ممانعت کی بظاہر وجہ یہ ہے تاکہ زمانۂ جاہلیت کے طریقے اور ماہِ رمضان کے ساتھ مشابہت لازم نہ آئے، جس میں پورے مہینے کے روزے رکھے جاتے ہیں۔ واللّٰہ تعالٰی أعلم ۔ ؎1

ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تیسری روایت

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت کے الفاظ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

چنانچہ مصنف عبدالرزاق میں حضرت عطاء سے مروی ہے کہ:

كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَنْهٰى عَنْ صِيَامِ رَجَبٍ كُلِّهٖ؛ لِأَنْ لَّا يُتَّخَذَ عِيْدًا (مصنف عبد الرزاق، رقم الحديث ۷۸۵۴، کتاب الصيام، باب صيام اشهر الحرم) ؎2

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ، رجب کے پورے مہینے کے روزوں سے منع فرماتے تھے، تاکہ اس کو عید نہ بنالیا جائے (مصنف عبدالرزاق)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ کا مطلب یہ تھا کہ جس طرح رمضان کے پورے روزے رکھ کر بعد میں عید منائی جاتی ہے، اسی طرح رجب کے پورے مہینے کے روزے رکھنے سے اس کو رمضان اور عید کے مشابہ نہ کردیا جائے۔

پس اس سے معلوم ہوا کہ اگر مذکورہ خرابی سے بچ کر، ماہِ رجب میں، حسبِ قدرت جتنے ہوسکیں نفلی روزے رکھے جائیں، تو کوئی حرج نہیں۔ ؎3

؎1 قلت وهو محمول على اعتقاد وجوبه كما كان فى الجاهلية وإلا فلم يقل أحد من العلماء بكراهة صومه(الموضوعات الكبرىٰ لمنلا على القارى، ص ۴۶۱، حرف النون)

؎2 قال ابن حجر: وهذا اسناد صحيح(تبيين العجب فيما فى فضل رجب لابن حجر، ص۴۸، الحديث الثانى والثلاثون)

؎3 وروينا فى "كتاب أخبار مكة "لأبى محمد الفاكهى، بإسناد لا بأس به، عن ابن عباس - رضى الله عنهما -أنه قال :لا تتخذوا رجبا عيدا، ترونه حتما مثل شهر رمضان، إذا أفطرتم منه صمتم وقضيتموه .وقال عبد الرزاق فى "مصنفه"، عن ابن جريج، عن عطاء ، كان ابن عباس،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

عمر رضی اللہ عنہ کی روایت

حضرت خرشہ بن حر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

رَأَیۡتُ عُمَرَ بۡنَ الۡخَطَّابِ، یَضۡرِبُ أَکُفَّ الرِّجَالِ فِیۡ صَوۡمِ رَجَبَ، حَتّٰی یَضَعُوۡنَهَا فِی الطَّعَامِ، وَیَقُوۡلُ رَجَبُ وَمَا رَجَبُ؟إِنَّمَا رَجَبُ شَهۡرٌ کَانَ یُعَظِّمُهُ أَهۡلُ الۡجَاهِلِیَّةِ، فَلَمَّا جَاءَ الۡإِسۡلَامُ تُرِکَ (المعجم الاوسط للطبرانی،رقم الحدیث ۷۶۳۶، باب المیم، من اسمه محمد)

ترجمہ: میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ رجب کے روزہ داروں کو تنبیہ فرماتے تھے، یہاں تک کہ ہاتھ پکڑ کر کھانا کھلاتے تھے، اور فرماتے تھے رجب، اور رجب کیا چیز ہے؟ سنو! رجب وہ مہینہ ہے جسے جاہلیت کے لوگ معظم مانتے تھے، لیکن اسلام نے آکر اس (کی مخصوص حیثیت) کو ترک کردیا (طبرانی) [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ینهی عن صیام رجب کله :ألا یتخذ عیدا .وهذا إسناد صحیح .

ومثل هذا :ما رویناه فی سنن سعید بن منصور أخبرنا سفیان -یعنی ابن عیینة، عن مسعر، عن وبرة، هو ابن عبد الرحمن عن خرشة بن الحر، أن عمر بن الخطاب -رضی الله عنه -کان یضرب أیدی الرجال فی رجب إذا رفعوها عن الطعام حتی یضعوها فیه، ویقول :إنما هو شهر کان أهل الجاهلیة یعظمونه .

وروی نحو ذلک، عن أبی بکرة.

فهذا النهی منصرف إلی من یصومه معظما لأمر الجاهلیة .أما إن صامه لقصد الصوم فی الجملة، من غیر أن یجعله حتما، أو یخص منه أیاما معینه یواظب علی صومها، أو لیال معینة یواظب علی قیامها، بحیث یظن أنها سنة .فهذا من فعله من السلامة مما استثنی، فلا بأس به .فإن خص ذلک، أو جعله حتما فهذا محظور(تبیین العجب بما ورد فی فضل رجب لابن حجر، ص۴۸،۴۹، الحدیث الثانی والثلاثون، والثالث والثلاثون)

[1] عن خرشة بن الحر قال: رأیت عمر یضرب أکف الناس فی رجب ،حتی یضعوها فی الجفان ، ویقول: کلوا، فإنما هو شهر کان یعظمه أهل الجاهلیة(مُصنف ابن أبی شیبة،رقم الحدیث ۹۸۵۱، کتاب الصوم،باب فی صوم رجب ، ما جاء فیه)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا رجب کے مہینے کے روزہ داروں کو منع کرنا، اسی وجہ سے تھا کہ لوگ زمانۂ جاہلیت کے اثر کی وجہ سے اس مہینے کے پورے دنوں میں روزے رکھنے میں بہت غلو سے کام لیتے تھے، اور پورے مہینے روزے رکھنے کو رمضان کی طرح ضروری قرار دیتے تھے۔ پس اگر ضروری نہ سمجھا جائے، اور کچھ دن روزے رکھے جائیں، اور کچھ دن ناغہ بھی کر دی جائے، تو ممانعت کی کوئی وجہ نہیں۔ [1]

---

[1] وإنما معناه خوف بأن يتخذوه سُنة مثل رمضان(البدع لابنِ وضاح،ص ۹۰، تحت رقم الحديث ۱۰۵ ،ما جاء فی اتباع الآثار)

وعزاه ابن عبد الهادی فی (تنقيح التحقيق)(۲/۶۲/۱)لسعيد بن منصور من طريق أخرى عن وبرة مثل رواية ابن أبی شيبة .

"وبإسناده عن ابن عمر انه :(كان إذا رأى الناس وما يعدونه لرجب كرهه وقال :صوموا منه وأفطروا "(ص:۲۳۰)صحيح .أخرجه ابن أبی شيبة (۲/۱۸۲/۲)وكيع عن عاصم بن محمد عن أبيه قال :فذكره دون قوله :(صوموا منه وأفطروا) .

قلت :وهذا سند صحيح على شرط الشيخين .ولم أقف الان على سند أحمد لنعرف منه صحة هذه الزيادة " صوموا وأفطروا " وإن كان يغلب على الظن صحتها وهی نص على أن نهی عمر رضی الله عنه عن صوم رجب المفهوم .من ضربه للمترجبين كما فی الاثر المتقدم ليس نهيا لذاته بل لكی لا يلتزموا صيامه ويتموه كما يفعلون برمضان وهذا ما صرح به بعض الصحابة فقد أورد ابن قدامة فی "المغنی "(۳/۱۶۷)عقب اثر ابن عمر هذا من رواية أحمد عن أبی بكرة :" أنه دخل على أهله وعندهم سلال جدد وكيزان فقال :ما هذا ؟ فقالوا :رجب نصومه فقال :أجعلتم رجب رمضان ؟ !فأكفا السلال وكسر الكيزان"

ثم قال ابن قدامة عقبه :"قال أحمد :من كان يصوم السنة صامه والا فلا يصومه متواليا يفطر فيه ولا يشبه برمضان" .

ويظهر أن رأی ابن عمر فی كراهة صوم رجب كله كان شائعا عنه فی زمانه وأن بعض الناس أساء فهما عنه فنسب إليه أنه يقول بتحريم هذا الصوم فقد قال عبد الله مولى أسماء بنت أبی بكر : "أرسلتنی أسماء إلى عبد الله بن عمر فقالت بلغنی أنک تحرم أشياء ثلاثة :العلم فی الثوب وميثرة الارجوان وصوم رجب كله !فقال لی عبد الله :أما ما ذكرت من رجب فكيف بمن يصوم الابد ''

أخرجه مسلم (۶/۱۳۹)وأحمد(۱/۲۶)

وعليه يشكل قوله فی هذه الرواية :" فكيف بمن يصوم الابد " فقد فسروه بانه إنكار منه لما بلغ أسماء من تحريمه وإخبار منه أنه يصوم رجبا كله وأنه يصوم الابد .كما فی شرح مسلم للنووی و"السراج الوهاج "لصديق حسن خان(۲/۲۸۵)

فلعل التوفيق بين صومه لرجب وكراهته لذلک أن تحمل الكراهة على افراد رجب بالصوم كما

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

خلاصہ یہ کہ اگر مذکورہ خرابیوں سے بچ کر رجب کے مہینہ کی فضیلت کی بنیاد پر مستحب سمجھتے ہوئے، حسبِ قدرت نفل روزوں کا اہتمام کیا جائے، تو یہ نہ صرف یہ کہ جائز ہے، بلکہ باعثِ اجروثواب اور مستحب ہے۔

یہی وجہ ہے کہ کئی احادیث وروایات سے رجب کے مہینے کے روزوں کا جواز اور استحباب ثابت ہے۔

کیونکہ رجب کا مہینہ چار عظمت والے مہینوں میں سے ہے، جن میں دوسرے نیک اعمال کی طرح روزہ کا اجروثواب بھی زیادہ ہے۔

ابومجیبہ باہلی کی روایت

چنانچہ ابومجیبہ باہلی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک صحابی کو خطاب کرتے ہوئے) ارشاد فرمایا کہ:

صُمْ شَهْرَ الصَّبْرِ وَيَوْمًا مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ قَالَ زِدْنِيْ فَإِنَّ بِيْ قُوَّةً قَالَ صُمْ يَوْمَيْنِ قَالَ زِدْنِيْ قَالَ صُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ قَالَ زِدْنِيْ قَالَ صُمْ مِنَ الْحُرُمِ وَاتْرُكْ صُمْ مِنَ الْحُرُمِ وَاتْرُكْ صُمْ مِنَ الْحُرُمِ وَاتْرُكْ وَقَالَ بِاَصَابِعِهِ الثَّلَاثَةِ فَضَمَّهَا ثُمَّ اَرْسَلَهَا (سنن ابی داؤد ،رقم الحديث ۲۴۲۸، كتاب الصوم، باب فی صوم أشهر الحرم ، سنن ابن ماجه رقم الحديث ۱۷۴۱)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

يفرد رمضان به فاما صيامه فی جملة ما يصوم فليس مكروها عنده .والله أعلم .

لكننا نرى أن صوم الدهر لا يشرع ولو لم يكن فيها أيام العيد المنهى عن صيامها لقوله صلى الله عليه وسلم :"لا صام ولا أفطر" رواه مسلم وغيره كما تقدم فی الحديث(۹۵۲) وراجع لهذا (السراج الوهاج)(۱/۳۸۷،۳۸۸) .

ومن الغريب أن المؤلف رحمه الله لم يتعرض لصوم الدهر بذكر البتة وإن كان صنيعه يشعر بجوازه عنده لانه ذكر ما يكره وما يحرم من الصوم ولم يذكر فيه صوم الدهر .واختار ابن قدامة رحمه الله أنه مكروه فراجع كتابه "المغنی"(۳/۱٦۷)(إرواء الغليل فی تخريج أحاديث منار السبيل، ج۴ص ص۱۱۴ الیٰ ۱۱٦، تحت رقم الحديث ۹۵۸، كتاب الصيام)

www.idaraghufran.org

ترجمہ: صبر یعنی رمضان کے مہینے کے روزے رکھواور ہر مہینے میں ایک دن کا روزہ رکھ لیا کرو، ان صحابی نے عرض کیا کہ مجھے اس سے زیادہ کی طاقت ہے، لہٰذا میرے لئے اور اضافہ کردیجئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مہینے میں دودن روزہ رکھ لیا کیجئے، پھران صحابی نے عرض کیا کہ میرے لئے اوراضافہ فرمادیجئے (کیونکہ مجھے اس سے زیادہ کی طاقت ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مہینے میں تین دن روزہ رکھ لیا کیجئے، پھران صحابی نے عرض کیا کہ میرے لئے اوراضافہ فرمادیجئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اَشْہُرِ حُرُم (یعنی ذیقعدہ، ذی الحجہ، محرم، اوررجب کے مہینوں) میں روزہ رکھواور چھوڑو (آپ نے یہ بات تین مرتبہ ارشادفرمائی) اورآپ نے اپنی تین انگلیوں سے اشارہ فرمایا، ان کوساتھ، ملادیا، پھرچھوڑ دیا (یعنی کہ ان مہینوں میں تین دن روزہ رکھوپھرتین دن ناغہ کرواوراسی طرح کرتے رہو) (ابوداود، ابنِ ماجہ)

مذکورہ روایت کے ایک راوی ''مجیبہ باہلیہ'' کوبعض حضرات نے مجہول کہا ہے، یعنی ان کے بارے میں معلوم نہیں کہ کون ہیں؟ جس کی وجہ سے اس حدیث کوبعض اہلِ علم حضرات نے ضعیف قراردیا ہے۔ ۱

---

۱ قال شعیب الأرنؤوط :

إسناده ضعيف لجهالة مجيبة الباهلية، وذكر بعضهم أن مجيبة رجل، وقيل فيه: أبو مجيبة .حماد: هو ابن سلمة، سعيد الجريرى: هو ابن إياس، وأبو السليل: هو ضريب بن نقير.وأخرجه ابن ماجه (1741)، والنسائى فى "الكبرى (2756) "من طريق سفيان الثورى، عن سعيد الجريرى، بهذا الإسناد .وقال ابن ماجه فيه: عن أبى مجيبة الباهلى عن أبيه أو عن عمه.وهو فى "مسند أحمد.(20323) "(حاشية سنن أبى داود)

وفى تمام المنة :

قوله تحت عنوان: صوم الأشهر الحرم: " فعن رجل من باهلة أنه أتى النبى صلى الله عليه وسلم فقال: يا رسول الله أنا الرجل الذى جئتك عام الأول فقال: ... " صم من الحرم واترك ."رواه أحمد وأبو داود وابن ماجه والبيهقى بسند جيد."

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

لیکن علامہ ابنِ حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس حدیث میں اگرچہ بعض راوی غیر معروف ہیں، لیکن رجب کے مہینے میں روزوں کا مستحب ہونا، اس وجہ سے بھی ثابت ہے کہ یہ مہینہ ''اشہرِ حرم'' میں داخل ہے۔ [1]

اور بر سبیلِ تسلیم مذکورہ حدیث میں ان چار مہینوں کے اندر روزہ رکھنے کا جو طریقہ بتلایا گیا ہے ضروری نہیں کہ ہر شخص اس طریقہ پر عمل کرے، بلکہ جس طرح اور جتنے روزے کوئی رکھ سکتا ہو، اس کی اجازت ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابی کے لئے یہی طریقہ مناسب سمجھا تھا، اس لئے ان کی شان اور حالت کے مطابق یہ طریقہ تجویز فرمادیا۔

انس رضی اللہ عنہ کی روایت

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی سند سے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

''جس نے شہرِ حرام والے مہینے میں جمعرات اور جمعہ اور ہفتہ کے، تین روزے رکھے، اس کے لیے دوسال کی عبادت کا ثواب لکھا جائے گا''۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ قلت: ليس بجيد الإسناد لأنه اضطرب راويه فيه على وجوه ذكرها الحافظ فی "التهذيب "ومن قبله المنذری فی "مختصر السنن "ثم قال: "وقد وقع فيه هذا الاختلاف كما تراه وأشار بعض شيوخنا إلى تضعيفه لذلک وهو متوجه." قلت: وفيه علة أخرى وهی الجهالة (تمام المنة فی التعليق على فقه السنة، ج ۱ ص ۴۱۳، ومن صيام التطوع)

[1] ففی هذا الخبر - وإن كان فی إسناده من لا يعرف -ما يدل على استحباب صيام بعض رجب، لأنه أحد الأشهر الحرم (تبيين العجب فيما فی فضل رجب لابن حجر، ص ۱۴، الحديث الثانی)

[2] حدثنا أحمد قال: نا محمد بن يحيى بن ضريس الفيدی قال: نا يعقوب بن موسى المدنی، عن مسلمة، عن راشد أبی محمد المدنی قال: سمعت أنس بن مالک يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من صام ثلاثة أيام من شهر حرام: الخميس والجمعة والسبت، كتب له عبادة سنتين.

لم يرو هذا الحديث عن مسلمة إلا يعقوب، تفرد به: محمد بن يحيى (المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ۱۷۸۹، باب الالف، من اسمه احمد)

اس حدیث کی سند میں ایک راوی ''مسلمہ بن راشد حمانی'' پایا جاتا ہے، جس کو محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے، اور بعض نے اس کو حدیث میں مضطرب قرار دیا ہے۔ [1]

اس حدیث کے ضعیف ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ مذکورہ سند سے مروی ایک روایت میں دوسال کے ثواب کے بجائے، سات سوسال، اور ایک روایت میں نوسوسال کے ثواب کا ذکر آیا ہے۔ [2]

جس کی وجہ سے مذکورہ حدیث کی سند کا ضعیف ہونا راجح معلوم ہوا۔ [2]

---

[1] قال الهيثمي: رواه الطبراني في الأوسط عن يعقوب بن موسى المدني عن مسلمة، ويعقوب مجهول ومسلمة هو ابن راشد الحماني ;قال فيه أبو حاتم الرازي: مضطرب الحديث .وقال الأزدي في الضعفاء: لا يحتج به، وأورد له هذا الحديث .وأبوه راشد بن نجيح أبو محمد الحماني أخرج له ابن ماجه، وقال أبو حاتم: صالح الحديث .وذكره ابن حبان في الثقات، وقال: ربما أخطأ، وقال ابن الجوزي: إنه مجهول .وليس كما قال: فقد روى عنه حماد بن زيد وابن المبارك وأبو نعيم الفضل بن دكين وآخرون(مجمع الزوائد، ج٣ص ١٩١، تحت رقم الحديث ٥١٥١)

[2] أخبرنا أبو عبد الرحمن محمد بن الحسين السلمي، حدثنا محمد بن محمد بن يعقوب الحجاجي الحافظ، أنبأنا أحمد بن محمد بن يزيد، وابن عفير قالا: حدثنا محمد بن يحيى بن الضريسي، يفيد، حدثنا يعقوب بن موسى، عن مسلمة بن راشد، عن راشد أبي محمد، عن أنس، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من صام ثلاثة أيام من شهر حرام الخميس والجمعة والسبت كتبت له عبادة سبعمائة سنة(فضائل الاوقات للبيهقي،ص٥٣٧، رقم الحديث ٣٠٨،باب في فضل صوم ثلاثة أيام من كل شهر الخ)

حدثنا أبو الخير زهير بن محمد بن يعقوب الملطي في سنة ست وأربعين وثلاثمائة: نا أبو يعلى محمد بن أحمد بن عبيد الله الأقطع السلمي بملطية: نا محمد بن يحيى بن ضريس الفيدي بفيد: نا يعقوب بن موسى: نا مسلمة بن راشد عن راشد أبي محمد.

عن أنس بن مالك قال: قال رسول الله – صلى الله عليه وسلم –: " من صام في كل شهر حرام: الخميس والجمعة والسبت كتبت له عبادة تسعمائة سنة ."(الروض البسام بترتيب وتخريج فوائد تمام، ج٢ص ١٩٥، رقم الحديث ٥٨٩، ابواب صوم التطوع، باب: صوم ثلاثة أيام من الشهر الحرام)

[2] وأما حديث أنس عن النبي صلى الله عليه وسلم: " من صام من شهر حرام: الخميس والجمعة، والسبت – كتبت له عبادة سبعمائة سنة "فرويناه في فوائد تمام الرازي .وفي سنده ضعفاء ومجاهيل(تبيين العجب بما ورد في شهر رجب لابنِ حجر، ص ١٤، الحديث الثالث)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی روایت

حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت اسماء نے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی طرف کچھ سوالات کے لئے بھیجا، جن میں ایک سوال یہ بھی تھا کہ آپ رجب کے پورے مہینے کے روزوں کو حرام قرار دیتے ہیں، تو حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

أَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ صَوْمِ رَجَبٍ ، فَكَيْفَ بِمَنْ يَّصُوْمُ الْأَبَدَ ؟

(مسنداحمد، رقم الحدیث ۱۸۱) [1]

ترجمہ: آپ نے جو رجب کے روزے کے بارے میں ذکر کیا، تو وہ شخص (رجب کے مہینے میں روزہ رکھنے کو) کیونکر حرام قرار دے سکتا ہے، جو ہمیشہ روزہ رکھتا ہو (مسنداحمد)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾(من صام ثلاثة أيام من شهر حرام :الخميس والجمعة والسبت؛ كتب له عبادة سنتين). ضعيف.أخرجه الطبرانى فى "الأوسط "(- 1 /106 /1زوائده) ، وتمام فى "الفوائد "(127 /8) ، وعنه ابن عساكر (230 /6) ، وأبو عمر بن منده فى "أحاديثه "(2 /20) ، وأبو محمد الخلال فى "فضل رجب "(2 /14) ، والخطيب فى "الموضح "(67 /1) ، وأبو الغنائم الدجاجى فى "حديث ابن شاه "(2 /2) ، وابن الجوزى فى "مسلسلاته "(الحديث 53) ، وعبد الغنى المقدسى فى "الفوائد"(3-2 /15) كلهم عن يعقوب بن موسى المدنى عن مسلمة بن راشد عن راشد أبى محمد عن أنس مرفوعا به -واللفظ للطبرانى .-وقال الآخرون ":تسع مئة سنة "بدل" :سنتين !"إلا الدجاجى فقال":كتب الله له مئة رحمة."

قلت :وهذا إسناد ضعيف؛ مسلمة بن راشد -وهو الحمانى -؛ قال أبو حاتم الرازى ":مضطرب الحديث ."وقال الأزدى":لا يحتج به."

قلت :ووالده راشد أبو محمد -راوى الحديث عن أنس -؛ قال ابن أبى حاتم (484 /2 /1) عن أبيه":صالح الحديث."وقد ذكر نحو هذا الهيثمى فى "مجمع الزوائد "(191 /3).

وأما ما نقله المناوى عنه أنه قال ":ويعقوب مجهول، ومسلمة؛ إن كان الخشنى فهو ضعيف، وإن كان غيره فلم أعرفه!"أقول :فلعل هذا فى مكان آخر من "المجمع "غير المكان الذى أشرت إليه؛ فإنه قد صرح فيه بأنه ابن راشد الحمانى؛ الذى ضعفه أبو حاتم والأزدى كما تقدم .والله أعلم(سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة للالبانى، تحت رقم الحديث ۴۶۱۱)

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط مسلم ، رجاله ثقات رجال الشيخين غيرَ عبد الملك -وهو ابن أبى سليمان العرزمى -فمن رجال مسلم (حاشية مسنداحمد)

مطلب یہ تھا کہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو یہ خبر پہنچی تھی کہ وہ رجب کے پورے مہینے کے روزے رکھنے سے منع کرتے ہیں، وہ درست خبر نہیں تھی۔

اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ خود کثرت سے روزے رکھتے تھے، جس میں رجب کا مہینہ بھی شامل تھا۔ [1]

اور حضرت سالم سے روایت ہے کہ:

أَنَّ ابْـنَ عُـمَـرَ كَانَ يَصُوْمُ أَشْهُرَ الْحُرُمِ (مصنف عبد الرزاق، رقم الحديث ٧٨٥٦، كتاب الصيام، باب صيام اشهر الحرم)

ترجمہ: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ چار عظمت والے مہینوں (یعنی ذیقعدہ، ذی الحجہ، محرم اور رجب) میں روزے رکھا کرتے تھے (عبدالرزاق)

اس سے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں مزید وضاحت ہوگئی کہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ رجب کے مہینے میں روزہ کو منع تو کیا فرماتے، وہ تو خود عظمت والے مہینوں میں بطورِ خاص روزے رکھتے تھے، جن میں رجب کا مہینہ بھی شامل تھا۔

اور کنز العمال میں یہ حدیث نقل کی گئی ہے کہ حضرت عروہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ:

هَلْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ يَصُوْمُ فِيْ رَجَبَ ؟ قَالَ نَعَمْ وَيُشَرِّفُهُ (كنز العمال، ج ٨ ص ٦٥٧، رقم الحديث ٢٤٦٠١، بحواله ابوالحسن على بن محمد بن شجاع الربعي فى فضل رجب، ورجالهٗ كلهم ثقات)

ترجمہ: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجب کے مہینے میں روزہ رکھتے تھے؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا کہ بے شک (رکھتے تھے) اور

---

[1] أما جواب بن عمر فى صوم رجب فإنكار منه لما بلغها عنه من تحريمه وإخبار بأنه يصوم رجبا كله وأنه يصوم الأبد والمراد بالأبد ما سوى أيام العيدين والتشريق وهذا مذهبه ومذهب أبيه عمر بن الخطاب وعائشة وأبى طلحة وغيرهم من سلف الأمة ومذهب الشافعي وغيره من العلماء أنه لايكره صوم الدهر (شرح النووى علىٰ مسلم ج ١٤ ص ٤٣، كتاب اللباس والزينة، باب تحريم استعمال إناء الذهب والفضة على الرجال والنساء وخاتم الذهب والحرير على الرجل وإباحته للنساء)

www.idaraghufran.org

اس مہینے کو عظمت والا شمار کرتے تھے (کنزالعمال)

ہمیں خود تو مذکورہ روایت کی اصل سند دستیاب نہیں ہو سکی، البتہ علامہ جلال الدین سیوطی وغیرہ نے اس روایت کے راویوں کو ثقہ ومعتبر قرار دیا ہے۔ [1]

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی روایت

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، لَمْ أَرَكَ تَصُوْمُ شَهْرًا مِنَ الشُّهُوْرِ مَا تَصُوْمُ مِنْ شَعْبَانَ، قَالَ: ذٰلِكَ شَهْرٌ يَغْفُلُ النَّاسُ عَنْهُ بَيْنَ رَجَبٍ وَرَمَضَانَ، وَهُوَ شَهْرٌ تُرْفَعُ فِيْهِ الْأَعْمَالُ إِلٰى رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، فَأُحِبُّ أَنْ يُّرْفَعَ عَمَلِيْ وَأَنَا صَائِمٌ (سنن النسائی، رقم الحديث ٢٣٥٧، كتاب الصيام، باب صوم النبی صلی الله عليه وسلم بأبی هو وأمی، وذكر اختلاف الناقلين للخبر فی ذلک)

ترجمہ: میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ (رمضان کے علاوہ) مہینوں میں سے جتنے روزے شعبان کے مہینے میں رکھتے ہیں، میں نے آپ کو کسی اور مہینے میں اتنے روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا (اس کی کیا وجہ ہے؟)

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ایسا مہینہ ہے کہ جس سے لوگ غافل ہو جاتے ہیں، رجب اور رمضان کے درمیان، اور اس مہینے میں اعمال رب

---

[1] عن عطاء أن عروة قال لعبد الله بن عمر: هل كان رسول الله – صلى الله عليه وسلم – يصوم فی رجب؟ قال: نعم ويشرفه."أبو الحسن علی بن محمد بن شجاع الربعی فی فضل رجب، ورجاله كلهم ثقات(جمع الجوامع المعروف بـ الجامع الكبير ، ج ١٢ ص ٩٥، رقم الحديث ٤٢٢"٩٦"، مسند عبد الله بن عمر بن الخطاب)

وفی اللطائف لابن رجب الحنبلی روی عن الكتانی الدمشقی الامام المحدث باسناده ان عروة بن الزبير قال لعبدالله بن عمرهل كان رسول الله صلی الله عليه وسلم يصوم فی رجب قال نعم ويشرفه ای يذكر فيه فضلا قالها ثلاثا اخرجه ابوداؤد وغيره من طريق حجاج بن منهال به(فتح الملهم بشرح صحيح مسلم، ج ٣ ص ١٧٥، كتاب الصيام، باب صيام النبی صلی الله عليه وسلم فی غير رمضان لا يخلد شهر من صوم، الناشر: المكتبة الرشيدية، كراتشی،الباكستان)

www.idaraghufran.org

العالمین کی طرف اٹھائے جاتے ہیں، تو میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل روزے کی حالت میں اٹھایا جائے (نسائی)

علامہ ابنِ حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ رجب کے مہینے میں صحابۂ کرام عبادت اور روزے وغیرہ میں مشغول ہوا کرتے تھے، اسی لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے مہینے کو رمضان اور رجب کے درمیان ہونے کی وجہ سے لوگوں کے غفلت کے اختیار کرنے کا ذکر فرمایا۔ [1]

ابوقلابہ کی روایت

حضرت ابوقلابہ تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

فِی الْجَنَّةِ قَصْرٌ لِصُوَّامِ رَجَبٍ (شعب الايمان للبيهقي، رقم الحديث ٣٥٢١، الثالث والعشرون من شعب الإيمان "وهو باب في الصيام "،تخصيص شهر رجب بالذكر، فضائل الاوقات للبيهقي، رقم الحديث ١٧)

ترجمہ: جنت میں رجب کے روزے رکھنے والوں کے لئے محل ہے (بیہقی)

اس روایت کو نقل کرنے کے بعد امام بیہقی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ:

حضرت ابوقلابہ تابعین میں سے ہیں، اور وہ ایسی بات اپنے کسی بڑے سے سن کر ہی فرما سکتے ہیں۔ [2]

اس طرح کا مضمون حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی سند سے، ایک مرفوع حدیث میں

---

[1] فهذا فيه إشعار بأن في رجب مشابهة برمضان، وأن الناس يشتغلون من العبادة بما يشتغلون به في رمضان، ويغفلون عن نظير ذلك في شعبان .لذلك كان يصومه.
وفي تخصيصه ذلك بالصوم -إشعار بفضل رجب، وأن ذلك كان من المعلوم المقرر لديهم(تبيين العجب فيما في فضل رجب لابن حجر،ص ١٢، الحديث الاول)

[2] قال أحمد وإن كان موقوفًا على أبي قلابة وهو من التابعين فمثله لا يقول ذلك إلا عن بلاغ عمن فوقه ممن يأتيه الوحي وبالله التوفيق(شعب الايمان،حواله بالا)
وأبو قلابة من كبار التابعين لا يقول مثل هذا إلا عن بلاغ ممن فوقه(فضائل الاوقات، حواله بالا)

بھی آیا ہے، مگر اس کی سند معتبر نہیں ہے۔ [1]

اور کئی فقہائے کرام نے بھی عظمت والے ان چار مہینوں (یعنی ذیقعدہ، ذی الحجہ، محرم اور رجب) میں روزے رکھنے کو مستحب قرار دیا ہے۔ [2]

''الفتاویٰ الهندية'' کا حوالہ

چنانچہ ''الفتاویٰ الهندية'' میں ہے کہ:

اَلْمَرْغُوْبَاتُ مِنَ الصِّيَامِ اَنْوَاعٌ اَوَّلُهَاصَوْمُ الْمُحَرَّمِ وَالثَّانِیُ صَوْمُ رَجَبَ وَالثَّالِثُ صُوْمُ شَعْبَانَ وَصُوْمُ عَاشُوْرَآءَ (الفتاوى الهندية، ج ١ ص ٢٠٢، كتاب الصوم، الباب الثالث فيما يكره للصائم وما لا يكره)

ترجمہ: اور مستحب روزے کئی قسم کے ہیں، اول محرم کے روزے، دوسرے رجب

---

[1] ووجدت له شاهدا إلا أنه باطل .فقرأت بخط الحافظ أبى طاهر السلفى:
أنبأنا الشيخ أبو البركات هبة الله ابن المبارك السقطى، أخبرنا أبو الغنائم الدجاجى، حدثنا محمد بن عبد الرحمن الذهبى، حدثنا البغوى، حدثنا سويد، عن يحى بن أبى زائدة، عن عاصم بن أبى نضرة، عن أبيه عن أبى سعيد الخدرى، مرفوعا: "إن فى الجنة نهرا يقال له: رجب، ماؤه الرحيق، من شرب منه شربة لم يظمأ بعدها أبدا، أعده الله لصوام رجب ."
قلت: ورجال هذا الإسناد ثقات إلا السقطى، فإنه من وضعه، وأما عاصم بن أبى نضرة فما عرفته(تبيين العجب فيما فى فضل رجب لابن حجر، ص١٧، ١٨، الحديث الرابع)

[2] ذهب جمهور الفقهاء – الحنفية والمالكية والشافعية – إلى استحباب صوم الأشهر الحرم.
وصرح المالكية والشافعية بأن أفضل الأشهر الحرم: المحرم، ثم رجب، ثم باقيها: ذو القعدة وذو الحجة .والأصل فى ذلك قول النبى صلى الله عليه وسلم: أفضل الصلاة بعد الصلاة المكتوبة الصلاة فى جوف الليل، وأفضل الصيام بعد شهر رمضان صيام شهر الله المحرم .
ومذهب الحنفية: أنه من المستحب أن يصوم الخميس والجمعة والسبت من كل شهر من الأشهر الحرم.وذهب الحنابلة إلى أنه يسن صوم شهر المحرم فقط من الأشهر الحرم.
وذكر بعضهم استحباب صوم الأشهر الحرم، لكن الأكثر لم يذكروا استحبابه، بل نصوا على كراهة إفراد رجب بالصوم، لما روى ابن عباس – رضى الله تعالى عنهما –: أن النبى صلى الله عليه وسلم نهى عن صيام رجب .ولأن فيه إحياء لشعار الجاهلية بتعظيمه .وتزول الكراهة بفطره فيه ولو يوما، أو بصومه شهرا آخر من السنة وإن لم يل رجبا (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٢٨، ص ٩٥، مادة "صوم")

www.idaraghufran.org

کے روزے، اور تیسرے شعبان اور عاشوراء کے دن کا روزہ (الفتاویٰ الہندیۃ)

اور کئی کتابوں میں بھی اسی طرح مذکور ہے۔ [1]

امام نووی کا حوالہ

امام نووی شافعی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:676ھ) فرماتے ہیں کہ:

قَالَ أَصْحَابُنَا وَمِنَ الصَّوْمِ الْمُسْتَحَبِّ صَوْمُ الْاَشْهُرِ الْحُرُمِ وَهِيَ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبٌ (المجموع شرح المهذب، ج٦ص ٣٨٦، كتاب الصيام ،فرع فى مسائل تتعلق بكتاب الصيام)

ترجمہ: ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ مستحب روزوں میں سے عظمت والے مہینوں کے روزے بھی ہیں، اور وہ ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب کے مہینے ہیں (المجموع)

نیز امام نووی رحمہ اللہ ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ:

وَأَفْضَلُ الْأَشْهُرِ لِلصَّوْمِ بَعْدَ رَمَضَانَ، اَلْأَشْهُرُ الْحُرُمُ، ذُو الْقَعْدَةِ، وَذُو الْحِجَّةِ، وَالْمُحَرَّمُ، وَرَجَبٌ (روضة الطالبين وعمدة المفتين للنووى، ج٢ص ٣٨٨، كتاب الصيام، فصل صوم التطوع)

---

[1] وفى الظهيرية:المرغوبات من الصيام انواع اولها صوم المحرم والثانى صوم رجب ،والثالث صوم شعبان(الفتاوىٰ التاتارخانية، ج ٨ ص ٤١٢،كتاب الصوم ،الفصل الثامن فى بيان الاوقات التى يكره فيها الصوم ، الناشر: مكتبة زكريا، ديوبند، الهند)

صيام الأشهر الحرم ـ وهى أربع: ثلاثة متوالية؛ وهى ذو القعدة وذو الحجة والمحرم، وواحد منفرد وهو رجب، وهى أفضل الشهور للصوم بعد رمضان، وأفضل الأشهر الحرم: المحرم، ثم رجب، ثم باقى الحرم، ثم بعد الحرم شعبان.

واستحباب صوم هذه الأشهر هو عند المالكية والشافعية ، واكتفى الحنابلة باستحباب صوم المحرم، فهو عندهم أفضل الصيام بعد صيام شهر رمضان(الفقه الاسلامى وادلتهٗ للزحيلى، ج ٣ ص ١٦٤٣ ،القسم الاول، الباب الثالث، الفصل الاول، المبحث الثانى، انواع الصيام،النوع الرابع)

Idara Ghufran

ترجمہ: اور مہینوں میں روزوں کے لئے رمضان کے بعد افضل عظمت والے مہینے ہیں، یعنی ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب کے مہینے (روضۃ الطالبین)

علامہ بکری دمیاطی کا حوالہ

علامہ بکری دمیاطی شافعی (المتوفیٰ:1310ھ) فرماتے ہیں کہ:

قِيْلَ :وَمِنَ الْبِدَعِ صَوْمُ رَجَبَ، وَلَيْسَ كَذٰلِكَ بَلْ هُوَ سُنَّةٌ فَاضِلَةٌ، كَمَا بَيَّنْتُهُ فِي الْفَتَاوٰى وَبَسَطْتُ الْكَلَامَ عَلَيْهِ (إعانة الطالبين، للبكرى الدمياطى ص ۳۱۳، باب الصلاة)

ترجمہ: کہا گیا ہے کہ رجب کا روزہ بدعت ہے، حالانکہ یہ بات درست نہیں، بلکہ یہ فضیلت والی سنت ہے، جیسا کہ میں نے فتاویٰ میں بیان کیا ہے، اور اس پر تفصیلی کلام کیا ہے (اعانۃ الطالبین)

احمد بن غنیم بن سالم کا حوالہ

احمد بن غنیم بن سالم مالکی (المتوفیٰ:1126ھ) فرماتے ہیں کہ:

(وَ)مِنَ الْمُرَغَّبِ فِيْ صَوْمِهٖ شَهْرُ (رَجَبَ) بِالصَّرْفِ وَعَدَمِهٖ وَهُوَ مُشْتَقٌّ مِّنَ التَّرْجِيْبِ وَهُوَ التَّعْظِيْمُ وَيُسَمَّى بِالْأَصَمِّ بِالْمِيْمِ لِأَنَّ الْعَرَبَ كَانَتْ لَا تَسْمَعُ فِيْهِ صَوْتَ السَّلَاحِ وَهُوَ فَرْدٌ مِّنَ الْأَشْهُرِ الْحُرُمِ وَبَقِيَّتُهَا الثَّلَاثَةُ مُتَوَالِيَةٌ الْقَعْدَةُ وَالْحِجَّةُ وَالْمُحَرَّمُ (الفواكه الدوانى،على رسالة ابن أبى زيد القيروانى، ج۲ ص۲۷۳،باب جمل من الفرائض والسنن الواجبة والرغائب)

ترجمہ: اور جن روزوں کی ترغیب بیان کی گئی ہے، ان میں سے رجب کا مہینہ بھی ہے، جو کہ منصرف اور غیر منصرف دونوں طریقے سے ہے، اور یہ (یعنی رجب کا

لفظ) ترجیب سے نکلا ہے، جس کے معنیٰ تعظیم کے آتے ہیں، اور اس کا نام اصم بھی ''میم کے ساتھ'' رکھا جاتا ہے، جس کے معنیٰ بہرے کے آتے ہیں، کیونکہ عرب، اس مہینے میں اسلحوں (اور لڑائی جھگڑوں) کی آواز نہیں سنتے تھے، اور یہ تعظیم والے مہینوں میں سے ایک ہے، اور تین باقی پے در پے اور لگاتار ہیں، یعنی ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم (الفواکہ الدوانی)

ابوالحسن علی کا حوالہ

ابوالحسن علی مالکی فرماتے ہیں کہ:

(وَ) كَذٰلِکَ صَوْمُ شَهْرِ (رَجَبٍ) مُرَغَّبٌ فِيْهِ لِمَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ أَنَّ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ سُئِلَ عَنْ صِيَامِ رَجَبٍ فَقَالَ :أَخْبَرَنِىْ اِبْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا''أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَصُوْمُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَا يَصُوْمُ'' (كفاية الطالب الربانى مع حاشية العدوى، ج ۲ ص ۴۰۷، باب فى بيان جمل من الفرائض وجمل من السنن الواجبة)

ترجمہ: اور اسی طریقے سے رجب کے مہینے کے روزے کی ترغیب دی گئی ہے، جیسا کہ مسلم نے روایت کیا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے رجب کے روزوں کے بارے میں سوال کیا گیا، تو انہوں نے فرمایا کہ مجھ کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے خبر دی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (رجب کے مہینے میں) روزے رکھتے تھے، یہاں تک کہ ہم خیال کرتے تھے کہ اب روزہ نہیں چھوڑیں گے اور آپ روزہ چھوڑ دیتے تھے، یہاں تک کہ ہم خیال کرتے تھے کہ اب روزہ نہیں رکھیں گے (کفایۃ الطالب الربانی)

گزشتہ تفصیل سے رجب کے مہینے کے عظمت والے مہینوں میں سے ہونے کی وجہ سے حسبِ

قدرت نفلی روزے رکھنے کی فضیلت معلوم ہوئی۔

اس لئے رجب کے مہینے میں بغیر کسی تعداد کی تخصیص کے حسبِ قدرت نفل روزوں کا اہتمام کرنا مستحب اور فضیلت کا باعث ہے۔

البتہ زمانۂ جاہلیت کی طرح رجب کے مہینے میں روزوں کو فرض وواجب سمجھنا، یا فرض وواجب کا درجہ دینا، اوراس مہینے کو رمضان کے مہینے کے مشابہ قرار دینا درست نہیں۔ [1]

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

---

[1] اوربعض فقہاء (مثلاً حنابلہ) نے اسی حیثیت سے پورے رجب کے مہینے میں لگاتار روزے رکھنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔

اوراگر کچھ دن روزہ رکھا جائے، اور کچھ دن روزہ نہ رکھا جائے، توان کے نزدیک بھی مکروہ نہیں۔

ویکره إفراد رجب بالصوم وتزول الكراهة بفطره ولو يوما أو بصومه شهرا آخر من السنة(الاقناع فی فقه الإمام أحمد بن حنبل، ج ا ص ۳۱۹، کتاب الصيام ، باب صوم التطوع وما يكره منه)

فصل :ويكره إفراد رجب بالصوم .قال أحمد :وإن صامه رجل، أفطر فيه يوما أو أياما، بقدر ما لا يصومه كله .ووجه ذلک، ما روی أحمد، بإسناده عن خرشة بن الحر، قال :رأيت عمر يضرب أكف المترجبين، حتى يضعوها فی الطعام .ويقول :كلوا، فإنما هو شهر كانت تعظمه الجاهلية. وبإسناده عن ابن عمر، أنه كان إذا رأى الناس، وما يعدون لرجب، كرهه، وقال :صوموا منه، وأفطروا وعن ابن عباس نحوه، وبإسناده عن أبی بكرة، أنه دخل على أهله، وعندهم سلال جدد وكيزان، فقال :ما هذا؟ فقالوا :رجب نصومه .قال :أجعلتم رجبا رمضان، فأكفأ السلال، وكسر الكيزان قال أحمد :من كان يصوم السنة صامه، وإلا فلا يصومه متواليا، يفطر فيه، ولا يشبهه برمضان(المغنی لابنِ قدامة، ج۳ص ۱۷۱، ۱۷۲، كتاب الصيام،فصل إفراد رجب بالصوم)

www.idaraghufran.org

(فصل نمبر 4)

ماہِ رجب سے متعلق چند روایات کی سند پر کلام

بعض روایات میں رجب کے مہینے اور اس کے مختلف دنوں میں روزہ رکھنے کے مختلف اور عجیب وغریب فضائل ذکر کئے ہیں۔

جن کو محدثین نے بے اصل وغیر معتبر قرار دیا ہے۔ [1]

اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا تو رجب اور اس کے روزوں سے متعلق منقول احادیث وروایات کے بارے میں مستقل رسالہ موجود ہے، جس کا نام ہے ''**تبيين العجب بما ورد في فضل رجب**'' جس میں موصوف نے تفصیل کے ساتھ اس بارے میں واردشدہ احادیث وروایات پر جرح اور تنقید کی ہے۔

لیکن آج کل بعض قصہ گو واعظین، اس قسم کی روایات لکھ کا اور بیان کر کے عوام میں ان کی تشہیر کرتے ہیں، اور اوپر سے ان کی اپنی طرف سے وضع وضع کی تشریح بھی کرتے ہیں، جس کی وجہ سے عوام کے عقائد ونظریات میں فساد وبگاڑ پیدا ہوتا ہے اور عوامُ الناس، ان روایات کی بناء پر طرح طرح کی بدعات اور منکرات میں مبتلا ہوتے ہیں۔

اس لیے اب اس طرح کی احادیث وروایات اور ان کی سندوں پر روشنی ڈالی جاتی ہے، تاکہ حقیقتِ حال واضح ہوجائے۔

---

[1] جیسا کہ عبدالرحمٰن صفوری نے اپنی کتاب ''نزہتہ المجالس'' میں اس قسم کی احادیث وروایات ذکر کی ہیں، اس قسم کی روایات کو محدثین نے موضوع قرار دیا ہے۔

ابوھاجر محمد السعید بسیونی آل زغلول ''الموضوعات الکبریٰ'' کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

ومن الكتب المشحونة بالموضوعات والخرافات الاسرائيلية كتاب ''نزهة المجالس ومنتخب النفائس'' للصفورى فان مؤلفه رحمه الله قد شحنه بالموضوعات ممالا يدخل تحت حصر وفيه حكايات لااصل لها(مقدمة الموضوعات الكبرىٰ، لمنلاعلى القارى ص ٧)

(1)

خیرِ کثیر کی وجہ سے ''رجب'' کا نام ہونے کی روایت

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث مروی ہے کہ:

''رجب کا نام اس لیے رکھا گیا، کیونکہ اس میں شعبان اور رمضان کی وجہ سے خیرِ کثیر کا ارادہ کیا جاتا ہے''۔ [1]

لیکن اس حدیث کی سند میں ایک راوی ''زیاد بن میمون'' پایا جاتا ہے، جس کو محدثین نے جھوٹا قرار دیا ہے، اس وجہ سے مذکورہ حدیث کی سند پر اہلِ علم حضرات نے گھڑی ہوئی ہونے کا حکم لگایا ہے۔ [2]

---

[1] حدثنا محمد بن إسماعيل ثنا محمد بن محمد البخارى قدم علينا قال ثنا عبد العزيز بن حاتم البخارى المعدل ثنا الحارث بن مسلم عن زياد بن ميمون عن أنس بن مالك رضى الله عنه قال: قيل يا رسول الله لم سمى رجب قال :لأنه يترجب فيه خير كثير لشعبان ورمضان(فضائل شهر رجب للخلال، ص۴۷، رقم الحديث ۲)

[2] "سمى رجب، لأنه يترجب فيه خير كثير لشعبان ورمضان."

أبو الحسن بن محمد الخلال فى فضائل رجب عن أنس

قلت: هذا حديث موضوع كان على المصنف أن لا يذكره(المداوى لعلل الجامع الصغير وشرحى المناوى، لابى الفيض احمد بن محمد الغمارى، ج۴ص ۲۳۱، تحت رقم الرواية ۴۷۱۸/۱۹۹۲، حرف السين)

(سمى رجب لأنه يترجب فيه خير كثير لشعبان ورمضان). موضوع.

رواه أبو محمد الخلال فى "فضل رجب "(1 /11) عن الحارث بن مسلم، عن زياد بن ميمون، عن أنس مرفوعا.

قلت :زياد بن ميمون كذاب، مضى مرارا.

والحارث بن مسلم؛ مجهول(سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة للالبانى،تحت رقم الحديث ۳۷۰۸)

(تدرون لم سمى شعبان؟ لأنه يشعب فيه خير كثير .وإنما سمى رمضان؛ لأنه يرمض الذنوب؛ أى: يدنيها من الحر). موضوع

رواه الديلمى (38 /1 /2) من طريق أبى الشيخ معلقا، والرافعى فى "تاريخ قزوين "(153 /1) عن الحارث بن مسلم :حدثنا زياد بن ميمون عن أنس مرفوعا.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے بھی اس طرح کی موقوف روایت مروی ہے۔ [1]

لیکن اس کی سند میں ایک راوی ''محمد بن السائب الکلبی '' پائے جاتے ہیں، جنہوں نے اس کو ''ابوصالح'' سے اور انہوں نے ابنِ عباس سے روایت کیا ہے۔

علامہ ذہبی نے ''محمد بن السائب الکلبی '' کے متعلق فرمایا کہ:

''أنه شیعی، متروکُ الحدیث''

''یعنی یہ شیعہ ہے، اور متروکُ الحدیث ہے'' [2]

اور علامہ ابنِ حجر نے ''محمد بن السائب الکلبی '' کے متعلق فرمایا کہ:

''متهم بالکذب، ورمی بالرفض''

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قلت :وهـذا موضوع؛ زیاد بن میمون -وهـو الثقفی الفاکهی -کـذاب؛ کـما قال یزید بن هارون، ونحوه قول البخاری :ترکوه.

والحارث بن مسلم مجهول.

وفـی روایته من الطریق المذکور : "تـدرون لـم سمی رمضان؟ لأنه ترمض فیه الذنوب، وإن رمضان ثلاث لیال من فاتته؛ فاته خیر کثیر :لیلة سبع وعشرین، ولیلة إحدی وعشرین، وآخر لیلة."

فقال عمر :یا رسول الله !هی سوی لیلة القدر؟ قال" :نعم :ومن لم یغفر له فی شهر رمضان ففی أی شهر یغفر له؟ "(سلسلة الأحادیث الضعیفة والموضوعة للالبانی، تحت رقم الحدیث ٣٢٢٣)

[1] حـدثـنـا مـحـمـد بـن إسماعیل بن العباس الوراق ثنا علی بن محمد الواعظ ثنا أبو رفـاعة عـمارة بن وثیمة ثنا أحمد بن عبد الله البجلی ثنا إبراهیم بن المهلب ثنا أحمد بن عبـد الـلـه بـن إدریـس ثنا عیسی بن یونس عن محمد بن السائب عن أبی صالح عن ابن عبـاس رضـی الـله عنهما أن یهودیا أتاه فقال یا ابن عباس إنی أرید أن أسألک عن أشیاء إن أنت أخبرتنی بتأویلها فأنت ابن عباس قال وما هی قال عن رجب لم سمی رجب وعن شعبان لما سمی شعبان؟

قال: أمـا رجب فإنه یترجب فیه خیر کثیر لشعبان وسمی أصم لأن الملائکة تصم أذانها لشـدة ارتـفـاع أصواتها بالتسبیح والتقدیس(فضائل شهر رجب للخلال، ص ٦٩ ، رقم الحدیث ١٣)

[2] الکلبی محمد بن السائب بن بشر *(ت)

العلامة، الأخباری، أبو النضر محمد بن السائب بن بشر الکلبی، المفسر.

وکـان أیـضـا رأسـا فی الأنساب، إلا أنه شیعی، متروک الحدیث(سیر اعلام النبلاء، ج٦ص٢٤٨، تحت رقم الترجمة ١١١)

"یعنی یہ متھم بالکذب والرفض ہے" [1]

اورمحدثین نے بھی احادیث کے باب میں "محمد بن السائب الکلبی" پرسخت جرح کی ہے۔

اورابنِ حبان نے فرمایا کہ "محمد بن السائب الکلبی" ابوصالح سے اوروہ ابنِ عباس سے روایت کرتا ہے، جبکہ ابوصالح نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے سماعت ہی نہیں کی، اس لیے اس سے دلیل پکڑنا حلال نہیں۔ [2]

---

[1] محمد ابن السائب ابن بشر الكلبى أبو النضر الكوفى النسابة المفسر متهم بالكذب ورمى بالرفض من السادسة مات سنة ست وأربعين ت فق(تقريب التهذيب، ص ۴۷۹، رقم الترجمة ۵۹۰۱، حرف الميم)

[2] "ت فق – محمد "بن السائب بن بشر بن عمرو بن عبد الحارث بن عبد العزى الكلبى أبو النضر الكوفى النسابة المفسر من عبدود روى عن أخويه سفيان وسلمة وأبى مولى أم هانء وعامر الشعبى والأصبغ بن نباتة وغيرهم روى عنه ابنه هشام والسفيانان وحماد بن سلمة وابن المبارك وابن جريج وابن إسحاق وأبو معاوية ومحمد بن مروان السدى الصغير وهشيم وأبو عوانة ويزيد بن زريع وإسماعيل بن عياش وأبو بكر بن عياش ويعلى ومحمد ابنى عبيد ومحمد بن فضيل بن غزوان ويزيد بن هارون وآخرون قال معتمر بن سليمان عن أبيه كان بالكوفة كذابان أحدهما الكلبى وعنه قال قال ليث بن أبى سليم كان بالكوفة كذابان أحدهما الكلبى والآخر السدى وقال الدورى عن يحيى بن معين ليس بشىء وقال معاوية بن صالح عن يحيى ضعيف وقال أبو موسى ما سمعت يحيى ولا عبد الرحمن يحدثان عن سفيان عنه بشىء وقال البخارى تركه يحيى وابن مهدى وقال الدورى عن يحيى بن يعلى المحاربى قال قيل لزائدة ثلاثة لا تروى عنهم بن أبى ليلى وجابر الجعفى والكلبى قال أما بن أبى ليلى فلست أذكره وأما جابر فكان والله كذابا يؤمن بالرجعة وأما الكلبى وكنت أختلف إليه فسمعته يقول مرضت مرضة فنسيت ما كنت أحفظ فأتيت آل محمد فتفلوا فى فى فحفظت ما كنت نسيت فتركته وقال الأصمعى عن أبى عوانة سمعت الكلبى يتكلم بشىء من تكلم به كفر فسألته عنه فجحده وقال عبد الواحد بن غياث عن بن مهدى جلس إلينا أبو جزء على باب أبى عمرو بن العلاء فقال أشهد أن الكلبى كافر قال فحدثت بذلك يزيد بن زريع فقال سمعته يقول أشهد أنه كافر قال فماذا زعم قال سمعته يقول كان جبريل يوحى إلى النبى صلى الله عليه وسلم فقام النبى لحاجته وجلس على فأوحى إلى على فقال يزيد أنا لم أسمعه يقول هذا ولكننى رأيته يضرب صدره ويقول أنا سبائى أنا سبائى قال العقيلى هم صنف من الرافضة أصحاب عبد الله بن سبأ وقال بن فضيل عن مغيرة عن إبراهيم أنه قال لمحمد بن السائب ما دمت على هذا الرأى لا تقر بنا وكان مرجئا وقال زيد بن الحباب سمعت الثورى عجبا لما يروى عن الكلبى قال بن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اوراس روایت کے دوسرے راوی ابوصالح پر بھی بعض محدثین نے جرح کی ہے۔
ابنِ معین نے فرمایا کہ ”ابوصالح سے جب کلبی روایت کرے، تو اس کی روایت کوئی حیثیت نہیں رکھتی“ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أبی حاتم فقلت لأبی أن الثوری روی عنه فقال کان لا یقصد الروایة عنه ویحکی حکایته تعجبا فیعلقه من حضره ویجعلونه روایة وقال علی بن مسهر عن أبی جناب الکلبی حلف أبو صالح أنی لم أقرأ علی الکلبی من التفسیر شیئا وقال أبو عاصم زعم لی سفیان الثوری قال قال الکلبی ما حدثت عن أبی صالح عن ابن عباس فهو کذب فلا ترووه وقال الأصمعی عن قرة بن خالد کانوا یرون أن الکلبی یزرف یعنی یکذب وقال یزید بن هارون کبر الکلبی وغلب علیه النسیان وقال أبو حاتم الناس مجمعون علی ترک حدیثه هو ذاهب الحدیث لا یشتغل به وقال النسائی لیس بثقة ولا یکتب حدیثه وقال بن عدی له غیر ما ذکرت أحادیث صالحة وخاصة عن أبی صالح وهو معروف بالتفسیر ولیس لأحد أطول من تفسیره وحدث عنه ثقات من الناس ورضوه فی التفسیر وأما فی الحدیث ففیه مناکیر ولشهرته فیما بین الضعفاء یکتب حدیثه وقال بن أبی حاتم کتب البخاری فی موضع آخر محمد بن بشر سمع عمرو بن عبد الله الحضرمی وعنه محمد بن إسحاق قال بن أبی حاتم هو الکلبی قال محمد بن عبد الله الحضرمی مات بالکوفة سنة ست وأربعین ومائة قلت ساق بن سعد نسبه إلی کلب بن وبرة قال وکان جده بشر وبنوه السائب وعبید وعبد الرحمن شهدوا الجمل مع علی وشهد محمد بن السائب الجماجم مع بن الأشعث وکان عالما بالتفسیر وأنساب العرب وأحادیثهم توفی بالکوفة سنة ست وأربعین أخبرنی بذلک ابنه هشام قالوا ولیس ذاک فی روایته ضعیف جدا وقال علی بن الجنید والحاکم أبو أحمد والدارقطنی متروک وقال الجوزجانی کذاب ساقط.

وقال بن حبان وضوح الکذب فیه أظهر من أن یحتاج إلی الاغراق فی وصفه روی عن أبی صالح التفسیر وأبو صالح لم یسمع من بن عباس لا یحل الاحتجاج به وقال الساجی متروک الحدیث وکان ضعیفا جدا لفرطه فی التشیع وقد اتفق ثقات أهل النقل علی ذمه وترک الروایة عنه فی الأحکام والفروع قال الحاکم أبو عبد الله روی عن أبی صالح أحادیث موضوعة وذکر عبد الغنی بن سعید الأزدی أنه حماد بن السائب الذی روی عنه أبو أسامة وتقدم فی ترجمة عطیة أنه کان یکنی الکلبی أبا سعید ویروی عنه(تهذیب التهذیب لابنِ حجر، ج۹ص۱۷۸ الیٰ ۱۸۱، تحت رقم الترجمة ۲۶۹، حرف المیم)

[1] "باذام"ویقال باذان أبو صالح مولی أم هانء بنت أبی طالب .روی عن علی وابن عباس وأبی هریرة ومولاته أم هانء .روی عنه الأعمش وإسماعیل السدی وسماک بن حرب وأبو قلابة ومحمد بن جحادة والکلبی وسفیان الثوری وغیرهم .قال ابن المدینی عن القطان: " لم أر أحدا من أصحابنا ترکه وما سمعت أحدا من الناس یقول فیه شیئا "وقال أحمد:" کان ابن مهدی ترک

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور امام بخاری نے حضرت سفیان سے، خود کلبی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ''ان سے ابو صالح نے کہا کہ جو حدیث بھی میں تم سے بیان کروں، وہ جھوٹی ہے'' [1]

لہٰذا مذکورہ روایت سند کے اعتبار سے شدید ضعیف ہے۔

اور اس کی وجہ سے کوئی عقیدہ بنا لینا جائز نہیں اور فضیلت کی حیثیت سے بھی اس حدیث کو بیان کرنا درست نہیں۔

(2)

فرشتوں کے تسبیح کی وجہ سے ''رجب'' کا نام ہونے کی روایت

ابوالحسن محمد بن علی بن صخر ازدی نے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی سند سے اس حدیث کو روایت کیا ہے کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

حدیث أبی صالح "وقال ابن أبی خیثمة عن ابن معین:" لیس به بأس وإذا روی عنه الکلبی فلیس بشیء ,"وقال أبو حاتم: " یکتب حدیثه ولا یحتج به "وقال النسائی: " لیس بثقة ,"وقال ابن عدی:" عامة ما یرویه تفسیر وما أقل ماله من المسند وفی ذلک التفسیر ما لم یتابعه علیه أهل التفسیر ولم أعلم أحدا من المتقدمین رضیه ."قلت: وثقة العجلی وحده وقال زکریا ابن أبی زائدة: " کان الشعبی یمر بأبی صالح فیأخذ بإذنه فیهزها ویقول ویلک تفسر القرآن وأنت لا تحفظ القرآن "وقال ابن المدینی عن القطان عن الثوری قال الکلبی: " قال لی أبو صالح کلما حدثتک کذب "وقال العقیلی قال مغیرة إنما کان أبو صالح یعلم الصبیان وکان یضعف تفسیره وقال کتب أصابها ویعجب ممن یروی عنه ولما قال عبد الحق فی الأحکام أن أبا صالح ضعیف جدا أنکر علیه ذلک ابن القطان فی کتابه وقد قال الجوزقانی:" أنه متروک "ونقل ابن الجوزی عن الأزدی أنه قال: " کذاب "وقال الجوزجانی: " کان یقال له ذو رأی غیر محمود "وقال أبو أحمد الحاکم:" لیس بالقوی عندهم "وقال ابن حبان:" یحدث عن ابن عباس ولم یسمع منه ."(تهذیب التهذیب، ج ۱ ص ۴۱۶، ۴۱۷، تحت رقم الترجمة ۷۷۰، حرف الباء الموحدة)

[1] محمد بن السائب أبو النضر الکلبی ترکه یحیی بن سعید وابن مهدی، وقال لنا علی حدثنا یحیی بن سعید عن سفیان قال قال لی الکلبی قال لی أبو صالح کل شء حدثتک فهو کذب، وروی محمد بن إسحاق عن أبی النضر وهو الکلبی(التاریخ الکبیر للبخاری، ج ۱ ص ۱۰۱، تحت رقم الترجمة ۲۸۳)

’’رجب کا نام اس لیے رکھا گیا ہے کہ فرشتے اس مہینے میں اللہ عزوجل کی تسبیح اور تحمید اور تمجید کے ساتھ تعظیم کرتے ہیں‘‘۔ ۱

مذکورروایت میں ایک راوی ’’عمر بن مدرک‘‘ پایا جاتا ہے، جس کو محدثین نے ’’قصہ گو‘‘ اور ابنِ معین وغیرہ نے جھوٹا قرار دیا ہے۔ ۲

اور مذکورہ روایت میں ایک راوی ’’عثمان بن عبداللہ عثمانی‘‘ پایا جاتا ہے، جس کو بعض اہلِ علم حضرات نے غیر معروف قرار دیا ہے، لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس راوی کو بھی محدثین نے جھوٹا اور اس کی حدیث کو گھڑی ہوئی قرار دیا ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

جس کی بنا پر مذکورہ حدیث گھڑی ہوئی ہے۔ ۳

---

۱ حدثنا أبو الحسن بن علی بن أحمد الغزال الأصبهانی بالبصرة سنة ثلاث وستین وثلاثمایة قال فی کتابی عن میمون بن محمد بن میمون ولیس علیه إجازة السماع ثنا عمر بن مدرک ثنا عثمان بن عبد الله العثمانی ثنا مالک بن أنس عن ابن شهاب عن عروة عن عبد الله بن عمر قال إنما سمی شهر رمضان لأنه یرمض الذنوب رمضا وإنما سمی شوال لأنه تشول فیه الذنوب کما تشول الناقة ذنبها وکان ابن عباس یقول یوم الفطر یوم الجوایز وإنما سمی شعبان لأن الأرزاق تتشعب فیه وإنما سمی رجب لأن الملائکة ترتج فیه بالتسبیح والتحمید والتمجید للجبار عز وجل هـ (من حدیث مالک بن أنس – مخطوط، لابی الحسن محمد بن علی ازدی بصری"المتوفیٰ 443هـ"ص۲۵،۲۶رقم الحدیث ۹۲)

۲ عمر بن مدرک، أبو حفص الرازی القاص .بلخی الأصل.
روی عن: مکی بن إبراهیم، وأبی عمر الحوضی، والقعنبی، وطائفة.
وعنه: محمد بن مخلد، وإسماعیل الصفار، والبغاددة، ومحمد بن عبد الله بن بلبل، والقاسم بن أبی صالح، وعبد الرحمن بن حمدان الجلاب، والهمذانیون.وکان ضعیفا، رماه ابن معین بالکذب. ومات سنة سبعین(تاریخ الاسلام للذهبی، ج۶ ص۳۷۷، تحت رقم الترجمة ۳۴۴)

۳ قلت :وروی موقوفا بلفظ ":إنما سمی شهر رمضان لأنه یرمض الذنوب رمضا، وإنما سمی شوال لأنه تشول فیه الذنوب کما تشول الناقة ذنبها."
رواه أبو الحسن الأزدی فی "حدیث مالک "(2 /205) عن عمر بن مدرک: حدثنا عثمان بن عبد الله العثمانی :حدثنا مالک بن أنس عن شهاب عن عروة عن عبد الله بن عمرو قال ...: فذکره موقوفا علیه، وزاد : وکان ابن عباس یقول" :یوم الفطر یوم الجوائز، وإنما سمی شعبان لأن الأرزاق تتشعب فیه، وإنما سمی رجب لأن الملائکة ترتج فیه بالتسبیح والتحمید والتمجید للجبار عز وجل ."قلت :وعمر بن مدرک کذاب؛ کما قال ابن معین .وعثمان بن عبد الله العثمانی لم أعرفه(سلسلة الأحادیث الضعیفة والموضوعة ، تحت رقم الحدیث ۳۲۲۳)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو ابو بکر خلال نے بھی ''فضائلِ شہر رجب'' میں روایت کیا ہے۔ [1]

اور ابنِ عساکر نے بھی ''فضلِ رجب'' میں اس کو روایت کیا ہے، اور اس میں ''عبداللہ بن عمرو'' رضی اللہ عنہ سے مذکورہ حدیث مروی ہے۔ [2]

مگر ان روایات میں بھی ''عثمان بن عبداللہ عثمانی'' راوی پایا جاتا ہے، جس کو ''عثمان بن عبداللہ شامی'' بھی کہا جاتا ہے۔ [3]

علامہ ابنِ عدی نے ''الکامل'' میں فرمایا کہ یہ شخص مالک اور حماد بن سلمہ وغیرہ سے مناکیر اور باطل احادیث کو روایت کرتا ہے، اور اس کی احادیث موضوع ومن گھڑت ہیں۔ [4]

---

[1] حدثنا على بن عمرو بن سهل ثنا منصور بن محمد الوكيل ثنا حماد بن مدرک ثنا عثمان بن عبد الله الشامي ثنا مالک بن أنس عن ابن شهاب عن عروة قال:قال عبد الله بن عمر رضى الله عنهما: إنما سمى شهر رمضان لأنه يرض فيه الذنوب رضا وإنما سمى شوال لأنه يشول الذنوب كما تشول الناقة ذنبها وإنما سمى شعبان لأن الأرزاق تشعب فيه وإنما سمى رجب لأنه الملائكة ترجب فيه بالتسبيح والتحميد والتمجيد للجبار عز وجل(فضائل شهر رجب للخلال، ص ٧٤، رقم الحديث ١٦)

[2] أخبرنا أبو الحسن الفقيه، ثنا عبد العزيز بن أحمد.
ح: وأنبأنا أبو الحسن الموازيني, قالا: أنا القاضي أبو الحسن محمد بن على بن صخر إجازة, ثنا أبو الحسن على بن أحمد الغزال الأصبهاني بالبصرة, قال: في كتابي عن ميمون بن محمد بن ميمون وليس عليه علامة السماع, ثنا عثمان بن عبد الله العثماني, ثنا مالک بن أنس, عن ابن شهاب, عن عروة، عن عبد الله بن عمرو رضى الله عنهما قال:" إنما سمى رجب لأن الملائكة ترجب فيه بالتسبيح والتحميد والتمجيد للجبار عز وجل" (فضل رجب لابنِ عساكر، ص ٣١٩، رقم الحديث ١٥)

[3] مكرر – ذ– عثمان بن عبد الله الشامي.عن مالک.وعنه حماد بن مدرک.
فرق الخطيب، وابن الجوزى بينه وبين الأموى وجمعهما الذهبى .قلت:فأصاب(لسان الميزان لابنِ حجر، ج٥ص ٣٩٩، تحت رقم الترجمة ٥١٣٢، حرف العين المهملة)

[4] عثمان بن عبد الله بن عمرو بن عثمان بن عفان.
حدث عن مالک وحماد بن سلمة، وابن لهيعة وغيرهم بالمناكير، يكنى أبا عمرو وكان يسكن نصيبين ودار البلاد وحدث في كل موضع بالمناكير عن الثقات.
حدثنا على بن إسحاق بن زاطيا، قال: حدثنا عثمان بن عبد الله بن عمرو بن عثمان بن عفان، قال:

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور ابنِ حبان نے فرمایا کہ ”اس کی حدیث سے دلیل پکڑنا حلال نہیں ہے“۔ [1]

اور بھی کئی محدثین نے اس شخص کی احادیث کو جھوٹی قرار دیا ہے۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

حدثنا مالک بن أنس عن نافع، عن ابن عمر، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم صلوا خلف من قال له إلا إلا الله وصلوا على من؟ قال: لا إله إلا الله وهذا بهذا الإسناد باطل عن مالک.

حدثنا أبو يعلى، قال: حدثنا عثمان بن عبد الله القرشي، قال: حدثنا مالک عن نافع وعن بن شهاب وعن أبي النضر مولى عمر بن عبيد الله، عن أبي سلمة بن عبد الرحمن عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصوم حتى نقول لا يفطر ويفطر حتى نقول لا يصوم.

وهذا في الموطأ، عن أبي النضر وحده، عن أبي سلمة ومن حديث نافع والزهري لا يعرف إلا من حديث عثمان بن عبد الله.

حدثنا علي بن إسحاق بن زاطيا، حدثنا عثمان بن عبد الله، حدثنا حماد بن سلمة، عن محمد بن قيس، عن أنس بن مالک أن رسول الله صلى الله عليه وسلم صلى الله عليه وسلم قال: إن الإسلام بدأ غريبا وسيعود غريبا فطوبى للغرباء.

حدثنا علي، قال: حدثنا عثمان بن عبد الله بن عمرو بن عثمان، قال: حدثنا عيسى يعني ابن يونس، عن الأعمش عن مجاهد، عن ابن عباس، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أنا مدينة الحكمة، وعلي بابها.

وهذا الحديث لا أعلم رواه أحد عن عيسى بن يونس غير عثمان بن عبد الله وهذا الحديث في الجملة معضل، عن الأعمش ويروى، عن أبي معاوية، عن الأعمش ويرويه، عن أبي معاوية أبو الصلت الهروي وقد سرقه من أبي الصلت جماعة ضعفاء.............

وهذه الأحاديث، عن ابن لهيعة التي ذكرتها لا يرويها غير عثمان بن عبد الله هذا ولعثمان غير ما ذكرت من الأحاديث أحاديث موضوعات(الكامل في ضعفاء الرجال لابنِ عدی، ج ٦ ص ٣٠١ الٰی ٣٠٤، ملخصاً، رقم الترجمة ١٣٣٦)

[1] عثمان بن خالد بن عمر بن عبد الله بن الوليد بن عثمان بن عفان العثماني .

كنيته أبو عفان، من أهل المدينة، يروى عن مالک وابن أبي الزناد، روى عنه العراقيون الحسين بن أبي زيد الدباغ وغيره، وكان ممن يروى المقلوبات عن الثقات، يروى عن الأثبات أسانيد ليس من رواياتهم، كأنه كان يقلب الأسانيد، لا يحل الاحتجاج بخبره.

روى عن عيسى بن يونس، عن الأعمش، عن مجاهد، عن ابن عباس، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: " أنا مدينة العلم وعلي بابها "(المجروحين لابنِ حبان، ج٢ ص ٧٦، تحت رقم الترجمة ٦٦٧، باب العين)

[2] عثمان بن عبد الله [بن عمرو بن عمرو بن عثمان بن عفان] الأموي الشامي .عن ابن لهيعة وحماد بن سلمة وجماعة.وهو فيما قيل: عثمان بن عبد الله بن عمرو بن عمرو بن عثمان بن عفان.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مذکورہ وجوہات کی بناء پر یہ حدیث بھی معتبر نہیں اور بظاہر جھوٹی ومن گھڑت ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قال ابن عدی: كان يسكن بنصيبين ودار البلاد يروى الموضوعات عن الثقات.
حدثنا ابن زاطيا , حدثنا عثمان بن عبد الله , حدثنا مالک عن نافع، عن ابن عمر رضی الله عنهما مرفوعا: صلوا خلف من قال: لا إله إلا الله وصلوا على من قال: لا إله إلا الله .
وأنبأنا ابن زاطيا , حدثنا عثمان بن عبد الله , حدثنا عيسى بن يونس، عن الأعمش عن مجاهد، عن ابن عباس رضی الله عنهما مرفوعا: أنا مدينة الحكمة وعلی بابها.
وحدثنا علی بن زاطيا , حدثنا عثمان بن عبد الله , حدثنا بقية وإسماعيل والوليد عن سعيد بن عبد العزيز سمعت الثقة – وهو مكحول – سمعت معاوية رضی الله عنه يقول: سمعت النبی صلی الله عليه وسلم يقول: المدح من الذبح.
أخبرنا يحيى بن البختری،حدثنا عثمان بن عبد الله القرشی الشامی،حدثنا ابن لهيعة، عن أبی الزبير، عن جابر رضی الله عنه مرفوعا: يا علی لو أن أمتی أبغضوک لأكبهم الله على مناخرهم فی النار.
وبه: يا علی أدن منی يضع خمسک فی خمسی يا علی خلقت أنا وأنت من شجرة أنا أصلها وأنت فرعها، والحسن والحسين أغصانها من تعلق بغصن منها أدخله الله الجنة.
قال الخطيب: عثمان بن عبد الله بن عمرو بن عثمان بن عبد الرحمن بن الحكم بن أبی العاص الأموی .قال: هكذا نسبه الحاكم ونسبه غيره إلی عثمان بن عفان فقال: عثمان بن عبد الله بن عمرو بن عثمان بن محمد بن عبد الملک بن سليمان بن عبد الملک بن عبد الله بن عنبسة بن عمرو بن عثمان بن عفان .
قلت:هذا كذب ونسب طويل، ولا يحتمل أن يكون بينه وبين عثمان بن عفان عشرة آباء، ولا ستة.
له عن حماد بن سلمة ويحيى بن أيوب، وابن لهيعة وخلق.
أنبأنا ابن قدامة أخبرنا ابن طبرزد أخبرنا ابن الحصين أخبرنا محمد بن محمد أخبرنا أبو إسحاق المزكی , حدثنا إسماعيل بن إبراهيم بن الحارث القطان , حدثنا عثمان بن عبد الله القرشی , حدثنا الزنجی , حدثنا جعفر بن محمد، عن أبيه، عن جده، عن علی رضی الله عنه رفعه: من مشى فی عون أخيه ومنفعته فله ثواب المجاهدين فی سبيل الله .وهذا من وضعه.
وقال ابن حبان: حدثنا جعفر بن أحمد السلمی حدثنا عثمان بن عبد الله , حدثنا مسلم الزنجی عن جعفر بن محمد، عن أبيه، عن أبی سعيد رضی الله عنه عن النبی صلی الله عليه وسلم: فضل دهن البنفسج على الأدهان كفضلی على سائر الخلق بارد فی الصيف حار فی الشتاء.
وروى عن حماد بن سلمة، عن أبی المهزم، عن أبی هريرة رضی الله عنه قال: لما قدم وفد ثقيف على رسول الله صلی الله عليه وسلم قالوا: جئناک نسألک عن الإيمان أيزيد، أو ينقص؟ قال: الإيمان مثبت فی القلب كالجبال الرواسی وزيادته ونقصه كفر.
فهذا وضعه أبو مطيع على حماد فسرقه هذا الشيخ منه وكان قدم خراسان فحدثهم عن الليث ومالک وكان يضع عليهم الحديث لا يحل كتبة حديثه إلا على سبيل الاعتبار، انتهى .

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

(3)

رجب کی فضیلت سے متعلق خطبۂ نبی کی روایت

ابنِ عساکر نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی سند سے ایک لمبی حدیث کو روایت کیا ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال الدارقطني: متروک الحديث .وقال مرة: يضع الأباطيل على الشيوخ الثقات.

قلت: وقال الدارقطني في "غرائب مالک :"حدثنا أبو طالب أحمد بن نصر , حدثنا على بن عبد الله بن المبارک الصنعاني , حدثنا عثمان بن عبد الله بن عمرو بن عبد الرحمن بن الحكم بن أبى العاص , حدثنا مالک، عن أبى الزناد عن الأعرج، عن أبى هريرة قلت للنبى صلى الله عليه وسلم: من أسعد الناس بشفاعتک ...الحديث.

قال لنا أبو طالب: قال لنا على: عثمان هذا ضعيف.

وقال ابن عدى بعد أن أورد له أحاديث: له غير ما ذكرت أحاديث موضوعة.

وقال الدارقطني أيضا: حدثنا محمد بن مخلد , حدثنا محمد بن بكير الحضرمي , حدثنا عثمان بن عبد الله بن عمرو القومسي , حدثنا مالک عن نافع عن سالم، عن ابن عمر في فضل أبى بكر وعمر وعثمان.

وقال: عثمان متروک الحديث.قلت: فما أدرى هو هذا، أو غيره؟.

وقال الحاكم في المدخل: هو من أهل الغرب ورد خراسان فحدث بها عن مالک والليث، وابن لهيعة ورشدين بن سعد وحماد بن سلمة، وغيرهم بأحاديث موضوعة حدثونا الثقات من شيوخنا عنه بها والحمل فيها عليه.

وقال مسعود السجزى عنه: كذاب.

وقال الحاكم أيضا لما ذكر الحديث الذى ذكره ابن حبان في الإيمان: الحديث باطل وإسناده ظلمات إلا أن الذى تولى كبره أبو مطيع ثم سرقه منه عثمان بن عبد الله .

وقال أبو نعيم: روى المناكير حدثونا، عن أبى خليفة عنه.

وقال في الحلية: كثير الوهم سيء الحفظ.

وقال الجوزقاني: كذاب يسرق الحديث.

أنبأنا إبراهيم بن داود مشافهة غير مرة أن إبراهيم بن على أخبره أخبرنا ابن الصيقل عن أحمد بن محمد التيمى أن الحسن بن أحمد أخبرهم أخبرنا أبو نعيم في الحلية , حدثنا محمد بن المظفر , حدثنا أحمد بن زنجويه , حدثنا عثمان بن عبد الله العثماني , حدثنا يوسف بن أسباط الزاهد عن غالب بن عبيد الله عن زيد بن وهب، عن عبد الله بن مسعود وعن أبى سعيد الخدرى رضى الله

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں رجب سے ایک ہفتہ پہلے خطبہ دیا، اور فرمایا کہ اے لوگو! تم پر ایک عظیم مہینے کا سایہ ہو رہا ہے، رجب کا مہینہ، اللہ کا مہینہ ہے، جس میں نیکیوں میں اضافہ ہو جاتا ہے، اور دعائیں قبول کی جاتی ہیں، اور مصائب کو دور کیا جاتا ہے، اس مہینہ میں مومن کی دعا کو رَد نہیں کیا جاتا، پس تم اس مہینے کی رات میں قیام کرو، اور اس کے دن میں روزے رکھو، پس جس نے اس مہینے کے کسی دن میں پچاس نمازوں کو پڑھا، جس کی ہر رکعت میں قرآن کی جو قرائت میسر آئی، وہ کی، تو اللہ عزوجل اس کو طاق اور جفت کے عدد کے برابر اور بال اور اون کے برابر نیکیاں عطا فرمائے گا، اور جس نے اس مہینے کے کسی دن کا روزہ رکھا، تو اس کے لیے ایک سال کے روزوں کا ثواب لکھا جائے گا، اور جس نے اس مہینے میں اپنی زبان کا خزانہ جمع کیا، تو اللہ عزوجل منکر نکیر کے سوال کے وقت اس کو تلقین فرمائے گا، اور جس نے اس مہینے میں کوئی صدقہ دیا، تو وہ اس کی گردن کے جہنم سے آزادی کا ذریعہ ہوگا، اور جس نے اس مہینے میں صلہ رحمی کی، تو اللہ عزو جل اس کے ساتھ دنیا اور آخرت میں تعلق اور جوڑ پیدا فرمائے گا، اور اس کی

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

عنهما قالا: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من سخط رزقه وبث شكواه ولم يصبر لم تصعد له إلى الله حسنة ولقى الله وهو عليه غضبان.

قلت: ورواه عثمان أيضا عن يوسف عن محل بن خليفة عن إبراهيم عن علقمة والأسود، عن عبد الله وهو من اختلاقه , فالله المستعان.

وقال النباتى فى ذيل الكامل: عثمان بن عبد الله بن عمرو وساق النسب كما ساقه الخطيب أولا ثم قال: روى عن مالك روى عنه عبد الله بن المبارك الصنعانى.

قال الدارقطنى فى الغرائب: قال لنا أبو طالب أحمد بن نصر الحافظ: قال لنا على بن المبارك: عثمان هذا ضعيف، انتهى.

فاحتمل أن يكون عثمان بن عبد الله الأموى اثنين لاختلاف نسبهما وإن اجتمعا فى أن كلا منهما أموى.

وعبد الرحمن بن الحكم المذكور أولا فى نسبه: هو أخو مروان بن الحكم الخليفة وهو ابن عم عثمان بن عفان أمير المؤمنين , والله أعلم(لسان الميزان لابنِ حجر، ج۵ص ۳۹۴ الیٰ ۳۹۹، تحت رقم الترجمة ۵۱۳۲، حرف العين المهملة)

www.idaraghufran.org

زندگی میں اس کے دشمنوں پر مدد فرمائے گا، اور جس نے اس مہینے میں کسی مریض کی عیادت کی، تو اللہ عزوجل اپنے مکرم فرشتوں کو اس کی زیارت کرنے اور اس کو سلام کرنے کا حکم فرمائے گا، اور جس نے اس مہینے میں کوئی جنازہ پڑھا، تو وہ ایسا ہوا، جیسا کہ اس نے زندہ درگور کی ہوئی بچی کو زندہ بچایا، اور جس نے اس مہینے میں کسی مومن کو کھانا کھلایا، تو اللہ عزوجل اس کو قیامت کے دن ایسے دسترخوان پر بٹھائے گا، جس پر ابراہیم اور محمد صلی اللہ علیہما وسلم تشریف فرما ہوں گے، اور جس نے اس مہینے میں کسی کو ایک گھونٹ پانی پلایا، تو اللہ عزوجل اس کو رحیقِ مختوم سے پلائے گا، اور جس نے اس مہینے میں کسی مومن کو کپڑا پہنایا، تو اللہ اس کو جنت کے جوڑوں میں سے ہزار جوڑے پہنائے گا، اور جس نے اس مہینے میں کسی یتیم کا اکرام کیا، اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرا، تو اللہ اس کے اتنی تعداد میں گناہ معاف فرمادے گا، جتنی تعداد میں اس کے ہاتھ نے یتیم کے سر کے بالوں کو چھوا، اور جس نے اس مہینے میں اللہ عزوجل سے ایک مرتبہ استغفار کیا، تو اللہ عزوجل اس کی مغفرت فرمادے گا، اور جس نے اس مہینے میں اللہ عزوجل کی ایک مرتبہ تسبیح کی، یا ایک مرتبہ تہلیل کی، تو وہ اللہ کے نزدیک کثرت سے ذکر کرنے والوں میں لکھا جائے گا، اور جس نے اس مہینے میں ایک مرتبہ قرآن کا ختم کیا، تو اللہ اس کو اور اس کے والد کو قیامت کے دن ایسا تاج پہنائے گا، جو قیمتی پتھروں اور موتیوں سے مزین ہوگا، اور اسے قیامت کی ہولناکی سے امن عطا فرمائے گا“۔ [1]

---

[1] أخبرنا أبو الحسن على بن المسلم الفقيه، ثنا أبو محمد عبد العزيز بن أحمد بن محمد الحافظ من لفظه، قال: ذكر أبو الحسن على بن يعقوب بن يوسف بن عمران القزوينى المعروف بالبلاذرى قدم دمشق فى سنة أربع وسبعين وثلاثمائة وحدثهم بها، ثنا أبو سعيد الحسن بن أحمد بن المبارك الطوسى بتستر إملاء يوم الجمعة بعد الصلاة سنة أربع وأربعين وثلاثمائة، ثنا العباس بن إبراهيم القراطيسى بالموصل، ثنا محمد بن زرارة السليطى، ثنا محمد بن عمرو الأنصارى، عن مالك بن دينار وأبان،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

محدثین نے مذکورہ حدیث کو سخت منکر قرار دیا ہے۔ [1]

اور بعض محدثین نے اس حدیث کو گھڑی ہوئی اور اس کی سند کو مجہول قرار دیا ہے۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عن أنس بن مالك رضى الله عنه قال:"خطبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم قبل [رجب] بجمعة فقال: أيها الناس، إنه قد أظلكم شهر عظيم، شهر رجب شهر الله [الأصم] ، تضاعف فيه الحسنات، وتستجاب فيه الدعوات، ويفرج فيه عن الكربات، لا يرد للمؤمن فيه دعوة، فمن اكتسب فيه خيرا ضوعف له فيه أضعافا مضاعفة،والله يضاعف لمن يشاء؛ فعليكم بقيام ليله، وصيام نهاره، فمن صلى فى يوم فيه خمسين صلاة يقرأ فى كل ركعة ما تيسر من القرآن، أعطاه الله عز وجل من الحسنات بعدد الشفع والوتر، وبعدد الشعر والوبر.

ومن صام يوما كتب الله له به صيام سنة، ومن خزن فيه لسانه لقنه الله عز وجل حجته عند مسائلة منكر ونكير، ومن تصدق فيه بصدقة كان بها فكاك رقبته من النار، ومن وصل فيه رحمه وصله الله عز وجل فى الدنيا والآخرة، ونصره على أعدائه أيام حياته، ومن عاد فيه مريضا أمر الله عز وجل كرام ملائكته بزيارته والتسليم عليه، ومن صلى فيه على جنازة فكأنما أحيا موئودة، [ومن أطعم مؤمنا طعاما] أجلسه الله عز وجل يوم القيامة على مائدة عليها إبراهيم ومحمد صلى الله عليهما، ومن سقى شربة من ماء سقاه الله عز وجل من الرحيق المختوم، ومن كسا مؤمنا كساه الله ألف حلة من حلل الجنة، ومن أكرم يتيما ومسح يده على رأسه غفر الله له بعدد كل شعرة مست يده، ومن استغفر الله عز وجل فيه مرة واحدة غفر الله عز وجل له، ومن سبح الله عز وجل تسبيحة، أو هلله تهليلة، كتب عند الله من الذاكرين الله كثيرا والذاكرات، ومن ختم فيه القرآن مرة واحدة ألبس هو ووالده يوم القيامة كل واحد منهم تاجا مكللا باللؤلؤ والمرجان، وأمن من فزع يوم القيامة "(فضل رجب لابنِ عساكر،ص۱۷،۳۱،رقم الحديث ۱۴، تاريخِ دمشق لابنِ عساكر،ج ۴۳ ص ۲۹۱ و۲۹۲ ، حرف العين ، تحت ترجمة "على بن يعقوب بن يوسف بن عمران أبو الحسن القزوينى" رقم الترجمة ۵۱۲۱)

[1] خطب صلى الله عليه وسلم قبل رجب بجمعة فقال أيها الناس إنه قد أظلكم شهر عظيم رجب شهر الله الأصم تضاعف فيه الحسنات وتستجاب فيه الدعوات وتفرج فيه الكربات "إلخ .منكرة بمرة (تذكرة الموضوعات للفتنى،ص۱۱۶،باب الفاضلة من الأوقات والأيام والجمعة وعاشوراء والكحل وسعة الرزق وخلق كل شىء فيه والشهور وأيام النحس وما حدث فيها من البدع)

[2] هذا حديث منكر بمرة لم أكتبه إلا من هذا الوجه (قلت) وقال الحافظ ابن حجر فى تبيين العجب رواه الحافظ أبو محمد عبد العزيز بن أحمد الكتانى فى كتاب فضل رجب وهو موضوع وإسناده مجهول والله تعالى أعلم .(تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأخبار الشنيعة الموضوعة ، لابن عراق الكنانى،ج۲ص۱۶۴،كتاب الصوم ، الفصل الثالث)

www.idaraghufran.org

یہ حدیث، اگرچہ موجودہ دور کے بعض علماء میں مشہور ہے، لیکن جیسا کہ معلوم ہو چکا کہ اس کی سند قابلِ اعتبار نہیں ہے۔

(4)

رجب کی پہلی رات میں بیس رکعت کی فضیلت کی روایت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث مروی ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے رجب کی پہلی رات میں مغرب کی نماز پڑھی، پھر اس کے بعد بیس رکعات پڑھیں، ان میں سے ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کی قرائت کی، اور ''قل ھواللہ'' کی ایک مرتبہ قرائت کی، اور ان رکعتوں میں بیس سلام پھیرے، تو روحِ امین یعنی جبریل نے فرمایا کہ اللہ اس کی جان کی اور اس کے مال کی اور اس کے گھر والوں کی اور اس کی اولاد کی حفاظت فرمائے گا، اور اسے عذابِ قبر سے محفوظ فرمائے گا، اور اسے پل صراط سے برق رفتاری کے ساتھ بغیر حساب اور عذاب کے گزار دے گا۔

علامہ ابنِ جوزی نے اس روایت کو نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ یہ حدیث گھڑی ہوئی ہے، اور اس کے اکثر راوی مجہول ہیں۔ [1]

---

[1] أنبأنا إبراهيم بن محمد أنبأنا الحسين بن إبراهيم أنبأنا أبو جعفر محمد بن على ابن محمد الطائى أنبأنا عبد الكريم بن أبى حنيفة بن الحسن البخارى حدثنا أبو الطيب طاهر بن الحسن المطوعى حدثنا أبو ذر عمار بن محمد بن مخلد البغدادى حدثنا عبدالله بن محمد الحارثى حدثنا محمد بن يونس السرخسى حدثنا محمد بن القاسم عن على بن محمد عن حميد الطويل عن أنس بن مالک قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : " من صلى المغرب أول ليلة من رجب ثم صلى بعدها عشرين ركعة ، يقرأ فى كل ركعة بفاتحة الكتاب وقل هو الله أحد مرة ، ويسلم فيهن عشر تسليمات ، أتدرون ما ثوابه ؟ فإن الروح الامين جبريل علمنى ذلک .قلنا : الله ورسوله أعلم . قال : حفظه الله فى نفسه وماله وأهله وولده وأجير من عذاب القبر وجاز على الصراط كالبرق بغير حساب ولا عذاب . "هذا حديث موضوع ، وأكثر رواته مجاهيل (الموضوعات لابن الجوزى، ج۲ص ۱۲۳ ، ۱۲۴ ، كتاب الصلاة ، صلاة لاول ليلة من رجب)

www.idaraghufran.org

دیگر محدثین نے بھی اس حدیث کو گھڑی ہوئی اور باطل قرار دیا ہے۔ [1]

لہٰذا مذکورہ حدیث پر بھی عقیدہ رکھنا درست نہیں۔

(5)

رجب کے اللہ کا مہینہ ہونے اور اس کی تعظیم کی فضیلت کی روایت

امام بیہقی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کیا ہے کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے مہینوں میں سے سب سے بہتر مہینہ، رجب کا ہے، جو کہ اللہ کا مہینہ ہے، جس نے اللہ کے مہینہ ''رجب'' کی تعظیم کی، تو اس نے اللہ کے حکم کی تعظیم کی، اور جس نے اللہ کے حکم کی تعظیم کی، تو اللہ اس کو نعمتوں والی جنتوں میں داخل فرمائے گا، اور اس کے لیے اپنی بڑی رضا کو واجب فرمائے گا''۔

اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد امام بیہقی نے امام احمد کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کی سند منکر ہے۔ [2]

---

[1] حديث من صلى المغرب أول ليلة من رجب ثم صلى بعدها عشرين ركعة بفاتحة الكتاب وقل هو الله أحد ويسلم فيهن عشر تسلمات أتدرون ما ثوابه فإن الروح الأمين علمني بذلک قلنا الله ورسوله أعلم قال حفظه الله فى نفسه وأهله وماله وولده وأجير من عذاب القبر وجاز على الصراط كالبرق بغير حساب ولا عذاب.

أخرجه الجوزقانى بسنده عن أنس مرفوعا وأخرجه ابن الجوزى من طريقه وحكم بوضعه وقال أكثر رواته مجاهيل انتهى وأقره عليه السيوطى وابن عراق وغيرهما(الآثار المرفوعة فى الأخبار الموضوعة ، لمحمد عبد الحى اللكنوى،ص ٨٩،صلاة أول ليلة من رجب)

خبر " :من صلى بعد المغرب أول ليلة من رجب عشرين ركعة جاز على الصراط بلا حساب ."باطل(أسنى المطالب فى أحاديث مختلفة المراتب لمحمد بن بن محمد درويش الحوت الشافعي،ص ٢٧٣، رقم الحديث ١٤١٨، حرف الهمزة)

[2] وأخبرنا أبو عبد الله الحافظ، حدثنا خلف بن محمد الكرابيسى، ببخارى، حدثنا حفص بن أحمد بن نصير، حدثنى جدى نصير بن يحيى، حدثنا عيسى بن موسى، عن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اورعلامہ ابنِ حجر نے ''تبیین العجب'' میں فرمایا کہ یہ حدیث بظاہر موضوع ومنگھڑت ہے، اس میں ''نوح ابن ابی مریم'' راوی موجود ہے، جس کو ''ابوعصمۃ'' کہا جاتا ہے، یہ شخص حدیث کو گھڑا کرتا تھا، اور محدثین کا اس کے بارے میں کہنا یہ ہے کہ اس نے سچ کے علاوہ ہر چیز کو جمع کیا ہے۔ [1]

ناصر الدین البانی صاحب نے بھی اس حدیث کو موضوع ومنگھڑت قرار دیا ہے۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

نوح بن أبي مريم، عن زيد العمي، عن يزيد الرقاشي، عن أنس بن مالك، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " خيرة الله من الشهور شهر رجب وهو شهر الله، من عظم شهر الله رجب فقد عظم أمر الله، ومن عظم أمر الله أدخله جنات النعيم، وأوجب له رضوانه الأكبر، وشعبان شهري فمن عظم شهر شعبان فقد عظم أمري، ومن عظم أمري كنت له فرطا وذخرا يوم القيامة، وشهر رمضان شهر أمتي فمن عظم شهر رمضان، وعظم حرمته ولم ينتهكه، وصام نهاره، وقام ليله، وحفظ جوارحه خرج من رمضان وليس عليه ذنب يطلبه الله به.

قال الإمام أحمد: " هذا إسناد منكر بمرة، وقد روى عنه عن أنس غير هذا تركته فقلبي نافر عن رواية المناكير التي أتوهمها لا بل أعلمها موضوعة والله يغفر لنا برحمته (شعب الايمان للبيهقي، رقم الحديث ٣٥٣٢،الثالث والعشرون من شعب الإيمان وهو باب في الصيام،تخصيص شهر رجب بالذكر)

[1] قال البيهقي: هذا حديث منكر بمرة.

قلت:بل هو موضوع ظاهر الوضع، بل هو من وضع نوح الجامع، وهو أبو عصمة الذي قال عنه المبارك، لما ذكره لوكيع: عندنا شيخ يقال له: أبو عصمة، كان يضع الحديث، وهو الذي كانوا يقولون فيه: نوح الجامع جمع كل شيء إلا الصدق، وقال الخليلي: أجمعوا على ضعفه(تبيين العجب بما ورد في شهر رجب ، لابنِ حجر، ص٢٤، الحديث السابع)

[2] " خيرة الله من الشهور شهر رجب، وهو شهر الله، من عظم شهر الله رجب؛ عظم أمر الله، ومن عظم أمر الله؛ أدخله جنات النعيم، وأوجب له رضوانه الأكبر.

وشعبان شهري، فمن عظم شعبان؛ فقد عظم أمري، ومن عظم أمري؛ كنت له فرطا وذخرا يوم القيامة.

وشهر رمضان شهر أمتي، فمن عظم شهر رمضان وعظم حرمته، ولم ينتهكه، وصام نهاره، وقام ليله، وحفظ جوارحه؛ خرج من رمضان وليس عليه ذنب يطلبه الله به"موضوع.

أخرجه البيهقي (3/374/3813)من طريق نوح بن أبي مريم عن زيد العمي عن يزيد الرقاشي عن أنس بن مالك قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: ... فذكره، وقال:"هذا إسناد منكر بمرة، وقد

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

لہٰذا مذکورہ حدیث پر بھی عقیدہ رکھنا درست نہیں۔

(6)

یکم رجب کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی روایت

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث مروی ہے کہ:

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری ولادت، رجب کے پہلے دن ہوئی ہے، پس جس نے اس دن میں روزہ رکھا، تو وہ ساٹھ مہینوں کے برابر ہوگا، اور اسی دن اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو نازل فرمایا''۔ [1]

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

روى عن أنس غير هذا، تركته؛ فقلبي نافر عن رواية المناكير التي أتوهمها، لا؛ بل أعلمها موضوعة ."
وبهذا الإسناد أخرجه البيهقي أيضا في "فضائل الأوقات (94 /10) "، وقال: "هذا منكر بمرة."
وتعقبه الحافظ في "تبيين العجب "(ص 37– طبع المكتبة الحديثية) : "قلت: بل هو موضوع ظاهر الوضع؛ بل هو من وضع نوح الجامع ."

قلت: كلام البيهقي في "الشعب "لا ينافي حكم الحافظ بالوضع؛ بل هو ظاهر فيه .والله أعلم.
ثم إن في الإسناد ثلاثة ضعفاء: يزيد الرقاشي، وزيد العمي، ونوح بن أبي مريم، وهذا أشدهم ضعفا؛ فإنه كذاب وضاع مشهور بذلک – كما تقدم مرارا –، وتقدمت له أحاديث.
والحديث أورده السيوطي في "الجامع الكبير "من رواية البيهقي في "الشعب "، وقال: "وقال: إسناده منكر!"
وكان عليه أن يذكر كلامه بتمامه؛ فإنه أدل على حال إسناده .وعزاه إلى البيهقي في "الدر" (3/226)ولم يقل في "الشعب "، وقال: "وقال: إنه منكر بمرة .وهذا أقرب إلى الصواب مما ذكر في "الجامع ."والله أعلم(سلسلة الاحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ٦١٨٨)

[1] أخبرنا أبو القاسم عبد العزيز بن علي بن أحمد الأزجي، بقرائتي عليه، قال: حدثنا أبو بكر محمد بن أحمد بن محمد المفيد بجرجرايا، قال: حدثني أحمد بن عبد الرحمن بن سعيد القرشي، قال: حدثنا إسحاق بن سويد، قال: حدثنا داود بن سليمان بن علي، عن سليمان بن علي، عن أبيه، عن ابن عباس رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم، قال: ولدت في أول يوم من رجب، فمن صام ذلک اليوم عادل صيام ستين شهرا، وفيه أنزل الله الكعبة البيت الحرام(ترتيب الأمالي الخميسية للشجري، ج٢ص ١٢٨، رقم الرواية ١٨٤٢ ،في صوم رجب وفضله وما يتصل بذلک)

مذکورہ روایت میں بعض راوی مجہول ہیں، اور اس روایت کے ایک راوی، ابوبکر محمد بن احمد المفید پر بعض محدثین نے جرح کی ہے، اور بعض نے ان پر جھوٹ بولنے کا حکم لگایا ہے۔ [1]

اور جمہور اہلِ علم حضرات کا اس بات پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ربیع الاول کے مہینہ میں ہوئی۔

امام نووی رحمہ اللہ، صحیح مسلم کی شرح میں فرماتے ہیں:

وَاتَّفَقُوا أَنَّـهُ وُلِدَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ فِيْ شَهْرِ رَبِيْعِ الْاَوَّلِ وَتُوُفِّيَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ مِنْ شَهْرِ رَبِيعِ الْأَوَّلِ (شرح النووی علىٰ مسلم، ج۱۵، ص۱۰۰، کتاب الفضائل، باب قدر عمره صلى الله عليه وسلم وإقامته بمكة والمدينة)

---

[1] محمد بن أحمد بن محمد أبو بكر الجرجرائی المفيد.

روى عن محمد بن يحيى المروزی، وأبی شعيب الحرانی وخلق.

وروى مناكير عن مجاهيل منهم: الحسن بن عبيد الله العبدی عن عفان ومسدد , ومنهم: أحمد بن عبد الرحمن السقطی عن يزيد بن هارون.

وقد حدث عنه البرقانی فی صحيحه مع اعتذاره واعترافه بأنه ليس بحجة وقال: رحلت إليه وكتبت عنه الموطأ عن الحسن بن عبيد الله عن القعنبی فلما رجعت قال لی أبو بكر بن أبی سعد: أخلف الله عليك نفقتك فدفعته إلى وراق وأخذت بدله بياضا.

وقال أبو الوليد الباجی: أنكرت على أبی بكر المفيد أسانيد ادعاها.

قلت: مات سنة ثمان وسبعين وثلاث مئة وله أربع وتسعون سنة , وهو متهم(لسان الميزان لابنِ حجر، ج٦ص٥١٠، ٥١١، تحت رقم الترجمة ٦٣٩٤، حرف الميم)

قلت: لكنه متهم، حدث عن أحمد بن عبد الرحمن السقطی عن يزيد بن هارون، ولا يدرى من ذا؟! فكان يقول: سمعت منه سنة خمس وتسعين؛ وروى موطأ القعنبی، عن الحسن بن عبيد الله عن القعنبی, والآخر لعله ما وجد أبدًا؛ وروى عن أبی شعيب الحرانی ومحمد بن يحيى المروزی وعلی بن محمد بن عبد الملك بن أبی الشوارب وموسى بن هارون وخلائق؛ وقد تجاسر البرقانی وأخرج عنه فی صحيحه، واعتذر بأن الحديث المذكور لم يسمعه من غيره، وسئل عنه فقال: ليس بحجة، قد حدثنا بالموطأ عن رجل عن القعنبی، فلما رجعت قال لی أبو بكر بن أبی سعد: أخلف الله نفقتك؛ فدفعت الموطأ إلى بعض العامة وأعطانی بدله بياضًا.

قال أبو الوليد الباجی: أبو بكر المفيد أنكرت عليه أسانيد ادَّعاها .قلت: آخر من حدث عنه الحسن بن غالب المقرء أحد الضعفاء أيضًا(تذكرة الحفاظ للذهبی، ج٣ص١٢٥، تحت رقم الترجمة ٩١٥"١٢/٦٧"الطبقة الثانية عشرة)

www.idaraghufran.org

ترجمہ: اہلِ علم کا اتفاق ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ربیع الاول کے مہینے میں پیر کے دن ہوئی، اور آپ کی وفات بھی ربیع الاول کے مہینے میں پیر کے دن ہوئی (شرح النووی)

اس لیے مذکورہ روایت، جمہور کے راجح قول کے بھی خلاف ہے، جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے متعلق رجب کے مہینے میں ہونے کا حکم لگایا گیا ہے۔

لہٰذا اس حدیث پر بھی اطمینان نہیں کیا جاسکتا۔

(7)

رجب کے ایک روزہ پر نہرِ جنت سے سیرابی کی روایت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں ایک نہر ہے، جس کو ''رجب'' کہا جاتا ہے، جو کہ دودھ سے زیادہ سفید ہے اور شہد سے زیادہ میٹھی ہے، جو شخص رجب کے مہینے کے ایک دن کا بھی روزہ رکھے گا، تو اللہ اس کو اس نہر سے پلائے گا'' [1]

---

[1] أخبرنا أبو الحسين بن بشران، حدثنا أبو بكر بن أحمد بن سلمان الفقيه، حدثنا محمد بن غالب، حدثني محمد بن رزق، حدثنا منصور بن زيد، حدثنا موسى بن عمران، قال: سمعت أنس بن مالك، يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " إن في الجنة نهرا يقال له: رجب، أشد بياضا من اللبن وأحلى من العسل، من صام من رجب يوما سقاه الله من ذلك النهر "(فضائل الاوقات للبيهقي، ص ٩٠، ٩١، رقم الحديث ٨، باب في فضل شهر رجب)

أخبرنا عبد الكريم بن عبد الواحد الحسناباذي المعروف بمكشوف الرأس، قال: أخبرنا أبو محمد عبد الله بن محمد بن جعفر بن حبان، قال: حدثنا جعفر بن أحمد بن قادس، قال: حدثنا محمد بن إسماعيل البخاري، قال: حدثنا محمد بن المغيرة بن بسطام، قال: حدثنا منصور بن زيد الأسدي، قال: حدثنا موسى بن عبد الله بن يزيد،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

علامہ ذہبی نے اس حدیث کو باطل قرار دیا ہے۔ ۱؎

اور ابنِ دحیہ کلبی نے بھی اس حدیث کو موضوع اور گھڑی ہوئی قرار دیا ہے۔ ۲؎

لیکن علامہ ابن حجر نے ''تبیینُ العجب'' میں اس حدیث کو موضوع و باطل ہونے کے بجائے، ضعیف قرار دیا ہے۔ ۳؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قال: سمعت أنس بن مالک، يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: إن فی الجنة نهر يقال له رجب أشد بياضا من اللبن وأحلى من العسل، من صام يوما من رجب سقاه الله من ذلک النهر(ترتيب الأمالی الخميسية للشجری، ج۲ص ۱۲۹، رقم الحديث ۱۸۴۴،فی صوم رجب وفضله وما يتصل بذلک)

أخبرنا أبو الحسن بن ناعم قال حدثنا أبو الفتح بن أبی الفوارس إملاء قال حدثنا عبد الله بن محمد بن جعفر قال حدثنا جعفر بن أحمد بن فارس قال حدثنا محمد بن إسماعيل البخاری قال حدثنا محمد بن المغيرة بن بسطام قال حدثنا منصور وهو ابن زيد الأسدی قال حدثنا موسى بن عبد الله بن زيد قال سمعت أنسا يقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: " إن فی الجنة نهرا يقال له رجب أشد بياضا من اللبن وأحلى من العسل من صام يوما من رجب سقاه الله عز وجل من ذلک النهر ." (أحاديث الشيوخ الثقات الشهير بـ "المشيخة الكبرى"ج۳ص ۱۳۹۱ الٰی ۱۳۹۳، رقم الحديث ۶۵۸)

۱؎ إن فی الجنة نهرا يقال له رجب ماؤه أشد بياضا من اللبن وأحلى من العسل من صام يوما من رجب سقاه الله من ذلک النهر قال ابن الجوزی: لا يصح، وقال الذهبی: باطل(أسنى المطالب فی أحاديث مختلفة المراتب، لمحمد بن محمد درويش،الحوت الشافعی، ص۸۶، تحت رقم الحديث ۳۵۰، حرف الهمزة)

۲؎ وكذلک حديث العيون والأنهار كحديث موسى الطويل عن أنس بن مالک أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم -قال" :إن فی الجنة نهرا يقال له :رجب " ...الحديث إلی آخره، وموسى الطويل كذاب عندهم، قال ابن حبان :يروی عن أنس بن مالک أشياء موضوعة لا يحل كتبها(أداء ما وجب من بيان وضع الوضاعين فی رجب لابنِ دحية الكلبی، ص۴۹،باب فی ذكر رجب واسمائه، احاديث العيون والانهار كذب)

۳؎ هكذا أورده أبو سعيد محمد بن علی بن عمرو النقاش الحافظ الأصبهانی فی كتاب فضل الصيام له.

وهكذا رواه أبو الشيخ عبد الله بن محمد بن جعفر الحافظ، فی كتاب فضل الصوم، عن جعفر بن أحمد بن فارس، بسنده .وقال فی إسناده: حدثنا منصور .وهو ابن زيد الأسدی.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مگر چونکہ مذکورہ حدیث میں بعض راوی مجہول بھی پائے جاتے ہیں، اور اس حدیث کے مضمون کی کسی دوسری معتبر حدیث سے تائید بھی نہیں ہوتی، اس لیے متن کے اعتبار سے اس

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ورواه البيهقي في فضائل الأوقات له من طريق منصور بن زيد، قال: حدثنا موسى بن عمران، سمعت أنس بن مالك.

وهكذا رويناه في أمالي أبي محمد الجوهري .وقال فيها: عن منصور بن زيد بن زائدة الأسدي عن موسى بن عمران.

وهكذا رواه ابن شاهين في كتاب الترغيب والترهيب له من طريق الحسن بن الصباح عن عبد الله بن عبد الرحمن عن منصور بن زائدة عن موسى بن عمران به.

وقال ابن الجوزي في العلل المتناهية: فيه مجاهيل.

قلت: أما موسى بن عبد الله بن يزيد الأنصاري، فإنه رجل ثقة معروف، أخرجه له مسلم وغيره .نعم.

أما موسى بن عمران، فلا يدرى من هو .وقد جاء منسوبا مجودا في الرواية التي سقناها وأظن أن موسى يكنى أبي عمران .وأظن أن في رواية البيهقي وغيره .عن موسى أبي عمران فصحفها بعض الرواة عن موسى ابن عمران؛ ومثل هذا يقع كثيرا.

وأما منصور بن زيد، فقد روى عنه جماعة ولكن لم أقف فيه للمتقدمين على جرح ولا تعديل.

نعم ذكره الذهبي في الميزان، فقال: (منصور بن يزيد حدث عنه محمد بن المغيرة، في فضل رجب، لا يعرف والخبر باطل) .ثم ساقه من طريق السلفي بإسناده إلى جعفر بن أحمد بن فارس، بسنده المتقدم.

قلت: وقوله منصور بن يزيد، بزيادة ياء مثناة من تحت في أوله، وَهْمٌ .وإنما هو زيد، بفتح الزاي، كما تضافرت بذلك الروايات .ولم ينفرد محمد بن المغيرة عن برواية ذلك بل روى عنه محمد بن روق ويعيش بن الجهم، وغيرهما، كما تقدم.

ثم قال الذهبي في الميزان:(محمد بن المغيرة بن بسام يروي عن منصور بن يزيد، وعنه البخاري بإسناد نظيف إلى البخاري، يحدث: إن في الجنة نهرا يقال له: رجب ...الحديث .وهو باطل) .

قلت: وفي الكامل لابن عدي: محمد بن المغيرة، عن أيوب بن سويد الرملي، كان يسرق الحديث وهو عندي ممن يضع الحديث، أ هـ.

وفي ثقات ابن حبان: (محمد بن المغيرة بن بسام الشهرزوري سكن أذنة، يروي عن إسحاق الأزرق، ويزيد بن هارون، حدثنا عنه عمر بن سنان، وغيره من شيوخنا، ربما أخطأ يعتبر حديثه إذا روى عنه الثقات) .أ هـ.

وهذان عندي واحد، وإن كان الذهبي يفرق بينهما في الميزان، وتبين أن هذا ليس بحجة.

وأما شيخه فمجهول الحال .فالإسناد ضعيف في الجملة، لكن لا يتهيأ الحكم عليه بالوضع .والله أعلم(تبيين العجب فيما في فضل رجب لابن حجر،ص١٦،١٧، الحديث الرابع)

حدیث کو بعض حضرات نے باطل ہی قرار دیا ہے۔ [1]

لہٰذا اس حدیث پر بھی عقیدہ رکھنے سے بچنا چاہیے۔

(8)

رجب میں روزے رکھنے کی ایک روایت

امام بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے اس حدیث کو روایت کیا ہے کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے بعد سوائے رجب اور شعبان کے، اور کسی مہینے کے روزے نہیں رکھے''۔

اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد امام بیہقی نے فرمایا کہ اس کی سند ضعیف ہے، اور اس باب میں کئی منکر احادیث وارد ہوئی ہیں، جن کے راوی مجہول اور ضعیف ہیں، اور میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کی ذمہ داری سے بری ہوں۔ [2]

---

[1] إن فی الجنة نهرا يقال له: رجب، [ماؤه أشد بياضا من اللبن، وأحلى من العسل] ، من صام من رجب يوما واحدا، سقاه الله من ذلک النهر ." باطل.
رواه أبو محمد الخلال فی "فضل شهر رجب (1 / 11) "والديلمی (1 / 281 / 2) والأصبهانی فی "الترغيب (2 - 1 / 224) "عن منصور بن يزيد الأسدی: حدثنا موسى بن عمران قال: سمعت أنس بن مالک يقول ...، فذكره مرفوعا .قلت: وهذا إسناد ضعيف مجهول، موسى بن عمران لم أعرفه، ووقع عند الديلمی: " موسى بن عبد الله بن يزيد ."ومنصور بن يزيد قال الذهبی: " لا يعرف، والخبر باطل، قرأته ." ...ثم ساقه بإسناده إلى منصور به، إلا أنه وقع فيه: " موسى بن عبد الله الأنصاری ."والله أعلم .وقد أقره الحافظ فی "اللسان ."وأما فی "تبيين العجب "، فقد قال (ص 5– 7) " : لا يتهيأ الحكم عليه بالوضع ."قلت: ولعله يعنی من جهة السند .والله أعلم(سلسلة الاحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ١٩٩٨)

[2] أخبرنا أبو عبد الرحمن محمد بن الحسين السلمی، أخبرنا محمد بن عبد الله بن قريش، أخبرنا الحسن بن سفيان، حدثنا أبو زرعة، حدثنا محمد بن عبد الله الأزدی، حدثنا أبو سهل يوسف بن عطية الصفار، حدثنا هشام القردوسی، عن محمد بن سيرين، عن أبی هريرة: " أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يصم بعد رمضان إلا رجب وشعبان " ."إسناده ضعيف .وقد روی فی هذا الباب أحاديث مناكير فی رواتها قوم مجهولون وضعفاء، وأنا أبرأ إلى الله تعالى من عهدتها.فمنها قد تقدم (شعب الايمان للبيهقی، رقم الحديث ٣٥٢٢،الثالث والعشرون من شعب الإيمان وهو باب فی الصيام،تخصيص شهر رجب بالذكر)

اورعلامہ ابنِ حجر نے''تبیین العجب ''میں فرمایا کہ یہ حدیث''یوسف بن عطیۃ'' راوی کی وجہ سے منکر ہے، کیونکہ یہ راوی شدید ضعیف ہے۔ [1]

پس مذکورہ حدیث بھی سند کے اعتبار سے قابلِ اطمینان نہیں۔

(9)

رجب کے ایک یا زیادہ روزے رکھنے کی فضیلت کی روایت

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی ایک لمبی حدیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رجب کے مہینہ کے مقابلہ میں کوئی بھی مہینہ نہیں، اور رجب ، اللہ کا مہینہ ہے، اور شعبان میرا مہینہ ہے، اور رمضان میری امت کا مہینہ ہے، پس جس نے رجب کے ایک دن کا ایمان اور اخلاص کے ساتھ روزہ رکھا، تو اس کو اللہ کی بڑی رضا حاصل ہوگی، اور اللہ اس کو اعلیٰ درجہ کی جنۃ الفردوس میں سکونت عطا فرمائے گا (پھر اس روایت میں رجب کے ایک سے زیادہ روزے رکھنے کے مختلف عجیب وغریب فضائل بیان کیے گئے ہیں)

اس روایت کو نقل کرنے کے بعد ابنِ دحیۃ کلبی نے فرمایا کہ یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھی گئی ہے، اور اس روایت کا راوی''نقاش'' دراصل''شفاء الصدور ''کتاب کا مؤلف ہے، جس کا اکثر حصہ جھوٹ اور

---

[1] قال البیهقی: أخبرنا أبو عبد الرحمن السلمی، أنبأنا محمد بن عبد الله بن قریش، أخبرنا الحسن بن سفیان، أنبأنا أبو زرعة، أنبأنا محمد بن عبد الله الأزدی، أنبأنا یوسف بن عطیة الصفار، أنبأنا هشام القروی، عن محمد بن سیرین، عن أبی هریرة رضی الله عنه أن رسول الله صلی الله علیه وسلم "لم یصم بعد رمضان إلا رجب وشعبان ."

قلت: وهو حدیث منکر من أجل یوسف بن عطیة؟ فإنه ضعیف جدا (تبیین العجب فیما فی فضل رجب لابن حجر،ص ٢٠، الحدیث السادس)

بہتان سے پُر ہے۔ ۱؎

۱؎ حدثنی الشیخ المحدث الفاضل أبو محمد عبد الله بن محمد ابن عبید الله الحجری، من حجر ذی رعین أیام قرائتی علیه سنة اثنتین وسبعین وخمسمائة قال: حدثنا جماعة منهم الوزیر الحسیب الأدیب الفقیه أبو عبد الله جعفر بن محمد بن مکی بن أبی طالب القبسی قال: حدثنا الوزیر لغوی الأندلس وفاضلها أبو مروان عبد الملک بن سراج قال: حدثنا الفقیه المحدث أبو عمرو عثمان بن أبی بکر بن حمود بن أحمد الصدفی –ویعرف بالسفاقسی وکان تحول بالمشرق وأخذ عن علمائها– قال: حدثنا أبو القاسم علی بن محمد الزیدی قال: حدثنا أبو بکر محمد بن الحسن المقرء المفسر الموصلی المعروف بالنقاش قال: حدثنا أبو عمرو أحمد بن العباس الطبری قال: حدثنا الکسائی قال: حدثنا أبو معاویة قال: حدثنا الأعمش، عن إبراهیم، عن علقمة، عن أبی سعید الخدری قال: قال رسول الله – صلی الله علیه وسلم –:" رجب شهر الله، وشعبان شهری، ورمضان شهر أمتی، فمن صام رجبا إیمانا واحتسابا استوجب رضوان الله الأکبر وأسکنه الفردوس الأعلی، ومن صام من رجب یومین فله من الأجر ضعفان: وزن کل ضعف مثل جبال الدنیا، ومن صام من رجب ثلاثة أیام جعل الله بینه وبین النار خندقا طول مسیرة ذلک سنة، ومن صام من رجب أربعة أیام عوفی من البلاء: الجذام والجنون والبرص، ومن فتنة المسیح الدجال، ومن عذاب القبر، ومن صام من رجب ستة أیام خرج من قبره ووجهه أضوأ من القمر لیلة البذر، ومن صام من رجب سبعة أیام فإن لجهنم سبعة أبواب یغلق الله تعالی عنه بصوم کل یوم بابا من أبوابها، ومن صام من رجب ثمانیة أیام فإن للجنة ثمانیة أبواب یفتح له بصوم کل یوم بابا من أبوابها، ومن صام من رجب تسعة أیام خرج من قبره وهو ینادی: لا إله إلا الله، فلا یرد وجهه دون الجنة، ومن صام من رجب عشرة أیام جعل الله له علی کل میل من الصراط فراشا یستریح علیه، ومن صام من رجب أحد عشر یوما لم یر فی القیامة عبد أفضل منه إلا من صام مثله أو زاد علیه، ومن صام من رجب اثنی عشر یوما کساه الله یوم القیامة حلتین الحلة الواحدة خیر من الدنیا وما فیها، ومن صام من رجب ثلاثة عشر یوما توضع له یوم القیامة مائدة فی ظل العرش والناس فی شدة شدیدة، ومن صام من رجب أربعة عشر یوما أعطاه الله تعالی من الثواب ما لا عین رأت ولا أذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر، ومن صام من رجب خمسة عشر یوما یقفه الله عز وجل موقف الآمنین، ولا یمر به ملک مقرب ولا نبی مرسل إلا قال له: طوباک أنت من الآمنین ."

هذا حدیث موضوع علی رسول الله – صلی الله علیه وسلم –، والنقاش هذا هو مؤلف کتاب "شفاء الصدور "وقد ملأ أکثره بالکذب والزور.

قال الخطیب الحافظ أبو بکر ابن ثابت: بل هو شقاء الصدور ...وذکر کلام الناس فی النقاش واتهامهم له بالوضع، وقال طلحة بن محمد بن جعفر الحافظ: کان النقاش یکذب، وقال الإمام أبو بکر البرقانی: کل حدیثه منکر، وقد صبغ [أو صنع] فی هذا الحدیث الکسائی، ولا یعرفه أحد من خلق الله، وکلمات رسول الله – صلی الله علیه وسلم – منزهة عن هذا التخلیط والتجازیف فی الجزاء علی الأعمال من غیر تقدیر یشهد به الکتاب العزیز والسنة الثابتة(أداء ما وجب من بیان وضع الوضاعین فی رجب لابنِ دحیة الکلبی، ص ۴۴ الیٰ ۴۷، باب فی ذکر رجب واسمائه)

www.idaraghufran.org

اوراس روایت کو نقل کرنے کے بعد علامہ ابنِ حجر نے فرمایا کہ:

''یہ انتہائی غریب حدیث ہے، اوراس روایت کا راوی ''ابوبکر محمد بن حسن نقاش'' دجال ہے، احادیث کو گھڑنے والا ہے، اور یہ حدیث موضوع ومنگھڑت ہے''۔ [1]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ایک لمبی حدیث کو ''شجری'' نے ''ترتیب الامالی'' میں روایت کیا ہے، جس میں اسی طرح کا مضمون آیا ہے۔ [2]

---

[1] وقال ابن ناصر: سقط من سماع ابن البطر وابن خيرون قوله: ومن صام من رجب خمسة أيام. والباقي سواء.

قال: وهـذا حديث غريب عال من حديث أبى معاوية الضرير، عن الأعمش .وهو غريب من حديث علقمة، عن أبى سعيد، تفرد به أبو عمرو الطبرى .ولا يعرف إلا من روايته .ولم نسمعه إلا من رواية أبى بكر النقاش، عنه.

قلت:هذا الكلام لا يليق بأهل النقد .وكيف يروج مثل هذا الباطل على ابن ناصر، مع تحقيقه بأن النقاش وضاع دجال .نسأل الله العافية.

فوالله ما حدث أبو معاوية، ولا من فوقه بشىء من هذا قط .وليس الكسائى على بن حمزة المقدسى النحوى، فقد جزم بأنه غيره – الإمام أبو الخطاب بن دحية، فقال: الكسائى المذكور لا يدرى من هو .وقال بعد أن أخرج الحديث: هـذا مـوضـوع (تبيين العجب فيما فى فضل رجب لابن حجر، الحديث السابع،ص ٢٣، الحديث السابع)

رجب شهر الله الأصم، من صام من رجب يوما إيمانا واحتسابا استوجب رضوان الله الأكبر."وهو متن لا أصل له، اختلقه أبو البركات السقطى، وركب له إسنادا، فزعم أن جابر بن يس أخبره.

أخبره المخلص، أنبأنا البغوى، أخبرنا عبد الملك بن عبد العزيز، أنبأنا عبيد الله بن عمرو، عن زيد بن أبى أمية، عن ابن أبى حسين، عن شهر، عن عبد الرحمن غنيم، عن أبى سعيد مرفوعا .وهذا إسناد حسن، إلا أنه من وضع السقطى واختلاقه فسقط(تبيين العجب فيما فى فضل رجب لابن حجر،ص ٢٦، الحديث العاشر)

[2] أخبرنا القاضى أبو الحسن على بن الحسن بن محمد، بقرائتى عليه، قال: أخبرنا أبو سعيد عثمان بن حامد بن أحمد، قال: حدثنا أبو سهل أحمد بن الزجاج، قال: حدثنا عبد الله بن أيوب المخرمى، قال: حدثنا سفيان، عن داود بن سابور، قال: حدثنا محمد بن يوسف الأهرازادى، قال: حدثنا أبو الحسن على بن محمد بن على، قال: حدثنا الحسن بن محمد المروزى، عن أبيه يحيى بن عياش، قال: حدثنا على بن عاصم، قال: حدثنا أبو هارون العبدى عمارة بن جويرة، عن أبى سعيد الخدرى، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: ألا إن رجبا شهر الله الأصم , وهو شهر عظيم، وإنما سمى الأصم , لأنه لا يقاربه شهر من الشهور حرمة , وفضلا عند الله، وقد كان أهل الجاهلية تعظمه فى جاهليتها، فلما جاء الإسلام , لم يزدد إلا تعظيما وفضلا، ألا إن شهر رجب

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

شهر الله وشعبان شهرى، ورمضان شهر أمتى، ألا فمن صام من رجب يوما , إيمانا , واحتسابا استوجب رضوان الله الأكبر , وأطفأ صومه فى ذلك اليوم غضب الله تعالى، وأغلق عنه بابا من أبواب النار، ولو أعطى مثل الأرض ذهبا ما كان ذلك بأفضل من صومه , ولا يستكمل أجره بشىء من الدنيا دون يوم الحساب , إذا أخلصه الله، ولو إذا أمسى عشر دعوات مستجابات , إن دعا بشىء فى عاجل الدنيا , أعطيه , وإلا ادخر له من الخير أفضل ما دعا داع من أولياء الله وأحبابه وأصفيائه، ومن صام من رجب يومين , لم يصف الواصفون من أهل السماء وأهل الأرض ما له عند الله من الكرامة، وكتب له من الأجر مثل أجور عشرة من الصادقين فى عمرهم بالغة أعمالهم ما بلغت، ويشفع يوم القيامة فى مثل ما يشفعون فيه , ويحشره فى زمرتهم , حتى يدخل الجنة , ويكون من رفقائهم.

ومن صام من رجب ثلاثة , أيام جعل الله بينه وبين النار خندقا , أو قال حجابا طوله مسيرة سبعين عاما، ويقول الله عز وجل عند إفطاره: قد وجب حقك على , ووجبت لك محبتى , وولايتى، أشهدكم يا ملائكتى أنى قد غفرت من ذنوبه ما تقدم , وما تأخر.

ومن صام من رجب أربعة أيام عوفى من البلايا كلها من الجذام , والبرص , وفتنة المسيح الدجال، وأجير من عذاب القبر، وكتب له مثل أجور أولى الألباب الأوابين التوابين، وأعطى كتابه بيمينه فى أوائل العابدين، ومن صام من رجب خمسة أيام كان حقا على الله عز وجل أن يرضيه يوم القيامة، وبعث يوم القيامة ووجهه كالقمر ليلة البدر , وكتب له عدد رمل عالج حسنات , وأدخل الجنة بغير حساب، ويقال له: تمن على ربك ما شئت.

ومن صام من رجب ستة أيام , خرج من قبره , ولوجهه نور يتلألأ أشد بياضا من نور الشمس، وأعطى له سوى ذلك نورا يستضىء له أهل الجمع يوم القيامة، وبعث من الآمنين , حتى يمر على الصراط بغير حساب، ويعافى من عقوق الوالدين , وقطيعة الرحم , ويقبل الله تعالى عليه بوجهه يوم القيامة.

ومن صام من رجب سبعة أيام , فإن لجهنم سبعة أبواب يغلق الله عنه بصوم كل يوم بابا من أبوابها , وحرم الله جسده على النار.

ومن صام من رجب ثمانية أيام , فإن للجنة ثمانية أبواب يفتح الله له بصوم كل يوم بابا من أبوابها، وقيل له ادخل من أى أبواب الجنة شئت.

ومن صام من رجب تسعة أيام خرج من قبره وهو ينادى لا إله إلا الله ولا يصرف وجهه دون الجنة، وخرج من قبره ووجهه نور يتلألأ يشرق لأهل الجنة حتى يقولوا هذا نبى مصطفى، فإن أدنى ما يعطى أن يدخل الجنة بغير حساب.

ومن صام من رجب عشرة أيام جعل الله له جناحين أخضرين منفوطين بالدر والياقوت يطير بهما على الصراط كالبرق الخاطف إلى الجنان، وبدل الله سيئاته حسنات، وكتبه الله من المقربين

﴿ بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

www.idaraghufran.org

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

القوامين لله بالقسط، وكأنما عبد الله ألف عام قائما محتسبا.

ومن صام من رجب إحدى عشر يوما لم يواف عبدا يوم القيامة أفضل منه , إلا من صام مثله أو زاد عليه، ومن صام من رجب اثنى عشر يوما , كسى يوم القيامة حلتين خضراوين من سندس واستبرق لو أدنيت حلة منهما إلى الدنيا , لأضائت ما بين المشرق والمغرب شرقها وغربها، ولصارت الدنيا أطيب من ريح المسك.

ومن صام من رجب ثلاثة عشر يوما , وضعت له يوم القيامة مائدة من ياقوت أخضر فى ظل العرش قوائمها من درة أوسع من الدنيا سبعين مرة، عليها صحائف الدر والياقوت، فى كل صفحة سبعون ألف لون من الطعام لا يشبه اللون اللون ولا الريح الريح، فيأكل منها والناس فى شدة شديدة , وكرب عظيم.

ومن صام من رجب أربعة عشر يوما أعطاه الله من الثواب ما لا عين رأت , ولا أذن سمعت , ولا خطر على قلب بشر من قصر الجنان التى بنيت بالدر والياقوت.

ومن صام من رجب خمسة عشر يوما , وقف به موقف الآمنين ولا يمر به ملك , ولا رسول ولا نبى إلا قالوا: طوبى لك أنت من مقرب مغبوط مجبور ساكن للجنان.

ومن صام من رجب ستة عشر يوما كان فى أوائل من كان فى نور الرحمن على دواب من نور يطير بهم فى عرصة القيامة إلى دار الرحمن، ينظر إلى ثواب الكريم , ويسمع كلامه اللذيذ.

ومن صام من رجب سبعة عشر يوما , وضع له يوم القيامة على الصراط سبعون ألف مصباح من نور , حتى يمر على الصراط بنور تلك المصابيح إلى الجنان تشيعه الملائكة بالترحيب والسلام.

ومن صام من رجب ثمانية عشر يوما , زاحم إبراهيم فى قبته فى جنة الخلد على سرر الدر والياقوت.

ومن صام من رجب عشرين يوما , فكأنما عبد الله عشرين ألف عام.

ومن صام من رجب إحدى وعشرين يوما , شفع يوم القيامة بمثل ربيعة ومضر كلهم من أهل الخطايا والذنوب.

ومن صام من رجب اثنين وعشرين يوما , نادى مناد من السماء أبشر يا ولى الله من الله بالكرامة العظمى، قيل وما الكرامة العظمى؟ قال: النظر إلى ثواب الله، ومرافقة الذين أنعم الله عليهم من النبيين , والصديقين , والشهداء , والصالحين , وحسن , أولئك رفيقا.

ومن صام من رجب ثلاثة وعشرين يوما , نودى من السماء طوبى لك يا عبد الله نصبت , وتعبت طويلا، طوبى لك طوبى لك، وأفضيت إلى جسيم ثوابك الكريم، وجاورت الجليل فى دار السلام، ومن صام أربعة وعشرين يوما , فإذا نزل به ملك الموت عليه السلام ترائى له فى صورة شاب مشقاه عند خروج نفسه، يهون سكرات الموت , حتى لا يجد للموت المأثم بأخذ روحه فى تلك الجريرة، فتفوح منها رائحة طيبة يستنشقها أهل السموات السبع , فيظل فى قبره ريان،

﴿ بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

لیکن مذکورہ روایت کی سند میں ایک راوی ''ابو ہارون عبدی'' پایا جاتا ہے۔ ۱؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ویبعث من قبره ريان، ويظل في الموقف ريان حتى يرد حوض النبي صلى الله عليه وآله وسلم , ومن صام من رجب خمسة وعشرين يوما , فإنه إذا خرج من قبره , تلقاه سبعون ألف ملك بيد كل ملك منهم نجيبة من در وياقوت , ومعهم طوائف الحلى والحلل، فيقولون يا ولى الله التجء إلى ربك، وهو من أول الناس دخولا في جنات عدن من المقربين الذين رضى الله عنهم ورضوا عنه وذلك الفوز العظيم , ومن صام من رجب ستة وعشرين يوما , بنى الله له في ظلال العرش مائة قصر من در وياقوت، على رأس كل قصر خيمة من حرير الجنان يسكنها , ما عمر والناس في الحساب.
ومن صام من رجب سبعة وعشرين يوما , وسع الله عليه القبر مسيرة أربع مائة عام , وملأ جميع ذلك مسكا وعنبرا , ورياحين , وأشجارا , وأنهارا , مفتوحا جميع ذلك إلى الجنان.
ومن صام ثمانية وعشرين يوما جعل الله بينه وبين النار سبعة خنادق، كل خندق كما بين السماء والأرض مسيرة خمس مائة عام.
ومن صام من رجب تسعة وعشرين يوما , غفر الله له ولو كان عشارا، ولو كانت امرأة فجرت سبعين مرة , وولدت سبعين ولدا بعد ما أرادت وجه الله والخلاص من جهنم , لغفر الله لها.
ومن صام من رجب ثلاثين يوما , نادى مناد من السماء يا عبد الله: أما ما مضى , فقد غفر الله لك , فاستأنف العمل فيما بقى، وأعطاه في الجنان كلها في كل جنة أربعين ألف بيت في كل بيت أربعون ألف ألف مائدة من ذهب على كل مائدة أربعون ألف ألف قصعة في كل قصعة أربعون ألف ألف لون من الطعام والشراب , لكل طعام وشراب من ذلك لون على حدة , وفي كل بيت أربعون ألف سرير من ذهب طول كل سرير ألف ذراع , في ألفي ذراع على كل سرير جارية من حور العين عليها ثلاث مائة ألف دؤابة من لون يحمل كل دؤابة سبعون ألف ألف وصيفة يفوح منها المسك والعنبر إلى أن يوافيها صائم شهر رجب هذا.
ولمن صام شهر رجب كله، فقيل يا رسول الله فمن عجز عن صيام رجب لضعف أو علة في الرجال , أو كانت امرأة غير طاهرة لينال ما وصفت؟ قال: يتصدق هذه الصدقة كل يوم رغيف على المساكين , والذى نفسى بيده أنه إذا تصدق بهذه الصدقة كل يوم لينال ما وصفت وأكثر، أنه لو اجتمع جميع الخلائق كلهم من أهل السموات والأرض على أن يقدروا قدر ثوابه ما بلغوا ما نصب في الجنان من الفضائل والدرجات، قيل يا رسول الله , ومن لم يقدر على هذه الصدقة يصنع ماذا لينال ما وصفته؟ قال: يسبح الله في كل يوم في شهر رجب إلى تمام الثلاثين يوما هذا التسبيح مائة مرة سبحان الإله الجليل، سبحان من لا ينبغى التسبيح إلا له، سبحان الأعز الأكرم، سبحان من لبس العز وهو له أهل (ترتيب الأمالي الخميسية للشجرى، ج۲ص۱۲۳ الی ۱۲۶، رقم الحديث ۱۸۳۴، في صوم رجب وفضله وما يتصل بذلك)

۱؎ وللحديث طريق أخرى واهية وفي رواتها مجاهيل رويناه في أمالي أبي القاسم ابن عساكر من طريق عصام بن طليق عن أبي هارون العبدى عن أبي سعيد فذكره بطوله وفيه زيادة ونقص وتقديم وتأخير والله تعالى أعلم (تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأخبار الشنيعة الموضوعة، لابن عراق الكناني، ج۲، ص ۱۵۲، رقم الحديث ۱۸، كتاب الصوم، الفصل الاول)

علامہ ابنِ حجر عسقلانی نے ''تقریبُ التھذیب'' میں فرمایا کہ ''ابو ہارون عبدی'' متروک اور شیعہ ہے، بعض نے اس کو جھوٹا بھی قرار دیا ہے۔ [1]

ابو ہارون عبدی کے بارے میں امام بخاری نے فرمایا کہ اس کو یحییٰ قطان نے ''متروک'' قرار دیا، اور امام احمد نے اس کے متعلق فرمایا کہ ''لیس بشیئ'' اور ابنِ معین نے فرمایا کہ ''محدثین کے نزدیک یہ حدیث میں سچا شمار نہیں ہوتا، اور اس کے پاس ایک صحیفہ تھا، جس کے بارے میں یہ کہتا تھا کہ یہ صحیفة الوصی ہے''

ابوزرعہ نے فرمایا کہ یہ ضعیف ہے، ابوحاتم نے فرمایا کہ ''یہ بشر بن حرب سے بھی زیادہ ضعیف ہے'' اور امام نسائی نے ''متروک الحدیث'' فرمایا، اور دوسری جگہ فرمایا کہ ''یہ ثقہ نہیں ہے، اور اس کی حدیث کو لکھا نہیں جائے گا''

اور شعیب بن حرب نے شعبہ سے روایت کیا ہے کہ ''مجھے اپنی گردن کا مارا جانا اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ میں ابو ہارون عبدی سے کوئی حدیث بیان کروں'' اور حماد بن زید نے فرمایا کہ ''یہ کذاب تھا، صبح کو کوئی بات کہتا تھا، اور شام کو کوئی بات کہتا تھا'' اور جوزجانی نے فرمایا کہ ''یہ کذاب ہے، جھوٹ باندھنے والا ہے''

اور حاکم ابواحمد نے فرمایا کہ ''متروک'' ہے، اور دارقطنی نے فرمایا کہ ''محدثین اس کو خارجی اور شیعی شمار کرتے ہیں، اور ابنِ حبان نے فرمایا کہ ''یہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ایسی حدیث روایت کرتا ہے، جو ان کی حدیث نہیں ہوتی، اس کی حدیث کو لکھنا، صرف تعجب کے طریقہ پر ہی حلال ہے''

ابنِ معین نے فرمایا کہ ''یہ ثقہ نہیں ہے، جھوٹ بولتا ہے'' اور ابنِ علیہ نے فرمایا کہ ''یہ جھوٹ بولتا تھا'' اور عثمان بن ابی شیبہ نے بھی اس کو ''کذاب'' قرار دیا۔

---

[1] عمارة ابن جوين بجيم مصغر أبو هارون العبدى مشهور بكنيته متروك ومنهم من كذبه شيعى من الرابعة مات سنة أربع وثلاثين عخ ت ق(تقريب التهذيب،ص ۴۰۸، رقم الترجمة ۴۸۴۰، حرف العين)

اور ابنِ عبدالبر نے فرمایا کہ ''محدثین کا اس کے ضعیف الحدیث ہونے پر اجماع ہے، اور بعض نے اس کے جھوٹا ہونے کا بھی حکم لگایا ہے، اور یہ غالی شیعہ کے قبیل سے تعلق رکھتا تھا'' اس نے ابوسعید خدری کی سند سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا کافر ہونا روایت کیا ہے، جس میں اس نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ پر جھوٹ باندھا ہے۔ [1]

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ یہ حدیث بھی سند کے اعتبار سے انتہائی ناقص ہے۔

---

[1] "عخ ت ق – عمارة "بن جوین أبو هارون العبدی البصری روی عن أبی سعید الخدری وابن عمر وعنه عبد الله بن عون وعبد الله بن شوذب والثوری والحمادان والحکم بن عبدة وخالد بن دینار وجعفر بن سلیمان وصالح المری ونوح بن قیس وهشیم وعلی بن عاصم وآخرون قال بن المدینی عن یحیی بن سعید ضعفه شعبة وما زال بن عون یروی عنه حتی مات وقال البخاری ترکه یحیی القطان وقال أحمد لیس بشیء وقال الدوری عن بن معین کان عندهم لا یصدق فی حدیثه وکانت عنده صحیفة یقول هذه صحیفة الوصی وقال أبو زرعة ضعیف حدیث وقال أبو حاتم ضعیف أضعف من بشر بن حرب وقال النسائی متروک الحدیث وقال فی موضع آخر لیس بثقة ولا یکتب حدیثه وقال شعیب بن حرب عن شعبة لأن أقدم فتضرب عنقی أحب إلی من أن أحدث عنه قال خالد بن خداش عن حماد بن زید کان کذابا بالغداة شیء وبالعشی شیء وقال الجوزجانی کذاب مفتر وقال الحاکم أبو أحمد متروک وقال الدارقطنی یتلون خارجی وشیعی یعتبر بما یرویه عنه الثوری وقال بن حبان کان یروی عن أبی سعید ما لیس من حدیثه لا یحل کتب حدیثه الا علی جهة التعجب وقال بن قانع مات سنة أربع وثلاثین ومائة .

قلت وقال إبراهیم بن الجنید عن بن معین کان غیر ثقة یکذب وقال بن علیة کان یکذب نقله الحاکم فی تاریخه وقال بن المثنی ما سمعت یحیی ولا عبد الرحمن یحدثان عن سفیان عنه بشیء وقال بن شاهین قال عثمان بن أبی شیبة کان کذابا وقال بن سعد کان ضعیفا فی الحدیث وعن شعبة قال لو شئت لحدثنی أبو هارون عن أبی سعید بکل شیء رأی أهل واسط یفعلونه باللیل رواه الساجی وابن عدی وقال بن البرقی أهل البصرة یضعفونه وقال علی بن المدینی لست أروی عنه وقال الساجی ثنا عبد الله بن أحمد قال قلت لأبی یحیی یقول بشر بن حرب أحب إلی من أبی هارون فقال صدق یحیی وقال بن عبد البر أجمعوا علی أنه ضعیف الحدیث وقد تحامل بعضهم فنسبه إلی الکذب روی ذلک عن حماد بن زید وکان فیه تشیع وأهل البصرة یفرطون فیمن یتشیع بین أظهرهم لأنهم عثمانیون قلت کیف لا ینسبونه إلی الکذب وقد روی بن عدی فی الکامل عن الحسن بن سفیان عن عبد العزیز بن سلام عن علی بن مهران عن بهز بن أسد قال أتیت إلی أبی هارون العبدی فقلت أخرج إلی ما سمعت من أبی سعید فأخرج لی کتابا فإذا فیه حدثنا أبو سعید أن عثمان أدخل حفرته وأنه لکافر بالله قال قلت تقر بهذا قال هو کما تری قال فدفعت الکتاب فی یده وقمت فهذا کذب ظاهر علی أبی سعید(تهذیب التهذیب، ج۷ص ۴۱۲ الیٰ ۴۱۴، تحت رقم الترجمة ۶۷۰، حرف العین المهملة)

(10)

رجب کے تین یا زیادہ روزے رکھنے کی فضیلت کی روایت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث مروی ہے کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے رجب کے تین دن کے روزے رکھے، تو اللہ، اس کے لیے ایک مہینے کے روزوں کا ثواب لکھے گا، اور جس نے رجب کے سات دن کے روزے رکھے، تو اللہ، اس کے لیے جہنم کے سات دروازے بند فرمادے گا، اور جس نے رجب کے آٹھ دن کے روزے رکھے، تو اللہ، اس کے لیے جنت کے آٹھ دروازے کھول دے گا، اور جس نے ماہِ رجب کے آدھے دنوں کے روزے رکھے، تو اس کے لیے اللہ، اپنی رضا کو لکھ دے گا، اور، اللہ اس کو عذاب نہیں دے گا، اور جس نے پورے ماہِ رجب کے روزے رکھے، تو اللہ اس کا آسان حساب فرمائے گا''۔

اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد علامہ ابنِ جوزی نے فرمایا کہ یہ صحیح نہیں ہے، اور اس حدیث کے شروع میں ایک راوی ''ابان'' پایا جاتا ہے، جس کے بارے میں شعبہ نے فرمایا کہ مجھے اس شخص سے حدیث بیان کرنا، زنا سے بھی زیادہ ناپسند ہے، اور امام احمد اور نسائی اور دار قطنی نے اس کو متروک قرار دیا ہے۔

اور اس روایت میں ایک راوی ''عمرو بن ازہر'' ہے، جس کے بارے میں امام احمد نے فرمایا کہ یہ حدیث کو گھڑا کرتا تھا، اور نسائی نے اس کو متروک قرار دیا، اور دار قطنی نے اس کو کذاب قرار دیا، اور ابنِ حبان نے فرمایا کہ یہ ثقہ راویوں کے نام سے جھوٹی حدیث گھڑا کرتا تھا، اس کا ردو قدح کے بغیر، ذکر کرنا بھی حلال نہیں۔ [1]

---

[1] أنبأنا إسماعيل بن أحمد السمرقندى أنبأنا أحمد بن محمد ابن النقور أنبأنا أبو الحسن أحمد بن محمد بن عمران الجنيدى حدثنا إسماعيل بن العباس الوراق حدثنا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

علامہ ذہبی نے بھی ''کتابُ الموضوعات'' کی تلخیص میں فرمایا کہ اس روایت میں ''عمرو بن ازہر'' راوی کذاب ہے۔ [1]

دیگر محدثین نے بھی اس حدیث کو موضوع اور گھڑی ہوئی قرار دیا ہے۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

جعفر بن محمد بن شاكر الصائغ حدثنا خالد بن يزيد العربى حدثنا عمرو بن الازهر عن أبـان عن أنس مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : " من صام ثلاثة أيام من رجب كتب الله له صيام شهر ، ومن صام سبعة أيام من رجب أغلق الله سبعة أبواب من النـار ، ومـن صـام ثـمـانية أيـام من رجب فتح الله له ثمانية أبواب من الجنة ، ومن صام نصف رجب كتب الله له رضوانه ، ومن كتب له رضوانه لم يعذبه ، ومن صام رجب كله حاسبه الله حسابا يسيرا.

هـذا حديث لا يصح .وفى صدره أبان .قال شعبة : لان أزنـى أحب إلى من أن أحدث عن أبان .وقـال أحمد والنسائى والدارقطنى : متروك .وفيه عمرو ابن الازهر .قال أحمد : كـان يضع الحديث .وقـال النسائى : متروك .وقـال الدارقطنى : كذاب . وقال ابن حبان : كان يضع الحديث على الثقاة ويأتى بالموضوعات عن الاثبات لا يحل ذكـره إلا بالقدح فيه (الموضوعات لابن الجوزى، ج٢، ص ٢٠٦، كتاب الصيام، باب صوم رجب،الحديث الثانى)

[1] حديث من صام ثلاثة أيام من رجب كتب الله له صيام شهر ومن صام نصف رجب كتب الله له رضـوانــه.... الـحـديـث. فيــه عـمـرو بـن الأزهـر -كذاب- عن أبـان عن أنـس (تلخيص كتـاب الموضوعات، للذهبى، ص٢٠٨، رقم الحديث ٥٠٨)

[2] ومـن صـام نـصف رجـب كتب الله له رضوانه ومن كتب له رضوانه لم يعذبه ومن صام رجب كله حاسبه الله حسابا يسيرا لا يصح.

أبـان متـروك وعـمـرو بن الأزهر يضع (قلت) أخرجه أبو الشيخ فى الثواب حدثنا عبد الرحمن بن الـحسـن حـدثنا محمد بن إسماعيل حدثنا أحمد بن صبح الأسدى حدثنا حسين بن علوان عن أبانه وحسين بن علوان أيضا وضاع والله أعلم (اللآلى المصنوعة، ج٢، ص ٩٧، كتاب الصيام)

حديث: " مـن صـام ثـلاثة أيـام من رجب كتب له صيام شهر ومن صام سبعة أيام من رجب أغلق الله عـنه سبعة أبواب من النار ومن صام ثمانية أيام من رجب فتح الله له ثمانية أبواب من الجنة ومن صام نصف رجب حاسبه الله حسابا يسيرا.

قـال فـى الـلآلـىء بـعـد أن رواه عن أبان عن أنس مرفوعا لا يصح وأبان متروك وعمرو بن الأزهر يـضـع الحديث ثم قال: وأخـرجـه أبـو الشيـخ عـن ابـن علوان عن أبان وابن علوان وضاع (الفوائد المجموعة للشوكانى، ص ١٠٠، رقم الحديث ٣٩، كتاب الصيام)

حديث" :من صام ثلاثة أيام من رجب كتب الله له صيام شهر، ومن صام سبعة أيام أغلق عنه سبعة

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

مذکورہ حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ یہ حدیث بھی سند کے اعتبار سے غیر معتبر ہے۔

(11)

ایامِ رجب کے ساتویں آسمان کے دروازوں پر لکھے ہونے کی روایت

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث مروی ہے کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رجب کے ایام، ساتویں آسمان کے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أبواب النار، ومن صام ثمانية أيام فتح الله له ثمانية أبواب الجنة، ومن صام نصف رجب كتب الله له رضوانه، ومن كتب الله له رضوانه لم يعذبه، ومن صام رجبا كله حاسبه الله حسابا يسيرا."

رويناه فى فضل رجب لأبى القاسم السمرقندى، وفى الجزء الثالث من حديث أبى روق الهمزانى من طريق عمرو بن الأزهر، عن أبان ابن أبى عياش عن أنس .وعمرو بن الأزهر :كذبه يحى بن معين وغيره، وأبان تقدم ذكره(تبيين العجب فيما فى فضل رجب لابن حجر،ص٢٧، الحديث الحادى عشر)

وكذلك وضع عمرو بن الأزهر فيه حديثا ورواه ابن عمه عن أبان عن أنس بن مالك قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم " :-من صام ثلاثة أيام من رجب كتب الله له صيام شهر، ومن صام سبعة أيام من رجب أغلق عنه سبعة أبواب من النار، ومن صام ثمانية من رجب فتح له ثمانية أبواب من الجنة، ومن صام نصف رجب كتب الله له رضوانه، ومن كتب له رضوانه لم يعذبه، ومن صام رجبا كله حاسبه الله حسابا يسيرا."

حدثنا بهذا الحديث جماعة لا أحصيهم كثرة قالوا :أخبرنا إسماعيل بن أحمد السمرقندى قال: أخبرنا أحمد بن محمد بن النقور قال :أخبرنا أبو الحسن أحمد بن محمد بن عمران الجندى قال: حدثنا إسماعيل بن العباس الوراق قال :حدثنا جعفر بن محمد بن شاكر الصايغ قال :حدثنا خالد بن يزيد القرى قال :حدثنا عمرو بن الأزهر، عن أبان، عن أنس بن مالك ...

قال الإمام أبو بسطام شعبة بن الحجاج :لأن أزنى أحب إلى من أن أحدث عن أبان بن أبى عياش، وأجمع العلماء على عدالة شعبة ورسوخه فى هذا العلم ونصيحته فيه لله ورسوله ولعامة المسلمين، وهو ممن عبد الله تعالى حتى جف جلده على عظمه، وكان مالك يعظمه ويثنى عليه، وأما عمرو بن الأزهر فقال فيه الإمام أبو عبد الله أحمد بن محمد ابن حنبل :عمرو بن الأزهر بصرى قاضى جرجان كان يضع الحديث، وقال النسائى :هو متروك، وقال أبو حاتم بن حبان فى "تعديله وتجريحه :"كان عمرو بن الأزهر يضع الحديث على الثقات ويأتى بالموضوعات عن الأثبات، لا يحل ذكره إلا بالقدح فيه، وقال أبو الحسن الدارقطنى :عمرو بن الأزهر كذاب(أداء ما وجب من بيان وضع الوضاعين فى رجب لابنِ دحية الكلبى، ص ٤٧،٤٨ باب فى ذكر رجب واسمائه)

دروازوں پر لکھے ہوئے ہیں، پس جب کوئی شخص اس مہینے کے کسی دن کا روزہ رکھتا ہے، اور اللہ کے تقوے کے ساتھ اس روزے کو عمدہ طریقے سے رکھتا ہے، تو وہ دروازہ اور وہ دن یہ کہتا ہے کہ اے میرے رب! اس کی مغفرت فرما دیجیے، اور جب وہ شخص اس روزے کو اللہ کے تقوے کے ساتھ پورا نہیں کرتا، تو یہ دروازہ اور یہ دن اس کے لیے استغفار نہیں کرتا، اور یہ کہتا ہے کہ تو نے اپنے نفس کو دھوکا دیا"۔ [1]

---

[1] أخبرتنا أم حبيب: أروى بنت محمد بن عبد الرزاق –امرأة صالحة من أهل بيت صالحين رحمهم الله– قالت: حدثنا أبو سعيد النقاش، أنبأ أبو أحمد: محمد بن محمد بن إسحاق الحافظ، ثنا إبراهيم بن محمد الفرائضي بيناس، ثنا سعيد بن رزيق، ثنا إسماعيل بن يحيى، ثنا مسعر بن كدام، عن عطية العوافى، عن أبى سعيد الخدرى –رضى الله عنه– قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "رجب من أشهر الحرم وأيامه مكتوبة على أبواب السماء السادسة، فإذا صام الرجل منه يوما وجود صومه بتقوى الله نطق الباب ونطق اليوم فقال: يا رب اغفر له، فإذا لم يتم صومه بتقوى الله لم يستغفر له وقال له: خدعت نفسک " (الترغيب والترهيب لقوام السنة، ج۲ ص۳۹۳، رقم الحديث ۱۸۵۰ ،باب الصاد، باب الترغيب فى الصوم، فصل فى فضل صوم رجب)

حدثنا القاضى أبو الحسن على بن الجراحى وعمر بن أحمد الواعظ قالا ثنا أحمد بن عيسى بن السكين البلدى قال حدثنى محمد بن إسحاق الملقب بالحسام ثنا إسحاق بن زريق الرسعنى ثنا إسماعيل بن يحيى بن عبيد الله التيمى ثنا مسعر بن كدام عن عطية العوفى عن أبى سعيد الخدرى رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم رجب من شهور الحرم وأيامه مكتوبة على أبواب السماء السادسة فإذا صام الرجل منه يوما وجرد صومه لتقوى الله نطق الباب ونطق اليوم قالا يا رب اغفر له وإذا لم يتم صومه بتقوى الله لم يستغفرا قال أو قيل خدعتک نفسک (فضائل شهر رجب، للحسن الخلال ، ص ۵٦، رقم الحديث ۷)

قال : أخبرنا أبى ، أخبرنا أبو طالب الحسينى ، حدثنا أبو طاهر بن سلمة ، أخبرنا ابن السنى ، أخبرنا الحسن بن موسى بن خلف ، حدثنا إسحاق بن زريق ، عن إسماعيل بن يحيى ، عن مسعر ، عن عطية ، عن أبى سعيد قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم رجب من أشهر الحرم ، وأيامه مكتوبة على أبواب السماء السادسة ، فإذا صام الرجل منه يوماً وجرد صومه بتقوى الله ، نطق الباب ونطق اليوم وقالا : يارب اغفر له ، وإذا لم يصم بتقوى الله ، لم يستغفرا له وقالا خدعتک نفسک (الغرائب الملتقطة من مسند الفردوس ،المسمى زهرة الفردوس ، لابن حجر، ج۴ص ۲۰۲،۲۰۳، رقم الحديث ۱٦۹۴ ، حرف الراء)

Idara Ghufran

لیکن اس روایت میں ایک راوی ''اسماعیل بن یحیٰ'' پایا جاتا ہے، جس کو محدثین نے جھوٹا قرار دیا ہے۔ [1]

لہٰذا مذکورہ حدیث بھی سند کے اعتبار سے معتبر معلوم نہیں ہوئی۔

---

[1] حديث" :رجب من أشهر الحرم، وأيامه مكتوبة على أبواب السماء السادسة، فإذا صام الرجل منه يوما، وجود صومه بتقوى الله، نطق الباب ونطق اليوم، فقالا :يا رب اغفر له، وإذا لم يتم صومه بتقوى الله لم يستغفرا له."

ورواه أبو سعيد محمد بن على الأصبهانى النقاش، وليس هو بالمفسر فى كتاب فضل الصيام، له من حديث أبى سعيد الخدرى، وفى إسناده إسماعيل بن يحى التيمى، وهو مذكور بالكذب(تبيين العجب بما ورد فى شهر رجب، لابن حجر،ص٢٨، الحديث الثالث عشر)

إسماعيل بن يحيى التيمى متَّهمٌ بالكذب (الزيادات على الموضوعات، للسيوطى، ج ا ص ٤٦٥، تحت رقم الحديث ٥٦٢، كتاب الصوم)

إسماعيل بن يحيى بن عبيد الله ابو يحيى التيمى.

عن ابى سنان الشيبانى وابن جريج وطائفة قال ابن عدى يحدث عن الثقات بالبواطيل وقال غيره كذاب (المغنى فى الضعفاء للذهبى، ج ا ، ص ٨٩،رقم الترجمة ٧٣٢، حرف الألف)

إسماعيل بن يحيى بن عبيد الله التيمى البكرى الكوفى، أبو على.

عن:إسماعيل بن أبى خالد، وأبى حنيفة، وغيرهما، وعنهمحمد بن حرب النشائى، وسعدان بن نصر. قال صالح جزرة، وغيره: كان يضع الحديث.وقال ابن حبان: لا تحل الرواية عنه، ولا الاحتجاج به بحال، وقال: يروى عن مسعر، وفطر بن خليفة أيضا (تاريخ الاسلام للذهبى، ج٤، ص ١٠٧٤ ،رقم الترجمة ٢٧، الطبقة العشرون، تراجم الأعيان فى هذا العشر)

إسماعيل بن يحيى بن عبيد الله بن طلحة بن عبد الله بن عبد الرحمن بن أبى بكر الصديق أبو يحيى التيمى.عن أبى سنان الشيبانى، وابن جريج ومسعر بالأباطيل.

قال صالح بن محمد جزرة: كان يضع الحديث .وقال الأزدى: ركن من أركان الكذب لا تحل الرواية عنه.وقال ابن عدى: حدثنا عبد الله بن محمد بن يعقوب ببخارى، حدثنا موسى بن أبى حاتم الفريابى، حدثنا محمد بن تميم الفريابى، حدثنا عبد الرحيم بن حبيب، حدثنا إسماعيل بن يحيى، حدثنا سفيان، عن منصور، عن إبراهيم، عن علقمة، عن عبد الله مرفوعا: يخرج الدجال ومعه سبعون ألف حائک .وهذا باطل (لسان الميزان لابن حجر، ج٢، ص ١٨١ ، تحت رقم الترجمة: ١٢٥٩ ، حرف الألف)

إسماعيل بن يحيى بن عبيد الله بن طلحة أبو يحيى وقيل أبو على التيمى المدينى.

يحدث عن ابن جريح والثورى وشعبة وابن أبى ذئب وقال ابن حبان يروى الموضوعات عن الثقات وما لا أصل له عن الاثبات لا تحل الرواية عنه بحال وقال الدارقطنى كذاب متروک وقال الأزدى ركن من أركان الكذب لا تحل الرواية عنه (الضعفاء والمتروكون لابن الجوزى، ج ا ، ص ١٢٣ ، تحت رقم الترجمة: ٤٢٨، حرف الألف)

(12)

رجب کے اللہ کا مہینہ اور ''أصم'' ہونے کی روایت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سند سے یہ حدیث مروی ہے کہ:

''رجب، اللہ کا مہینہ ہے، جس کو اُصم کہا جاتا ہے، اور زمانۂ جاہلیت میں جب رجب کا مہینہ آتا تھا، تو لوگ اپنے اسلحے بند کر کے رکھ دیتے تھے، اور لوگ امن سے سوتے تھے، اور راستے مامون ہو جاتے، اور رجب کے مہینے کے اختتام تک لوگ ایک دوسرے سے نہیں ڈرتے تھے''۔ [1]

امام بیہقی نے اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد فرمایا کہ:

''تاریخی اعتبار سے تو یہ بات مشہور ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں رجب کے مہینے کے ساتھ مذکورہ طرزِ عمل اختیار کیا جاتا تھا، لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مذکورہ حدیث کے الفاظ کا ثبوت ''منکر'' ہے''۔ [2]

---

[1] أخبرنا أبو القاسم زاهر بن طاهر الشحامي، أنا أبو بكر أحمد بن الحسين الحافظ، أنا أبو عبد الله الحافظ، ثنا خلف بن محمد الكرابيسي ببخارى، ثنا مكى بن خلف، ثنا نصر بن الحسين وإسحاق بن حمزة، قالا: أنا عيسى وهو الغنجار، عن أبين بن سفيان، عن غالب بن عبيد الله، عن عطاء، عن عائشة قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:إن رجب شهر الله، ويدعى الأصم، وكان أهل الجاهلية إذا دخل رجب يعطلون أسلحتهم ويضعونها، فكان الناس يأمنون وتأمن السبل، ولا يخافون بعضهم بعضا حتى ينقضى(فضل رجب لابنِ عساكر، ص٣٠٦، رقم الحديث٣)

[2] أخبرنا أبو عبد الله الحافظ، حدثنا خلف بن محمد الكرابيسى، ببخارى، أخبرنا مكى بن خلف، حدثنا نصر بن الحسين، وإسحاق بن حمزة، قالا: أخبرنا عيسى وهو الغنجار، عن ابن أبى سفيان، عن غالب بن عبيد الله، عن عطاء، عن عائشة، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " إن رجب شهر الله، ويدعى الأصم، وكان أهل الجاهلية إذا دخل رجب يعطلون أسلحتهم ويضعونها، وكان الناس ينامون، وتأمن السبل، ولا يخافون بعضهم بعضا حتى ينقضى " ."

قلت: وهذا الذى روى فى هذا الحديث مشهور عند أهل العلم بالتواريخ أن الأمر فى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

علامہ ابنِ حجر نے بھی فرمایا کہ اس حدیث کے معنیٰ تو صحیح ہیں، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ثبوت صحیح نہیں ہے، کیونکہ اس حدیث کو ''ابان بن سفیان'' اور غالب بن عبید اللہ'' نے روایت کیا ہے، اور یہ دونوں حدیث گھڑنے میں معروف ومشہور ہیں۔ [1]

لہٰذا مذکورہ حدیث کے مضمون کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث قرار دینے سے بچنا چاہیے۔

(13)

یکم رجب اور نصف رجب کے روزہ کی فضیلت کی روایت

حضرت حسن کی سند سے مرسلاً یہ حدیث مروی ہے کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رجب، اللہ عزوجل کا مہینہ ہے، اور شعبان میرا مہینہ ہے، اور رمضان میری امت کا مہینہ ہے، جس نے رجب کے ایک دن کا روزہ رکھا، تو اس کو دو سالوں کے روزوں کے برابر ثواب حاصل ہوگا، اور جس نے نصف رجب کا روزہ رکھا، تو اس کو تیس سال کے روزوں کے

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

الأشهر الحرم كان على هذه الجملة، وإنما المنكر من هذا الحديث رفعه إلى النبى صلى الله عليه وسلم وروايته عنه، وكان ذلک فى أول الإسلام أن لا يقاتلوا ثم أذن الله تعالى فى قتل المشركين فى جميع الأوقات وبقيت حرمة الأشهر الحرم فى تضعيف الأجور والأوزار فيها حين خص الله تعالى هذه الأشهر بزيادة المنع فيهن عن الظلم، فقال:(إن عدة الشهور عند الله اثنا عشر شهرا فى كتاب الله يوم خلق السموات والأرض منها أربعة حرم ذلک الدين القيم فلا تظلموا فيهن أنفسكم)ولذلک غلظ الشافعى رحمه الله دية من قتل خطأ فى الأشهر الحرم، وروى فى ذلک عن ابن عمر، وابن عباس رضى الله عنهما (شعب الايمان، ج۵ص۳۳۸، ۳۳۹، رقم الحديث ۳۵۲۳ ،الثالث والعشرون من شعب الإيمان وهو باب فى الصيام،تخصيص شهر رجب بالذكر)

[1] وهذا وإن كان معناه صحيحا فإنه لا يصح عن رسول الله صلى الله عليه وسلم. رواه عيسى غنجار، عن أبان بن سفيان، عن غالب بن عبيد الله، عن عطاء، عن عائشة، وأبان وغالب معروفان بوضع الحديث(تبيين العجب بما ورد فى شهر رجب لابنِ حجر، ص ۲۶ ،الحديث التاسع)

برابر ثواب حاصل ہوگا''۔ [1]

مذکورہ روایت ایک تو حضرت حسن سے مرسلاً مروی ہے، اور دوسرے اس روایت میں ایک راوی ''قران بن تمام'' موجود ہیں، جن کی طرف محدثین نے ''خطأ'' کی نسبت کی ہے، اور اس روایت کے بعض راوی مجہول ہیں، جس کی وجہ سے مذکورہ حدیث کی سند ضعیف ہے۔ [2]

لہٰذا اس پر بھی عقیدہ رکھنے سے پرہیز کرنا چاہئے۔

---

[1] أخبرنا عبد الواحد بن على بن فهد ببغداد، ثنا أبو الفتح بن أبى الفوارس، ثنا عبد الله بن محمد بن جعفر، ثنا عبد الله بن محمد بن زكريا، ثنا يوسف بن إسحاق البابى وكان ثقة، ثنا محمد بن بشير البغدادى، ثنا قران بن تمام، عن يونس، عن الحسن، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:من صام يوما من رجب عدل له بصوم سنتين، ومن صام النصف من رجب عدل له بصوم ثلاثين سنة .وقال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: رجب شهر الله –عز وجل– وشعبان شهرى، ورمضان شهر أمتى(الترغيب والترهيب لقوام السنة ، لاسماعيل بن محمد الاصبهانى، ج٢ص ٣٩٦، رقم الحديث ١٨٥٧ ،فصل فى فضل صيام شعبان وفضل ليلة النصف من شعبان)

[2] " رجب شهر الله ، وشعبان شهرى ، ورمضان شهر أمتى" ضعيف

أخرجه الأصبهانى فى "الترغيب "(1 /226) ، عن قران بن تمام ، عن يونس ، عن الحسن قال : قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم ": -من صام يوماً من رجب عدل له بصوم سنتين ، ومن صام النصف من رجب عدل له بصوم ثلاثين سنة . "وقال :فذكره .

قلت :وهذا إسناد ضعيف لإرساله .

وقران بن تمام ؛ صدوق ربما أخطأ(سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة ، تحت رقم الحديث ٤٤٠٠)

والحسن – مع جلالته –: فهو مدلس، ومراسيله ليست بذاك، ولم يطلب الحديث فى صباه، وكان كثير الجهاد، وصار كاتبا لأمير خراسان الربيع بن زياد.

وقال سليمان التيمى: كان الحسن يغزو، وكان مفتى البصرة جابر بن زيد أبو الشعثاء، ثم جاء الحسن، فكان يفتى.

قال محمد بن سعد :كان الحسن –رحمه الله– جامعا، عالما، رفيعا، فقيها، ثقة، حجة، مأمونا، عابدا، ناسكا، كثير العلم، فصيحا، جميلا، وسيما، وما أرسله فليس بحجة (سير اعلام النبلاء، ج٤ص ٥٧٢، تحت رقم الترجمة ٢٢٣)

قران بن تمام من أهل الكوفة يروى عن جماعة من التابعين روى عنه أهل الكوفة مات فى ولاية هارون يخطء(الثقات لابنِ حبان، ج٧ص ٣٤٦، تحت رقم الترجمة ١٠٣٧٤ ، باب القاف)

www.idaraghufran.org

(14)

ماہِ رجب میں ایک روزہ رکھنے اور چار رکعت پڑھنے کی روایت

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث مروی ہے کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے رجب کے ایک دن کا روزہ رکھا، اور اس میں چار رکعت پڑھیں، جن میں سے پہلی رکعت میں سومرتبہ آیتُ الکرسی پڑھی، اور دوسری رکعت میں سومرتبہ سورہ اخلاص پڑھی، تو وہ اس وقت تک فوت نہیں ہوگا، جب تک کہ اپنے جنت کے ٹھکانے کو نہ دیکھ لے''۔

علامہ ابنِ جوزی نے اس روایت کو نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر گھڑی گئی ہے، اور اس کے اکثر راوی مجہول ہیں، اور محدثین کے نزدیک اس روایت کا عثمان نامی راوی متروک ہے۔ [1]

دیگر محدثین نے بھی مذکورہ حدیث کے بارے میں یہی رائے ظاہر فرمائی ہے۔ [2]

---

[1] أنبأنا عبد الجبار بن إبراهيم بن مندة قال أنبأنا هبة الله بن عبد الوارث الشيرازى أنبأنا عبد الصمد بن الحسن الحافظ أنبأنا أحمد بن عبدالله بن عبد الوهاب أنبأنا محمد بن – خشنام – [هشام] حدثنا أبو الفضل أحمد بن محمد بن سعيد حدثنا أبو سليمان الجرجانى حدثنا حجر بن هاشم عن عثمان بن عطاء عن أبيه عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : " من صام يوما من رجب وصلى فيه أربع ركعات ، يقرأ فى أول ركعة مائة مرة آية الكرسى ، وفى الركعة الثانية مائة مرة قل هو الله أحد ، لم يمت حتى يرى مقعده من الجنة أو يرى له . "

هذا حديث موضوع على رسول الله صلى الله عليه وسلم .أكثر رواته مجاهيل ، وعثمان متروك عند المحدثين (الموضوعات لابن الجوزى، ج ۲ ص ۱۲۳ و ۱۲۴ ، صلاة فى رجب)

[2] عن ابن عباس، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :من صام يوما من رجب، وصلى فيه أربع ركعات، يقرأ فى أول ركعة مائة مرة آية الكرسى، وفى الركعة الثانية قل هو الله أحد مائة مرة، لم يمت حتى يرى مقعده من الجنة، أو يرى له ."

قال المصنف :هذا حديث موضوع على رسول الله صلى الله عليه وسلم وأكثر رواته مجاهيل .

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

(15)

رجب کے ایک روزے پر ہزار سال کے ثواب کی روایت

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث مروی ہے کہ:

’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رجب کا مہینہ، عظیم مہینہ ہے، جو شخص اس کے ایک دن کا روزہ رکھتا ہے، تو اس کے لیے ہزار سال کے روزوں کا ثواب لکھا جاتا ہے، اور جو شخص اس مہینے کے دو دن کا روزہ رکھتا ہے، تو اس کے لیے دو ہزار سال کے روزوں کا ثواب لکھا جاتا ہے، اور جو شخص اس مہینے کے تین دن کے روزے رکھتا ہے، تو اس کے لیے تین ہزار سال کے روزوں کا ثواب لکھا جاتا ہے، اور جو شخص اس مہینے کے سات دن کے روزے رکھتا ہے، تو اس کے لیے جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، اور جو شخص اس مہینے کے آٹھ دن کے روزے رکھتا ہے، تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں، وہ ان میں سے جس دروازے سے چاہے داخل ہو سکتا ہے، اور جو شخص اس مہینے کے پندرہ روزے رکھتا ہے، تو اس کی برائیوں کو نیکیوں سے تبدیل کر دیا جاتا ہے، اور آسمان سے ایک ندا دینے والا یہ ندا دیتا ہے کہ تیری مغفرت کر دی گئی، تو نئے سرے سے عمل شروع کر، اور جو شخص مزید روزے رکھتا

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وعثمان متروک عند المحدثین(تبیین العجب فیما فی فضل رجب لابن حجر،ص ۳۱،۳۲، الحدیث السادس عشر)

حدیث ابن عباس مرفوعا من صام یوما من رجب وصلی فیه أربع رکعات یقرأ فی أول رکعة مائة مرة آیة الکرسی وفی الثانیة مائة مرة قل هو الله أحد لم یمت حتی یری مقعده من الجنة أو یری له.

أخرجه ابن الجوزی بسنده وقال موضوع أکثر رواته مجاهیل وعثمان أی ابن عطاء أحد رواته متروک انتهی ووافقه الحافظ ابن حجر فی تبیین العجب والسیوطی وابن عراق وغیرهم(الآثار المرفوعة فی الأخبار الموضوعة ، لمحمد عبد الحی اللکنوی،ص ۹۰ ، صلاة رجب)

ہے، تو اس کو اللہ مزید ثواب عطا فرماتا ہے‘‘۔ ۱؎

علامہ ابنِ جوزی نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے، اور اس حدیث کا ایک راوی ’’ہارون بن عنترۃ‘‘ کے بارے میں ابنِ حبان نے فرمایا کہ اس سے دلیل پکڑنا جائز نہیں ہے، یہ کثرت سے مناکیر کو روایت کرتا ہے، جس کو سننے والے کا دل یہ گواہی دیتا ہے کہ اس نے احادیث کو جان بوجھ کر گھڑا ہے۔ ۲؎

اور اس روایت میں ایک راوی ’’اسحاق بن ختلی‘‘ پایا جاتا ہے، اس کو بھی محدثین نے جھوٹا قرار دیا ہے، اور اس کی وجہ سے اس حدیث کو یقینی طور پر گھڑی ہوئی قرار دیا ہے۔ ۳؎

۱؎ حدثنا أبو القاسم إسحاق بن إبراهيم الختلي قال : حدثنا الحسين بن علي بن يزيد الأكفاني ، عن أبيه ، عن هارون بن عنترة ، عن أبيه ، عن علي بن أبي طالب عليه السلام قال : قال رسول الله " صلى الله عليه وسلم "إن شهر رجب شهر عظيم ، من صام منه يوما كتب له صوم ألف سنة ، ومن صام منه يومين كتب له صوم ألفي سنة ، ومن صام منه ثلاثة أيام كتب له صوم ثلاثة آلاف سنة ، ومن صام من رجب سبعة أيام أغلقت عنه أبواب جهنم ، ومن صام منه ثمانية أيام فتحت له أبواب الجنة الثمانية فيدخل من أيها شاء ، ومن صام منه خمسة عشرة يوما بدلت سيئاته حسنات ونادى منادى من السماء : قد غفر لک فاستأنف العمل ، ومن زاد زاده الله عز وجل" (مجموع فيه عشرة اجزاء حديثة،ص ۲۷۱،۲۷۲،حديث ابن السماک والخلدی، رقم الحديث ۳۴۶ "۸")

۲؎ هذا حديث لا يصح عن رسول الله صلى الله عليه وسلم .قال أبو حاتم ابن حبان : لا يجوز الاحتجاج بهارون يروى المناكير الكثيرة حتى تسبق إلى قلب المستمع لها أنه المتعمد لها (الموضوعات لابن الجوزی، ج۲، ص ۲۰۷، باب صوم رجب، الحديث الثالث)

۳؎ من حديث علي وفيه هارون بن عنترة (قلت) وفيه أيضا على ابن زيد الصدائی تالف نبه عليه الذهبی فی تلخيصه وإسحاق بن إبراهيم الختلي واتهمه به الحافظ ابن حجر فی كتابه تبيين العجب وقال هو موضوع بلا شک والله أعلم (تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأخبار الشنيعة الموضوعة، لابن عراق الكنانی، ج۲ص ۱۵۲، رقم الحديث ۲۰، كتاب الصوم، الفصل الأول)

لايصح هارون يروی المناكير (اللآلی المصنوعة فی الاحاديث الموضوعة للسيوطی، ج۲، ص ۹۸، كتاب الصيام)

عن علي بن أبي طالب -رضی الله عنه -قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :إن شهر رجب شهر عظيم، من صام منه يوما كتب الله له صوم ألف سنة، ومن صام منه يومين كتب له صوم ألفي سنة، ومن صام منه ثلاثة أيام، كتب الله له صوم ثلاثة آلاف سنة، ومن صام منه سبعة أيام غلقت عنه

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

پس مذکورہ حدیث بھی بظاہر جھوٹی اور گھڑی ہوئی ہے۔

(16)

رجب کے ایک روزے پر مہینے بھر کے ثواب کی روایت

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے رجب کے ایک دن کا روزہ رکھا، تو اس کو ایک مہینے کے روزوں کے برابر ثواب حاصل ہوگا، اور جس نے اس مہینے کے چھ دن کے روزے رکھے، تو اس سے جہنم کے سات دروازوں کو بند کر دیا جائے گا، اور جس نے اس مہینے کے آٹھ دن کے روزے رکھے، تو اس کے لیے جنت کے آٹھ دروازوں کو کھول دیا جائے گا۔

اور جس شخص نے اس مہینے کے دس دن کے روزے رکھے، تو اللہ اس کی برائیوں کو نیکیوں سے تبدیل کر دے گا، اور جس نے اس مہینے کے بیس دنوں کے روزے رکھے، تو ایک ندا دینے والا یہ ندا دیتا ہے کہ تیری مغفرت کر دی گئی، تو نئے سرے سے عمل شروع کر۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ أبواب جهنم، ومن صام منه ثمانية أيام فتحت له أبواب الجنة الثمانية، فيدخل من أيها شاء ، ومن صام خمسة عشر بدلت سيئاته حسنات ونادى مناد من السماء قد غفر لک، فاستأنف العمل، ومن زاد زاده الله .وهو حديث موضوع، لا شک فيه .والمتهم به الخُتّلى.(تبيين العجب فيما فى فضل رجب لابن حجر،ص٣٨، ٣٩، الحديث العشرون)

[1] حدثنا خالد بن الحسن بن جوان الواسطى ، قال : حدثنا زكريا بن يحيى الخزاز ، قال : حدثنا فضالة بن حصين ، قال : حدثنا رشدين أبو عبد الله ، عن الفرات بن السائب ، عن ميمون بن مهران ، عن أبى ذر قال : قال رسول [الله [صلى الله عليه وسلم ' من صام يوما من رجب عدل صيام شهر ، ومن صام منه ستة أيام أغلقت عنه أبواب الجحيم السبعة ، ومن صام ثمانية أيام منه فتحت له أبواب الجنان الثمانية ، ومن صام منه عشرة أيام أبدل الله جل وعز سيئاته حسنات ، ومن صام منه عشرين يوما نادى منادى : قد غفرت لک ما مضى ، استأنف العمل (مجموع فيه عشرة اجزاء حديثة، ص ٢٧٠، حديث ابن السماک والخلدى، رقم الحديث ٣٤٥ "٧")

www.idaraghufran.org

لیکن اس حدیث کو بھی محدثین نے غیر صحیح قرار دیا ہے۔ [1]

لہٰذا اس پر بھی عقیدہ رکھنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

(17)

رجب کے ایک سے لے کر تیس روزوں کے فضائل کی روایت

مکحول کی سند سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے، رجب کے روزوں کے متعلق سوال کیا، تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ:

''جس نے اس مہینے کے ایک دن کا نفلی روزہ رکھا، جس میں وہ اللہ عزوجل سے ثواب کی امید رکھتا ہو، اور اخلاص کے ساتھ، اللہ کی رضا کا طالب ہو، تو اس کے اس دن کا روزہ، اللہ عزوجل کے غضب کو بجھا دیتا ہے، اور اس سے جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازے کو بند کر دیتا ہے، اور اگر زمین بھر کر بھی سونا دیا جائے، تو وہ اس کے برابر نہیں ہوتا، اور اس کا اجروثواب، دنیا کی کسی چیز سے پورا

---

[1] عن أبی ذر، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :من صام يوما من رجب عدل صيام شهر، ومن صام منه سبعة أيام غلقت عنه أبواب الجحيم السبعة، ومن صام منه ثمانية أيام فتحت له أبواب الجنة الثمانية، ومن صام عشر أيام بدّل الله سيئاته حسنات، ومن صام ثمانية عشر نادى مناد قد غفر الله ما مضى، -فاستأنف العمل .وروى هذين الحديثين عبد العزيز الكتانی فی "فضل رجب "له عن علی بن أحمد الرزار، عن عثمان بن أحمد بن السماک به .ورواه الحكم بن مروان، عن فرات بن السائب، عن ميمون بن مهران فقال :عن ابن عباس، بدل أبی ذر .أخرجه الحافظ أبو عبد الله الحسين بن فتحويه، عن ابن شيبة، عن سيف بن المبارک عنه ورشدين والحكم متروكان(تبيين العجب فيما فی فضل رجب لابن حجر،ص ۴۰، الحديث الثانی والعشرون)

لا يصح الفرات متروک (قلت) هذا الحديث أورده الحافظ ابن حجر فی أماليه ولم يسمه بوضع قال هذا حديث غريب اتفق على روايته عن فرات بن السائب وهو ضعيف رشيدين بن سعد والحكم بن مروان وهما ضعيفان أيضا لكن اختلفا عليه فی اسم الصحابی ففی رواية رشدين عن أبی ذر وفی رواية الحكم عن ابن عباس فلا أدری هل الغلط من أحدهما أو من شيخهما وميمون بن مهران قد أدرک ابن عباس ولم يدرک أبا ذر انتهی (اللآلی المصنوعة للسيوطی، ج۲، ص ۹۸، كتاب الصيام)

www.idaraghufran.org

نہیں ہوتا، قیامت کے دن کے مقابلے میں، اور اس کے لیے شام ہونے پر دس دعائیں قبول کی جاتی ہیں، اگر وہ دنیا کی کسی چیز کی دعاء کرتا ہے، تو اس کو عطاء کر دی جاتی ہے، ورنہ اس کے لیے خیر کا ذخیرہ جمع کر دیا جاتا ہے''

(پھر اس روایت میں رجب کے دو روزے رکھنے اور تین روزے رکھنے اور چار روزے رکھنے، اور پانچ روزے رکھنے، اور چھ روزے رکھنے، اور سات روزے رکھنے، اور آٹھ روزے رکھنے، اور نو روزے رکھنے، اور دس روزے رکھنے، اور بیس روزے رکھنے، اور تیس روزے رکھنے کے عجیب وغریب فضائل بیان کیے گئے ہیں) [1]

---

[1] أخبرنا أبو الحسين أحمد بن محمد بن أحمد بن يعقوب بن على الكاتب الوزان يعرف بابن قفرجل، بقرائتى عليه بقطفتا، قال: حدثنا أبو بكر محمد بن إسماعيل بن العباس المستملى الوراق، إملاء، قال: حدثنى أبى، قال: حدثنى أبو العباس الفضل بن يعقوب الرجامى، إملاء سنة أربع وخمسين ومائتين قال: حدثنا داود بن المحبر، قال: حدثنا سليمان بن الحكم، عن العلاء بن كثير، عن مكحول , أن رجلا سأل أبا الدرداء عن "صيام رجب، فقال: لقد سألت عن شهر رجب كانت الجاهلية تعظمه فى جاهليتها وما زاده الإسلام , إلا فضلا وتعظيما، فمن صام يوما منه , تطوعا يحتسب به ثواب الله عز وجل وابتغى وجه الله مخلصا أطفأ صومه ذلك اليوم غضب الله عز وجل , وأغلق عنه بابا من أبواب جهنم، ولو أعطى ملء الأرض ذهبا ما كان ذلك جزاء له , ولا يستكمل أجره بشىء من الدنيا دون يوم الحساب , وله إذا أمسى عشر دعوات مستجابات، فإذا دعا بشىء فى عاجل الدنيا أعطيه , وإلا ادخر له من الخير كأفضل ما دعا به داع من أولياء الله وأحبابه وأصفيائه.

ومن صام يومين , كان له مثل ذلك , وله مع ذلك أجر عشرة من الصديقين فى عمرهم، بالغة أعمالهم ما بلغت ويشفع فى مثل ما يشفعون فيه، ويكون فى زمرتهم حتى , يدخل الجنة معهم , ويكون من رفقائهم.

ومن صام ثلاثة أيام , كان له مثل ذلك، وقال الله تعالى عند إفطاره: لقد وجب حق عبدى هذا، ووجبت له محبتى , وولايتى، أشهدكم يا ملائكتى أنى قد غفرت له ما تقدم من ذنبه , وما تأخر.

ومن صام أربعة أيام , كان له مثل ذلك , ومثل ثواب أولى الألباب من التوابين، ويعطى كتابه فى أوائل الفائزين.

ومن صام خمسة أيام , كان له مثل ذلك , ويبعث يوم القيامة , ووجهه كالقمر ليلة البدر، ويكتب له عدد رمل عالج حسنات , ويدخل الجنة، ويقال له تمن على الله ما شئت.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

لیکن علامہ ابنِ حجر نے ”تبیین العجب“ میں اس روایت کو واضح طور پر گھڑی ہوئی قرار دیا

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

ومن صام ستة أيام , كان له مثل ذلك , ويعطى سوى ذلك نورا يستضيء به أهل الجمع فى القيامة، ويبعث فى الآمنين , حتى يمر على الصراط بغير حساب، ويعافى من عقوق الوالدين , وقطيعة الرحم، ويقبل الله عليه بوجهه , إذا لقيه يوم القيامة.

ومن صام سبعة أيام , كان له مثل ذلك، ويغلق عنه سبعة أبواب النار، ويحرمه الله على النار، وأوجب له الجنة يتبوأ منها حيث يشاء.

ومن صام ثمانية أيام , كان له مثل ذلك، وفتحت له ثمانية أبواب الجنة يدخل من أيها شاء.

ومن صام تسعة أيام , كان له مثل ذلك، ورفع كتابه فى عليين، ويبعث يوم القيامة فى الآمنين، ويخرج من قبره ووجهه يتلألأ يشرق لأهل الجمع حتى يقولوا هذا مصطفى، وإن أدنى ما يعطى لأن يدخل الجنة بغير حساب.

ومن صام عشرة أيام , فبخ بخ له مثل ذلك , وعشرة أضعافه، وهو ممن يبدل الله سيئاته حسنات، ويكون من المقربين القوامين لله بالقسط، وكمن عبد الله ألف عام صائما قائما صابرا محتسبا.

ومن صام عشرين يوما , كان له مثل ذلك , وعشرون ضعفا، وممن هو يزاحم إبراهيم خليل الله فى قبته، ويشفع فى مثل ربيعة ومضر كلهم من أهل الخطايا والذنوب.

ومن صام ثلاثين يوما , كان له مثل جميع ذلك وثلاثون ضعفا، ونادى مناد من السماء: أبشر يا ولى الله بالكرامة العظمى، وما الكرامة العظمى؟ النظر إلى وجه الله الجليل، ومرافقة النبيين، والصديقين، والشهداء، والصالحين، وحسن أولئك رفيقا، طوبى لك طوبى لك، ثلاث مرات، غدا إذا كشف الغطاء , فأقضيت إلى جسيم ثواب ربك الكريم، فإذا نزل به الموت , سقاه ربه تعالى عند خروج نفسه شربة من حياض الفردوس، ويهون عليه سكرة الموت , حتى ما يجد للموت ألما، ويظل فى قبره ريان، ويخرج من قبره ريان، ويظل فى الموقف ريان , حتى يرد حوض النبى صلى الله عليه وآله وسلم، وإذا خرج من قبره شيعه سبعون ألف ملك، معهم النجائب من الدر والياقوت، ومعهم طرائف الحلى والحلل، فيقولون له: يا ولى الله التجء إلى ربك الذى أطيب له نهارك وانحلت له جسمك، فهو من أول الناس دخولا جنات عدن يوم القيامة مع الفائزين الذين رضى الله عنهم ورضوا عنه ذلك هو الفوز العظيم.

قال: فإن كان له فى كل يوم يصومه صدقة على قدر قوته يتصدق بها , فهيهات هيهات هيهات ثلاثا، لو اجتمع جميع الخلائق على أن يقدروا ما أعطى ذلك العبد من الثواب , ما بلغوا معشار العشر مما أعطى ذلك العبد من الثواب "(ترتيب الأمالى الخميسية للشجرى، ج۲ص ۱۳۲ الى ۱۳۴، رقم الحديث ۱۸۶۱،فى صوم رجب وفضله وما يتصل بذلک)

www.idaraghufran.org

ہے، اور فرمایا کہ "اللہ اس کے گھڑنے والے کا برا کرے" [1]

اور علامہ ابنِ عراق کنانی نے فرمایا کہ:

"اس روایت کی سند میں اندھیروں پر اندھیریاں ہیں، اور اس روایت کی سند میں "داؤد بن محبر" پر محدثین نے جھوٹے ہونے کا حکم لگایا ہے، اور بھی راوی اس روایت میں ضعیف ہیں" [2]

علامہ فتنی نے بھی اس روایت پر مذکورہ حکم لگایا ہے، اور اس میں داؤد بن محبر کو حدیث گھڑنے والا قرار دیا ہے۔ [3]

لہٰذا مذکورہ روایت بھی گھڑی ہوئی ہے۔

(18)

رجب کے مہینے میں کثرت سے استغفار کرنے کی روایت

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت ہے کہ:

---

[1] قلت: وهذا حديث موضوع ظاهر الوضع. قبح الله من وضعه (تبيين العجب فيما فى فضل رجب لابن حجر، ص ۴۶، الحديث التاسع والعشرون)

[2] عن مكحول وإسناده ظلمات بعضها فوق بعض فيه داود بن المحبر وهو المتهم به وسليمان بن الحكم ضعفوه والعلاء بن كثير مجمع على ضعفه (قلت) أورده الحافظ ابن حجر فى تبيين العجب وقال هذا حديث موضوع ظاهر الوضع فقبح الله من وضعه فوالله لقد قف شعرى من قرائته وفى حال كتابته والمتهم به عندى داود بن المحبر والعلاء بن خالد فكلاهما قد كذب ومكحول لم يدرك أبا الدرداء ولا والله ما حدث به مكحول قط وقد رواه عبد العزيز الكتانى بطوله فى كتاب فضائل شهر رجب من طريق الحارث بن أبى أسامة عن داود بن المحبر انتهى وبين الحافظ ابن حجر والسيوطى مخالفة فى والد العلاء فقال ابن حجر: بن خالد وقال السيوطى ابن كثير فليحرر الله تعالى أعلم (تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأخبار الشنيعة الموضوعة لابنِ عراق الكنانى، ج۲ص۱۶۳، تحت رقم الحديث ۴۲، كتاب الصوم، الفصل الثالث)

[3] إسناده ظلمات بعضها فوق بعض فيه داود وضاع وهو المتهم به وإخوان ضعفوهما (تذكرة الموضوعات للفتنى، ص ۱۱۶، باب الفاضلة من الأوقات والأيام والجمعة وعاشوراء والكحل وسعة الرزق وخلق كل شىء فيه والشهور وأيام النحس وما حدث فيها من البدع)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم رجب کے مہینے میں کثرت سے استغفار کرو، کیونکہ رجب کے مہینے کی ہر ساعت میں، اللہ کی طرف سے جہنم سے لوگوں کو آزاد کیا جاتا ہے، اور اللہ کے بعض شہر ہیں، جن میں صرف رجب کے مہینے میں روزہ رکھنے والے ہی داخل ہوں گے'' [1]

مذکورہ روایت میں ایک راوی ''اصبغ بن نباتہ'' پایا جاتا ہے، جس پر اکثر محدثین نے سخت جرح کی ہے۔ [2]

---

[1] قال : أخبرنا والدى ، أخبرنا أبو الحسين محمد بن أحمد بن الحسن بن حمدان بأصبهان ، حدثنا أبو على الحسين بن على بن محمد البردعي الحافظ إملاء بسمرقند ، حدثنا أبو بكر بن محمد بن يعقوب الفارسي ببغداد ، حدثنا عبد الله بن محمد الجارى ، حدثنا العباس بن عزيز القطان ، حدثنا جعفر بن أحمد بن بهرام ، حدثنا على بن الحسين بن وافد ، عن مقاتل بن حيان ، عن الأصبغ بن نباتة ، عن على ، قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : " أكثروا من الإستغفار فى شهر رجب فإن لله فى كل ساعة منه عتقاء من النار ، وإن لله مدائن لا يدخلها إلا من صام شهر رجب "(الغرائب الملتقطة من مسند الفردوس المسمى زهرة الفردوس لابنِ حجر، ج ا ص ۳۱۰، رقم الحديث ۸۴، من حرف الالف)

[2] "من بشرنى بخروج أدار بشرته بالجنة "وكذا قال العراقى فى الذيل عن على "أكثروا من الاستغفار فى شهر رجب فإن لله فى كل ساعة منه عتقاء من النار وإن لله مدائن لا يدخلها إلا من صام رجب "فيه الأصبغ ليس بشىء(تذكرة الموضوعات للفتنى،ص ۱۱۶،باب الفاضلة من الأوقات والأيام والجمعة وعاشوراء والكحل وسعة الرزق وخلق كل شىء فيه والشهور وأيام النحس وما حدث فيها من البدع)

ق: أصبغ بن نباتة التميمى، ثم الحنظلى، ثم الدارمى، ثم المجاشعى، أبو القاسم الكوفى .

روى عن: الحسن بن على بن أبى طالب، وأبى أيوب خالد بن زيد الأنصارى، وعلى بن أبى طالب (ق) ، وعمار بن ياسر، وعمر بن الخطاب.

روى عنه: الأجلح بن عبد الله الكندى، وثابت بن أسلم البنانى، وأبو حمزة ثابت بن أبى صفية الثمالى، ورزين بياع الأنماط، وأبو الجارود زياد بن المنذر، وسعد بن طريف الإسكاف (ق) ، وسعيد بن ميناء، وعلى بن الحزور، وفطر بن خليفة، ومحمد ابن السائب الكلبى، والوليد بن عبدة الكوفى، ويحيى بن أبى الهيثم العطار .

قال محمد بن أيوب بن يحيى بن الضريس الرازى ، عن يحيى ابن معين، عن جرير بن عبد الحميد: كان المغيرة لا يعبأ بحديث الأصبغ بن نباتة.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

علامہ ابنِ حجر نے "تقریبُ التهذیب" میں فرمایا کہ "اصبغ بن نباتہ، متروک ہے، اور اس پر رافضی ہونے کا الزام ہے" ۱؎

نیز مذکورہ روایت میں ایک راوی "عبداللہ بن محمد بن یعقوب" بھی پایا جاتا ہے، جس کو بعض محدثین نے حدیث گھڑنے والا قرار دیا ہے۔ ۲؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال عمرو بن علی:ما سمعت یحیی، ولا عبد الرحمن، حدثا عن الأصبغ بن نباتة بشیء قط.
وقال أبو أسامة ، عن یونس بن أبی إسحاق: کنت مع أبی فی المغازی بخراسان، فکان یدور تلک الفساطیط، ولا یعرض لفسطاط الأصبغ، یعنی ابن نباتة.
وقال أبو نعیم: قال أبو بکر بن عیاش: الأصبغ بن نباتة ومیثم ، وهؤلاء الکذابین .
وقال عباس الدوری، عن یحیی بن معین: قد رأی الشعبی رشیدا الهجری، وحبة العرنی، والأصبغ بن نباتة.لیس یساوی هؤلاء کلهم شیئا .وقال فی موضع آخر :أصبغ بن نباتة لیس بثقة.
وقال معاویة بن صالح وعثمان بن سعید ، عن یحیی:لیس بشیء.وقال عبد الله بن أحمد الدورقی ، عن یحیی: لیس حدیثه بشیء.وقال أحمد بن عبد الله العجلی :کوفی، تابعی، ثقة.
وقال النسائی :متروک الحدیث.وقال فی موضع آخر: لیس بثقة.
وقال ابن أبی حاتم ، عن أبیه: لین الحدیث .قلت له: عقیصا؟قال: ما منهم ، غیر أن أصبغ أشبه.
وقال أبو جعفر العقیلی :کان یقول بالرجعة.وقال أبو حاتم بن حبان :فتن بحب علی بن أبی طالب، علیه السلام، فأتی بالطامات فی الروایات، فاستحق من أجلها الترک.
وقال الدارقطنی :منکر الحدیث.وقال أبو أحمد بن عدی:لم أخرج له ها هنا شیئا، لان عامة ما یرویه عن علی لا یتابعه أحد علیه، وهو بین الضعف، وله عن علی أخبار وروایات، وإذا حدث عن الأصبغ ثقة، فهو عندی لا بأس بروایته، وإنما أتی الإنکارمن جهة من روی عنه، لأن الراوی عنه لعله یکون ضعیفا .روی له ابن ماجه حدیثا واحدا: نزل جبریل (ق) علی النبی صلی الله علیه وسلم، بحجامة الأخدعین والکاهل(تهذیب الکمال للمزی، ج۳ص۳۰۸ الیٰ ۳۱۱، تحت رقم الترجمة ۵۳۷، باب الالف)

۱؎ أصبغ ابن نباتة التمیمی الحنظلی الکوفی یکنی أبا القاسم متروک رمی بالرفض من الثالثة ق(تقریب التهذیب لابنِ حجر، ص۱۱۳، تحت رقم الترجمة ۵۳۷،حرف الالف)

۲؎ عبد الله بن محمد بن یعقوب الحارثی البخاری الفقیه، عرف بالأستاذ،أکثر عنه أبو عبد الله بن منده.وله تصانیف.قال ابن الجوزی: قال أبو سعید الرواس: یتهم بوضع الحدیث.
وقال أحمد السلیمانی: کان یضع هذا الإسناد علی هذا المتن وهذا المتن علی هذا الإسناد وهذا ضرب من الوضع .وقال حمزة السهمی: سألت أبا زرعة أحمد بن الحسین الرازی عنه فقال: ضعیف.وقال الحاکم: هو صاحب عجائب وأفراد عن الثقات سکتوا عنه.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

لہٰذا اس روایت کی تصدیق کرنا بھی خطرہ سے خالی نہیں۔

(19)

رجب کے ایک روزہ اور ایک رات کے قیام کی فضیلت کی روایت

دیلمی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی سند سے اس حدیث کو روایت کیا ہے کہ:

''جس نے رجب کے ایک دن کا روزہ رکھا، اور اس کی راتوں میں سے ایک رات کا قیام کیا، تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن امن کی حالت میں اٹھائے گا، اور وہ پل صراط پر تہلیل وتکبیر کہتے ہوئے گزر جائے گا''۔

لیکن مذکورہ روایت میں اسماعیل بن یحییٰ راوی کذاب اور جھوٹا ہے۔ [1]

اور اس روایت میں ایک راوی ''عبداللہ بن محمد بن یعقوب'' بھی پایا جاتا ہے، جس کو بعض

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال الخطيب: لا يحتج به.وقال الخليلي: يعرف بالأستاذ له معرفة بهذا الشأن وهو لين ضعفوه. حدثنا عنه الملاحمي وأحمد بن محمد البصير بعجائب.

قلت: روى عن عبيد الله بن واصل، ومحمد بن علي الصائغ، وعبد الصمد بن الفضل البلخي. وسماعاته في سنة 280وقبلها وبعدها.مات في سنة 340عن إحدى وثمانين سنة .انتهى.

وبقية كلام الخليلي: كان يدلس .وقال الخطيب: كان صاحب عجائب ومناكير وغرائب وليس بموضع الحجة .روى عنه ابن عقدة وأبو بكر بن دارم والجعابي وآخرون(لسان الميزان لابنِ حجر، ج۴ص ۵۷۹،۵۸۰، تحت رقم الترجمة ۴۴۳۰)

[1] الديلمي :أخبرنا عبدوس أخبرنا [حميد] بن المأمون أخبرنا أبو بكر الشيرازي حدثنا أبو الفضل أحمد بن إبراهيم بن أحمد ببلخ حدثنا عبد الله بن محمد بن يعقوب حدثنا سليمان بن داود حدثنا معاذ بن عيسى حدثنا إسماعيل بن يحيى عن مسعر عن محارب بن دثار عن جابر رفعه: ''من صام يوماً من رجب وقام ليلة مِن لياليه بعثه الله تعالى آمناً يوم القيامة، ومرّ على الصراط وهو يهلل ويكبر '' الحديث. إسماعيل كذاب (الزيادات على الموضوعات للجلال الدين السيوطي، ج ا، ص ۴۶۴، رقم الحديث ۵۶۰، كتب الصوم)

وكذا: من صام يوما من رجب، وقام ليلة من لياليه .بعثه الله آمنا يوم القيامة _إلخ .في إسناده: كذاب (الفوائد المجموعة للشوكاني، ص ۴۳۹، تحت رقم الحديث ۳،أحاديث الأدعية والعبادات في الشهور)

محدثین نے حدیث گھڑنے والا قرار دیا ہے، جیسا کہ پہلے گزرا۔

نیز دیلمی نے ہی حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی سند سے اس حدیث کو روایت کیا ہے کہ:

''جس نے رجب کی ایک رات کو (عبادت کے ساتھ) زندہ کیا، اور رجب کے ایک دن کا روزہ رکھا، تو اس کو اللہ جنت کے پھلوں سے کھلائے گا، اور اس کو اللہ جنت کے لباسوں میں سے پہنائے گا، اور اس کو رحیقِ مختوم (یعنی جنت کی عمدہ شراب) سے پلائے گا''۔

لیکن مذکورہ روایت کی سند میں ایک راوی ''حصین بن مخارق'' پایا جاتا ہے، جو حدیث کو گھڑا کرتا تھا۔ [1]

اس لیے مذکورہ حدیث کو محدثین نے گھڑی ہوئی قرار دیا ہے۔ [2]

فلہٰذا مذکورہ حدیث بھی درست نہیں، بلکہ جھوٹی ہے۔

---

[1] الديلمي :أخبرنا حمد بن نصر عن الجوهري حدثنا أبو بكر محمد بن عبد الله بن محمد القطان حدثنا إسحاق بن محمد الغزال الكوفي حدثنا أبي حدثنا حُصين بن مخارق عن أبي حمزة الثمالي عن الحسين بن علي رفعه: "من أحيا ليلة مِن رجب وصام يومًا منه أطعمه اللهُ مِن ثمار الجنة، وكساه مِن حُلل الجنة، وسقاه من الرحيق المختوم" حُصين بن مخارق يضع الحديث (الزيادات على الموضوعات للسيوطي، ج ١، ص ٤٦٤، ٤٦٥، رقم الحديث ٥٦١، كتاب الصوم)

[2] حديث:" من أحيا ليلة من رجب وصام يوما أطعمه الله من ثمار الجنة _إلخ."
رواه في اللآليء عن الحسين بن علي مرفوعا وقال: موضوع آفته: حفص بن مخارق وسيأتي في باب فضائل الأمكنة والأزمنة في شهر رجب زيادة على ما هنا (الفوائد المجموعة للشوكاني، ص ١٠١، رقم الحديث ٤٢، كتاب الصيام)

(أخبرنا) محمد ابن عبد الباقي أنبأنا أبو محمد الجوهري أنبأنا أبو بكر محمد بن عبد الله بن أيوب القطان حدثنا إسحاق بن محمد بن مروان حدثنا أبي حدثنا حصين بن مخارق عن أبي حمزة الثمالي عن علي بن الحسين سمعت أبي يقول قال النبي من أحيا ليلة من رجب وصام يوما أطعمه الله من ثمار الجنة وكساه من حلل الجنة وسقاه من الرحيق المختوم إلا من فعل ثلاثا من قتل نفسا أو سمع مستغيثا يستغيث بليل أو نهار فلم يغثه أو شكا إليه أخوه حاجة فلم يفرج عنه.
موضوع. آفته حصين (اللآلي المصنوعة، للجلال الدين السيوطي، ج ٢، ص ٩٩، كتاب الصيام)

(20)

ماہِ رجب کے قرآن کی طرح افضل ہونے کی روایت

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث مروی ہے کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ماہِ رجب کی دوسرے مہینوں پر فضیلت ایسی ہے، جیسا کہ قرآن کی تمام کلاموں پر فضیلت ہے، اور ماہِ شعبان کی دوسرے مہینوں پر فضیلت ایسی ہے، جیسا کہ تمام نبیوں پر میری (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی) فضیلت ہے، اور ماہِ رمضان کی دوسرے مہینوں پر فضیلت ایسی ہے، جیسا کہ اللہ کی اس کے تمام بندوں پر فضیلت ہے''۔

لیکن اس روایت میں ایک راوی ''ہبۃ اللہ بن مبارک سقطی'' پایا جاتا ہے، جو حدیث گھڑنے میں مشہور ہے۔ [1]

اس لیے محدثین نے فرمایا کہ یہ حدیث گھڑی ہوئی ہے۔ [2]

---

[1] ومنها: ما قرأت بخط سلفي الحافظ، قال أنبأنا الشيخ أبو البركات هبة الله بن المبارك السقطي، أخبرنا أبو جعفر بن المسلمة، أنبأنا محمد بن عبد الله ابن أخي ميمي، أنبأنا عبد الله بن محمد البغوي، أنبأنا منصور بن أبي مزاحم، ومحمد بن حبيب الجارودي، قالا: حدثنا مالك، عن الزهري: عن أنس، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " فضل شهر رجب على سائر الشهور كفضل القرآن على سائر الأذكار، وفضل شعبان على سائر الشهور، كفضل محمد على سائر الأنبياء، وفضل رمضان على سائر الشهور، كفضل الله على عباده."

ورجال هذا الإسناد ثقات، إلا السقطي فهو الآفة، وكان مشهورا بوضع الحديث، وتركيب الأسانيد، ولم يحدث واحد من رجال هذا الإسناد بهذا الحديث قط (تبيين العجب بما ورد في شهر رجب، ص ٢٥، الحديث الثامن)

[2] حديث: فضل شهر رجب على الشهور كفضل القرآن على سائر الكلام، وفضل شهر شعبان على الشهور كفضلي على سائر الأنبياء، وفضل شهر رمضان كفضل الله على سائر العباد. قال شيخنا: إنه موضوع (المقاصد الحسنة للسخاوي، ص ٤٧٩، رقم الحديث ٧٤٠، حرف الفاء)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

(21)

ماہِ رجب میں کشتیِ نوح پر سوار ہونے کی روایت

ایک روایت میں یہ مضمون آیا ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رجب، عظیم مہینہ ہے، جس میں نیکیوں کا ثواب بڑھا دیا جاتا ہے، پس جس نے رجب کے ایک دن کا روزہ رکھا، وہ ایسا ہے، گویا کہ اس نے ایک سال کا روزہ رکھا، اور جس نے رجب کے سات دنوں کا روزہ رکھا، تو اس سے جہنم کے سات دروازے بند کر دیے جائیں گے، اور جس نے رجب کے آٹھ دنوں کا روزہ رکھا، تو اس کے لیے جنت کے آٹھ دروازے کھول دیئے جائیں گے، اور جس نے رجب کے دس دنوں کا روزہ رکھا، تو وہ اللہ سے جو چیز بھی مانگے گا، اللہ اس کو عطا فرمائے گا، اور جس شخص نے رجب کے پندرہ دنوں کا روزہ رکھا، تو آسمان میں ایک نداء دینے والا یہ نداء دے گا کہ تیری مغفرت کر دی گئی، تو ازسرِ نو عمل کر، اور جو زیادہ عمل کرے گا، تو اللہ عز وجل اس کو زیادہ ثواب عطا فرمائے گا، اور رجب کے مہینے میں اللہ نے نوح علیہ السلام کو کشتی میں سوار کیا، تو آپ نے رجب کا روزہ رکھا، اور انہوں نے اپنے ساتھ موجود

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فضل شهر رجب على الشهور كفضل القرآن على سائر الكلام ، وفضل شهر شعبان على الشهور كفضلي على سائر الأنبياء ، وفضل شهر رمضان على الشهور كفضل الله على سائر العباد. هو موضوع كما قاله الحافظ ابن حجر فى تبين العجب (كشف الخفاء، للعجلونى، ج٢، ص ٨٥، رقم الحديث ١٨٢٤، حرف الفاء)

حديث : فضل شهر رجب على الشهور ، كفضل القرآن على سائر الكلام ، وفضل شعبان على الشهور كفضلي على سائر الأنبياء ، وفضل شهر رمضان كفضل الله على سائر العباد .قال ابن حجر : موضوع (اللؤلؤ المرصوع فيما لا أصل له أو بأصله موضوع، لمحمد بن خليل بن إبراهيم المشيشى الطرابلسى، ص ١٢٩، رقم الحديث ٣٥٨، حرف الفاء)

لوگوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا، پھر ان کو چھ مہینے تک کشتی لے کر چلتی رہی، اس کا آخری دن دس محرم کا دن تھا، جس پر وہ ''جودی'' پہاڑ پر اتری، تو نوح علیہ السلام نے روزہ رکھا، اور اس کے شکرانے میں آپ کے ساتھ لوگوں نے اور جانوروں نے بھی روزہ رکھا''۔ [1]

---

[1] حدثنا على بن عبد العزيز، ثنا معلى بن مهدى الموصلى، ثنا عثمان بن مطر الشيبانى، عن عبد الغفور يعنى ابن سعيد، عن عبد العزيز، عن أبيه – قال عثمان: وكانت لأبيه صحبة – قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: رجب شهر عظيم، يضاعف الله فيه الحسنات، فمن صام يوما من رجب فكأنما صام سنة، ومن صام منه سبعة أيام غلقت عنه سبعة أبواب جهنم، ومن صام منه ثمانية أيام فتحت له ثمانية أبواب الجنة، ومن صام منه عشرة أيام لم يسأل الله شيئا إلا أعطاه إياه، ومن صام منه خمسة عشر يوما نادى مناد فى السماء قد غفر لک ما مضى فاستئنف العمل، ومن زاد زاده الله عز وجل، وفى رجب حمل الله نوحا فى السفينة فصام رجبا، وأمر من معه أن يصوموا، فجرت بهم السفينة ستة أشهر، آخر ذلک يوم عاشوراء أهبط على الجودى فصام نوح ومن معه والوحش شكرا لله عز وجل، وفى يوم عاشوراء أفلق الله البحر لبنى إسرائيل، وفى يوم عاشوراء تاب الله عز وجل على آدم صلى الله عليه وسلم وعلى مدينة يونس، وفيه ولد إبراهيم صلى الله عليه وسلم (المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ۵۵۳۸، ج۶ ص ۶۹، باب السين)

أخبرنا أبو بكر محمد بن عبد الله بن ريذة، قال: أخبرنا أبو القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب الطبرانى، قال: حدثنا على بن عبد العزيز، قال: حدثنا يعلى بن مهدى الموصلى، قال: حدثنا عثمان بن مطير الشيبانى، عن عبد الغفور يعنى ابن سعيد، عن أبيه، عن عبد العزيز بن سعيد، قال عثمان وكان لأبيه صحبة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: رجب شهر عظيم يضاعف الله فيه الحسنات، ومن صام يوما من رجب فكأنما صام سنة، ومن صام منه سبعة أيام , أغلقت عنه سبعة أبواب جهنم، ومن صام منه ثمانية أيام , فتحت له ثمانية أبواب الجنة، ومن صام منه عشرة أيام لم يسأل الله شيئا إلا أعطاه، ومن صام منه خمسة عشر يوما , نادى مناد من السماء قد غفر لک ما مضى فاستأنف العمل فيما بقى، ومن زاد , زاده الله عز وجل، وفى رجب حمل الله نوحا فى السفينة , فصام رجبا , وأمر من معه أن يصوموا , فجرت به السفينة ستة أشهر آخر ذلک يوم عاشوراء أهبط على الجودى , فصام نوح , ومن معه، والوحش شكر الله عز وجل.وفى يوم عاشوراء أغلق الله البحر لبنى إسرائيل، وفى يوم عاشوراء تاب الله عز وجل على آدم , وعلى مدينة تونس، وفيه ولد إبراهيم صلى الله عليه وآله وسلم (ترتيب الامالى للشجرى، ج۲ ص۱۲۷، رقم الحديث ۱۸۳۹، فى صوم رجب وفضله وما يتصل بذلک)

علامہ ہیثمی نے فرمایا کہ اس روایت میں ''عبدالغفور'' راوی متروک ہے۔ ۱

اور علامہ ذہبی نے فرمایا کہ یہ حدیث باطل ہے۔ ۲

اور بھی کئی اہلِ علم حضرات نے اس حدیث کو گھڑی ہوئی قرار دیا ہے۔

اور اس میں بعض دوسرے جھوٹے راوی پائے جانے کا ذکر کیا ہے۔ ۳

لہٰذا مذکورہ روایت پر بھی عقیدہ نہیں رکھنا چاہئے۔

---

۱ قال الهيثمي:

رواه الطبراني في الكبير، وفيه عبد الغفور، وهو متروك (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۵۱۳۲، باب في صيام عاشوراء)

۲ قال الذهبي:

قلت: هذا باطل وإسناد مظلم (ميزان الاعتدال ، ج۳، ص ۴۹، تحت ترجمة ''عثمان بن عطاء بن أبي مسلم الخراساني'' رقم الترجمة ۵۵۴۰، حرف العين)

۳ قال الالباني:

موضوع.

أخرجه الطبراني في "المعجم الكبير (5538) "من طريق عثمان ابن مطر الشيباني عن عبد الغفور – يعني: ابن سعيد – عن عبد العزيز بن سعيد عن أبيه – قال عثمان: وكانت لأبيه صحبة – قال: ... فذكره مرفوعا.

قلت: وهذا موضوع؛ آفته عثمان بن مطر؛ قال ابن حبان ": (2/ 99)يروي الموضوعات عن الأثبات."

وشيخه عبد الغفور؛ قريب منه .وبه أعله الهيثمي، فقال ": (3/ 188)وهو متروك."

قلت: وقال ابن حبان ": (2/ 148)كان ممن يضع الحديث على الثقات على كعب وغيره، لا يحل كتابة حديثه ولا الذكر عنه إلا على جهة الاعتبار."

وقوله في إسناد الطبراني:"يعني: ابن سعيد !"خطأ لا أدري ممن هو؟! فإنه عبد الغفور بن عبد العزيز أبو الصباح الواسطي؛ قال ابن أبي حاتم - (3/ 1/ 55)بعد أن ساق نسبه هكذا –:"روى عن أبيه عن جده عن النبي – صلى الله عليه وسلم –، روى عنه عثمان بن مطر الشيباني."

وقال الحافظ في ترجمة سعيد الشامي – والد عبد العزيز – من "الإصابة":"جائت عنه أحاديث من رواية ولده عنه .تفرد بها عبد الغفور أبو الصباح بن عبد العزيز عن أبيه عبد العزيز عن أبيه سعيد " ...؛ ثم ساق بعضها.

وعبد العزيز بن سعيد والد عبد الغفور؛ لم أجد من ترجمه (سلسلة الاحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ۵۴۱۳)

(22)

ماہِ رجب میں مومن کی تکلیف کو دور کرنے کی روایت

ایک روایت میں یہ مضمون آیا ہے کہ:

’’جس نے رجب کے مہینے میں کسی مومن کی تکلیف کو دور کیا، تو اللہ تعالیٰ اسے جنت الفردوس میں حدِّ نظر کے برابر محل عطا فرمائے گا، تم رجب کا اکرام کرو، اس کے نتیجہ میں تمہارا اللہ ہزار مرتبہ اکرام کرے گا‘‘۔

لیکن اس روایت کے متعلق محدثین نے فرمایا کہ اس حدیث کے مضمون کی کوئی اصل نہیں ہے، اس کو ’’ھبۃُ اللہ سقطی‘‘ نے گھڑا ہے۔ [1]

پس مذکورہ روایت کی بھی تصدیق نہیں کی جاسکتی۔

(23)

ماہِ رجب میں صلاۃُ الرغائب کی روایت

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث مروی ہے کہ:

’’رجب کا مہینہ اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے، کیونکہ یہ مغفرت کے ساتھ مخصوص ہے، اور اس میں خون کی حفاظت کی جاتی ہے، اور اس مہینے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی توبہ قبول کی ہے، اور اس مہینے میں اللہ نے اپنے اولیائے کرام کو

---

[1] حدیث: " من فرج عن مؤمن كربة فى رجب أعطاه الله تعالى فى الفردوس قصرا مد بصره، أكرموا رجبا يكرمكم الله بألف كرامة."

وهو متن لا أصل له بل اختلقه أبو البركات هبة الله بن المبارك السقطى – لا بارك الله فيه – ووضع إسنادا رجاله ثقات، فقال:أخبرنا أبو غانم: محمد بن الحسن، أخبرنا على بن وصيف، حدثنا البغوى، أنبأنا خلف بن هشام، حدثنا أبو الأحوص، عن أبى إسحاق، عن عطاء، عن عبد الله بن الزبير مرفوعا (تبيين العجب بما ورد فى شهر رجب، ص ٢٧،٢٨، الحديث الثانى عشر)

اپنے عذاب کے فتنے سے محفوظ فرمایا ہے، اور جس نے اس مہینہ کا روزہ رکھا، تو اللہ تعالیٰ پر تین چیزیں واجب ہوجائیں گی، ایک تو اس کے گزشتہ تمام گناہوں کو معاف کرنا، دوسرے اس کی باقی ماندہ عمر میں اس کی حفاظت کرنا، اور تیسرے بڑے حساب کے دن اس کو پیاس سے امن عطا فرمانا۔

اس پر ایک بوڑھے شخص نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں ماہِ رجب کے تمام روزے رکھنے سے عاجز ہوں، تو میں کیا کروں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس مہینے کے پہلے دن کا اجر، دس نیکیوں کے برابر ہے، اور اس مہینے کے درمیانی دن اور آخری دن کے روزے کا اجر، ایسا ہے، جیسا کہ پورے مہینے کے روزے رکھے، لیکن آپ رجب کی پہلی رات سے غافل نہ ہوں، کیونکہ اس رات کا فرشتے ''رغائب'' نام رکھتے ہیں، جس کی وجہ یہ ہے کہ جب رات کا ایک حصہ گزر جاتا ہے، تو تمام آسمانوں اور زمین کا کوئی مقرب فرشتہ باقی نہیں رہتا، مگر وہ سب کعبے اور اس کے اردگرد جمع ہوجاتے ہیں، پھر اللہ عزوجل اپنے فرشتوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے، اور فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو! تم مجھ سے جو چاہے سوال کرو، فرشتے کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہماری آپ سے یہ درخواست ہے کہ رجب میں روزے رکھنے والوں کی مغفرت فرمادیجیے، اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ میں نے یہ کام کردیا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بھی رجب کے مہینے کی پہلی جمعرات میں روزہ رکھے، پھر شبِ جمعہ میں مغرب اور عشاء کے درمیان نماز پڑھے، اور بارہ رکعت پڑھے، جس کی پہلی رکعت میں ایک مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھے، اور سورہ ''قدر'' تین مرتبہ پڑھے، اور سورہ ''اخلاص'' بارہ مرتبہ پڑھے، اور ہر دو رکعتوں کے درمیان سلام کا فاصلہ کرے، پھر جب وہ اپنی نماز

سے فارغ ہوجائے، تو میرے اوپر ستر مرتبہ درود بھیجے، پھر یہ کہے کہ ’’اللھم صلی علی محمد النبی الامی وعلیٰ آلہ ‘‘ پھر وہ سجدہ کرے، پھر سجدے میں ستر مرتبہ یہ پڑھے ’’سبوح قدوس رب الملائکۃ والروح ‘‘ پھر اپنا سر اٹھا کر ستر مرتبہ یہ پڑھے ’’رب اغفر لی وارحم وتجاوز عما تعلم إنک أنت العزیز الاعظم ‘‘ پھر دوسرا سجدہ کرے، اوراس میں پہلے سجدے کی طرح دعا پڑھے، پھر اللہ تعالیٰ سے دعاء کرے، تو اس کی دعاء قبول کی جاتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی، جس کے قبضے میں میری جان ہے، جو بندہ اور جو بندی بھی اس نماز کو پڑھے گی، تو اللہ اس کے تمام گناہوں کو معاف فرمادے گا، اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر اور درختوں کے پتوں کے برابر ہوں، اور قیامت کے دن اس کے خاندان والوں کے سات سو افراد کی شفاعت کا حق دے گا، پس جب یہ بندہ اپنی قبر میں پہلی رات گزارے گا، تو اس نماز کا دربان آئے گا، اوراس کو خندہ پیشانی اور میٹھی زبان کے ساتھ جواب دے گا، اور کہے گا کہ اے میرے محبوب! تم خوش خبری حاصل کرو، آپ کو ہر تکلیف سے نجات حاصل ہوگئی، وہ بندہ اس فرشتے سے کہے گا کہ تو کون ہے، میں نے تجھ سے زیادہ حسین چہرے والا نہیں دیکھا، اور تجھ سے زیادہ میٹھا کلام نہیں سنا، اور تجھ سے زیادہ اچھی خوشبو نہیں سونگھی؟ وہ جواب میں کہے گا کہ میں اس نماز کا ثواب ہوں، جو تو نے فلاں مہینے کی فلاں رات میں پڑھی تھی، میں آج کی رات میں تیرا حق پورا کرنے اور تیری تنہائی میں مانوس کرنے، اور تیری وحشت کو دور کرنے کے لیے آیا ہوں، پھر جب قیامت کے دن صور پھونکا جائے گا، تو میں تیرے سر پر سایہ کروں گا، اور تم خوش خبری حاصل کرو، تم اپنے مولیٰ کی طرف سے

کبھی بھی خیر سے محروم نہیں ہوگے۔ ۱؎

۱؎ أخبرنا الشيخ أبو البركات هبة الله السقطى، اخبرنا القاضى أبو الفضل جعفر بن يحيى بن الكمال المكى، أخبرنا أبو عبد الله بن الحسين بن عبد الكريم بن محمد بن محمد الجزرى بمكة فى المسجد الحرام، أخبرنا أبو الحسن على بن عبد الله بن جهضم الهمدانى، أخبرنا أبو الحسن على بن محمد بن سعيد السعدى البصرى، أخبرنا أبى، قال :أخبرنا خلف بن عبد الله الصغانى، عن حميد الطويل، عن أنس بن مالك قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم " :-رجب شهر الله، وشعبان شهرى، ورمضان شهر أمتى، قيل :يا رسول الله ما معنى قولک شهر الله؟ قال -صلى الله عليه وسلم :-لأنه مخصوص بالمغفرة، وفيه تحقن الدماء ، وفيه تاب الله تعالى على أنبيائه، وفيه أنقد أولياء ه من يد أعدائه، ومن صامه استوجب على الله ثلاثة أشياء :مغفرة لجميع ما سلف من ذنوبه، وعصمة فيما بقى من عمره، وأما الثالث فيأمن العطش يوم العرض الأكبر، فقام شيخ ضعيف فقال :يا رسول الله إنى أعجز عن صيامه كله، فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم :-صم أول يوم منه وأوسط يوم فيه، وآخر يوم منه، فإنک تعكى ثواب من صامه كله، فإن الحسنة بعشر أمثالها، ولكن لا تغفلوا عن أول ليلى جمعة فى رجب، فإنها ليلة تسميها الملائكة ليلة الرغائب، وذلک أنه إذا مضى ثلث الليل لا يبقى ملک فى جميع السموات والأرضين إلا ويجتمعون فى الكعبة وحواليها، فيطلع الله تعالى عليهم اطلاعة فيقول :ملائكتى سلونى ما شئتم، فيقولون : ربنا حاجتنا إليک أن تغفر لصوام رجب، فيقول الله تعالى :قد فعلت ذلک.

ثم قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم :-فما من أحد يصوم يوم الخميس أول خميس فى رجب، ثم يصلى فيما بين المغرب والعشاء العتمة -يعنى ليلة الجمعة -اثنتا عشرة ركعة، يقرأ فى كل ركعة بفاتحة الكتاب مرة و (إنا انزلناه فى ليلة القدر ....) ثلاث مرات، و (قل هو الله أحد ..) اثنتا عشرة مرة، يفصل بين كل ركعتين بتسليمة، فإذا فرغ من صلاته صلى على سبعين مرة يقول :اللہ صل على محمد النبى الأمى وعلى آله وسلم، ثم يسجد سجدة يقول فى سجوده :سبوح قدوس رب الملائكة والروح سبعين مرة، ثم يرفع رأسه فيقول :رب اغفر وارحم وتجاوز عما تعلم، فإنک أنت العزيز الأعظم سبعين مرة، ثم يسجد الثانية فيقول فيها مثل ما قال فى السجدة الأولى، ثم يسأل الله حاجته فى سجوده، فإنها تقضى."

قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم" :-والذى نفسى بيده ما من عبد ولا أمة صلى هذه الصلاة إلا غفر الله له جميع ذنوبه ولو كانت مثل زبد البحر وعدد الرمل ووزن الجبال، وعدد قطر الأمطار ووزن الأشجار، وشفع يوم القيامة فى سبعمائة من أهل بيته، فإذا كانت أول ليلة فى قبره جاء ه ثواب هذه الصلاة بوجه طلق ولسان ذلق، فيقول له : يا حبيبى أبشر فقد نجوت من كل شدة، فيقول :من أنت؟ فو الله ما رأيت رجلًا أحسن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اس روایت کو نقل کرنے کے بعد علامہ ابنِ جوزی نے فرمایا کہ یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر جھوٹی گھڑی گئی ہے، اور محدثین نے اس روایت کے ایک راوی ابنِ جہیم کو جھوٹا قرار دیا ہے، اور اس روایت کے کئی دوسرے راوی مجہول ہیں، جب کہ اس من گھڑت حدیث کا مضمون عوام کے لیے بڑا خوش کن ہے، جس کو ایسے لوگ بھی انجام دیتے ہیں، جو فرض نماز تک ادا نہیں کرتے، اور اس طرح نماز پڑھنا بدعت ہے''۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وجهًا من وجهک، ولا سمعت کلامًا أحلی من کلامک، ولا شممت رائحة أحلی من رائحتک، فیقول له :یا حبیبی أنا ثواب تلک الصلاة التی صلیتها فی لیلة کذا فی شهر کذا فی سنة کذا، جئت اللیلة لأقضی حاجتک، وأؤنس وحدتک، وأدفع عنک وحشتک، فإذا نفخ فی الصور أظللتک فی عرصات القیامة علی رأسک، فأبشر فلن تعدم الخیر من مولاک أبدًا(الغنیة لطالبی طریق الحق عز وجل،لعبد القادر الجیلانی، ج ۱ ،ص ۳۳۰، ۳۳۱،فصل فی تأکید الفضیلة فی صوم أول الخمیس من رجب والصلاة فی أول لیلة الجمعة،باب: فی ذکر فضائل الشهور والأیام،مجلس فی فضائل شهر رجب)

[1] أنبأنا علی بن عبیدالله بن الزاغونی أنبأنا أبو زید عبدالله بن عبد الملک الاصفهانی أنبأنا أبو القاسم عبدالرحمن بن محمد بن إسحاق بن مندة ح .

وأنبأنا محمد بن ناصر الحافظ أنبأنا أبو القاسم بن مندة أنبأنا أبو الحصین علی بن عبدالله ابن جهیم الصوفی حدثنا علی بن محمد بن سعید البصری حدثنا أبی حدثنا خلف ابن عبدالله وهو الصغانی عن حمید الطویل عن أنس بن مالک قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : " رجب شهر الله وشعبان شهری ورمضان شهر أمتی .قیل : یا رسول الله ما معنی قولک رجب شهر الله ؟ قال : لانه مخصوص بالمغفرة ، وفیه تحقن الدماء ، وفیه تاب الله علی أنبیائه ، وفیه أنقذ أولیائه من ید أعدائه .من صامه استوجب علی الله تعالی ثلاثة أشیاء : مغفرة لجمیع ما سلف من ذنوبه ، وعصمة فیما بقی من عمره ، وأمانا من العطش یوم العرض الاکبر .

فقام شیخ ضعیف فقال : یا رسول الله إنی لاعجز عن صیامه کله ، فقال صلی الله علیه وسلم : أول یوم منه ، فإن الحسنة بعشر أمثالها ، وأوسط یوم منه ، وآخر یوم منه ، فإنک تعطی ثواب من صامه کله ، لکن لا تغفلوا عن أول لیلة فی رجب ، فإنها لیلة تسمیها الملائکة الرغائب ، وذلک أنه إذا مضی بک اللیل لا یبقی ملک مقرب فی

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور ابنِ عسا کر نے اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد فرمایا کہ ”یہ حدیث شدید غریب ہے،

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

جميع السموات والارض إلا ويجتمعون فى الكعبة وحواليها ، فيطلع الله عز وجل عليهم إطلاعة فيقول : ملائكتى سلونى ما شئتم ، فيقولون يا ربنا حاجتنا إليک أن تغفر لصوام رجب ، فيقول الله عزوجل : قد فعلت ذلک .

ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : وما من أحد يصوم يوم الخميس أول خميس فى رجب ، ثم يصلى فيما بين العشاء والعتمة ، يعنى ليلة الجمعة ، ثنتى عشرة ركعة ، يقرأ فى كل ركعة فاتحة الكتاب مرة ، وإنا أنزلناه فى ليلة القدر ثلاث مرات ، وقل هو الله أحد اثنتى عشرة مرة ، يفصل بين كل ركعتين بتسليمة ، فإذا فرغ من صلاته صلى على سبعين مرة ، ثم يقول : اللهم صل على محمد النبى الامى وعلى آله ، ثم يسجد فيقول فى سجوده : سبوح قدوس رب الملائكة والروح سبعين مرة ، ثم يرفع رأسه فيقول : رب اغفر لى وارحم وتجاوز عما تعلم إنک أنت العزيز الاعظم سبعين مرة ، ثم يسجد الثانية فيقول مثل ما قال فى السجدة الاولى ، ثم يسأل الله تعالى حاجته ، فإنها تقضى .

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : والذى نفسى بيده ما من عبد ولا أمة صلى هذه الصلاة إلا غفر الله تعالى له جميع ذنوبه وإن كانت مثل زبد البحر وعدد ورق الاشجار ، وشفع يوم القيامة فى سبعمائة من أهل بيته ، فإذا كان فى أول ليلة فى قبره جائه بواب هذه الصلاة ، فيجيبه بوجه طلق ولسان ذلق ، فيقول له : حبيبى أبشر فقد نجوت من كل شدة ، فيقول : من أنت فوالله ما رأيت وجها أحسن من وجهک ، ولا سمعت كلاما أحلى من كلامک ، ولا شممت رائحة أطيب من رائحتک ، فيقول له : يا حبيبى أنا ثواب الصلاة التى صليتها فى ليلة كذا فى شهر كذا ، جئت الليلة لاقضى حقک ، وأونس وحدتک ، وأرفع عنک وحشتک ، فإذا نفخ فى الصور أظللت فى عرصة القيامة على رأسک ، وأبشر فلن تعدم الخير من مولاک أبدا .

ولفظ الحديث لمحمد بن ناصر .

هذا حديث موضوع على رسول الله صلى الله عليه وسلم ، وقد اتهموا به ابن جهيم ونسبوه إلى الكذب ، وسمعت شيخنا عبد الوهاب الحافظ يقول : رجاله مجهولون ، وقد فتشت عليهم جميع الكتب فما وجدتهم .

قال المصنف قلت : ولقد أبدع من وضعها ، فإنه يحتاج من يصليها أن يصوم وربما كان النهار شديد الحر ، فإذا صام ولم يتمكن من الاكل حتى يصلى المغرب ثم يقف فيها ويقع فى ذلک التسبيح طويل والسجود الطويل ، فيأذى غاية الايذاء ، وإنى لاغار لرمضان ولصلاة التراويح كيف زوحهم بهذه ، بل هذه عند العوام أعظم وأجل ، فإنه يحضرها من لا يحضر الجماعات (الموضوعات لابن الجوزى، ج۲ ص ۱۲۴ الٰى ۱۲۶ كتاب الصلاة،صلاة الرغائب)

www.idaraghufran.org

اوراس کی سند میں کئی مجہول راوی ہیں‘‘ ۱؎

اورابنِ دحیہ کلبی نے بھی اس حدیث کوموضوع ومنگھڑت قرار دیا ہے۔ ۲؎

اورکئی محدثین نے بھی مذکورہ حدیث کوگھڑی ہوئی قرار دیا ہے۔ ۳؎

۱؎ أخبرنا بدل بن الحسين بن على أبو الحسن الحلوانى الفقيه بقرائتى عليه بحلوان قال أبنا عبد الملك بن أحمد بن أبى المحاسن الحلوانى أخبرنى الأديب أبو الفوارس بن بنجير القرماسانى قال أبنا قاضى القضاة أبو منصور عبد الجبار بن أحمد أخبرنى الإمام أبو بكر محمد بن نصر الهمذانى أبنا الشيخ الفقيه أبو منصور بن عبد الملك بن عبد الغفار قال أبنا والدى أبو القاسم عبد الملك أبنا أبو الحسن على بن عبد الله فيما أذن لى بالرواية عنه أبنا أبو الحسن على بن محمد بن سعيد البصير حدثنى أبى ثنا خلف بن عبد الله الصغانى عن حميد الطويل عن أنس بن مالک قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: رجب شهر الله تعالى وشعبان شهرى ورمضان شهر أمتى .قيل يا رسول الله ما معنى قولک شهر الله قال: لأنه مخصوص بالمغفرة فيه وتحقن فيه الدماء وفيه تاب الله على أنبيائه صلوات الله عليهم وفيه أنقذ أوليائه من بلاء عذابه ..وذكر الحديث بطوله فى صلاة الرغائب .هذا حديث غريب جدا وفى إسناده غير واحد من المجهولين (معجم ابنِ عساكر ،ج ۱ ص۱۸۶ ، رقم الرواية ۲۱۰، حرف الباء)

۲؎ وأما صلاة الرغائب فالمتهم بوضعها على بن عبد الله بن جهضم وضعها على رجال مجهولين لم يوجدوا فى جميع الكتب، رواها عنه الفقيه أبو القاسم عبد الرحمن ابن إمام أصبهان أبى عبد الله محمد بن إسحاق بن مندة، حدثنى بها بقراء تى عليه بأصبهان الشيخ الصالح الثقة أبو جعفر محمد بن أحمد بن نصر بن أبى الفتح بن عمر الصيدلانى سبط أبى على الحسين بن عبد الملک بن أبى عمرو عبد الوهاب ابن إمام اصبهان أبى عبد الله ابن مندة قال :أجاز لى قريبى الإمام أبو زكريا يحيى بن أبى عمرو عبد الوهاب المذكور قال :أنبأنا عمى الفقيه أبو القاسم عبد الرحمن بن الإمام أبى عبد الله محمد بن إسحاق بن مندة عنه.

وكذلک عمل الحسين بن إبراهيم حديثا موضوعا على رجال مجهولين لا يعرفون وألصقه بأنس بن مالک قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم " :-من صلى ليلة النصف من رجب أربع عشرة ركعة يقرأ فى كل ركعة الحمد مرة و (قل هو الله أحد) عشرين مرة و (قل أعوذ برب الفلق) ثلاث مرات و (قل أعوذ برب الناس) ثلاث مرات فإذا فرغ من صلاته صلى على عشر مرات، ثم يسبح الله ويحمده ويكبره ويهلله ثلاثين مرة بعث الله إليه ألف ملک "، وهو حديث أطول من طويل جمع من الكذب والزور غير قليل، ولواضعه من الله خزى وتنكيل(أداء ما وجب من بيان وضع الوضاعين فى رجب لابنِ دحية الكلبى، ص۵۴،۵۵، باب فى ذكر رجب واسمائه)

۳؎ عن حميد الطويل، عن أنس قال: قال رسول الله صلى الله عليه السلام: " رجب شهر الله، وشعبان شهرى، ورمضان شهر أمتى "ثم ذكر فضل ليلة صلاة الرغائب، والحديث موضوع، ولا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

لہٰذا مذکورہ عجیب وغریب، مضمون پر مشتمل روایت کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک حدیث سمجھنا، درست نہیں۔

(24)

نصف رجب میں مخصوص نماز کی روایت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث مروی ہے کہ:

’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے رجب کی پندرہویں رات میں چودہ رکعت پڑھیں، ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورہ فاتحہ کی قرائت کی، اور پندرہ مرتبہ سورہ اخلاص کی قرائت کی، اور تین تین مرتبہ سورہ فلق اور سورہ ناس کی قرائت کی، پھر نماز سے فارغ ہوکر، دس مرتبہ میرے اوپر درود بھیجا، پھر تیس مرتبہ تسبیح، تحمید، تکبیر اور تہلیل کہی، تو اس کی طرف اللہ، ہزار فرشتوں کو بھیجے گا، جو اس کے لیے نیکیاں لکھیں گے، اور اس کے لیے جنۃ الفردوس میں درخت بوئیں گے، اور اس رات تک ہونے والے اس کے تمام گناہوں کو مٹا دیا جائے گا، اور

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

یعرف إلا من روایة ابن جهضم، وقد اتهموه بوضع هذا الحدیث، وقد رواه عنه عبد العزیز بن بندار الشیرازی نزیل مکة، وغیره، ولقد أتی بمصائب یشهد القلب ببطلانها فی کتاب: " بهجة الأسرار ."(تاریخ الاسلام للذهبی، ج۹ ص ۲۳۹، تحت ترجمة ”علی بن عبد الله بن الحسن بن جهضم بن سعید“ رقم الترجمة ۱۴۵)

هذا حدیث موضوع علی رسول الله صلی الله علیه وسلم وقد اتهموا به ابن جهضم، فنسبوه إلی الکذب .وسمعت شیخنا عبد الوهاب الحافظ، یقول: رجاله مجهولون .وقد فتشت علیهم جمیع الکتب فما وجدتهم (تبیین العجب بما ورد فی شهر رجب، ۳۶، الحدیث الثامن عشر)

هذا حدیث موضوع باتفاق المحدثین ورواة السند المذکور فی الغنیة وغیرها کلهم سوی حمید وأنس ممن لا یحتج به بل کثیر منهم مجهولون وبعضهم کذابون کما سنقف علیه مفصلا .قال العراقی فی تخریج أحادیث الإحیاء أورده رزین فی کتابه وهو حدیث موضوع .انتهی(الآثار المرفوعة فی الأخبار الموضوعة، لعبد الحی اللکنوی، ص ۶۳، ۶۴، حدیث صلاة الرغائب)

www.idaraghufran.org

آئندہ سال اسی وقت تک اس کے لیے گناہ نہیں لکھے جائیں گے، اور اس نماز میں اس نے جو قرائت کی، اس کے ہر حرف کے بدلے سات سو نیکیاں لکھی جائیں گی، اور اس کے ہر رکوع اور سجدے کے بدلے میں جنت میں سبز موتیوں کے دس محل بنائے جائیں گے، اور اس کی ہر رکعت کے بدلے میں جنت میں دس شہر عطا کیے جائیں گے، ہر شہر سرخ پتھروں کا ہوگا، اور اس کے پاس فرشتہ آ کر اس کے کندھوں کے درمیان ہاتھ رکھے گا، اور یہ کہے گا کہ تو نئے سرے سے عمل شروع کر، تیرے تمام گزشتہ گناہ معاف کر دیے گئے۔

علامہ ابنِ جوزی نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ یہ گھڑی ہوئی حدیث ہے، اور اس کے راوی مجہول ہیں، اور بظاہر اس حدیث کو حسین بن ابراہیم راوی نے گھڑا ہے"۔ [1]

---

[1] أنبأنا إبراهيم بن محمد الازجى أنبأنا الحسين بن إبراهيم أنبأنا أبوعلمس ابن الحسن بن نصر الاديب حدثنا على بن محمد بن حمدان حدثنا إبراهيم بن محمد ابن أحمد بن يوسف حدثنا ربيعة بن على بن محمد حدثنا محمد بن الحسين حدثنا عبدالله بن عبد العزيز حدثنا عصام بن محمد حدثنا سلمة بن شبيب بن عمرو بن هشام بن محمود بن غيلان قالوا حدثنا أحمد بن زيد بن يحيى عن محمد بن يحيى عن أبيه عن أنس بن مالك.

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : " من صلى ليلة النصف من رجب أربع عشرة ركعة ، يقرأ فى كل ركعة الحمد مرة ، وقل هو الله أحد عشرين مرة ، وقل أعوذ برب الفلق ثلاث مرات ، وقل أعوذ برب الناس ثلاث مرات ، فإذا فرغ من صلاته صلى على عشر مرات ، ثم يسبح الله ويحمده ويكبره ويهلله ثلاثين مرة ، بعث الله إليه ألف ملك يكتبون له الحسنات ويغرسون له الاشجار فى الفردوس ، ومحى عنه كل ذنب أصابه إلى تلك الليلة ، ولم يكتب عليه خطية إلى مثلها من القابل ، ويكتب له بكل حرف قرأ فى هذه الصلاة سبعمائة حسنة ، وبنى له بكل ركوع وسجود عشرة قصور فى الجنة من زبرجد أخضر ، وأعطى بكل ركعة عشر مدائن فى الجنة ، كل مدينة من ياقوتة حمراء ، ويأتيه ملك فيضع يده بين كتفيه فيقول : استأنف العمل فقد غفر لك ما تقدم من ذنبك . "وهذا موضوع ورواته مجهولون ، ولا يخفى تركيب إسناده وجهالة رجاله ، والظاهر أنه من عمل الحسين بن إبراهيم(الموضوعات لابن الجوزى، ج٢ ص١٢٦ ، كتاب الصلاة ،صلاة لليلة النصف من رجب)

www.idaraghufran.org

علامہ ابنِ حجر، علامہ شوکانی اور علامہ طاہر فتنی وغیرہ نے بھی اس حدیث کو موضوع و منگھڑت قرار دیا ہے۔ [1]

پس مذکورہ روایت کو بھی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سمجھنا درست نہیں۔

(25)

رجب کے آغاز واختتام پر مخصوص نماز کی روایت

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے ''الغنیة'' میں، جس کا اردو میں نام ''غنیة الطالبین'' مشہور ہے، ''ھبة اللہ سقطی'' کی سند سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو روایت کیا ہے کہ:

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رجب کے مہینے میں جو شخص بھی تیس رکعات پڑھتا ہے، جس کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص تین مرتبہ، اور سورہ کافرون تین مرتبہ، پڑھتا ہے، تو اللہ اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے، اور اسے پورے مہینے روزے رکھنے والے کی طرح اجر وثواب عطا فرماتا ہے، اور وہ آئندہ سال تک نماز پڑھنے والے لوگوں میں شمار ہوتا ہے، اور اس کے لیے ہر دن کا عمل

---

[1] قال المصنف: وھذا موضوع، ورواته مجھولون .ولا یخفی ترکیب إسناده ورجالة .والظاھر أنه من عمل الحسین بن إبراھیم(تبیین العجب بما ورد فی شھر رجب، ص۳۸، الحدیث التاسع عشر)

لیلة النصف من رجب أربع عشرة رکعة بالإخلاص عشرین مرة والمعوذتین ثلاثا ثلاثا موضوع(تذکرة الموضوعات للفتنی، ص۴۴، کتاب العلم، باب التطوع،الفصل الرابع فی رجب والرغائب)

حدیث" :من صلی لیلة النصف من رجب أربع عشرة رکعة یقرأ فی کل رکعة الحمد مرة و (قل ھو اللہ أحد) عشرین مرة و (قل أعوذ برب الفلق) ثلاث مرات و (قل أعوذ برب الناس) ثلاث مرات فإذا فرغ من صلاته صلی علی عشر مرات ثم یسبح اللہ ویحمده ویکبره ویھلله ثلاثین مرة .بعث اللہ إلیه ألف ملک _إلخ."

رواه الجوزقانی عن أنس مرفوعا وھو موضوع ورواته مجاھیل(الفوائد المجموعة للشوکانی، ص۵۰، تحت رقم الحدیث ۱۰۵، کتاب الصلاة، باب التطوع)

www.idaraghufran.org

شہدائے بدر کے شہید کی طرح کا شمار ہوتا ہے، اور اس کے ہر دن کے روزوں کا ثواب، ایک سال کی عبادت کے برابر لکھا جاتا ہے، اور اس کے ہزار درجے بلند کیے جاتے ہیں، اور اگر کوئی رجب کے پورے مہینے کے روزے رکھے، اور یہ نماز پڑھے (جس کا آگے ذکر آتا ہے) تو اللہ اس کو جہنم سے نجات عطا فرماتا ہے، اور اس کے لیے جنت کو واجب فرمادیتا ہے، اور وہ اللہ سبحانہٗ کے جوار میں جگہ پاتا ہے، اور یہ نماز مشرکین اور منافقین اور مومنین کے درمیان علامت ہے، کیونکہ منافق اس نماز کو نہیں پڑھتے۔

حضرت سلمان نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں یہ نماز کس طرح سے پڑھوں اور کب پڑھوں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رجب کے شروع میں دس رکعات پڑھیں، جس کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ ایک مرتبہ، اور سورہ اخلاص اور سورہ کافرون تین تین مرتبہ پڑھیں، پھر سلام پھیرنے کے بعد اپنے ہاتھ اٹھا کر یہ دعاء کریں کہ ''**لاَ إلٰه إلا اللّٰه وحدهٗ لا شريک لهٗ، له الملک وله الحمد يحيى ويميت وهو حي لا يموت، بيدهٖ الخير وهو علىٰ كل شيء قدير، اللّٰهم لا مانع لما أعطيت، ولا معطى لما منعت، ولا ينفع ذا الجد منک الجد** '' اور پھر اپنے دو ہاتھ اپنے چہرے پر پھیرلیں۔

اور رجب کے نصف میں دس رکعات پڑھیں، جس کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ ایک مرتبہ، اور سورہ اخلاص اور سورہ کافرون تین تین مرتبہ پڑھیں، پھر سلام پھیرنے کے بعد اپنے ہاتھ اٹھا کر یہ دعاء کریں کہ ''**لاَ إلٰه إلا اللّٰه وحدهٗ لا شريک له، له الملک وله الحمد يحيى ويميت وهو حي لا يموت، بيده الخير وهو علىٰ كل شيء قدير، إلٰهًا واحدًا صمدًا**

فردًا وترًا، لم يتخذ صاحبة ولا ولدًا ''اور پھر اپنے دو ہاتھ اپنے چہرے پر پھیر لیں۔

اور پھر رجب کے آخر میں دس رکعات پڑھیں، جس کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ ایک مرتبہ، اور سورہ اخلاص اور سورہ کافرون تین تین مرتبہ پڑھیں، پھر سلام پھیرنے کے بعد اپنے ہاتھ اٹھا کر یہ دعاء کریں کہ ''لاَ إلٰـه إلا اللّٰـه وحدهٗ لا شريک له، له الملک وله الحمد يحيي ويميت، بيده الخير وهو علٰى كل شيء قدير، وصلى اللّٰه على سيدنا محمد وعلى آله الطاهرين، ولا حول ولا قوة إلا باللّٰه العلي العظيم''

اور پھر اپنی حاجت کا سوال کریں، آپ کی دعاء قبول کی جائے گی، اور آپ کے اور جہنم کے درمیان ستر خندقوں کو حائل کردیا جائے گا، ہر خندق کے درمیان، آسمان اور زمین کے برابر فاصلہ ہوگا، اور آپ کے لیے ہر رکعت کے عوض میں ہزار رکعتوں کا ثواب لکھا جائے گا، اور آپ کے لیے جہنم سے برائت اور پل صراط سے گزرنا لکھا جائے گا۔

حضرت سلمان کہتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس حدیث سے فارغ ہوئے، تو میں اس فضیلت کو سن کر سجدے میں گر پڑا، اور اللہ تعالیٰ کے شکر کے لیے سجدہ کیا''۔ [1]

---

[1] أخبرنا الشيخ الإمام هبة الله بن المبارك السقطي حدثنا محمد بن أحمد المحاملي، حدثنا علي بن محمد المعدل بن إسماعيل بن محمد الصفار، أخبرنا سعدان بن نصر بن منصورًا البزار، أخبرنا سفيان بن عيينة عن الأعمش عن طارق بن شهاب عن سلمان -رضي الله عنه -عن النبي -صلى الله عليه وسلم -أنه قال وقد استهل رجب" :يا سلمان ما من مؤمن ولا مؤمنة يصلي في هذا الشهر ثلاثين ركعة يقرأ في كل ركعة فاتحة الكتاب و (قل هو الله أحد) ثلاث مرات، و (قل يا أيها الكافرون ...) ثلاث مرات، إلا محا الله عنه ذنوبه، وأعطي من الأجر كمن صام الشهر كله، وكان من المصلين إلى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

لیکن اس روایت کے راوی ''ہبۃ اللہ سقطی'' کو محدثین نے جھوٹی حدیثوں کے گھڑنے میں

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

السنة المقبلة ورفع له كل يوم عمل شهيد من شهداء بدر، وكتب له بصيام كل يوم عبادة سنة، ورفع له ألف درجة، فإن صام الشهر كله وصلى هذه الصلاة أنجاه الله من النار وأوجب له الجنة، وكان في جوار الله سبحانه، أخبرني بذلك جبريل -عليه السلام -وقال :يا محمد هذه علامة بينكم وبين المشركين والمنافقين، لأن المنافقين لا يصلون ذلك.

قال سلمان -رضي الله عنه :-قلت يا رسول الله، أخبرني كيف أصليها ومتى أصليها .
قال :يا سلمان تصلي في أوله عشر ركعات تقرأ في كل ركعة فاتحة الكتاب مرة واحدة، و (قل هو الله أحد ....) ثلاث مرات، و (قل يا أيها الكافرون ...) ثلاث مرات، فإذا سلمت رفعت يديك وقلت :لا إله إلا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد يحيي ويميت وهو حي لا يموت، بيده الخير وهو على كل شيء قدير، اللهم لا مانع لما أعطيت، ولا معطي لما منعت، ولا ينفع ذا الجد منك الجد، ثم امسح بهما وجهك.

وصل في وسط الشهر عشر ركعات اقرأ في كل ركعة فاتحة الكتاب مرة واحدة، و (قل هو الله أحد ...) ثلاث مرات، و (قل يا أيها الكافرون ..) ثلاث مرات، فإذا سلمت فارفع يديك إلى السماء وقل :لا إله إلا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد يحيي ويميت وهو حي لا يموت، بيده الخير وهو على كل شيء قدير، إلهًا واحدًا صمدًا فردًا وترًا، لم يتخذ صاحبة ولا ولدًا، ثم امسح بهما على وجهك.

وصل في آخر الشهر عشر ركعات اقرأ في كل ركعة فاتحة الكتاب مرة واحدة، و (قل هو الله أحد ...) ثلاث مرات، و (قل يا أيها الكافرون ...) ثلاث مرات، فإذا سلمت فارفع يديك إلى السماء وقل :لا إله إلا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد يحيي ويميت، بيده الخير وهو على كل شيء قدير، وصلى الله على سيدنا محمد وعلى آله الطاهرين، ولا حول ولا قوة إلا بالله العلي العظيم.

وسل حاجتك يستجب لك دعاؤك، ويجعل الله بينك وبين جهنم سبعين خندقًا، كل خندق كما بين السماء والأرض، ويكتب لك بكل ركعة ألف ألف ركعة، ويكتب لك براء ة من النار وجوازًا على الصراط."

قال سلمان -رضي الله عنه :-فلما فرغ النبي -صلى الله عليه وسلم -من الحديث، خررت ساجدًا أبكي شكرًا لله تعالى لما سمعت من هذه الزيادة، وجدت في كتاب العمل بالسنة، والله أعلم(الغنية لطالبي طريق الحق عز وجل،لعبد القادر الجيلاني،ج ا،ص ۳۲۹،و ۳۳۰،باب: في ذكر فضائل الشهور والأيام،مجلس في فضائل شهر رجب،فصل :في الصلاة الواردة في شهر رجب)

www.idaraghufran.org

مشہور ومعروف قرار دیا ہے، جس کی وجہ سے مذکورہ حدیث بھی محدثین کے نزدیک جھوٹی اور خود ساختہ ہے۔ [1]

---

[1] ذكره في غنية الطالبين قائلا أخبرنا هبة الله بإسناده عن الحسن إلخ وهو موضوع، وقد مر حال هبة الله(الآثار المرفوعة في الأخبار الموضوعة،لمحمد عبد الحي اللكنوي،ص۷۸،صلاة يوم السابع والعشرين من رجب)

السقطي فهو الآفة، وكان مشهورا بوضع الحديث، وتركيب الأسانيد، ولم يحدث واحد من رجال هذا الإسناد بهذا الحديث قط (تبيين العجب بما ورد في شهر رجب، ص ۲۵، الحديث الثامن)

وهو متن لا أصل له بل اختلقه أبو البركات هبة الله بن المبارك السقطي – لا بارك الله فيه – (تبيين العجب بما ورد في شهر رجب، ص ۲۷، الحديث الثاني عشر)

هبة الله بن المبارك السقطي المفيد، أبو البركات.

رحل إلى أصبهان وغيرها، وحصل وتعب وجمع معجمه في مجلد.

قال ابن السمعاني: غير أنه ادعى السماع من شيوخ لم يرهم، فرأيت في معجمه: أخبرنا أبو محمد الجوهري قرائة عليه.

وهذا محال، ما لحقه ولا سنه تحتمله.

وقال ابن ناصر: ليس بثقة، ظهر كذبه.

مات سنة تسع وخمسمائة . (ميزان الاعتدال للذهبي،ج۴ ص ۲۹۲، تحت رقم الترجمة ۹۲۰۴ ، حرف الهاء)

هبة الله بن المبارك [بن موسى بن علي بن تميم بن خالد] السقطي المفيد أبو البركات.

رحل إلى أصبهان، وغيرها وحصل وتعب وجمع معجمه في مجلد.

قال ابن السمعاني: غير أنه ادعى السماع من شيوخ لم يرهم قرأت في معجمه:" أخبرنا أبو محمد الجوهري قرائة عليه !"وهذا محال ما لحقه، ولا سنه تحتمله.

وقال ابن ناصر: ليس بثقة ظهر كذبه.

مات سنة تسع وخمس مئة .انتهى.

وسيأتي كلام ابن عساكر فيه في ترجمة ابنه وجيه واسم جده: موسى بن علي بن تميم بن خالد، كان ابن ناصر يقول: هو كنسبته من سقط المتاع.

وقال ابن النجار: كان موصوفا بالحفظ وله أنس بالأدب وكان قليل الإتقان ضعيفا لا يوثق به.

ورأيت بخط السلفي جزئا سمعه من هذا الرجل كله مفتعل وأسانيده مركبة ولم أجد فيه إسنادا صحيحا بل كله ظاهر الصنعة وله معجم في مجلد ادعى فيه لقي أناس لم يدركهم ولم يرهم] .

وقال شجاع الذهلي: كان ضعيفا ومع هذا فكان فاضلا عارفا باللغة رحل أصبهان والكوفة والبصرة وواسط وتعب وحصل وجرح وعدل ولم ينجب.

روى عنه أبو العلاء وأبو المعمر والشيخ عبد القادر وآخرون . (لسان الميزان ،ج ۸ص ۳۲۶، ۳۲۷، رقم الترجمة ۸۲۴۲،حرف الهاء)

www.idaraghufran.org

(26)

27 رجب کے روزے کی فضیلت کی روایت

ابومحمد حسن خلال نے مطروراق اورشہر بن حوشب کی سند سے روایت کیا ہے کہ:

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس نے رجب کے ستائیسویں دن روزہ رکھا، تو اللہ اس کے لیے چھ مہینوں کے روزوں کا ثواب لکھے گا، اور یہ وہ دن ہے، جس میں جبریل علیہ السلام، نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر (پہلی مرتبہ) رسالت لے کر نازل ہوئے''۔ [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت کو اور محدثین نے بھی مطروراق اور شہر بن حوشب کی ہی سند سے روایت کیا ہے۔

لیکن اس روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ جس نے اٹھارہ ذی الحجہ کا روزہ رکھا، تو اس کے لیے اللہ عزوجل، چھ مہینوں کے روزوں کا ثواب لکھے گا، اور اسی موقع پر سورہ مائدہ کی یہ آیت نازل ہوئی کہ ''الیوم اکملت لکم دینکم'' [2]

---

[1] حدثنا أحمد بن إبراهيم بن شاذان ثنا حبشون بن موسى الخلال أبو نصر ثنا على بن سعيد بن قتيبة الرملى ثنا ضمرة عن ابن شوذب عن مطر عن شهر بن حوشب عن أبى هريرة رضى الله عنه قال:من صام يوم سبعة وعشرين من رجب كتب الله له صيام ستين شهرا وهو اليوم الذى هبط فيه جبريل عليه السلام على النبى صلى الله عليه وسلم بالرسالة(فضائل شهر رجب للخلال، ص ٧٦، رقم الرواية ١٨)

[2] حدثنا أحمد بن عبدالله بن أحمد بن العباس بن سالم، بن مهران المعروف بابن النيرى البزاز إملاء لثلاث بقين من جمادى الآخرة سنة ثمان عشرة وثلاثمئة قال: حدثنا على بن سعيد الشامى قال: حدثنا ضمرة بن ربيعة، عن ابن شوذب، عن مطر الوراق، عن شهر بن حوشب، عن أبى هريرة قال:من صام يوم ثمانية عشر من ذى الحجة كتب الله عز وجل له صيام ستين شهرا، وهو يوم غدير خم، لما أخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم بيد على بن أبى طالب فقال: " ألست مولى المؤمنين؟ "قالوا: نعم يا رسول الله، فأخذ بيد على بن أبى طالب فقال:" من كنت مولاه فعلى مولاه"،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

نیز اس روایت کو حسین بن ابراہیم جورقانی نے بھی روایت کیا ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فقال له عمر بن الخطاب: بخ بخ يا ابن أبى طالب، أصبحت مولاى ومولى كل مسلم، قال: فأنزل الله تبارك وتعالى:"اليوم أكملت لكم دينكم"
وقال أيضا: من صام يوم سبع عشرة أو سبع وعشرين من رجب كتب الله له صيام ستين شهرا، وهو اليوم الذى هبط فيه جبريل عليه السلام على النبى صلى الله عليه وسلم بالرسالة أول يوم هبط فيه(فوائد ابن أخى ميمى الدقاق، ص٢١٧، رقم الرواية ٤٦٨)
حدثنا القاضى أبو القاسم على بن المحسن بن على التنوخى، إملاء، قال: حدثنا أبو حفص عمر بن أحمد بن عثمان الواعظ، قال: حدثنا أحمد بن عبد الله بن سالم، قال: حدثنا على بن سعيد الرقى.
ح قال السيد: وحدثناه القاضى أبو القاسم، قال: وحدثنا أبو الحسن على بن عبد الله بن محمد بن عبيد الزجاج الشاهد النبيل، قال: حدثنا أبو النصر حبشون بن أيوب الخلال، قال: حدثنا على بن سعيد الشامى، قال: حدثنا ضمرة بن ربيعة، عن ابن شوذب، عن مطر، عن شهر يعنى ابن حوشب، عن أبى هريرة، قال: من صام يوم ثمانية عشر من ذى الحجة كتب له صيام ستين شهرا، وهو يوم غدير خم، لما أخذ النبى صلى الله عليه وآله وسلم بيد على بن أبى طالب عليه السلام، فقال: ألست أولى بالمؤمنين من أنفسهم؟ ، قالوا: بلى يا رسول الله، قال: من كنت مولاه فعلى مولاه .
وقال عمر: بخ بخ لك يابن أبى طالب، أصبحت مولاى ومولى كل مؤمن، فأنزل الله تعالى: "اليوم أكملت لكم دينكم وأتممت عليكم نعمتى ورضيت لكم الإسلام دينا" ومن صام يوم سبعة وعشرين من رجب كتب له صيام ستين شهرا، وهو أول يوم هبط جبريل عليه السلام على النبى صلى الله عليه وآله وسلم بالرسالة(ترتيب الأمالى الخميسية للشجرى، ج ١ ص ١٩١،١٩٢، رقم الرواية ٧١٦،فى فضل أمير المؤمنين على بن أبى طالب عليه السلام وما يتصل بذلك)
أخبرنا القاضى أبو القاسم على بن المحسن بن على التنوخى، قال: حدثنا أبو حفص عمر بن أحمد بن عمر بن أحمد بن عثمان الواعظ، قال: حدثنا أحمد بن عبد الله بن سالم، قال: حدثنا على بن سعيد الرقى، قال: حدثنا القاضى أبو القاسم، قال: وحدثنا أبو الحسن على بن عبد الله بن محمد بن عبيد الزجاج الشاهد النبيل، قال: حدثنا أبو نصر حبشون بن موسى بن أيوب الخلال، قال: حدثنا على بن سعيد الشامى، قال: حدثنا ضمرة بن ربيعة، عن ابن شوذب، عن مضر، عن شهر، عن أبى هريرة، قال: من صام يوم ثمانية عشر من ذى الحجة، كتب الله له صيام ستين شهرا، وهو يوم غدير خم. لما أخذ النبى صلى الله عليه وآله وسلم بيد على ابن أبى طالب عليه السلام فقال: ألست ولى المؤمنين؟ ، قالوا: بلى يا رسول الله، قال: من كنت مولاه فعلى مولاه ، فقال

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

جس کے بعد جورقانی نے فرمایا کہ یہ حدیث باطل ہے، جس کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے صرف شہر بن حوشب نے روایت کیا ہے، اور شہر بن حوشب سے صرف مطر وراق نے روایت کیا ہے، اور ابنِ عون سے مروی ہے کہ شہر بن حوشب "منکرُ الحدیث" ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عمر: بخ بخ لک یابن أبی طالب أصبحت مولای ومولی کل مؤمن، فأنزل الله تعالی: "الیوم أکملت لکم دینکم "ومن صام یوم سبعة وعشرین من رجب کتب الله له صیام ستین شهرا، وهو أول یوم هبط جبریل علیه السلام علی النبی صلی الله علیه وآله وسلم بالرسالة(ترتیب الأمالی الخمیسیة للشجری، ج ۱ ص ۳۴۳، رقم الروایة ۱۲۱۲، فی فضل الصوم وفضل صیام شهر رمضان وما یتصل بذلک)

حدثنا أبو بکر أحمد بن محمد بن عبد الوهاب بن سعید بن طاوان الواسطی، إملاء، فی جامعها، قال: أخبرنا أبو الحسین أحمد بن الحسین بن أحمد بن السماک الواعظ، قدم علینا واسط، قال: أخبرنا أبو محمد جعفر بن محمد بن نصر الخواص المعروف بالخلدی، قال: حدثنا علی بن سعید بن قتیبة الزملی، قال: حدثنا ضمرة بن ربیعة القرشی، عن ابن شوذب، عن مطر الوراق، عن شهر بن حوشب، عن أبی هریرة، قال: " من صام یوم ثمانی عشر من ذی الحجة , کتب له صیام ستین شهرا، وهو یوم غدیر خم، لما أخذ النبی صلی الله علیه وآله وسلم بید علی بن أبی طالب علیه السلام، قال: ألست أولی بالمؤمنین؟ قالوا: بلی یا رسول الله، قال: من کنت مولاه , فعلی مولاه، قال عمر بن الخطاب: بخ بخ یا بن أبی طالب أصبحت مولای ومولی کل مسلم، قال: فأنزل الله تعالی "الیوم أکملت لکم دینکم"، قال: ومن صام یوم سبعة وعشرین من رجب , کتب الله صیام ستین شهرا , وهو یوم هبط جبریل علیه السلام علی محمد صلی الله علیه وآله وسلم بالرسالة، أول یوم هبط إلیه "(ترتیب الأمالی الخمیسیة للشجری، ج۲ ص ۱۰۱، ۱۰۲، رقم الروایة ۱۷۴۴، فی ذکر الأیام العشر وعید النحر وفضلها وما یتصل بذلک)

[1] أخبرنا أبو الفتح بن علی بن عبید الله، أخبرنا أبو عطاء عبد الرحمن بن محمد بن عبد الرحمن الجوهری، قال: حدثنا أبو معاذ الشاه عبد الرحمن بن محمد بن مأمون، قال: حدثنا أبو نصر حسنون بن موسی بن أیوب الجلالی، ببغداد، قال: حدثنا علی بن سعید الرملی، قال: حدثنا ضمرة بن ربیعة القرشی، عن ابن شوذب، عن مطر الوراق، عن شهر بن حوشب، عن أبی هریرة، عن النبی صلی الله علیه وسلم، قال: من صام یوم ثمان عشرة من ذی الحجة کتب له صیام ستین شهرا، وهو یوم غدیر خم ، ثم أخذ النبی صلی الله علیه وسلم بید علی بن أبی طالب، فقال: ألست أولی بالمؤمنین ، فقالوا: بلی یا رسول الله، قال: من کنت مولاه فعلی مولاه ، فقال له عمر بن الخطاب: بخ بخ لک

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور ابنِ دحیہ کلبی نے بھی اپنے رسالے''أداء ما وجب من بیان وضع الوضاعین فی رجب''میں اس کو روایت کیا ہے، اور اس حدیث کو غیر صحیح قرار دیا ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

یا ابن أبی طالب، أصبحت مولای ومولی کل مسلم، قال: فأنزل الله عز وجل:"الیوم أکملت لکم دینکم وأتممت علیکم نعمتی" قال: ومن صام یوم سبع وعشرین من رجب، کتب له ستین شهرا ، هو أول یوم نزل جبریل علی محمد صلی الله علیه وسلم برسالته .

هذا حدیث باطل، لم یروه عن أبی هریرة إلا شهر بن حوشب، ولا عنه إلا مطر الوراق، قال أبو الحسین القارء: سمعت عمر بن علی، یقول: لم أسمع یحیی بن سعید، یحدث عن شهر بشیء قط، وقال معاذ بن معاذ: سألت ابن عون عن شهر بن حوشب؟ فقال: منکر الحدیث(الأباطیل والمناکیر والصحاح والمشاهیر، ج۲ص ۳۶۶، ۳۶۷، رقم الروایة ۶۱۴،کتاب الزینة والأدب، باب: قوله تعالی :الیوم أکملت لکم دینکم)

[1] وکذلک حدیث شهر بن حوشب، کتب إلینا به الشیخ المسند أبو طاهر السلفی غیر مرة ونقلته من کتابه :أخبرنا أبو عبد الله الحسین بن علی الطبری بمکة، حدثنا أبو الفتح ناصر ابن الحسین العمری إملاء ، أنبأنا أبو معاذ الشاه بن عبد الرحمن الهروی، أخبرنا أبو نصر الخلال ببغداد، حدثنا علی بن سعید الرملی، حدثنا ضمرة بن ربیعة، عن ابن شوذب، عن مطر الوراق، عن شهر بن حوشب، عن أبی هریرة قال :من صام السابع والعشرین من رجب کتب الله له صیام ستین شهرا، وهو أول یوم نزل جبریل علی محمد -صلی الله علیه وسلم -بالرسالة.

وهذا حدیث لا یصح، أما شهر بن حوشب ففی مقدمة "صحیح مسلم "عن ابن عون أن شهرا نزکوه أی قصروا به، مأخوذ من النیزک وهو الرمح القصیر، یرید أنه طعن علیه، وقال شعبة :لقیت شهرا فلم أعتد به، وقال الحافظ أبو أحمد عبد الله بن عدی الجرجانی :شهر لا یحتج بحدیثه وقد رفعه إلی رسول الله -صلی الله علیه وسلم -من طرق وأعظم جرحه أنه کان شرطیا للحجاج، وقال فقیه الشافعیة فی زمانه أبو یحی زکریاء بن یحیی الساجی فی کتاب "التعدیل والتجریح "له، والحافظ الثقة أبو جعفر العقیلی فی کتاب "الضعفاء والمتروکین "من تألیفه :إن شهرا دخل بیت المال فسرق خریطة فقیل فیه:

لقد باع شهر دینه بخریطة ...فمن یأمن القراء بعدک یا شهر

وأفتی أهل البصرة بقطع یده علی مذهب مالک رحمه الله .

قال القاضی أبو محمد عبد الوهاب بن علی المالکی فی کتاب "عیون المجالس:"

مسألة :قال مالک -فی روایة ابن القاسم وابن عبد الحکم :-من سرق من بیت المال ومن المغنم وإن کان السارق أحد الجیش ما یجب فیه القطع قطع.

وقال الحافظ أبو حاتم محمد بن حبان :إن شهرا کان یروی عن الثقات المعضلات وإنه عادل عباد

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور علامہ ابنِ حجر نے فرمایا کہ اس روایت کی سند موقوف اور ضعیف ہے۔ [1]

اور علامہ ابنِ جوزی نے فرمایا کہ اس حدیث سے دلیل پکڑنا جائز نہیں، اور اس روایت میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اوپر کے راوی ضعیف ہیں، اور صحیحین کی احادیث کے مطابق سورہ مائدہ کی مذکورہ آیت یقینی طور پر یومِ عرفہ میں نازل ہوئی تھی۔ [2]

علامہ ابنِ کثیر نے بھی اپنی تفسیر میں اس روایت کو غیر صحیح کہا ہے۔ [3]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بن منصور فی الحج فسرق عيبته ، وقد نزه الله شريعة الإسلام عن أن تؤخذ عن السراق و كذبة الأقوام، فإن قيل :إن أحمد بن حنبل ويحيى بن معين كانا يقبلان حديثه قلنا :إلا في رجب فإنه لم يلتفت إليه، قال أحمد :يكره إفراد رجب بالصوم، وشهادة المجرح ساقطة بإجماع وكذلك روايته، مع أن الجرح عند الفقهاء أعمل من التعديل لأنه شهد بأمر خاص وعلم من باطن الحال ما لم يعلمه من شهد بظاهرها، وهو جمع بين الشاهدتين حتى لا يكون تكذيبا لإحداهما لأن للمعدل شهادة بظاهر صحيحة وللمجرح شهادة بباطن صحيحة، فالجمع بينهما مع العمل بشهادة المجرح لا يكون تكذيبا لشهادة المعدل لأن كل واحد منهما شهد بما علم، وإن قلنا بترجيح المعدل فوجهه أن الجرح أمر طار عليه مخالف للأصل المستصحب وهو العدالة(أداء ما وجب من بيان وضع الوضاعين فی رجب لابنِ دحية الكلبی، ص ۵۰،الیٰ ۵۳، باب فی ذکر رجب واسمائه)

[1] وروينا فی جزء أبی معاذ الشاة المروزی، وفی "فضائل رجب "لعبد العزيز الكتانی من طريق حمزة، عن ابن شوذب، عن مطر الوراق، عن شهر بن حوشب، عن أبی هريرة – رضی الله عنه – قال: "من صام يوم سبع وعشرين من رجب كتب له صيام ستين شهرا، وهو اليوم الذی هبط فيه جبريل بالرسالة ."

وهذا موقوف ضعيف الإسناد، وهو أمثل ما ورد فی هذا المعنى (تبيين العجب بما ورد فی شهر رجب، ص ۴۴، ۴۵، الحديث الثامن والعشرون)

[2] قال أبو بكر بن ثابت اشتهر هذا الحديث برواية حبشون وكان يقال أنه انفرد به وقد تابعه عليه أحمد بن عبد الله بن العباس بن سالم المعروف بابن النبری قال نا علی بن سعيد الشامی قال نا ضمرة فذكره مثل ما تقدم أو نحوه.

وقال المؤلف: وهذا حديث لا يجوز الاحتجاج به ومن فوقه إلى أبی هريرة ضعفاء ونزول الآية كان يوم عرفة بلا شك وذكر ذلك فی الصحيحين(العلل المتناهية فی الأحاديث الواهية، ج ۱ ص ۲۲۳، تحت رقم الحديث ۳۵۶، كتاب الفضائل والمثالب)

[3] قلت: وقد روى ابن مردويه من طريق أبی هارون العبدی عن أبی سعيد الخدری: إنها نزلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم غدير خم حين قال لعلی من كنت مولاه فعلی مولاه .ثم رواه عن أبی هريرة، وفيه أنه اليوم الثامن عشر من ذی الحجة يعنی مرجعه عليه السلام من حجة

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور بعض دوسرے اہلِ علم حضرات نے بھی مذکورہ حدیث کو سند کے اعتبار سے ضعیف قرار دیا ہے۔ [1]

اور اس کی وجہ ''مطر وراق'' اور ''شہر بن حوشب'' پر بعض محدثین کی طرف سے جرح ہے۔

علامہ ابنِ حجر نے فرمایا کہ مطر وراق ''کثیرُ الخطاء'' ہیں، اور شہر بن حوشب کو کثرت سے وہم ہوتا ہے۔ [2]

ابنِ حبان نے بھی شہر بن حوشب پر سخت جرح کی ہے۔ [3]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الوداع، ولا يصح هذا ولا هذا بل الصواب الذى لا شک فيه ولا مرية أنها أنزلت يوم عرفة، وكان يوم جمعة كما روى ذلک أمير المؤمنين عمر بن الخطاب وعلى بن أبى طالب، وأول ملوک الإسلام معاوية بن أبى سفيان، وترجمان القرآن عبد الله بن عباس، وسمرة بن جندب رضى الله عنهم، وأرسله الشعبى وقتادة بن دعامة وشهر بن حوشب وغير واحد من الأئمة والعلماء، واختاره ابن جرير الطبرى رحمه الله(تفسير ابنِ كثير، ج۳ص۲۵، سورة المائدة)

[1] وهذا إسناد ضعيف أيضا؛ لضعف شهر ومطر. وقد جزم بضعفه الذى قبله السيوطى فى "الدر المنثور. (259 /2) "وأشار إلى ذلک ابن جرير الطبرى فى "تفسيره (54 /6) "؛ فإنه ذكر عدة أحاديث فى أن الآية نزلت ورسول الله – صلى الله عليه وسلم – على عرفة يوم جمعة – وبعضها فى "الصحيحين "من حديث عمر(سلسلة الاحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ۴۹۲۳)

[2] مطر بفتحتين ابن طهمان الوراق أبو رجاء السلمى مولاهم الخراسانى سكن البصرة صدوق كثير الخطأ وحديثه عن عطاء ضعيف من السادسة مات سنة خمس وعشرين ويقال سنة تسع خت م (تقريب التهذيب لابنِ حجر، ص ۵۳۴، تحت رقم الترجمة ۶۶۹۹، حرف الميم)

شهر ابن حوشب الأشعرى الشامى مولى أسماء بنت يزيد ابن السكن صدوق كثير الإرسال والأوهام من الثالثة مات سنة اثنتى عشرة بخ م(تقريب التهذيب،ص ۲۶۹ ،تحت رقم الترجمة ۲۸۳۰، حرف الشين)

[3] شهر بن حوشب الأشعرى كنيته أبو عبد الرحمن وقد قيل أبو الجعد أصله من دمشق سكن البصرة يروى عن أم سلمة وابن عمر روى عنه قتادة وشمر بن عطية مات سنة مائة كان ممن يروى عن الثقات المعضلات وعن الأثبات المقلوبات عادل عباد بن منصور فى حجة له فسرق عيبته فهو الذى يقول فيه القائل :لقد باع شهر دينه بخريطة...... فمن يأمن القراء بعدک يا شهر

ثنا محمد بن عبد الله بن الجنيد ثنا أبو داود المصاحفى سليمان بن سالم النضر بن شمى قال ذكر عند بن عون حديثه لشهر يرويه فى المغازى فقال إن شهرا تركوه إن شهرا تركوه.

أخبرنا الهمدانى قال حدثنا عمرو بن على قال كان يحيى القطان لا يحدث عن شهر بن حوشب(المجروحين لابنِ حبان، ج ۱ص ۳۶۱، ۳۶۲، تحت رقم الترجمة ۴۷۶، باب الشين)

محدثینِ کرام کی ان تصریحات وتوضیحات کے پیشِ نظر، مذکورہ حدیث پر اطمینان حاصل نہیں کیا جاسکتا۔

(27)

27 رجب اوراس میں مخصوص نماز کی فضیلت کی روایت

امام بیہقی نے ''شعبُ الإیمان '' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کو ذکر کیا ہے کہ:

''رجب کے مہینے میں ایک رات ایسی ہے کہ اس میں عمل کرنے والے کو سو سال کی نیکیوں کا ثواب لکھا جاتا ہے، اور یہ رات رجب کی ستائیسویں رات ہے، پس جو شخص اس رات میں بارہ رکعت پڑھے گا، جس کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور قرآن کی کسی سورت کی قرائت کرے گا، اور ہر دو رکعتوں میں تشہد میں بیٹھے گا، اوران کے آخر میں سلام پھیرے گا، پھر سو مرتبہ یہ پڑھے گا:

''سُبْحَانَ اللّٰہِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ، وَلَا إِلٰـہَ إِلَّا اللّٰہُ، وَاللّٰہُ أَكْبَرُ ''

اور سو مرتبہ استغفار کرے گا، اور سو مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے گا، اور اپنے لیے دنیا وآخرت کے متعلق جو چاہے، دعاء کرے گا، پھر اگلے دن صبح کو روزہ رکھے گا، تو اللہ اس کی ہر دعاء کو قبول فرمائے گا، سوائے گناہ کی دعاء کے''۔ [1]

---

[1] أخبرنا محمد بن عبد الله الحافظ، أخبرنا أبو صالح خلف بن محمد ببخارى، أخبرنا مكى بن خلف وإسحاق بن أحمد قالا حدثنا نصر بن الحسين، أخبرنا عيسى وهو الغنجار، عن محمد بن الفضل، عن أبان، عن أنس عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه قال: " فى رجب ليلة يكتب للعامل فيها حسنات مائة حسنة، وذلك لثلاث بقين من رجب .فمن صلى فيها اثنى عشر ركعة يقرأ فى كل ركعة فاتحة الكتاب وسورة من القرآن يتشهد فى كل ركعتين، ويسلم فى آخرهن ثم يقول: سبحان الله، والحمد لله، ولا إله إلا الله، والله أكبر مائة مرة، ويستغفر الله مائة مرة، ويصلى على النبى صلى الله

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس روایت کو اپنی سند کے ساتھ ابنِ عساکر نے بھی ''فضلِ رجب'' میں روایت کیا ہے۔
اور اس حدیث کو ''غریب'' قرار دیا ہے۔ [1]
اور علامہ ابنِ حجر نے ''تبیین العجب'' میں اس کی سند کو ''مظلم'' قرار دیا ہے۔ [2]
اور علامہ ابنِ عراق کنانی نے فرمایا کہ:
''اس روایت میں دو راوی ایسے پائے جاتے ہیں، جو جھوٹ کے ساتھ متہم ہیں،

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عليه وسلم مائة مرة، ويدعو لنفسه ما شاء من أمر دنياه وأخرته، ويصبح صائما فإن الله يستجيب دعائه كله إلا أن يدعو في معصية "(شعب الايمان للبيهقي، ج۵ ص ۳۴۶، رقم الحديث ۳۵۳۱، الثالث والعشرون من شعب الإيمان "وهو باب في الصيام "، تخصيص شهر رجب بالذكر)

[1] أخبرنا أبو القاسم بن أبي عبد الرحمن المعدل, أنا أبو بكر أحمد بن الحسين الخسروجردي, أنا محمد بن عبد الله الحافظ, أنا أبو صالح خلف بن محمد ببخاري, أنا مكي بن خلف وإسحاق بن أحمد, قالا: ثنا نصر بن الحسين, ثنا عيسى –وهو الغنجار–, عن محمد بن الفضل, عن أبان, عن أنس, عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال:"في رجب ليلة يكتب للعامل فيها حسنات مائة سنة, وذلك لثلاث بقين من رجب, فمن صلى فيها اثنتى عشرة ركعة فقرأ في كل ركعة فاتحة الكتاب وسورة من القرآن, يتشهد في كل ركعتين ويسلم في آخرهن, ثم يقول: سبحان الله, والحمد لله, ولا إله إلا الله, والله أكبر مائة مرة, ويستغفر الله مائة مرة, ويصلي على النبي صلى الله عليه وسلم مائة مرة, ويدعو لنفسه ما شاء من أمر دنياه وآخرته, ويصبح صائما, فإن الله يستجيب دعائه كله إلا أن يدعو في معصية"
هذا الحديث والذي قبله غريبان(فضل رجب لابنِ عساكر، ص۳۱۵، رقم الحديث ۱۲)

[2] وروينا قريباً من هذا المتن من حديث أنس بإسناد مظلم .رواه البيهقي أيضاً من طريق عيسى غنجار، عن محمد بن المفضل بن عطية، "في رجب ليلة يكتب للعامل فيها حسنات مائة سنة، وذلك لثلاث بقين من رجب، فمن صلى فيها اثنتى عشرة ركعة، يقرأ في كل ركعة فاتحة الكتاب وسورة من القرآن، يتشهد في كل ركعتين، ويسلم في آخرهن، ثم يقول: سبحان الله ولا إله إلا الله، والله وأكبر، مائة مرة، ويستغفر مائة مرة، ويصلي على النبي صلى الله عليه وسلم مائة مرة ويدعو لنفسه بما شاء من أمر دنياه وآخرته، ويصبح صائماً، فإن الله يستجيب دعائه كله، إلا أن يدعو في معصية ."(تبيين العجب بما ورد في شهر رجب لابنِ حجر، ص۴۳، ۴۴، الحديث الخامس والعشرون)

ایک ''محمد بن فضل بن عطیہ'' اور دوسرے ''ابان بن ابی عیاش''۔ [1]

اور علامہ عبدالحیٔ لکھنوی رحمہ اللہ نے ''الآثار المرفوعۃ'' میں فرمایا کہ:

''اس حدیث کو بیہقی نے ''عیسیٰ غنجار'' کی سند سے ''محمد بن فضل بن عطیہ'' سے روایت کیا ہے، اور ''محمد بن فضل بن عطیہ'' دراصل ابان کے نام سے جھوٹ گھڑنے والا ہے، نیز ابان، حضرت انس رضی اللہ عنہ کے نام سے جھوٹ گھڑنے والا ہے، اور ابنِ حجر نے ''تبیینُ العجب'' میں اس حدیث کو من گھڑت احادیث میں داخل کیا ہے''۔ [2]

---

[1] (حديث)من صلى ليلة سبعة وعشرين من رجب اثنتى عشرة ركعة يقرأ فى كل ركعة منها بفاتحة الكتاب وسورة، فإذا فرغ من صلاته قرأ فاتحة الكتاب سبع مرات وهو جالس، ثم يقول سبحان الله والحمد لله ولا إله إلا الله والله أكبر ولا حول ولا قوة إلا بالله العلى العظيم أربع مرات، ثم أصبح صائما حط الله عنه ذنوبه ستين سنة، وهى الليلة التى بعث فيها محمد.

(قلت) هذا الحديث ذكره الحافظ ابن حجر فى كتابه تبيين العجب، وعزاه إلى موضوعات ابن الجوزى، وأورده بسنده من حديث ابن عباس، ولم يذكره السيوطى ولا الذهبى فى تلخيصه، ولا السيوطى فى اللآلء ولا هو فى النسخة التى عندى من الموضوعات، فكأنه فى بعض النسخ دون بعض.

قال الحافظ ابن حجر :وروينا من حديث أنس مرفوعا: فى رجب ليلة يكتب للعامل فيها حسنات مائة سنة، وذلك لثلاث بقين من رجب، فمن صلى فيها اثنى عشر ركعة يقرأ فى كل ركعة فاتحة الكتاب وسورة من القرآن، يتشهد فى كل ركعتين ويسلم فى آخرهن، ثم يقول سبحان الله والحمد لله ولا إله إلا الله والله أكبر مائة مرة، ويستغفر مائة مرة ويصلى على النبى مائة مرة، ويدعو لنفسه بما شاء من أمر دنياه وآخرته، ويصبح صائما فإن الله يستجيب دعائه كله، إلا أن يدعو فى معصية، رواه البيهقى وفيه متهمان محمد بن الفضل بن عطية وأبان بن أبى عياش انتهى والله تعالى أعلم (تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأخبار الشنيعة الموضوعة لابنِ عراق الكنانى، ج٢ص٩٠ ، تحت رقم الحديث ٤٩، كتاب الصلاة، الفصل الاول)

[2] حديث فى رجب ليلة يكتب للعامل فيها حسنات مائة سنة وذلك لثلاث بقين من رجب فمن صلى فيه اثنتى عشرة ركعة يقرأ فى كل ركعة فاتحة الكتاب وسورة ويتشهد فى كل ركعتين ويسلم فى آخرهن، ثم يقول سبحان الله والحمد لله ولا إله إلا الله والله أكبر مائة مرة ويستغفر مائة مرة ويصلى على النبى مائة مرة ويدعو لنفسه ما شاء ويصبح صائما فإن الله يستجيب دعائه كله إلا أن يدعو فى معصية.

أخرجه البيهقى من طريق عيسى غنجار عن محمد بن الفضل بن عطية وهو من المتهمين بالكذب عن أبان وهو أيضا متهم عن أنس مرفوعا، وأدخله ابن حجر فى تبين العجب فى الموضوعات(الآثار المرفوعة فى الأخبار الموضوعة للكنوى، ص٦٠، ٦١، صلاة ليلة النصف من رجب)

www.idaraghufran.org

پس مذکورہ وجوہات کے پیشِ نظر، اس حدیث کی تصدیق کرنا بھی مشکل ہے۔

(28)

27رجب کی مخصوص فضیلت کی ایک اور روایت

امام بیہقی نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ماہِ رجب میں ایک رات اور دن ایسا ہے کہ جو اس رات میں عبادت کرے، اور اس دن میں روزہ رکھے، تو وہ ایسا ہوگا، جیسا کہ سو سال کے لمبے زمانے تک روزہ رکھا، اور عبادت کی، اور یہ رات رجب کے تین دن باقی رہنے سے پہلے ہے، اور اسی مہینے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا گیا''۔ [1]

محدثین نے اس حدیث کی ''ہیاج بن بسطام'' راوی اور اس کے بیٹے ''خالد بن ہیاج'' کی وجہ سے تردید کی ہے، اور اس کو شدید منکر قرار دیا ہے۔ [2]

---

[1] أخبرنا أبو عبد الله الحافظ، حدثنى أبو نصر رشيق بن عبد الله الرومى إملاء من كتابه بالطابران، أخبرنا الحسين بن إدريس الأنصارى، حدثنا خالد بن الهياج، عن أبيه، عن سليمان التيمى، عن أبى عثمان، عن سلمان الفارسى، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " فى رجب يوم وليلة من صام ذلک اليوم، وقام تلک الليلة كان كمن صام من الدهر مائة سنة، وقام مائة سنة وهو ثلاث بقين من رجب، وفيه بعث الله محمدا "(شعب الايمان للبيهقى، ج۵ ص۳۴۵، رقم الحديث ۳۵۳۰، الثالث والعشرون من شعب الإيمان "وهو باب فى الصيام "، تخصيص شهر رجب بالذكر)

[2] "فى رجب يوم وليلة من صام ذلک اليوم وقام تلک الليلة كان له من الأجر كمن صام مائة سنة وقام مائة سنة وهى لثلاث ليال بقين من رجب فى ذلک اليوم بعث الله محمدا نبيا "فيه هياج تركوه(تذكرة الموضوعات للفتنى، ص۱۱۶، باب الفاضلة من الأوقات والأيام والجمعة وعاشوراء والكحل وسعة الرزق وخلق كل شىء فيه والشهور وأيام النحس وما حدث فيها من البدع)

من حديث سلمان وفيه خالد بن هياج عن أبيه وهياج تركوا حديثه (قلت) قال الحافظ ابن حجر فى تبيين العجب هياج هو ابن بسطام النميمى الهروى روى عن جماعة من التابعين وضعفه ابن معين، وقال أبو داود تركوه وقال صالح بن محمد الحافظ الملقب بجزرة الهياج، لا يكتب من حديثه إلا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

''ہیاج بن بسطام'' اور اس کے بیٹے ''خالد بن ہیاج'' سے مروی احادیث پر محدثین نے سخت جرح کی ہے۔

ابنِ حبان نے فرمایا کہ ''ہیاج بن بسطام'' مرجئہ تھا، ارجاء کی طرف دعوت دیا کرتا تھا، اور ثقہ راویوں کے نام سے غیر معتبر احادیث روایت کیا کرتا تھا، اس لیے یہ ''ساقطُ الاحتجاج'' ہے، یعنی اس کی روایت سے دلیل پکڑنا ساقط ہے۔ [1]

علامہ ابن حجر نے ''تقریب'' میں فرمایا کہ ''ہیاج بن بسطام'' ضعیف ہے، اس سے اس کا بیٹا ''خالد'' شدید منکرات کو روایت کرتا ہے۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ حديثان أو ثلاثة للاعتبار ولم أكن أعلم أنه بكل هذا حتى قدمت هراة فرأيت عندهم أحاديث مناكير كثيرة له قال الحاكم أبو عبد الله وهذه الأحاديث التى رآها صالح من حديث الهياج الذنب فيها لابنه خالد والحمل فيها عليه، وقال يحيى بن أحمد بن زياد الهروى، كلما أنكر على الهياج فهو من جهة ابنه خالد انتهى وعلى هذا فالآفة فى هذا الحديث من خالد (تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأخبار الشنيعة الموضوعة، لابنِ عراق الكنانى، ج٢ ص ١٦١، تحت رقم الحديث ٤١، كتاب الصوم، الفصل الثالث)

هذا الحديث منكر إلى الغاية وهياج هو ابن بسطام التيمى الهروى وروى عن جماعة من التابعين، وضعفه ابن معين، وقال أبو داود تركوه، وقال الحافظ الملقب بجزرة منكر الحديث لا يكتب من حديثه إلا للاعتبار ولم أكن أعلمه بهذا حتى قدمت هراة فرأيت عندهم أحاديث مناكير كثيرة. وقال الحاكم أبو عبد الله: هذه الأحاديث التى رواها صالح من حديث الهياج الذنب فيه لابنه خالد والحمل فيها عليه وقال يحيى بن أحمد بن زياد الهروى كل ما أنكره على الهياج فهو من جمع ابنه انتهى كلامه(الآثار المرفوعة فى الأخبار الموضوعة للكنوى، ص٦٠،فى ذكر أحاديث صلوات أيام السنة ولياليها وما يتعلق بها،صلاة ليلة السابع والعشرين من رجب)

[1] الهياج بن بسطام التميمى كنيته أبو خالد من أهل هراة وهو والد خالد بن الهياج يروى عن إسماعيل بن أبى خالد وسفيان الثورى روى عنه العراقيون وأهل بلده كان مرجئا داعية إلى الإرجاء وكان ممن يروى عن المعضلات عن الثقات ويخالف الأثبات فيما يرويه عن الثقات فهو ساقط الاحتجاج به وعند الاعتبار فإن اعتبر به معتبر أرجو أن لا يجرح فى ذلك سمعت محمد بن محمود يقول سمعت الدارمى يقول سألت يحيى بن معين عن هياج بن بسطام فقال ليس بشيء(المجروحين من المحدثين والضعفاء والمتروكين،لمحمد بن حبان، ج٣،ص ٩٦، رقم الترجمة: ١١٧١، باب الهاء)

[2] هياج ابن بسطام التميمى البرجمى بضم الموحدة والجيم بينهما راء ساكنة أبو خالد الهروى ضعيف روى عنه ابنه خالد منكرات شديدة من السابعة مات سنة سبع وسبعين ق(تقريب التهذيب،ص ٥٧٦،رقم الترجمة٧٣٥٥، حرف الهاء)

www.idaraghufran.org

اور بھی محدثین نے مذکورہ راویوں پر جرح کی ہے۔ [1]

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے ''الغنیة'' میں ''هبة الله سقطی'' کی سند سے بھی اس طرح کی حدیث کو روایت کیا ہے۔ [2]

---

[1] ق :هياج بن بسطام أبو خالد التميمي الحنظلي الهروی.
عن :ليث بن أبی سليم، ويونس بن عبيد، وحميد الطويل، وأبی مالک الأشجعی، وسليمان التيمی، وجماعة.وعنه :ابنه خالد، ويونس بن محمد المؤدب، وسعيد بن سليمان الواسطی، وإبراهيم بن عبد الله الهروی، وداود بن عمرو الضبی.قال أبو حاتم :يكتب حديثه.وقال يحيی بن معين : ضعيف.وعن مكی بن إبراهيم قال :ما علمنا الهياج إلا صادقا عالما.
وقال سعيد بن هناد :ما رأيت أفصح من الهياج، ولقد حدث بالعراق فاجتمع عليه مائة ألف إنسان يتعجبون من فصاحته، يكتبون عنه.
وعن مالک بن سليمان الهروی قال :كان الهياج بن بسطام أعلم الناس، وأحلم الناس، وأفقه الناس، وأسخی الناس، وأشجع الناس، وأرحم الناس، يعنی فی زمانه.
قلت :وهذا من مبالغة العجم فی التعظيم.قال أبو داود :تركوا حديثه.
وقال ابن حبان :يروی المعضلات عن الثقات.وقال أحمد بن حنبل :متروک(تاريخ الإسلام ،للذهبی،ج۴،ص ۱۲۷۱، رقم الترجمه: ۳۱۰،حرف الهاء)
قال عباس الدوری ، عن يحيی بن معين :ضعيف الحديث، ليس بشیء .
وقال أبو داود : تركوا حديثه، ليس بشیء .وقال فی موضع آخر : بلغنی عن يحيی بن معين إنه قال :ليس بشیء. وقال أبو حاتم : يكتب حديثه، ولا يحتج به.
وقال ابن حبان : كان مرجئا يروی الموضوعات عن الثقات(تهذيب الكمال،للمزی، ج۳۰، ص ۳۵۹، تحت رقم الترجمة ۶۶۳۷، باب الهاء)
خالد بن هياج بن بسطام عن أبيه وغيره وعنه أهل هراة متماسک وقال السليمانی ليس بشیء انتهی لفظ الذهبی فی الميزان وقد قال بن أبی حاتم فی الجرح والتعديل فی ترجمة الحسين بن إدريس الأنصاری وأشار فيها إلی ثلاثة أحاديث فقال فی أولها باطل وفی الثانی باطل وفی الثالث قال ذكرته لعلی بن الحسين فقال أحلف بالطلاق أنه حديث ليس له أصل قال وكذا عندی قال فلا أدری البلاء منه أو من خالد بن هياج انتهی فهذا كناية عن أنه من وضع أحدهما والله أعلم(الكشف الحثيث عمن رمی بوضع الحديث،لإبراهيم بن محمد سبط ابن العجمی،ص۱۰۷، رقم الترجمة: ۲۷۰، حرف الخاء)

[2] أخبرنا الشيخ أبو البركات هبة الله السقطی، قال :أخبرنا الشيخ الحافظ أبو بكر أحمد بن علی ثابت بن الخطيب، قال :أخبرنا عبد الله بن علی بن محمد بشير، قال: أخبرنا علی بن عمر الحافظ، أخبرنا أبو بكر نصر بن جيشون بن موسی الخلال، أخبرنا علی بن سعيد الديلمی، أخبرنا ضمرة بن ربيعة القرشی عن ابن شوذب عن مطر:

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

لیکن ''ہبۃ اللہ سقطی'' کو محدثین نے جھوٹا قرار دیا ہے، جس کی وجہ سے مذکورہ حدیث کو بھی محدثین نے جھوٹی قرار دیا ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

صام يوم السابع والعشرين من رجب كتب له ثواب صيام ستين شهرًا، وهو أول يوم نزل فيه جبريل على النبى -صلى الله عليه وسلم -بالرسالة..........وأخبرنا هبة الله بإسناده عن أبى سلمة، عن أبى هريرة وسلمان الفارسى -رضى الله عنهما -قالا :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم" :-إن فى رجب يومًا وليلة من صام ذلك اليوم وقام تلك الليلة كان له من الأجر كمن صام مائة سنة وقامها "وهى لثلاث بقين من رجب، وهو اليوم الذى بعث فيه نبينا -صلى الله عليه وسلم(الغنية لطالبى طريق الحق عز وجل،لعبد القادر الجيلانى،ج ا،ص ٣٣٢،باب: فى ذكر فضائل الشهور والأيام،مجلس فى فضائل شهر رجب،فصل :فى فضل صيام يوم السابع والعشرين من رجب)

[1] ذكره فى غنية الطالبين قائلا أخبرنا هبة الله بإسناده عن الحسن إلخ وهو موضوع، وقد مر حال هبة الله(الآثار المرفوعة فى الأخبار الموضوعة،لمحمد عبد الحى اللكنوى،ص٧٨،صلاة يوم السابع والعشرين من رجب)

السقطى فهو الآفة، وكان مشهورا بوضع الحديث، وتركيب الأسانيد، ولم يحدث واحد من رجال هذا الإسناد بهذا الحديث قط (تبيين العجب بما ورد فى شهر رجب، ص ٢٥، الحديث الثامن)

وهو متن لا أصل له بل اختلقه أبو البركات هبة الله بن المبارك السقطى – لا بارك الله فيه – (تبيين العجب بما ورد فى شهر رجب، ص ٢٧، الحديث الثانى عشر)

هبة الله بن المبارك السقطى المفيد، أبو البركات.

رحل إلى أصبهان وغيرها، وحصل وتعب وجمع معجمه فى مجلد.

قال ابن السمعانى: غير أنه ادعى السماع من شيوخ لم يرهم، فرأيت فى معجمه: أخبرنا أبو محمد الجوهرى قرائة عليه.وهذا محال، ما لحقه ولا سنه تحتمله.

وقال ابن ناصر: ليس بثقة، ظهر كذبه .مات سنة تسع وخمسمائة . (ميزان الاعتدال للذهبى،ج۴ ص ٢٩٢، تحت رقم الترجمة ٩٢٠۴ ، حرف الهاء)

هبة الله بن المبارك [بن موسى بن على بن تميم بن خالد] السقطى المفيد أبو البركات.

رحل إلى أصبهان، وغيرها وحصل وتعب وجمع معجمه فى مجلد.

قال ابن السمعانى: غير أنه ادعى السماع من شيوخ لم يرهم قرأت فى معجمه:" أخبرنا أبو محمد الجوهرى قرائة عليه !"وهذا محال ما لحقه، ولا سنه تحتمله.وقال ابن ناصر: ليس بثقة ظهر كذبه. مات سنة تسع وخمس مئة .انتهى.وسيأتى كلام ابن عساكر فيه فى ترجمة ابنه وجيه واسم جده: موسى بن على بن تميم بن خالد، كان ابن ناصر يقول: هو كنسبته من سقط المتاع.

وقال ابن النجار: كان موصوفا بالحفظ وله أنس بالأدب وكان قليل الإتقان ضعيفا لا يوثق به.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

نیز شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے ''الغنیة'' میں ''ھبة اللہ سقطی'' کی سند سے ہی حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے اس عمل کو روایت کیا ہے کہ وہ ستائیس رجب کو اعتکاف کیا کرتے تھے، اور ظہر کے وقت تک نماز میں مشغول رہتے تھے، پھر ظہر کی نماز کے بعد کچھ نوافل پڑھتے تھے، پھر چار رکعات پڑھتے تھے، ہر رکعت میں سورہ فاتحہ ایک مرتبہ اور معوذتین ایک مرتبہ اور سورہ ''قدر'' تین مرتبہ اور سورہ ''اخلاص'' پچاس مرتبہ پڑھا کرتے تھے، پھر عصر کے وقت تک نماز میں مشغول رہتے تھے، اور یہ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دن یہی عمل کیا کرتے تھے۔ [1]

مذکورہ حدیث بھی ''ہبۃ اللہ سقطی'' کی وجہ سے جھوٹی قرار دی گئی ہے۔ [2]

بعض دوسری روایات میں بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ستائیس رجب کو مبعوث کیے جانے کا ذکر آیا ہے۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

ورأيت بخط السلفي جزئا سمعه من هذا الرجل كله مفتعل وأسانيده مركبة ولم أجد فيه إسنادا صحيحا بل كله ظاهر الصنعة وله معجم في مجلد ادعى فيه لقي أناس لم يدركهم ولم يرهم] .

وقال شجاع الذهلي: كان ضعيفا ومع هذا فكان فاضلا عارفا باللغة رحل أصبهان والكوفة والبصرة وواسط وتعب وحصل وجرح وعدل ولم ينجب.

روى عنه أبو العلاء وأبو المعمر والشيخ عبد القادر وآخرون . (لسان الميزان ،ج ۸ص ۳۲۶، ۳۲۷، رقم الترجمة ۸۲۴۲،حرف الهاء)

[1] وأخبرنا هبة الله بإسناده عن الحسن البصري -رحمه الله -قال" :كان عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما -إذا كان يوم السابع والعشرين من رجب أصبح معتكفًا وظل مصليًا إلى وقت الظهر، فإذا صلى الظهر تنفل هنيهة، ثم صلى أربع ركعات يقرأ في كل ركعة (الحمد لله ...) مرة، والمعوذتين مرة، و (إنا أنزلناه في ليلة القدر ....) ثلاثًا، و (قل هو الله أحد ...) خمسين مرة، ثم يخلد إلى الدعاء إلى قوت العصر ويقول :هكذا كان يصنع رسول الله -صلى الله عليه وسلم -في هذا اليوم."(الغنية لطالبي طريق الحق عز وجل،لعبد القادر الجيلاني،ج ۱،ص ۳۳۲،باب: في ذكر فضائل الشهور والأيام ، مجلس في فضائل شهر رجب،فصل :في فضل صيام يوم السابع والعشرين من رجب)

[2] ذكره في غنية الطالبين قائلا أخبرنا هبة الله بإسناده عن الحسن إلخ وهو موضوع، وقد مر حال هبة الله(الآثار المرفوعة في الأخبار الموضوعة،لمحمد عبد الحي اللكنوي،ص ۷۸،صلاة يوم السابع والعشرين من رجب)

لیکن محدثین کے نزدیک، وہ روایات بھی سند کے اعتبار سے معتبر نہیں ہیں۔ [1]

(29)

رجب میں معراج ہونے کی روایت

اورابنِ دحیہ کلبی نے فرمایا کہ بعض قصہ گو حضرات نے معراج کے رجب میں ہونے کا جو ذکر کیا ہے، وہ صاف جھوٹ ہے۔ [2]

اس سے معلوم ہوا کہ رجب کے مہینے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج ہونے کا کسی معتبر حدیث میں ذکر نہیں۔

لیکن آج کل کے بعض قصہ گو واعظین رجب میں معراج ہونے کا ذکر بڑے پُر زور انداز میں کرتے ہیں، اور بعض اس میں خوب نمک لگا کر، اور گا گا کر، اور نعرے بازی کرا کر، داد اور

---

[1] وروينا فی جزء من فوائد هناد النسفی بإسناد له منكر، إلى الزهری، عن أنس .قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " بعثت نبيا فی السابع والعشرين من رجب فمن صام ذلک اليوم كان كفارة ستين شهرا "وقد تقدم هذا موقوفاً على ابن عباس فی حديث طويل .

وروينا فی فوائد أبی الحسن بن صخر، بسند باطل إلى علی بن أبی طالب، مثل هذا المتن، لكن قال فيه" .فمن صام ذلک اليوم ودعا عند إفطاره كانت كفارة عشر سنين ." (تبيين العجب بما ورد فی شهر رجب، ص ۴۴، الحديث السادس والعشرون، الحديث السابع والعشرون)

قال الحافظ وروينا فی جزء من فوائد هناد النسفی بإسناد له منكر إلى الزهری عن أنس قال قال رسول الله بعثت نبيا فی السابع والعشرين من رجب فمن صام ذلک اليوم كان له كفارة ستين شهرا. وروينا فی فوائد أبی الحسن بن صخر بسند باطل إلى علی بن أبی طالب مثل هذا المتن لكن قال فيه فمن صام ذلک اليوم ودعا عند إفطاره كانت كفارة عشر سنين (تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأخبار الشنيعة الموضوعة، لابنِ عراق الكنانی، ج۲ ص ۱۶۱، تحت رقم الحديث ۴۱، كتاب الصوم، الفصل الثالث)

[2] وذكر بعض القصاص أن الإسراء كان فی رجب وذلک عند أهل التعديل والتجريح عين الكذب قال الإمام أبو إسحاق الحربی :أسرى برسول الله -صلى الله عليه وسلم -ليلة سبع وعشرين من شهر ربيع الأول وقد ذكرنا ما فيه من الاختلاف والاحتجاج فی كتابنا المسمى ب "الابتهاج فی أحاديث المعراج"(أداء ما وجب من بيان وضع الوضاعين فی رجب لابنِ دحية الكلبی، ص ۵۳، ۵۴، باب فی ذكر رجب واسمائه)

روپیہ پیسہ حاصل کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کے فتنے سے امت کی حفاظت فرمائے۔آمین۔

خلاصہ یہ ہے کہ رجب یا اس کی کسی خاص تاریخ کے روزوں کی جو مختلف اور عجیب وغریب فضائل والی احادیث وارد ہیں وہ ضعیف یا موضوع ومن گھڑت ہیں۔

لہٰذا رجب یا اس کی کسی خاص تاریخ میں روزہ کے متعلق اس قسم کے عجیب وغریب فضائل کا عقیدہ نہ رکھا جائے۔ [1]

مگر جہاں تک رجب کے مہینے کی اپنی ذاتی فضیلت اور اس کے حرمت وعظمت والا مہینہ ہونے کی وجہ سے اصولی درجہ میں، اس مہینہ میں روزے کے مستحب وفضیلت والا ہونے کا تعلق ہے، تو وہ ایک مستقل اور جدا مسئلہ ہے، اس حیثیت سے اس مہینہ میں کسی تاریخ کی تخصیص کے بغیر نفل روزوں کے مستحب ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

---

[1] وفی بعض الرسائل لعلی بن إبراهيم العطار اعلم أن العلماء أجمعوا على أن رمضان أفضل الشهور وذا الحجة والمحرم أفضل من رجب بل لو قيل ذو القعدة أفضل من رجب لكان سائغا لأنه من الأشهر الحرم ولا شيء يتصور فی رجب من الفضائل سوى ما قيل من الإسراء ولم يثبت ذلک وما روى فی فضل صيام رجب وشعبان أو تضعيف الجزاء على صيامهما فكله موضوع أو ضعيف لا أصل له، وكذا ما أخرج العساكری والكتانی فی الصيام والتضعيف موضوع لا يحتج به أصلا، وكان عبد الله الأنصاری لا يصوم رجبا وينهی عنه ويقول لم يصح عن النبی صلى الله عليه وسلم فی ذلک شیء، وما روى من كثرة صيام شعبان فلأنه ربما كان يصوم ثلاثة من كل شهر ويشتغل عنها فی بعض الشهور فيتداركه فی شعبان أو لغير ذلک ومما يفعل فی هذه الأزمان إخراج الزكاة فی رجب دون غيره لا أصل له، وكذا كثرة اعتمار أهل مكة فی رجب لا أصل له فی علمی وإنما الحديث "عمرة فی رمضان تعدل حجة "ومما أحدث العوام صيام أول خميس من رجب ولعله يكون آخر يوم من الجمادی وكله بدعة، ومما أحدثوا فی رجب وشعبان إقبالهم على الطاعة أكثر وإعراضهم فی غيرها حتى كأنهم لم يخاطبوا إلا فيهما(تذكرة الموضوعات للفتنی، ص١١٧، باب الفاضلة من الأوقات والأيام والجمعة وعاشوراء والكحل وسعة الرزق وخلق كل شیء فيه والشهور وأيام النحس وما حدث فيها من البدع)

وفی هذا الشهر أحاديث كثيرة من رواية جماعة من الوضاعين، منهم مأمون بن أحمد رواها عن أحمد بن عبد الله الجويباری، ومأمون هذا قال فيه الإمام أبو عبد الله الشافعی : مأمون غير مأمون، ذكر أنه وضع مائة ألف حديث كلها كذب وزور فلا يصح منها لا فی الصلاة فی أول رجب ولا فی النصف منه ولا فی آخره، وكذلک صيامه لا فی أوله ولا فی وسطه ولا فی آخره ولا فی عدد أيام منه (أداء ما وجب من بيان وضع الوضاعين فی رجب لابنِ دحية الكلبی، ص٤٨، باب فی ذكر رجب واسمائه)

بہرحال رجب کے مہینے، یا اس کے روزوں کی مستحب درجہ میں فضیلت شریعت کے ایک اصول اور کلیہ کے تحت داخل ہے، اور وہ ماہِ رجب کا حرمت وعظمت والے مہینوں میں سے ہونا ہے، اور اسی حیثیت سے اس مہینہ میں نفل روزے رکھنا مستحب ہے، مگر دن یا تعداد کوئی متعین نہیں، جس دن اور جتنے روزے رکھنے کی توفیق ہوجائے، غنیمت وسعادت ہے۔ [1]

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی رجب کی کسی مخصوص تاریخ میں ایسی فضیلت کا قائل ہو جو کہ معتبر سند سے ثابت نہیں، جیسا کہ ستائیس رجب کے روزے کے بارے میں بہت سے

---

[1] ولم يثبت فی صوم رجب نهی ولا ندب لعينه ولكن أصل الصوم مندوب إليه وفی سنن أبی داود أن رسول الله صلى الله عليه وسلم ندب إلى الصوم من الأشهر الحرم ورجب أحدها والله أعلم (شرح النووی علٰی مسلم ج ۸ ص ۳۹، كتاب الصيام، باب صيام النبی صلى الله عليه وسلم فی غير رمضان)

وقال النووی فی زيادات الروضة افضل الاشهر للصوم بعدرمضان الاشهر الحرم ذوالقعده وذوالحجة والمحرم ورجب وافضلها المحرم ويلی المحرم فی الفضيلة شعبان وقال صاحب البحر رجب افضل الحرم وليس كماقال اهـ (فتح الملهم شرح صحيح مسلم ج ۳ ص ۱۸۶، كتاب الصيام، باب صيام النبی صلى الله عليه وسلم فی غير رمضان لا يخلد شهر من صوم، الناشر: المكتبة الرشيدية، كراتشی، الباكستان)

فی المواهب اللدنية وشرحه اماشهر رجب بخصوصه وقد قال بعض الشافعيةانه افضل من سائر الشهور وضعفه النووی وغيره فلم يعلم انه صلى الله عليه وسلم صامه بل روی عنه من حديث ابن عباس مماصحح وقفه على ابن عباس انه نهی عن صيامه رواه ابن ماجه باسناد قال الذهبی لايصح فيه راوضعيف متروك لكن فی سنن ابی داؤدمن حديث مجيبة الباهلية عن ابيها اوعمها مايدل على ان النبی صلى الله عليه وسلم ندب الی الصوم من الاشهر الحرم ورجب احدها فيندب صومه (فتح الملهم بشرح صحيح مسلم، ج ۳ ص ۱۷۵، كتاب الصيام، باب صيام النبی صلى الله عليه وسلم فی غير رمضان لا يخلد شهر من صوم، الناشر: المكتبة الرشيدية، كراتشی، الباكستان)

وأما حديث صوم رجب فقال بعض الحفاظ: إنها موضوعة، قال ابن حجر: قال أئمتنا: أفضل الأشهر لصوم التطوع المحرم، ثم بقية الحرم: رجب وذی الحجة وذی القعدة (مرقاة المفاتيح، ج ۴ ص ۱۴۱۱، كتاب الصوم، باب صيام التطوع)

وأما قوله: وكل حديث فی ذكر صوم رجب وصلاة بعض الليالی فيه فهو كذب مفتری، ففيه بحث إذ قد ورد فی صيام رجب أحاديث متعددة، ولو كانت ضعيفة لكنها يتقوى بعضها ببعض، وقد أوردت نبذا منها فی رسالتی "الأدب فی رجب" و"القوام للصوام" أيضا نعم بعض ما ورد فيه موضوع (الأسرار المرفوعة فی الأخبار الموضوعة المعروف بالموضوعات الكبرى، لملا علی القاری، ص ۴۶۰، ۴۶۱، فصل ومنها أحاديث صلوات الأيام والليالی كصلاة يوم الأحد الخ)

لوگوں کا ہزار روزوں کے برابر کی فضیلت کا عقیدہ ہے، تو وہ درست نہیں، اور اس حیثیت سے بعض اہلِ علم حضرات نے اس مہینے میں روزہ رکھنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔ [1]

البتہ جیسا کہ گزرا کہ اس قسم کی فضیلت کا عقیدہ رکھے بغیر کسی تاریخ میں بھی مستحب سمجھتے ہوئے روزہ رکھ لیا جائے تو اس کے جائز بلکہ مستحب ہونے میں کوئی شبہ نہ ہوگا۔

اسی سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ ایک تو ماہِ رجب کے عام روزے کی فضیلت اور اس کے ثبوت کا مسئلہ ہے اور دوسرا مسئلہ خاص ستائیس رجب کے روزے کی فضیلت کا ہے، جس کو عوام ہزاروی روزہ کہتے ہیں، اور یہ دونوں مسئلے الگ الگ ہیں، دونوں میں خلط ملط ہوجانے کی وجہ سے بعض اوقات اہلِ علم حضرات بھی اس غلط فہمی میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔

لہٰذا دونوں مسئلوں کو الگ الگ رکھنا چاہئے۔

ماہِ رجب کے مطلق اور عام روزوں کے مستحب ہونے کا حکم تفصیل کے ساتھ ہم نے ماقبل میں ذکر کردیا ہے۔

جہاں تک خاص ستائیس رجب کے روزے اور اس کی فضیلت کا معاملہ ہے تو اس پر کلام ستائیس رجب کے منکرات اور رسموں کے ذیل میں آگے مستقل عنوان ''ہزاری روزہ'' کے تحت آرہا ہے۔

وَاللّٰہُ سُبۡحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعۡلَمُ وَعِلۡمُہٗ اَتَمُّ وَاَحۡکَمُ.

---

[1] وفی الجملة أنه یکره صومه علی أحد ثلاثة أوجه:
أحدها :أنه إذا خصه المسلمون بالصوم فی کل عام حسب العوام ومن لا معرفة له بالشریعة مع ظهور صیامه إما إنه فرض کشهر رمضان، وإما أنه سنة ثابتة خصه الرسول صلی الله علیه وسلم بالصوم کالسنن الثابتة، وإما لأن الصوم فیه مخصوص بفضل ثواب علی صیام سائر الشهور جار مجری صوم عاشوراء أو فضل آخر اللیل علی أوله فی الصلاة فیکون من باب الفضائل لا من باب السنن والفرائض، ولو کان من باب الفضائل لنبه صلی الله علیه وسلم علیه أو فعله ولو مرة فی العمر کما فعل فی صوم عاشوراء ، أو فی الثلث الغابر من اللیل، ولما لم یفعل بطل کونه مخصوصا بالفضیلة، ولا هو فرض ولا سنة باتفاق فلم یبق لتخصیصه بالصیام وجه، فکره صیامه والدوام علیه حذرا من أن یلتحق بالفرائض والسنن الراتبة عند العوام(أداء ما وجب من بیان وضع الوضاعین فی رجب لابنِ دحیة الکلبی، ص ۵۹، باب فی ذکر رجب واسمائه)

www.idaraghufran.org

(باب نمبر 2)

ماہِ رجب کے چند منکرات

اب ماہِ رجب کے حوالے سے بعض بدعات اور منکرات کا جائزہ لینا بھی ضروری ہے، کیونکہ بدعات ومنکرات کے مل جانے سے ایک مستحب عمل بھی گناہ کے زمرے میں داخل ہوجاتا ہے۔

زمانۂ جاہلیت میں بھی اس مہینہ میں بعض رسمیں انجام دی جاتی تھیں، شریعت نے ان کوختم کردیااور آج بھی اس مہینہ کی نسبت سے کئی رسمیں لوگوں میں رائج ہیں۔

ذیل میں ان پرروشنی ڈالی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ حق اوراپنی رضا پرمبنی باتوں کو کہنے، سننے اوران پرعمل کرنے کی توفیق عطافرمائے۔

اوراپنی ناراضگی والی باتوں اورکاموں سے حفاظت فرمائے۔آمین۔

Idara Ghufran

(فصل نمبر 1)

رجب سے متعلق چند غیر مستند چیزیں

ماہِ رجب کی فضیلت کے بارے میں چند اصولی باتوں کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے، ورنہ ''نیکی برباد گناہ لازم'' کا مصداق بن جاتا ہے۔

ان اصولی باتوں کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔

(1)...... ماہِ رجب سال کے چار عظمت والے مہینوں میں سے ہے، لہٰذا یہ فضیلت والا مہینہ ہے، جس میں دن اور رات کے سب اوقات داخل ہیں، اور اس میں عبادت کی فضیلت ہے، لیکن شریعت کی طرف سے اس کے لئے کوئی مخصوص عبادت مقرر نہیں کی گئی۔

بعض لوگ ماہِ رجب کی فضیلت اور اس مہینہ، یا اس کی مخصوص تاریخوں کے بارے میں مختلف مخصوص عبادات سے متعلق موضوع اور منگھڑت روایات کا سہارا لے کر عجیب وغریب فضائل بیان کرتے ہیں، جن کو محدثین نے بے اصل اور منگھڑت قرار دیا ہے۔

لہٰذا اس قسم کی بے سند اور بے اصل باتوں پر اعتماد نہیں کرنا چاہئے۔

(2)...... رجب کے مہینے کی کوئی خاص عبادت مقرر نہیں، بلکہ نفل نماز، تلاوت، ذکر، استغفار، درود شریف، دعا اور ہر قسم کی نفلی عبادت کرنے کا اختیار ہے، جس میں حسبِ استطاعت نفلی روزے بھی داخل ہیں، اور ہر ایک اپنی حسبِ منشاء جتنی اور جونسی چاہے، عبادت کرنے میں آزاد ہے، نہ تو ایک دوسرے کا پابند ہے اور نہ خاص طریقہ کی کوئی عبادت ماہِ رجب، یا اس کی راتوں کے لئے مقرر ہے، اور

اس سلسلہ میں جو بعض روایات میں مخصوص طریقہ پر عبادت کرنے کا ذکر آیا ہے، وہ روایات محدثین کے نزدیک بے اصل ہیں۔

(3)......بعض لوگ رجب کی دس تاریخ یا پندرہ تاریخ کو، یا رجب کی پہلی شبِ جمعہ کو دوسرے دنوں اور راتوں کی بنسبت زیادہ افضل سمجھتے ہیں، اور ان تاریخوں میں مختلف اعمال انجام دیتے ہیں۔

جن کی کوئی اصل نہیں، اور اس سلسلہ میں جو بعض روایات پیش کی جاتی ہیں، ان کی کوئی معتبر سند و بنیاد نہیں۔

اسی طرح بہت سے لوگ رجب کے مہینے کی ستائیسویں رات کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں، اور اس کو معراج کی رات قرار دیتے ہیں۔

حالانکہ ستائیسویں رات کا معراج کی رات ہونا یقینی نہیں، اور اس رات میں کوئی مخصوص عبادت بھی مقرر نہیں، جس کی تفصیل آگے مستقل عنوان کے تحت آتی ہے۔

جیسا کہ اس سے پہلے تفصیلاً معلوم ہو چکا۔ [1]

(4)...... یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ نفلی عبادت مساجد وغیرہ میں جمع ہو کر کرنے کے بجائے تنہائی میں کرنا پسندیدہ ہے، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک عمل

---

[1] فائدة قد كنت لما سافرت من الوطن مع الوالدين المرحومين إلى حيدر آباد الدكن فى سنة أربع وثمانين بعد الألف والمائتين من الهجرة على صاحبها أفضل الصلوات والتحية دخلت بلدة حيدر آباد فى اليوم الخامس عشر من رجب فلقينى بعض مشايخها وقال مرحبا نعم المجىء جئت ما أحسن وصولك فى اليوم المبارك يوم الاستفتاح فقلت فى نفسى لعل لهذا اليوم فضلا ثابتا بالرويات ثم طلبت ذلك من مظانه فلم أجد لذلك أصلا ثم وقفت على كلام الشيخ الدهلوى فى ما ثبت بالسنة اعلم أنا لم نجد فى كتب الأحاديث لا إثباتا ولا نفيا ما اشتهر بينهم من تخصيص الخامس عشر من رجب بالتعظيم والصوم والصلاة وتسميته بيوم الاستفتاح وتسميته بمريم روزه انتهى فعلمت أنه ليس إلا من جنس الأمور المشهورة بين الصوفية مما ليس له أصل فى كتب الشريعة(الآثار المرفوعة فى الأخبار الموضوعة للكنوى، ص٧٨، ذكر عاشر رجب)

بھی اس کے مطابق تھا۔

نے کا حکم ہے۔

لہٰذا اس کے لئے مجمع اور محفلیں جمانے سے پرہیز کرنا چاہئے۔

(5)...... پورے مہینے، اور سارے دن اور ساری رات عبادت کرنا ضروری نہیں، بلکہ جس وقت اور جتنی بھی توفیق ہوجائے، غنیمت ہے۔

(6)...... رات کی عبادت، نفلی عبادت ہے، لہٰذا اس کی خاطر کسی فرض، واجب کو چھوڑنا جائز نہیں، بلکہ ایسا کرنا نفسانی وشیطانی چالبازی ہے، مثلاً رات کو عبادت میں مصروف رہ کر فجر کی نماز کو قضا کردینا۔

(7)...... اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہر عمل کے قبول ہونے کے لئے، اخلاص ضروری ہے، لہٰذا ریاء کاری کے ساتھ عبادت کرنے سے بچنا چاہئے۔

(8)...... بعض لوگ رجب کی مخصوص راتوں میں مخصوص کھانے بناتے ہیں، اور مختلف تکلّفات کرتے ہیں، اور بعض لوگ مخصوص قسم کی نمازیں پڑھتے ہیں، اور ان اغراض کے لئے اجتماع کا اہتمام کرتے ہیں، اور غیر ضروری روشنیاں اور قمقمے لگاتے ہیں، یہ سب چیزیں غیر شرعی ہیں، ان سے بچنا چاہئے۔

اسی طرح اس مہینے کی مخصوص تاریخوں میں کونڈے وغیرہ کی رسم بھی غیر شرعی ہے، اس سے بھی بچنا چاہئے، جس پر تفصیلی کلام آگے آتا ہے۔ [1]

---

[1] المرتبة الثانية المواسم التى نسبوها إلى الشرع وليست منه فمنها أول ليلة من شهر رجب فيتكلفون فيه النفقات، والحلاوات المحتوية على الصور المحرمة شرعا لقوله عليه الصلاة والسلام: من صور صورة، فإن الله يعذبه حتى ينفخ فيها الروح وليس بنافخ فيها أبدا (المدخل لابن الحاج، ج ا ص ا ۲۹۱، فصل من العوائد الرديئة ما يفعله النساء فى المواسم، المرتبة الثانية المواسم التى ينسبونها إلى الشرع وليست منه، من البدع المحدثة فى الليلة الأولى من شهر رجب)

ومن البدع التى أحدثوها فى هذا الشهر الكريم :أن أول ليلة جمعة منه يصلون فى تلك الليلة فى الجوامع، والمساجد صلاة الرغائب، ويجتمعون فى بعض جوامع الأمصار ومساجدها ويفعلون

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

هـذه البدعة ويظهرونها فى مساجد الجماعات بإمام وجماعة كأنها صلاة مشروعة، وانضم إلى هذه البدعة مفاسد محرمة، وهى اجتماع النساء ، والرجال فى الليل على ما علم من اجتماعهم وأنه لا بد أن يكـون مع ذلک ما لا ينبغى مع زيادة وقود القناديل وغيرها .وفـى زيادة وقودها إضاعة المال لا سيـمـا إذا كـان الـزيـت مـن الـوقف فيكون ذلک جرحة فى حق الناظر لا سيما إن كان الواقف لم يذكره، وإن ذكره لم يعتبر شرعا.

وزيـادة الـوقـود مـع ما فيه من إضاعة المال كما تقدم سبب لاجتماع من لا خير فيه، ومن حضر من أربـاب الـمـنـاصـب الـدينية عالما بذلک فهو جرحة فى حقه إلا أن يتوب، وأما إن حضر ليغير وهو قـادر بشـرطه فيا حبذا، وقد ذكر الإمام أبو بكر الفهرى المعروف بالطرطوشى -رحمه الله تعالى - تـقبيـح اجتـمـاعهـم وفـعـلهم صلاة الرغائب فى جماعة، وأعظم النكير على فاعل ذلک، وقال فى كتابه :إنهـا بـدعة قـريبة الـعهد حدثت فى زمانه وأول ما حدثت فى المسجد الأقصى أحدثها فلان سـمـاه فـالتمسه هناک هذا قوله فيها، وهى على دون ما يفعلونه اليوم مما تقدم ذكره، فإن قال قائل قـد ورد الـحديث عن النبى -صـلـى الله عليه وسلم -فـى الـنـدب إلى هذه الصلاة ذكره أبو حامد الـغزالى -رحـمـه الله تعالى -فـى كتـاب الإحيـاء لـه فـالـجواب أن الكلام إنما وقع على فعلها فى المساجد وإظهارها فى الجماعات، وما اشتملت عليه مما لا ينبغى كما تقدم، وأما الرجل يفعلها فى خـاصة نـفسه فيصليها سرا كسائر النوافل فله ذلک ويكره له أن يتخذها سنة دائمة لا بد من فعلها؛ لأن هـذه الأحـاديـث الـوارـدة فـى فـضائل الأعمال بالسند الضعيف قد قال العلماء فيها :إنـه يجوز العمل بها ولكنها لا تفعل على الدوام فإنه إذا عمل بها، ولو مرة واحدة فى عمره، فإن يكن الحديث صحيحا، فقد امتثل الأمر به، وإن يكن الحديث فى سنده مطعن يقدح فيه فلا يضره ما فعل؛ لأنه إنما فـعـل خيـرا ولـم يـجـعـلـه شعيرة ظاهرة من شعائر الدين كقيام رمضان وغيره هذا الكلام على صفة الـجـمـع فـى الـعمل بالحديث الصحيح، والحديث الذى أشكل علينا صحته، وأما مذهب مالک - رحـمه الله تعالى :-فـإن صـلاة الـرغائب مكروه فعلها، وذلک جار على قاعدة مذهبه؛ لأن تكرير قـراءـة السـورـة الـواحـدـة فـى ركعة واحدة يمنعها؛ لأنه لم يكن من فعل من مضى، والخير كله فى الاتباع لهم -رضى الله عنهم (المدخل لابن الحاج، ج ١ ص٢٩٣، ٢٩٤ ،فصل من العوائد الرديئة ما يفعله النساء فى المواسم،المرتبة الثانية المواسم التى ينسبونها إلى الشرع وليست منه،من البدع المحدثة صلاة الرغائب فى الجمعة الأولى من رجب)

www.idaraghufran.org

(فصل نمبر2)

زمانۂ جاہلیت اور رجب کی قربانی

زمانۂ جاہلیت میں رجب کے مہینہ میں لوگ اپنے بتوں کے نام پر جانور کی قربانی کیا کرتے تھے، جس کا نام ''عتیرہ'' تھا، اور اسی نسبت سے، رجب کے مہینہ کو عتیرہ کا مہینہ بھی کہا جاتا تھا۔ [1]

مگراسلام نے اس قربانی کو ختم فرمادیا۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَافَرَعَ وَلَاعَتِیۡرَۃَ وَالۡفَرۡعُ اَوَّلُ النِّتَاجِ کَانُوۡا یَذۡبَحُوۡنَہٗ لِطَوَاغِیۡتِہِمۡ وَالۡعَتِیۡرَۃُ فِیۡ رَجَبٍ (بخاری، رقم الحدیث ۵۴۷۳، کتاب العقیقة، باب الفرع)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ تو فرع کا حکم ہے اور نہ ہی عتیرہ کا حکم ہے، اور فرع اونٹنی کے سب سے پہلے اس بچے کو کہتے ہیں، جو مشرکین اپنے بتوں کے نام پر ذبح کرتے تھے، اور عتیرہ اس قربانی کو کہتے ہیں، جو رجب کے مہینے

---

[1] کان یُسمی فی الجاھلیة شھر العتیرة، وذلک من فساد السریرة، ترجم البخاری فی "صحیحه "فی آخر کتاب العقیقة باب العتیرة :حدثنا علی بن عبد الله قال :حدثنا سفیان قال الزھری، عن سعید بن المسیب، عنُ أبی ھریرة، عن النبی صلی الله علیه وسلم قال"لا فَرَع وَلا عتیرة"قال :وَالفرع أول نِتاج کان ینتجُ لھم کانوا یذبحونه لطواغیتھم، والعتیرة فی رجب العِترُ بکسر العین العتیرة وھی شاة کانوا یذبحونھا فی رجب لآلھتھم(أداء ما وجب من بیان وضع الوضاعین فی رجب،لابن دحیة الکلبی، ص۳۵،۳۶،باب فی ذکر رجب)

میں کرتے تھے (بخاری)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَتِيْرَةَ فِي الْإِسْلَامِ، وَلَا فَرَعَ

(مسند احمد، رقم الحدیث ۷۱۳۵) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام میں نہ تو عتیرہ کا حکم ہے، اور نہ فرع کا (مسند احمد)

مذکورہ حدیث سے ''فرع'' اور ''عتیرہ'' کی حقیقت بھی معلوم ہوئی، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلام میں اس کا حکم نہیں رہا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهٰى عَنِ الْفَرَعِ وَالْعَتِيْرَةِ (مسند احمد، رقم الحدیث ۹۳۰۱) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرع اور عتیرہ سے منع فرمایا (مسند احمد)

اس حدیث سے ''فرع'' اور ''عتیرہ'' کی ممانعت معلوم ہوئی۔

ابنِ عمر اور امِ سلمہ رضی اللہ عنہما کی روایت

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے اِن الفاظ میں روایت ہے کہ:

---

[1] قال شعيب الارنؤوط:
حديث صحيح، وهذا إسناد صحيح على شرط الشيخين إن كان هشيم سمعه من الزهري، وإن كان الواسطة بينهما سفيان بن حسين، فالإسناد ضعيف، لأن سفيان بن حسين ضعيف في الزهري خاصة، ومع ذلك، فهو متابع (حاشية مسند احمد)

[2] قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط الشيخين (حاشية مسند احمد)

www.idaraghufran.org

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا فَرَعَةَ، وَلَا عَتِيْرَةَ (سنن ابنِ ماجه، رقم الحديث ٣١٦٩، كتاب الذبائح، باب الفرعة والعتيرة) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ تو فرع کا حکم ہے، اور نہ عتیرہ کا (ابنِ ماجہ)

اس طرح کی حدیث حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا کی سند سے بھی مروی ہے۔ [2]

نبیشہ ہذلی رضی اللہ عنہ کی روایت

حضرت نبیشہ ہذلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

إِنِّيْ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْأَضَاحِيِّ فَوْقَ ثَلَاثٍ كَيْمَا تَسَعَكُمْ، فَقَدْ جَاءَ اللّٰهُ بِالْخَيْرِ، فَكُلُوْا، وَادَّخِرُوْا، وَاتَّجِرُوْا، وَإِنَّ هٰذِهِ الْأَيَّامَ أَيَّامُ أَكْلٍ، وَشُرْبٍ، وَذِكْرٍ لِلّٰهِ.

فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنَّا كُنَّا نَعْتِرُ عَتِيْرَةً فِي الْجَاهِلِيَّةِ فِيْ رَجَبٍ، فَمَا تَأْمُرُنَا؟ فَقَالَ: اذْبَحُوْا لِلّٰهِ فِيْ أَيِّ شَهْرٍ مَا كَانَ، وَبَرُّوْا اللّٰهَ وَأَطْعِمُوْا ، فَقَالَ رَجُلٌ آخَرُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنَّا كُنَّا نُفَرِّعُ فَرَعًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: صحيح من حديث أبي هريرة، وهذا إسناد شذ به ابن أبي عمر العدني، حيث رواه عن ابن عيينة، عن زيد بن أسلم، عن أبيه، عن ابن عمر، وخالفه أصحاب سفيان بن عيينة فرووه جميعًا عنه، عن الزهري، عن سعيد بن المسيب، عن أبي هريرة كما في الحديث السالف. نبه على ذلك أبو حاتم فيما نقله عنه ابنه في "العلل 44 /2 "، وابن ماجه هنا، وكذلك الحافظ في "الفتح 596 /9 "ومع ذلك صحيح إسناده البوصيري في "مصباح الزجاجة "ورقة 198 فلم يصب (حاشية سنن ابنِ ماجه)

[2] حدث محمد بن الفضل أبو هاشم، ثنا أحمد بن الفضل بن دهقان المدني، ثنا الواقدي، حدثني إسماعيل بن عياش، ثنا أيوب بن عتبة، عن يحيى بن أبي كثير، عن معمر بن راشد، عن الزهري، عن أبي سلمة، عن أم سلمة، أن النبي صلى الله عليه وسلم ، قال: لا فرع، ولا عتيرة في الإسلام (تاريخ أصبهان = أخبار أصبهان لابي نعيم الاصبهاني، ج٢ ص ٢٠٤، باب الميم، تحت ترجمة "محمد بن الفضل أبو هاشم قدم أصبهان، ذكره المتأخر، وهو الملطي")

www.idaraghufran.org

وَسَلَّمَ: فِیْ کُلِّ سَائِمَةٍ مِنَ الْغَنَمِ فَرَعٌ، تَغْذُوْهُ غَنَمُکَ، حَتّٰی إِذَا اسْتَحْمَلَ ذَبَحْتَهُ، فَتَصَدَّقْتَ بِلَحْمِهِ، عَلَی ابْنِ السَّبِیلِ، فَإِنَّ ذٰلِکَ هُوَ خَیْرٌ (مسند احمد، رقم الحدیث ۲۰۷۲۹) [1]

ترجمہ: میں نے تمہیں قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ رکھنے سے (پہلے) اس لیے منع کردیا تھا، تاکہ وہ تم سب کے لیے وسعت کا ذریعہ بنے (یعنی تم غریبوں کو کھلاؤ پلاؤ) پھر اللہ نے خیر (اور وسعت) عطا فرمادی، پس اب تم کھاؤ، اور ذخیرہ کرو، اور (خود کھا کر اور دوسروں کو کھلا کر) اجر حاصل کرو، اور یہ دن (یعنی ایامِ تشریق) کھانے اور پینے کے اور اللہ کا ذکر کرنے کے دن ہیں، ایک آدمی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم جاہلیت کے زمانے میں ماہِ رجب میں ''عتیرہ'' کے نام سے قربانی کیا کرتے تھے، تو اب آپ ہمیں اس بارے میں کیا حکم فرماتے ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اب اس مہینے کی تخصیص نہیں، بلکہ اب) تم اللہ کے نام پر جس مہینے میں چاہو ذبح کرو، اور اللہ کے لیے نیکی کرو، اور لوگوں کو کھلاؤ، ایک اور آدمی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم جاہلیت کے زمانے میں ''فرع'' کے نام سے بھی قربانی کیا کرتے تھے، تو اب آپ ہمیں اس بارے میں کیا حکم فرماتے ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر چرنے والے جانور میں ''فرع'' (یعنی پہلا بچہ) ہے، جسے تم کھلاتے پلاتے ہو، جب وہ بوجھ اٹھانے کے قابل ہوجائے، تو تم اسے ذبح کرکے اس کا گوشت مسافر پر صدقہ کرو، یہ بہتر ہے (مسند احمد)

حضرت نبیشہ ہذلی رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو امام طحاوی نے بھی ''شرح مشکل الآثار'' میں اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے، اور اس سلسلے میں بعض دوسری احادیث کو بھی روایت کیا

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط مسلم (حاشية مسند احمد)

ہے، اور انہوں نے اس بات کو ترجیح دی ہے کہ عتیرہ کو کرنا واجب نہیں ہے، البتہ اگر کوئی کرے، تو اس میں گناہ بھی نہیں ہے۔

چنانچہ حضرت نبیشہ ہذلی رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث کو نقل کرنے کے بعد امام طحاوی نے فرمایا کہ:

فَفِي هَذَا الْحَدِيثِ مَا قَدْ عَقَلْنَا بِهِ أَنَّ أَمْرَ الْعَتِيرَةِ رُدَّ إِلَى الِاخْتِيَارِ وَنَفْيِ الْوُجُوبِ وَأَنَّهُ بِرٌّ، مَنْ أَخَذَ بِهِ فَقَدْ أَحْسَنَ، وَمَنْ نَكِرَهُ لَمْ يَحْرَجْ.

''یعنی اس حدیث میں اسی بات پر دلالت ہے، جو ہم نے سمجھی کہ عتیرہ کے واجب حکم کی نفی کردی گئی، اور اختیاری عمل قرار دے دیا گیا کہ یہ عمل ثواب ہے، جو اس کو اختیار کرے، تو اچھا ہے، اور جو اختیار نہ کرے، تو حرج نہیں''۔ [1]

---

[1] ووجدنا يوسف قد حدثنا قال: حدثنا سعيد بن منصور، قال: حدثنا هشيم، قال: حدثني سفيان بن حسين، قال: حدثني الزهري، عن سعيد بن المسيب، عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " لا عتيرة في الإسلام ولا فرع .

قال أبو جعفر: ففي هذا الحديث نفي العتيرة، وقد يحتمل نفيها المذكور فيه نفي الوجوب ولا يمنع ذلك أن يفعل فعلا لا معصية فيه ولا خلاف لما في هذا الحديث .وقد يحتمل خلاف ذلك فنظرنا في ذلك.

فوجدنا المزني قد حدثنا قال: حدثنا الشافعي، قال: سمعت عبد الوهاب بن عبد المجيد، يحدث عن خالد الحذاء، عن أبي المليح، عن نبيشة، قال: سأل رجل النبي صلى الله عليه وسلم فقال: يا رسول الله إنا كنا نعتر عتيرة في رجب فما تأمرنا؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " اذبحوا لله عز وجل في أي شهر ما كان وبروا الله وأطعموا "سمعت المزني يقول: " وبروا الله أو أوثروا الله "الشك من المزني.

ووجدنا يوسف بن يزيد قد حدثنا قال: حدثنا سعيد بن منصور، قال: حدثنا هشيم، قال: حدثنا خالد، عن أبي المليح الهذلي، عن نبيشة الهذلي، قال: سألت النبي صلى الله عليه وسلم فقلت: يا رسول الله إنا كنا نعتر عتيرة لنا في الجاهلية فما تأمرنا؟ قال: " اذبحوا لله عز وجل في أي شهر ما كان، وبروا الله عز وجل وأطعموا "قال: وقلت يا رسول الله إنا كنا نفرع فرعا لنا في الجاهلية فما تأمرنا؟ قال: " في كل سائمة فرع تغذوه ماشيتك، فإذا استكمل ذبحته فتصدقت بلحمه "قال: أحسبه قال: " على ابن السبيل؛ فإن ذلك خير "قال أبو جعفر ففي هذا الحديث ما قد عقلنا به أن أمر العتيرة رد إلى الاختيار ونفي الوجوب وأنه بر، من أخذ به فقد أحسن، ومن نكره لم يحرج(شرح مشكل الآثار للطحاوي، ج٣ص٨٦ الٰی ٨٨، تحت رقم الحديث ١٠٦٢ الٰی ١٠٦٤، باب بيان مشكل ما روي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في العتيرة، وهل هي الرجبية أم لا؟)

www.idaraghufran.org

مطلب یہ ہے کہ جانور کا پہلا بچہ پیدا ہونے کے بعد جب وہ بڑا ہو جائے، اس کو ذبح کر کے اس کا گوشت، غریبوں اور ضرورت مندوں پر صدقہ کرنا، یا زندہ جانور کو صدقہ کرنا، واجب تو نہیں، لیکن اگر کوئی یہ عمل کرے تو حرج نہیں، بلکہ ثواب ہے، لیکن عقیدہ غلط نہیں ہونا چاہئے۔

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی روایت

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْعَقِيْقَةِ؟ فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْعُقُوْقَ وَكَأَنَّهُ كَرِهَ الِاسْمَ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنَّمَا نَسْأَلُكَ عَنْ أَحَدِنَا يُوْلَدُ لَهُ؟ قَالَ: مَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَنْسُكَ عَنْ وَلَدِهٖ فَلْيَفْعَلْ، عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافَأَتَانِ، وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ قَالَ: وَسُئِلَ عَنِ الْفَرَعِ؟ قَالَ: وَالْفَرَعُ حَقٌّ، وَأَنْ تَتْرُكَهُ حَتّٰى يَكُوْنَ شُغْزُبًّا أَوْ شُغْزُوْبًّا ابْنَ مَخَاضٍ أَوِ ابْنَ لَبُوْنٍ، فَتَحْمِلَ عَلَيْهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، أَوْ تُعْطِيَهُ أَرْمَلَةً، خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذْبَحَهُ يَلْصَقُ لَحْمُهُ بِوَبَرِهٖ، وَتُكْفِءُ إِنَائَكَ، وَتُوْلِهُ نَاقَتَكَ ، وَقَالَ: وَسُئِلَ عَنِ الْعَتِيْرَةِ؟ فَقَالَ: الْعَتِيْرَةُ حَقٌّ ،قَالَ: بَعْضُ الْقَوْمِ لِعَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ: مَا الْعَتِيْرَةُ؟ قَالَ: كَانُوْا يَذْبَحُوْنَ فِيْ رَجَبٍ شَاةً فَيَطْبُخُوْنَ وَيَأْكُلُوْنَ وَيُطْعِمُوْنَ (مسند احمد، رقم الحديث ٦٧١٣) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ''عقیقہ'' کے بارے میں سوال کیا گیا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عقوق (یعنی والدین وغیرہ کی نافرمانی) کو پسند نہیں کرتا، گویا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''عقیقہ'' کے نام کو پسند نہیں

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده حسن .وهو عند عبد الرزاق فى المصنف(حاشية مسند احمد)

www.idaraghufran.org

کیا، صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم اس بارے میں سوال کررہے ہیں کہ ہم میں سے جس کا بچہ پیدا ہو؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص اپنی اولاد کی طرف سے قربانی کرنا چاہے، تو وہ لڑکے کی طرف سے دو برابر کی بکریاں ذبح کرے اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ذبح کرلے۔

پھر کسی نے ''فرع'' کے متعلق سوال کیا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''فرع'' حق ہے، لیکن اگر تم اسے جوان ہونے تک چھوڑ دو کہ وہ دو تین سال کا ہوجائے، پھر تم اسے کسی کو اللہ کے راستے میں، یا بیواؤں کو دے دو، تو یہ زیادہ بہتر ہے اس بات سے کہ تم اسے ذبح کرکے اس کا گوشت اس کے بالوں کے ساتھ لگاؤ، اپنا برتن الٹ دو اور اپنی اونٹنی کو پاگل کردو۔

پھر کسی نے ''عتیرۃ'' کے متعلق سوال کیا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''عتیرۃ'' حق ہے۔ بعض لوگوں نے عمرو بن شعیب (راوی) سے ''عتیرۃ'' کا مطلب پوچھا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ لوگ رجب میں بکری ذبح کرکے اسے پکا کر خود بھی کھاتے تھے اور دوسروں کو بھی کھلاتے تھے (مسند احمد)

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت کے آخر میں یہ ہے کہ:

''ہم ''عتیرہ'' کا نام ''رجبیہ'' رکھتے تھے، گھر والے ایک بکری کو رجب میں ذبح کرتے تھے، پھر اس کو کھاتے تھے''۔ [1]

---

[1] حدثنا عبد الله بن نمير، قال: حدثنا داود بن قيس، قال: حدثني عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده، قال: سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الفرع؟ قال: الفرع حق، ولأن تتركه حتى يكون شغزبا ابن مخاض، أو ابن لبون، فتحمل عليه في سبيل الله، أو تعطيه أرملة، خير من أن تذبحه تلصق لحمه بوبره، وتكفء إنائك، وتوله ناقتك. وسأله عن العتيرة؟ فسكت رسول الله صلى الله عليه وسلم، فسأل بعض القوم عمر عن العتيرة؟ فقال: كنا نسميها الرجبية، ويذبح أهل البيت الشاة فى رجب فيأكلونها (مصنف ابنِ ابی شیبة، رقم الحديث ۲۴۷۸۸، كتاب الأطعمة، باب فى العتيرة والفرعة)

عمرو بن شعیب کی مرسل روایت

عبدالرزاق نے ابنِ جریج سے روایت کیا ہے کہ عمرو بن شعیب نے فرمایا کہ:

''اہلِ جاہلیت، رجب کے مہینے میں اپنے تمام گھر والوں کی طرف سے ایک بکری ذبح کیا کرتے تھے، جس کا نام عتیرہ رکھتے تھے، پھر جب اسلام آیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند لوگوں سے اس کے متعلق سوال کیا، جن میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بھی تھے، لوگوں نے جواب میں کہا کہ اے اللہ کے رسول! ہم جاہلیت کے زمانے میں اس کو کیا کرتے تھے، اور اس کا نام عتیرہ رکھتے تھے، رجب میں سب گھر والوں کی طرف سے اس کو ذبح کیا کرتے تھے، کیا ہم اسلام میں اس کو کر سکتے ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک کر سکتے ہو، اور جاہلیت کے لوگ اس کا نام ''رجبیہ'' رکھا کرتے تھے''۔ [1]

طاوس کی مرسل روایت

حضرت طاوس سے مرسلاً روایت ہے کہ:

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ''فرع'' کے بارے میں سوال کیا گیا؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو ''فرع'' کرو، اور اگر تم اسے کھلاؤ پلاؤ، یہاں تک کہ وہ بڑا ہو جائے، پھر تم اللہ کے راستے میں اس پر سوار ہو، یا اسے قرابت

---

[1] عن ابن جريج قال: قال عمرو بن شعيب: كان أهل الجاهلية يذبحون عن كل أهل بيت فى رجب شاة يسمونها العتيرة، فلما كان الإسلام سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم رجالا فيهم عبد الله بن عمرو فقالوا: شيئا كنا نفعله فى الجاهلية يا رسول الله فنسميه العتيرة، وكنا نذبحها عن أهل كل بيت فى رجب، أفنفعله فى الإسلام؟ قال: نعم، وسموها الرجبية(مصنف عبدالرزاق، رقم الحديث ٨٠٠٠، كتاب العقيقة، باب العتيرة)

داروں کو دے دو، یہ اس بات سے بہتر ہے کہ تم اس کو ذبح کرو، اس کا خون اس کے بالوں میں لتھڑے"۔ [1]

حارث بن عمرو سہمی رضی اللہ عنہ کی روایت

حضرت حارث بن عمرو سہمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رَأَیتُ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ فَقُلتُ: اسْتَغْفِرْ لِیْ قَالَ: غَفَرَ اللّٰہُ لَکُمْ قُلْتُ لَہٗ ذٰلِکَ مَرَّۃً أَوْ مَرَّتَیْنِ فَقَالَ رَجُل: یَا رَسُولَ اللّٰہِ مَا تَریٰ فِی الْعَتَائِرِ وَالْفَرَائِعِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ: مَنْ شَاءَ عَتَرَ وَمَنْ شَاءَ لَمْ یَعْتِرْ، وَمَنْ شَاءَ فَرَّعَ وَمَنْ شَاءَ لَمْ یُفَرِّعْ

(مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۷۵۸۶، کتاب الذبائح) [2]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر عرض کیا کہ میرے لیے استغفار فرما دیجیے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ آپ کی مغفرت فرمائے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات دو یا تین مرتبہ کہی، پھر ایک آدمی نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! آپ ہمیں "عتیرۃ" اور "فرع" کے بارے میں کیا حکم فرماتے ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو چاہے "عتیرۃ" کرے اور جو چاہے "عتیرۃ" نہ کرے، اور جو چاہے "فرع" کرے،

---

[1] حدثنا ابن عيينة ، عن إبراهيم بن ميسرة ، وابن طاووس ، عن أبيه ، قال : سئل النبي صلى الله عليه وسلم عن الفرع ؟ فقال : فرعوا إن شئتم ، وأن تغذوه حتى يبلغ فتحملوا عليه في سبيل الله ، أو تصلوا به قرابة ، خير من أن تذبحوا ، يختلط لحمه بشعره (مصنف ابن ابی شیبة، رقم الرواية ۲۴۷۹۰، كتاب الأطعمة، باب فی العتيرة والفرعة)

[2] قال الحاكم: هذا حديث صحيح الإسناد، فإن الحارث بن عمرو السهمي صحابي مشهور، وولده بالبصرة مشهورون وقد حدث عبد الرحمن بن مهدى بن قتيبة، وغيرهم عن يحيى بن زرارة، قد اتفق الشيخان رضى الله عنهما على سعيد الزهرى، عن سعيد بن المسيب، عن أبى هريرة رضى الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا فرع ولا عتيرة.
وقال الذهبي في التلخيص: صحيح على شرط البخارى ومسلم.

اور جو چاہے "فرع" نہ کرے (حاکم)

امام طحاوی نے "شرح مشکل الآثار" میں فرمایا کہ:

"فأعلمهم أنه لا مكروه عليهم فيه وأمرهم اختيارا أن يغذوه ثم يحملوا عليه فى سبيل الله عز وجل"

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعلیم دے دی کہ فرع، مکروہ نہیں ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو یہ حکم دیا کہ بہتر یہ ہے کہ اس کو پال کر، پھر اس پر اللہ عزوجل کے راستے میں سوار ہوں، یہ بہتر ہے"۔ [1]

ابورزین رضی اللہ عنہ کی روایت

حضرت ابورزین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم رجب میں جانور ذبح کیا کرتے تھے، پھر ہم خود بھی کھاتے تھے، اور دوسروں کو بھی کھلاتے تھے، جو ہمارے پاس آتا تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں"۔ [2]

---

[1] قال أبو جعفر: قد روينا فيما تقدم منا فى هذه الأبواب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فى الفرع ما قد رويناه عنه فيها فأردنا أن نعلم ما ذلك الفرع؟ فوجدنا المزنى قد حدثنا قال: قال أبو عبد الله، يعنى الشافعى فى تفسير الفرعة: هو شىء كان أهل الجاهلية يطلبون به البركة فى أموالهم، فكان أحدهم يذبح بكر ناقته أو شاته ولا يغذوه رجاء البركة فيما يأتى بعده فسألوا النبى صلى الله عليه وسلم فقال: " فرعوا إن شئتم "أى اذبحوا إن شئتم، وكانوا يسألونه عما كانوا يصنعون فى الجاهلية خوف أن يكره فى الإسلام فأعلمهم أنه لا مكروه عليهم فيه وأمرهم اختيارا أن يغذوه ثم يحملوا عليه فى سبيل الله عز وجل(شرح مشكل الآثار للطحاوى، ج۳ص ۱۹۱، باب بيان مشكل ما روى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فى الفرعة)

[2] حدثنا بهز وعفان قالا: حدثنا أبو عوانة قال: حدثنا يعلى بن عطاء، عن وكيع بن حدس العقيلى، عن عمه أبى رزين— وهو لقيط بن عامر قال: أخبرنى أبو رزين أنه قال: يا رسول الله، إنا كنا نذبح فى رجب ذبائح، فنأكل منها، ونطعم منها من جائنا .قال: فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: " لا بأس بذلك "قال: فقال وكيع: فلا أدعهاأبدا(مسند احمد، رقم الحديث ۱۶۲۰۲)

بعض اہلِ علم حضرات نے مذکور حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ [1]

مخنف بن سلیم رضی اللہ عنہ کی روایت

حضرت مخنف بن سلیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده ضعيف، وكيع بن حدس سلف الكلام عليه(حاشية مسند احمد، رقم الحديث ١٦٢٠٢)

أخبرنا عبد الله بن أحمد بن موسى بعسكر مكرم، قال: حدثنا أبو كامل الجحدرى، قال: حدثنا أبو عوانة، عن يعلى بن عطاء، عن وكيع بن عدس، عن عمه أبى رزين أنه سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: إنا كنا نذبح ذبائح، فنأكل منها ونطعم من جائنا، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " لا بأس بذلک "

قال أبو حاتم: هذه الذبائح التى أباح رسول الله صلى الله عليه وسلم ما كان يفعله أهل الجاهلية إنما هى غير الفرع والعتيرة المنهى عنهما فى الإسلام(صحيح ابنِ حبان، رقم الحديث ٥٨٩١، كتاب الذبائح)

قال شعيب الارنؤوط:

وكيع بن عدس – ويقال: حدس، بالحاء –: لَمْ يُوَثِّقْهُ غير المؤلِّف، ولم يَرْوِ عنه غير يعلى بن عطاء، وباقى رجاله ثقات(حاشية صحيح ابنِ حبان)

وقال ابوحذيفة نبيل بن منصور الكويتى:

عن أبى رزين العقيلى قال: قلت: يا رسول الله، إنا كنا نذبح ذبائح فى رجب فنأكل ونطعم من جائنا فقال "لا بأس به"

قال الحافظ: وأخرج أبو داود والنسائى وصححه ابن حبان من طريق وكيع بن عدس عن عمه أبى رزين العقيلى قال: فذكره "

ضعيف.

أخرجه ابن أبى شيبة (8/ 255)وأحمد (4/ 12 و 12– 13) وفى "العلل (2279)" والنسائى (7/ 151)وفى "الكبرى (4559) "والدولابى فى "الكنى (1/ 29 "و 70) والطحاوى فى "المشكل (1060) "وابن حبان (5891)والطبرانى فى "الكبير" (19/ 207)والبيهقى (9/ 312)والخطيب فى "الموضح (2/ 333) "من طرق عن أبى عوانة الوضاح بن عبد الله الواسطى عن يعلى بن عطاء عن وكيع بن حدس أبى مصعب العقيلى عن عمه أبى رزين لقيط بن عامر بن المنتفق العقيلى قال: فذكره.

وإسناده ضعيف، وكيع بن حدس لم يرو عنه غير يعلى بن عطاء، قاله ابن المدينى.

وقال ابن قتيبة: غير معروف، وقال ابن القطان الفاسى: مجهول الحال، وقال الذهبى فى "الميزان :"لا يعرف، وذكره ابن حبان فى "الثقات "على قاعدته(انيس السارى تخريج احاديث فتح البارى، ج۹ص ٦٠٣٢، تحت رقم الحديث ٤٢٢٧،حرف اللام ألف)

’’ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرفات کے وقوف میں تھے، میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس موقع پر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہر گھر والوں پر ہر سال قربانی اور عتیرہ ہے، کیا تم جانتے ہو کہ عتیرہ کیا ہوتا ہے؟ عتیرہ وہ ہوتا ہے، جس کا نام تم ’’رجبیہ‘‘ رکھتے ہو۔

امام ترمذی نے اس حدیث کی سند کو حسن غریب قرار دیا ہے‘‘۔ [1]

اس حدیث کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے، اور بعض دیگر اہلِ علم حضرات نے اس حدیث کو سند کے اعتبار سے حسن قرار دیا ہے۔ [2]

نیز اس حدیث کو ابنِ ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ [3]

---

[1] حدثنا أحمد بن منيع قال: حدثنا روح بن عبادة قال: حدثنا ابن عون قال: حدثنا أبو رملة، عن مخنف بن سليم قال: كنا وقوفا مع النبى صلى الله عليه وسلم بعرفات فسمعته يقول: يا أيها الناس، على كل أهل بيت فى كل عام أضحية وعتيرة، هل تدرون ما العتيرة؟ هى التى تسمونها الرجبية: هذا حديث حسن غريب، ولا نعرف هذا الحديث إلا من هذا الوجه من حديث ابن عون(سنن الترمذى، رقم الحديث ١٥١٨، أبواب الأضاحى)

[2] حدثنا مسدد، حدثنا يزيد (ح)وحدثنا حميد بن مسعدة، حدثنا بشر، عن عبد الله بن عون، عن عامر أبى رملة أنبأنا مخنف بن سليم، قال: ونحن وقوف مع رسول الله –صلى الله عليه وسلم– بعرفات، قال: قال:" يا أيها الناس، إن على كل أهل بيت فى كل عام أضحية وعتيرة، أتدرون ما العتيرة؟ هذه التى يقول الناس: الرجبية "(سنن ابى داوٗد، رقم الحديث ٢٧٨٨، كتاب الأضاحى،باب ما جاء فى إيجاب الأضاحى)

قال شعيب الارنؤوط:حسن، وهذا إسناد ضعيف لجهالة أبى رملة واسمه عامر، وقد تابعه حبيب ابن مخنف، وقواه الحافظ فى "الفتح4 /10 "، وحسنه الترمذى .بشر: هو ابن المفضل، ويزيد: هو ابن هارون، ومسدد: هو ابن مسرهد(حاشية سنن ابى داوٗد)

[3] حدثنا أبو بكر بن أبى شيبة، حدثنا معاذ بن معاذ، عن ابن عون قال: أنبأنى أبو رملة،عن مخنف بن سليم، قال: كنا وقوفا عند النبى – صلى الله عليه وسلم – بعرفة، فقال: " يا أيها الناس، إن على كل أهل بيت فى كل عام أضحية وعتيرة"أتدرون ما العتيرة؟ هى التى يسميها الناس الرجبية(سنن ابنِ ماجه، رقم الحديث ٣١٢٥)

قال شعيب الارنؤوط:حسن وهذا إسناد ضعيف لجهالة أبى رملة واسمه عامر، وقد تابعه حبيب ابن مخنف، وقواه الحافظ فى "الفتح4 /10 "، وحسنه الترمذى.وأخرجه أبو داود (2788)، والترمذى (1596)من طريق عبد الله بن عون، به .وهو فى "مسند أحمد .(17889) "(حاشية سنن ابنِ ماجه)

www.idaraghufran.org

اور حضرت مخنف بن سلیم رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو امام بیہقی نے بھی روایت کیا ہے، جس کے بعد امام بیہقی نے فرمایا کہ:

"وَالْعَتِيرَةُ غَيْرُ وَاجِبَةٍ بِالْإِجْمَاعِ" "اور عتیرہ بالاجماع واجب نہیں ہے" [1]

عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سند سے روایت ہے کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر پانچ بکریوں میں سے ایک بکری کے "فرع" کا حکم دیا"۔ [2]

اس حدیث کی سند کو اہلِ علم حضرات نے ضعیف قرار دیا ہے۔ [3]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت میں پانچ کے بجائے، پچاس بکریوں میں سے ایک بکری کے "فرع" کا حکم ہے۔ [4]

---

[1] وأما حديث أبى رملة عن نخنف بن سليم قال: كنا وقوفا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم بعرفات فسمعته يقول: " أيها الناس: إن على كل أهل بيت فى كل عام أضحية، وعتيرة .وهل تدرون ما العتيرة؟ هى التى يسمونها الرجبية "أخبرناه على بن أحمد بن عبدان، حدثنا أحمد بن عبيد الصفار، حدثنا الحارث بن أبى أسامة، حدثنا روح، حدثنا ابن عون، حدثنا أبو رملة .فذكره. وهذا إن صح، فالمراد به على طريق الاستحباب , فقد جمع بينها وبين العتيرة، والعتيرة غير واجبة بالإجماع(معرفة السنن والآثار للبيهقى، ج۱۴ ص۱۶، تحت رقم الحديث ۱۸۸۹۹، كتاب الضحايا، باب الضحايا، الامر بالضحايا)

[2] حدثنا سويد بن سعيد، حدثنا يحيى بن سليم، عن ابن خثيم، عن يوسف بن ماهك، أن حفصة بنت عبد الرحمن، حدثته، عن عائشة أنها سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يأمر بالفرعة من الغنم من خمسة واحدة (مسند ابى يعلىٰ، رقم الحديث ۴۵۰۹، مسند عائشة رضى الله عنها)

[3] قال حسين سليم أسد الدارانى:إسناده ضعيف(حاشية مسند ابى يعلىٰ، تحت رقم الحديث ۴۵۰۹)

[4] وقد أخبرنا أبو محمد عبد الله بن يحيى بن عبد الجبار السكرى ببغداد، أخبرنا إسماعيل بن محمد الصفار، حدثنا أحمد بن منصور الرمادى، حدثنا عبد الرزاق، أخبرنا ابن جريج، عن ابن خثيم، عن يوسف بن ماهك، عن حفصة بنت عبد الرحمن، عن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مذکورہ روایت، سند کے اعتبار سے اگرچہ حسن قرار دی جاسکتی ہے، لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ روایات میں پانچ اور پچاس کا اضطراب پایا جاتا ہے، اس لیے مذکورہ روایت اس اضطراب کی وجہ سے بظاہر کمزور معلوم ہوتی ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عائشة رضى الله عنها قالت: أمر رسول الله صلى الله عليه وسلم بالفرعة من كل خمسين واحدة .كذا فى كتابى، وفى رواية حجاج بن محمد وغيره عن ابن جريج: فى كل خمس واحدة.

ورواه حماد بن سلمة عن عبد الله بن عثمان بن خثيم وقال: من كل خمسين شاة شاة (السنن الكبرىٰ للبيهقى، رقم الحديث ١٩٣٦٧، كتاب الضحايا، باب ما جاء فى الفرع والعتيرة)

[1] عن عائشة: أمرنا رسول الله – صلى الله عليه وسلم – بالفرعة فى كل خمسين واحدة"
قال الحافظ: وقد أخرج أبو داود والحاكم والبيهقى واللفظ له بسند صحيح عن عائشة: فذكره "
أخرجه عبد الرزاق (7997)عن ابن جريج أنى عبد الله بن عثمان بن خثيم عن يوسف بن ماهک عن حفصة بنت عبد الرحمن بن أبى بكر عن عائشة قالت: أمر رسول الله – صلى الله عليه وسلم – بالفرعة، من كل خمسين بواحدة"

وأخرجه البيهقى (312 /9)من طريق أحمد بن منصور الرمادى ثنا عبد الرزاق به .

هكذا رواه الدبرى والرمادى عن عبد الرزاق فقالا "من كل خمسين بواحدة"

وخالفهما إسحاق بن راهويه فرواه فى "مسند عائشة (491) "عن عبد الرزاق فقال "من كل خمس واحدة."

ورواه حجاج بن محمد المصيصى عن ابن جريج فقال "فى كل خمسة واحدة ." أخرجه الحاكم (236 - 235 /4) وقال: صحيح الإسناد"

وهكذا رواه غير واحد عن ابن خثيم فقالوا "فى كل خمسة واحدة"منهم:

1– وهيب بن خالد البصرى. أخرجه أحمد (82 /6)

2– يحيى بن سليم الطائفى. أخرجه أبو يعلى كما فى "الإرواء(413 /4) "

3– حماد بن سلمة. أخرجه إسحاق فى "مسند عائشة (489) "وأحمد (251 /6) عن عبد الصمد بن عبد الوارث البصرى .

وأحمد (158 /6) عن عفان بن مسلم البصرى، كلاهما عن حماد عن ابن خثيم بلفظ "من كل خمس شياه، شاة"وخالفهما موسى بن إسماعيل التبوذكى فرواه عن حماد عن ابن خثيم بلفظ "من كل خمسين شاة، شاة"أخرجه أبو داود (2833)وإبراهيم الحربى فى "الغريب - 177 /1) " (178قالا: ثنا موسى بن إسماعيل به.

والحديث إسناده حسن لكن متنه مضطرب كما ترى فالله أعلم بالصواب(انيس السارى تخريج احاديث فتح البارى، ج٢ص ٩٨٨، ٩٨٩، تحت رقم الحديث ٦٦٤، حرف الهمزة)

ابوالعشراء کی روایت

ابوالعشراء، اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ:

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ''عتیرۃ'' کے بارے میں سوال کیا گیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بہتر عمل قرار دیا''۔

لیکن مذکورہ حدیث کی سند میں ضعف پایا جاتا ہے۔ [1]

علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''منکر'' قرار دیا ہے۔ [2]

---

[1] عبد الرحمن بن قيس الضبى بصرى يعرف بأبى معاوية الزعفرانى.
حدثنا ابن سلم، حدثنا صالح بن بشر الطبرانى، حدثنا أبو معاوية عبد الرحمن بن قيس الضبى.
حدثنا الجنيدى، حدثنا البخارى قال عبد الرحمن بن قيس أبو معاوية البصرى ذهب حديثه.
حدثنا ابن حماد، حدثنا عبد الله بن أحمد سألت أبى عن عبد الرحمن بن قيس الزعفرانى فقال ليس بشىء كان جارا لحماد بن مسعدة يحدث، عن ابن عون قد رأيته بالبصرة وقدم علينا إلى بغداد وكان واسطيا وليس حديثه بشىء حديثه حديث ضعيف ثم خرج إلى نيسابور، وهو متروك الحديث.
حدثنا عبد الله بن عبد الحميد الواسطى، حدثنا محمد بن السكن الأبلى، حدثنا عبد الرحمن بن قيس الزعفرانى، حدثنا هشام بن حسان عن محمد بن سيرين، عن أبى هريرة، قال: كان نعلا النبى صلى الله عليه وسلم ذا قبالين، وأبو بكر وعمر وأول من عقد عقدا واحدا عثمان بن عفان.
قال الشيخ: وهذا منكر بهذا الإسناد عن هشام بن حسان غير محفوظ لا يرويه غير أبى معاوية.
حدثنا أبو خولة ميمون بن مسلمة، حدثنا عبد الرحمن بن محمد بن سلام، حدثنا عبد الرحمن بن قيس عن عبد الرحيم بن كردم، عن الزهرى عن عروة عن عائشة قالت قال لى رسول الله صلى الله عليه وسلم لبيت لا تمر فيه جياع أهله.
حدثنا أحمد بن محمد بن عبد ربه الأصبهانى، حدثنا أحمد بن فرات، حدثنا أبو معاوية، حدثنا عبد الرحمن بن قيس عن حماد بن سلمة، عن أبى العشراء، عن أبيه أن النبى صلى الله عليه وسلم سئل عن العتيرة فحسنها.
قال الشيخ: وهذا لا أعلم يرويه عن حماد بن سلمة غير عبد الرحمن بن قيس(الكامل فى ضعفاء الرجال لابنِ عدى، ج۵ص ۴۷۳ الىٰ ۴۷۵، تحت رقم الترجمة ۱۱۱۸)

[2] قلت: هو حديث أبى داود، عن محمد بن عمرو الرازى، عن عبد الرحمن بن قيس، عن حماد بن سلمة، عن أبى العشراء:عن أبيه: أن النبى صلى الله عليه وسلم سئل عن العتيرة، فحسنها.
وهذا حديث منكر، تكلم فى ابن قيس من أجله ، وإنما المحفوظ عند حماد بهذا السند حديث:''أما تكون الذكاة إلا من اللبة''(سير اعلام النبلاء للذهبى، ج۱۳ص ۲۱۱، تحت ترجمة''أبو داود سليمان بن الأشعث بن شداد'' رقم الترجمة ۱۱۷)

www.idaraghufran.org

اور بعض حضرات نے مذکورہ حدیث میں ''عبدالرحمٰن بن قیس'' کو متروک قرار دیا ہے۔ [1]
اور اس کی وجہ سے مذکورہ حدیث کو گھڑی ہوئی اور خودساختہ قرار دیا ہے۔ [2]

چند صحابہ وتابعین کی روایات کا حوالہ

حضرت ابواسحاق فرماتے ہیں کہ:

أَنَّ عَلِيًّا ، وَابْنَ مَسْعُوْدٍ كَانَا لَا يَرَيَانِ الْعَتِيْرَةَ (مصنف ابنِ ابی شیبة،رقم الحدیث ۲۴۸۸۲، کتاب الاطعمة، باب فی العتیرة والفرعة)

ترجمہ: حضرت علی اور ابنِ مسعود رضی اللہ عنہما، عتیرہ کے قائل نہیں تھے (ابنِ ابی شیبہ)

---

[1] حدیث : ان النبی صلی اللہ علیه وسلم "سئل عن العتیرة ؟ فحسنها"رواہ عبد الرحمن بن قیس أبومعاویة الزعفرانی الضبی : عن حماد بن سلمة ، عن أبی العشراء ، عن أبیه .
وهذا لا أعلم یرویه عن حماد غیر أبی معاویة هذا ، وهو متروک الحدیث (ذخیرة الحفاظ لابن القیسرانی، ج۲ص ۷۴۳، ۷۴۴، تحت رقم الحدیث ۱۳۹۱ ، باب الالف)

[2] حدیث أبی العشراء عن أبیه "أن النبی – صلی اللہ علیه وسلم – سئل عن العتیرة فحسنها"
قال الحافظ: وقد أخرج أبو داود من حدیث أبی العشراء عن أبیه: فذکرہ"
موضوع.
أخرجه أبو داود فی غیر السنن (تهذیب التهذیب 167 /12– 168) وتمام الرازی فی "حدیث أبی العشراء الدارمی 33) "و 34) والمزی (87 /34)والذهبی فی "معجم الشیوخ(73 /2) "
عن أبی غسان محمد بن عمرو زنیج الرازی،والطبرانی فی "الکبیر (6722) "وابن عدی (/4 (1601وأبو الشیخ فی "الطبقات(234) "
عن أبی مسعود أحمد بن الفرات الرازی قالا: ثنا أبو معاویة عبد الرحمن بن قیس عن حماد بن سلمة عن أبی العشراء عن أبیه به.
قال أبو داود: سمعه منی أحمد بن حنبل فاستحسنه جدا"
وقال ابن عدی: وهذا لا أعلم یرویه عن حماد بن سلمة غیر عبد الرحمن بن قیس"
وقال الهیثمی: رواہ الطبرانی فی "الکبیر "وفیه عبد الرحمن بن قیس الضبی ولم أجد من ترجمه، وبقیة رجاله ثقات "المجمع 28 /4 .
قلت: عبد الرحمن بن قیس ترجمته فی "التهذیب "وغیرہ، قال صالح جزرة: کان یضع الحدیث، وکذبه ابن مهدی وأبو زرعة، وقال أحمد والنسائی: متروک الحدیث.
وأبو العشراء قال ابن سعد وغیرہ: مجهول(انیس الساری تخریج احادیث فتح الباری، ج۲ص ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، تحت رقم الحدیث ۸۴۳، حرف الهمزة)

www.idaraghufran.org

اورحضرت اسامہ بن زید فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت قاسم سے عتیرہ کے بارے میں سوال کیا،توانہوں نے جواب میں فرمایا کہ:

تِلْکَ الرَّجَبِیَّةُ ذَبَائِحُ أَهْلِ الْجَاهِلِیَّةِ(مصنف ابنِ ابی شیبة،رقم الحدیث ۲۴۸۸۳، کتاب الاطعمة، باب فی العتیرة والفرعة)

ترجمہ: یہ رجبیہ ہے، جو کہ جاہلیت کے لوگوں کے ذبیحے ہیں (ابنِ ابی شیبہ)

اورحضرت حسن سے مروی ہے کہ:

اَلْعَتِیرَةُ ذَبَائِحُ أَهْلِ الْجَاهِلِیَّةِ (مصنف ابنِ ابی شیبة،رقم الحدیث ۲۴۸۸۵، کتاب الاطعمة، باب فی العتیرة والفرعة)

ترجمہ:عتیرہ جاہلیت والوں کے ذبیحے ہیں (ابنِ ابی شیبہ)

حضرت معاذ سے روایت ہے کہ:

عَنِ ابْنِ عَوْنٍ ، عَنْ مُحَمَّدٍ ، قَالَ : كَانَ يَذْبَحُ فِي كُلِّ رَجَبٍ ، قَالَ مُعَاذٌ : وَرَأَيْتُ عَتِيرَةَ ابْنِ عَوْنٍ (مصنف ابنِ ابی شیبة، رقم الحدیث ۲۴۸۸۷، کتاب الاطعمة، باب فی العتیرة والفرعة)

ترجمہ: ابنِ عون نے فرمایا کہ محمد بن سیرین، ہر رجب میں جانور ذبح کیا کرتے تھے،معاذ راوی کہتے ہیں کہ میں نے ابنِ عون کے عتیرہ کو دیکھا تھا (ابنِ ابی شیبہ)

امام ترمذی کا حوالہ

امام ترمذی رحمہ اللہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث نقل کر کے فرماتے ہیں کہ:

وَالْعَتِيرَةُ:ذَبِيحَةٌ كَانُوا يَذْبَحُونَهَا فِي رَجَبٍ يُعَظِّمُونَ شَهْرَ رَجَبٍ لِأَنَّهُ أَوَّلُ شَهْرٍ مِنْ أَشْهُرِ الْحُرُمِ، وَأَشْهُرِ الْحُرُمِ :رَجَبٌ، وَذُو الْقَعْدَةِ، وَذُو الْحِجَّةِ، وَالْمُحَرَّمُ(سنن الترمذی،رقم الحدیث ۱۵۱۲، ابواب الاضاحی، باب ما جاء فی الرخصة فی أکلها بعد ثلاث)

ترجمہ: اور عتیرہ اس قربانی کا نام ہے، جس کو لوگ رجب کے مہینے کی تعظیم کے طور پر ذبح کرتے تھے، کیونکہ وہ عظمت والے مہینوں میں سے پہلا مہینہ ہے، اور عظمت والے مہینے یہ ہیں، رجب، اور ذوالقعدہ اور ذوالحجہ اور محرم (ترمذی)

سعید بن مسیّب کا حوالہ

امام ابوداؤ د نے حضرت سعید بن مسیّب سے روایت کیا ہے کہ:

''فرع، دراصل جانور کے پہلے بچے کو کہا جاتا ہے، جب پہلا بچہ پیدا ہوتا تھا، تو وہ اس کو ذبح کر دیا کرتے تھے''۔ [1]

امام طحاوی کا حوالہ

امام طحاوی نے ''شرح مشکلُ الآثار'' میں فرمایا کہ:

''جاہلیت کے زمانے میں رجب کے مہینے میں بکری ذبح کی جاتی تھی، جس کو ''رجبیہ'' کہا جاتا تھا، جس کو ذبح کر کے وہ پکاتے تھے، اور خود بھی کھاتے تھے، اور دوسروں کو بھی کھلاتے تھے۔

اور ''عتیرہ'' اونٹنی یا بکری کے پہلے بچے کو کہا جاتا تھا، جس کو ذبح کر کے خود بھی کھایا جاتا تھا، اور دوسروں کو بھی کھلایا جاتا تھا''۔ [2]

---

[1] حدثنا الحسن بن على، حدثنا عبد الرزاق، أخبرنا معمر، عن الزهرى، عن سعيد، قال: الفرع أول النتاج، كان ينتج لهم فيذبحونه (سنن ابى داوٗد، رقم الحديث ٢٨٣٢، كتاب الأضاحى، باب فى العتيرة)

قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح .سعيد: هو ابن المسيب، ومعمر: هو ابن راشد، وعبد الرزاق: هو ابن همام الصنعانى(حاشية سنن ابى داوٗد)

[2] حدثنا سليمان بن شعيب الكيسانى قال: حدثنا أبى عن محمد بن الحسن فى إملائه عليهم قال: وذبح كان فى الجاهلية، كانوا يذبحون فى رجب شاة وهى الرجبية كان أهل البيت يذبحونها فيأكلون ويطبخون ويطعمون .

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

گزشتہ احادیث وروایات کے پیشِ نظر اکثر اہلِ علم حضرات کے نزدیک ”عتیرہ“ اس قربانی کو کہا جاتا ہے، جو اسلام سے پہلے جاہلیت کے زمانے میں رجب کے مہینے میں کی جاتی تھی، اور یہ جاہلیت کے زمانے میں بتوں کے نام پر ہوتی تھی اور اسلام کے آنے کے بعد اللہ کے نام پر ہونے لگی، اس کو ”رجبیہ“ بھی کہا جاتا تھا، کیونکہ یہ قربانی رجب کے مہینے سے تعلق رکھتی ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

والعتيرة كان الرجل إذا ولدت له الناقة أو الشاة ذبح أول ولد تلده له فأكل وأطعم، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم وسئل عن العتيرة فقال: " أن يدعه حتى يكون شغزبا خير له من أن ينحره، يلصق لحمه بوبره وتكفأ إنائك وتوله ناقتك "وسمعت المزنى يقول: قال الشافعى: والعتيرة هى الرجبية، وهى ذبيحة كان أهل الجاهلية يتبررون بها يذبحونها فى رجب(شرح مشكل الآثار للطحاوى، ج٣ص ٨٢، ٨٣، باب بيان مشكل ما روى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فى العتيرة، وهل هى الرجبية أم لا؟)

[1] العتيرة فى اللغة: لها معان متعددة منها:

أ – أول ما ينتج، كانوا يذبحونها لآلهتهم.

ب – ذبيحة كانت تذبح فى رجب يتقرب بها أهل الجاهلية والمسلمون فنسخ ذلك.

قال الأزهرى: العتيرة فى رجب، وذلك أن العرب فى الجاهلية كانت إذا طلب أحدهم أمرا نذر: لئن ظفر به ليذبحن من غنمه فى رجب كذا وكذا، فإذا ظفر به، فربما ضاقت نفسه عن ذلك وضن بغنمه، فيأخذ عددها ظباء، فيذبحها فى رجب مكان تلك الغنم، فكأن تلك عتائره.

وفى الحديث أنه صلى الله عليه وسلم قال: لا فرع ولا عتيرة .

ولا يخرج المعنى الاصطلاحى عن المعنى اللغوى.

وقد انفرد ابن يونس من المالكية –

بتفسير خاص، قال: العتيرة: الطعام الذى يبعث لأهل الميت، قال مالك: أكره أن يرسل لمناحة، واستبعده غيره من فقهاء المالكية (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٢٩ ص٢٧٧، مادة "عتيرة")

العتيرة:

من معانى العتيرة لغة: شاة كانوا يذبحونها فى رجب .

وفى الاصطلاح: عند الحنفية هى أول ولد تلده الناقة أو الشاة يذبح فيأكل ويطعم منه.

وقيل: هى نذر ينذره الرجل إذا بلغت غنمه كذا شاة يذبح من كل عشرة منها واحدة فى رجب.

وعند المالكية والحنابلة هى شاة تذبح فى رجب يتبركون بها فى الجاهلية.

وعند الشافعية ذبيحة كانوا يذبحونها فى العشر الأول من شهر رجب ويسمونها الرجبية.

والصلة بين العتيرة والفرعة أن بينهما عموما وخصوصا .فالعتيرة خاصة بما يذبح فى رجب عند الجمهور(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٣٢ص ١٠١، مادة"فرعة")

اور اکثر اہلِ علم حضرات کے نزدیک ''فرع'' یا ''فرعۃ'' جانور کے پہلے بچے کے ذبح کرنے کو کہا جاتا ہے، جاہلیت کے زمانے میں یہ رواج تھا کہ جب کسی جانور کی اونٹنی کے پہلا بچہ پیدا ہوتا، تو وہ لوگ اس پہلے بچے کو اپنے بتوں کے نام پر قربان کیا کرتے تھے۔

جب اسلام آیا تو بتوں کے نام پر قربانی بند ہوگئی، لیکن پھر اس بچے کو اللہ کے نام پر ذبح کرتے تھے۔ ؎

اکثر فقہائے کرام کے نزدیک رجب کے مہینے میں کی جانے والے ''عتیرہ'' یا ''رجبیہ'' نام کی قربانی کا حکم واجب نہیں۔

؎ الفرعة والفرع فى اللغة: – بفتحتين – أول نتاج الناقة أو الشاة، وكانوا يذبحونه فى الجاهلية لآلهتهم ويتبركون به.وقيل: هو ذبح كانوا إذا بلغت الإبل ما تمناه صاحبها ذبحوه.
وقيل: إذا بلغت مائة بعير.وقيل: هو طعام يصنع لنتاج الإبل، كالخرس لولاد المرأة .
ولا يخرج الاستعمال عند الفقهاء عن المعنى اللغوى الأول، فالفرع أو الفرعة عندهم أول نتاج البهيمة كانوا يذبحونه ولا يملكونه رجاء البركة فى الأم بكثرة نسلها (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۲ص ۱۰۱، مادة"فرعة")

أ – الفرع:
من معانى الفرع لغة: أنه أول نتاج الإبل والغنم، كان أهل الجاهلية يذبحونه لآلهتهم ويتبركون به، تقول: أفرع القوم إذا ذبحوا الفرع.
أو هو: بعير كان يذبح فى الجاهلية، إذا كان للإنسان مائة بعير نحر منها بعيرا كل عام، فأطعم الناس، ولا يذوقه هو ولا أهله.وقيل: الفرع: طعام يصنع لنتاج الإبل، كالخرس لولادة المرأة.
وفسره الفقهاء بالمعنى الأول، وهو: أنه أول ولد تلده الناقة أو الشاة، كانوا يذبحونه لآلهتهم .
وهى تشترك مع العتيرة فى كونها مما تعوده العرب فى الجاهلية من الذبح تقربا للآلهة أو لسبب آخر.غير أن العتيرة اشتهر كونها فى شهر رجب.

ب – الأضحية:
الأضحية فى اللغة: هى الشاة التى تذبح ضحوة، أى وقت ارتفاع النهار، أو هى الشاة التى تذبح يوم الأضحى.
وشرعا: هى ما يذكى تقربا إلى الله تعالى فى أيام النحر بشرائط مخصوصة.
وهى تشترك مع العتيرة فى أنها ذبيحة بقصد التقرب، فقد كان المسلمون يفعلون العتيرة فى أول الإسلام.

ج – العقيقة:
العقيقة: ما يذكى من النعم، شكرا لله تعالى على ما أنعم به من ولادة مولود، ذكرا كان أو أنثى (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۹ ص۲۷۷،۲۷۸، مادة "عتيرة")

www.idaraghufran.org

البتہ بعض فقہائے کرام رجب کے مہینے کی اس قربانی کو جائز کہتے ہیں، اور امام شافعی رحمہ اللہ اس کو مستحب قرار دیتے ہیں۔

یہ حکم اس وقت ہے، جبکہ یہ قربانی، اللہ کی رضا کے لیے اور اللہ کے نام پر کی جائے۔ [1]

---

[1] الحكم الإجمالي:

جاء الإسلام والعرب يذبحون في شهر رجب ما يسمى بالعتيرة أو الرجبية، وصار معمولا بذلک في أول الإسلام ، لقول النبي صلى الله عليه وسلم على أهل كل بيت أضحية وعتيرة .

لكن الفقهاء اختلفوا بعد ذلک في نسخ هذا الحكم، فذهب الجمهور (الحنفية والمالكية والحنابلة) إلى أن طلب العتيرة منسوخ.

واستدلوا بقول النبي صلى الله عليه وسلم: لا فرع لا عتيرة ، وبما روى عن السيدة عائشة رضى الله تعالى عنها أنها قالت: " نسخ صوم رمضان كل صوم كان قبله، ونسخت الأضحية كل ذبح كان قبلها، ونسخ غسل الجنابة كل غسل كان قبله، والظاهر أنها قالت ذلک سماعا من رسول الله صلى الله عليه وسلم لأن انتساخ الحكم مما لا يدرک بالاجتهاد.

واختلفوا في المراد بالنهي في حديث لا فرع ولا عتيرة فذهب الحنابلة، وبعض المالكية، وهو قول وكيع بن عويس وابن كج والدارمي وغيرهم إلى أن المراد بالخبر نفي كونها سنة، لا تحريم فعلها، ولا كراهته، فلو ذبح إنسان ذبيحة في رجب، أو ذبح ولد الناقة لحاجته إلى ذلک أو للصدقة أو إطعامه لم يكن ذلک مكروها.

قال ابن قدامة: وهو قول علماء الأمصار سوى ابن سيرين، وعند بعض المالكية هو نسخ للوجوب، لكنهم جميعا متفقون على الإباحة .

واستدلوا على الإباحة بما روى الحارث بن عمرو التميمي أنه لقي رسول الله صلى الله عليه وسلم في حجة الوداع فقال رجل من الناس: يا رسول الله، العتائر والفرائع؟ قال: من شاء عتر ومن شاء لم يعتر، ومن شاء فرع ومن شاء لم يفرع .وما روى عن لقيط بن عامر أنه سأل النبي صلى الله عليه وسلم فقال: إنا كنا نذبح في رجب ذبائح فنأكل منها ونطعم منها من جائنا؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا بأس بذلک، فقال وكيع: لا أتركها أبدا .

ومن القائلين بالنسخ الحنفية، لكنهم لم يبينوا حكم العتيرة، هل هو حرام أو مكروه أو مباح؟ .

وذهب الشافعية إلى عدم نسخ طلب العتيرة، وقالوا تستحب العتيرة، وهو قول ابن سيرين.

قال ابن حجر: ويؤيده ما أخرجه أبو داود والنسائي وابن ماجه وصححه الحاكم وابن المنذر عن نبيشة قال: نادى رجل رسول الله صلى الله عليه وسلم: إنا كنا نعتر عتيرة في الجاهلية في رجب، فما تأمرنا؟ قال: اذبحوا لله في أي شهر كان . . .إلخ الحديث.

قال ابن حجر فلم يبطل رسول الله صلى الله عليه وسلم العتيرة من أصلها، وإنما أبطل خصوص الذبح في شهر رجب.

قال النووي: الصحيح الذي نص عليه الشافعي، واقتضته الأحاديث: أنهما لا يكرهان، بل يستحبان، (أي الفرع والعتيرة)(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ٢٩ ص ٢٧٨، ٢٧٩، مادة "عتيرة")

جہاں تک ''فرع'' یا ''فرعۃ'' کا تعلق ہے، تو فقہائے کرام کے نزدیک یہ بھی واجب نہیں، البتہ بعض حضرات کے نزدیک، نہ تو سنت ہے، اور نہ مکروہ ہے، بلکہ جائز ہے، جبکہ بعض حضرات کے نزدیک مکروہ ہے، اور امام شافعی رحمہ اللہ اس کو بھی ''رجبیہ'' کی طرح مستحب قرار دیتے ہیں۔

لیکن یہ حکم بھی اس وقت ہے، جبکہ یہ قربانی اللہ کی رضا کے لیے اور اللہ کے نام پر کی جائے۔[1]

---

[1] الحكم الإجمالى:

اختلف الفقهاء فى حكم الفرع أو الفرعة على قولين: فذهب المالكية والحنابلة فى الفرع وكذلك الحنفية فى العتيرة التى بمعنى الفرع إلى القول بنسخها، ولكل منهم تفصيل فى مذهبه على النحو التالى:

قال الحنفية: إن الناسخ هو ذبح الأضحية، مستدلين بما روى عن على رضى الله عنه أنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم نسخت الزكاة كل صدقة فى القرآن، ونسخ صوم رمضان كل صوم، ونسخ غسل الجنابة كل غسل، ونسخت الأضاحى كل ذبح .

وعند المالكية قولان: منهم من ذهب إلى أنها منهى عنها ولا بر فى فعلها ومنهم من ذهب إلى نسخ وجوبها وبقيت الإباحة لمن شاء فعلها، واحتجوا بقول النبى صلى الله عليه وسلم: لا فرع ولا عتيرة . فهو يحتمل النهى ونفى البر، كما يحتمل نسخ الوجوب، ومما يشهد للاحتمال الثانى حديث الحارث بن عمرو التميمى: أنه لقى رسول الله صلى الله عليه وسلم فى حجة الوداع، قال: فقال رجل من الناس: يا رسول الله العتائر والفرائع قال: من شاء عتر ومن شاء لم يعتر، ومن شاء فرع ومن شاء لم يفرع .

وعند الحنابلة أن الفرعة لا تسن ولا تكره، وأن المراد بالنفى فى الحديث: لا فرع ولا عتيرة هو نفى كونها سنة، لا تحريم فعلها ولا كراهته، فلو ذبح إنسان ولد الناقة لحاجة أو للصدقة لم يكن ذلك مكروها، وأيدوا نسخ السنية بأمرين:

أولهما: أنه من رواية أبى هريرة رضى الله عنه، وهو متأخر بالإسلام، فإن إسلامه كان سنة فتح خيبر، وهى السنة السابعة من الهجرة.

ثانيهما: أن الفرع كان من فعل الجاهلية، فالظاهر بقاؤهم عليه إلى حين نسخه .

وذهب الشافعية فيما رجحه النووى إلى أن الفرعة مستحبة غير مكروهة .واستدلوا بجملة من الأحاديث منها: حديث نبيشة رضى الله عنه قال: نادى رجل رسول الله صلى الله عليه وسلم: إنا كنا نعتر عتيرة فى الجاهلية فى رجب، فما تأمرنا؟ قال: اذبحوا لله فى أى شهر كان، وبروا الله عز وجل، وأطعموا، قال: إنا كنا نفرع فرعا فى الجاهلية، فما تأمرنا؟ قال: فى كل سائمة فرع تغذوه ماشيتك حتى إذا استحمل للحجيج ذبحته فتصدقت بلحمه .وحديث عائشة رضى الله عنها قالت: أمرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم بالفرعة من كل خمسين واحدة، وفى رواية: من كل خمسين شاة شاة(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۲ص ۱۰۱ الى ۱۰۳ ، مادة"فرعة")

اور ہمیں اس سلسلے میں امام طحاوی رحمہ اللہ کا قول راجح معلوم ہوا، جس کی رُو سے ”عتیرہ“ یعنی رجب کے مہینے میں اللہ کے نام سے کی جانے والی قربانی واجب نہیں، البتہ اگر کوئی کرے، تو گناہ نہیں، بلکہ اچھا عمل ہے، جبکہ عقیدہ میں کوئی خرابی نہ ہو، اور جو نہ کرے، تو اس میں بھی حرج نہیں، جیسا کہ پہلے گزرا۔ [1]

پھر قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ یہ قربانی رجب کے مہینے میں کسی بھی وقت کر لینا جائز ہے، کیونکہ اس کا تعلق رجب کے مہینے سے ہے، اور احادیث وروایات میں رجب کے کسی دن یا تاریخ کی قید مذکور نہیں، نیز اس قربانی کے گوشت کا حکم بھی ذی الحجہ کی قربانی کے گوشت کی طرح ہوگا کہ اس کو خود کھالینا اور صدقہ وہدیہ کر دینا، سب جائز ہوگا۔

اور حلال جانور یعنی اونٹنی، گائے، بھینس، بکری، بھیڑ وغیرہ کا پہلا بچہ پیدا ہونے کے بعد جب

---

[1] ووجدنا يوسف قد حدثنا قال: حدثنا سعيد بن منصور، قال: حدثنا هشيم، قال: حدثني سفيان بن حسين، قال: حدثني الزهري، عن سعيد بن المسيب، عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " لا عتيرة في الإسلام ولا فرع .

قال أبو جعفر: ففي هذا الحديث نفي العتيرة، وقد يحتمل نفيها المذكور فيه نفي الوجوب ولا يمنع ذلك أن يفعل فعلا لا معصية فيه ولا خلاف لما في هذا الحديث، وقد يحتمل خلاف ذلك فنظرنا في ذلك.

فوجدنا المزني قد حدثنا قال: حدثنا الشافعي، قال: سمعت عبد الوهاب بن عبد المجيد، يحدث عن خالد الحذاء، عن أبي المليح، عن نبيشة، قال: سأل رجل النبي صلى الله عليه وسلم فقال: يا رسول الله إنا كنا نعتر عتيرة في رجب فما تأمرنا؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " اذبحوا لله عز وجل في أي شهر ما كان وبروا الله وأطعموا "سمعت المزني يقول: " وبروا الله أو أوثروا الله "الشك من المزني.

ووجدنا يوسف بن يزيد قد حدثنا قال: حدثنا سعيد بن منصور، قال: حدثنا هشيم، قال: حدثنا خالد، عن أبي المليح الهذلي، عن نبيشة الهذلي، قال: سألت النبي صلى الله عليه وسلم فقلت: يا رسول الله إنا كنا نعتر عتيرة لنا في الجاهلية فما تأمرنا؟ قال: " اذبحوا لله عز وجل في أي شهر ما كان، وبروا الله عز وجل وأطعموا "قال: وقلت يا رسول الله إنا كنا نفرع فرعا لنا في الجاهلية فما تأمرنا؟ قال: " في كل سائمة فرع تغذوه ماشيتك، فإذا استكمل ذبحته فتصدقت بلحمه "قال: أحسبه قال: " على ابن السبيل؛ فإن ذلك خير "قال أبو جعفر ففي هذا الحديث ما قد عقلنا به أن أمر العتيرة رد إلى الاختيار ونفي الوجوب وأنه بر، من أخذ به فقد أحسن، ومن نكره لم يحرج (شرح مشكل الآثار للطحاوي، ج۳ص ۸۶، ۸۷، تحت رقم الحديث ۱۰۶۲ الیٰ ۱۰۶۴، باب بيان مشكل ما روي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في العتيرة، وهل هي الرجبية أم لا؟)

وہ بڑا ہو جائے، تو اس کو اللہ کی رضا کے لیے زندہ صدقہ کر دینا، یا اس کو ذبح کر کے اس کا گوشت صدقہ کر دینا، دونوں جائز اور افضل عمل ہیں، اور ذبح کرنے کے بعد سارا گوشت صدقہ کرنا ضروری نہیں، بلکہ اس میں سے کچھ، خود کھا لینا بھی جائز ہے۔ [1]

تنبیہ: بعض جہلاء میں آج کل ایک رسم ہے کہ جانور کے پہلا بچہ پیدا ہو، تو اسے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے نام پر گیارہویں کے لئے مخصوص کر دیتے ہیں، یا کسی دوسرے بزرگ کے نام کی نذر کر دیتے ہیں اور پھر ان بزرگ کے عرس وغیرہ کے موقع پر اس کو پیش کرتے ہیں، اور بعض لوگ اپنے جانور کے پہلا بچہ پیدا ہونے پر اس قسم کی منت بھی مان لیتے ہیں۔

یہ رسم بھی زمانۂ جاہلیت کی فرع نامی رسم سے ملتی جلتی ہے، اور ایمان کے لئے سخت خطرناک ہے۔

لہٰذا اس قسم کی غیر شرعی حرکات سے بچنا چاہئے۔

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

---

[1] قال أبو جعفر: قد روينا فيما تقدم منا فى هذه الأبواب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فى الفرع ما قد رويناه عنه فيها فأردنا أن نعلم ما ذلك الفرع؟ فوجدنا المزنى قد حدثنا قال: قال أبو عبد الله، يعنى الشافعى فى تفسير الفرعة: هو شىء كان أهل الجاهلية يطلبون به البركة فى أموالهم، فكان أحدهم يذبح بكر ناقته أو شاته ولا يغذوه رجاء البركة فيما يأتى بعده فسألوا النبى صلى الله عليه وسلم فقال: " فرعوا إن شئتم "أى اذبحوا إن شئتم، وكانوا يسألونه عما كانوا يصنعون فى الجاهلية خوف أن يكره فى الإسلام فأعلمهم أنه لا مكروه عليهم فيه وأمرهم اختيارا أن يغذوه ثم يحملوا عليه فى سبيل الله عز وجل(شرح مشكل الآثار للطحاوى، ج۳ص ۱۹۱، باب بيان مشكل ما روى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فى الفرعة)

www.idaraghufran.org

(فصل نمبر3)

ماہِ رجب اور زکاۃ

بعض لوگ رجب کے مہینے کو زکاۃ کا مہینہ سمجھتے ہیں، یعنی یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ زکاۃ رجب کے مہینے میں ادا کرنی چاہئے اور اسی وجہ سے اپنی زکاۃ، رجب کے مہینہ میں ادا کرنے کا اہتمام کرتے ہیں، خواہ زکاۃ دوسرے مہینے میں ہی کیوں نہ واجب ہورہی ہو، یعنی کسی دوسرے مہینے میں زکاۃ کا سال پورا کیوں نہ ہورہا ہو، اور خواہ غریبوں کو دوسرے مہینوں میں ہی ضرورت کیوں نہ ہو، مگر یہ لوگ ان تمام چیزوں کو نظر انداز کرکے، رجب کے مہینے میں ہی زکاۃ کی ادائیگی کا اہتمام کرتے ہیں۔

جبکہ شرعی اعتبار سے زکاۃ کے واجب ہونے کا تعلق رجب کے مہینہ سے نہیں ہے، بلکہ سال پورا ہونے سے ہے، یعنی جب کسی کے نصابی مال پر سال پورا ہورہا ہو، جس کو عربی زبان میں ''حولانِ حول'' کہا جاتا ہے، اس وقت زکاۃ کی ادائیگی ذمہ میں واجب ہوتی ہے، اور یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ تمام لوگ بیک وقت صاحبِ نصاب نہیں بنا کرتے، بلکہ اس بارے میں لوگوں کے حالات مختلف ہیں، لہٰذا جس شخص کا سال جس وقت مکمل ہورہا ہو، اس کو اسی وقت زکاۃ دینا چاہئے، بلا عذر تاخیر کرنا، مناسب نہیں، اور زکاۃ کے لیے ہر حال میں رجب کا مہینہ متعین کر لینے میں کئی خرابیاں ہیں، مثلاً:

(1)...... اگر کسی کے زکاۃ کا سال رجب کے مہینہ سے پہلے پورا ہورہا ہو اور وہ اس وقت زکاۃ ادا نہیں کرتا اور رجب کے انتظار میں رہتا ہے، اور اللہ نہ کرے کہ رجب کے آنے سے پہلے فوت ہوجاتا ہے، تو وہ گناہ گار ہو کر فوت ہوگا اور اس کے ذمہ زکاۃ کا فریضہ باقی رہے گا۔

(2)...... اگر زکاۃ کا سال رجب کے مہینے سے پہلے پورا ہورہا ہے، لیکن اس وقت زکاۃ ادا نہیں کی اور رجب کے مہینہ میں اس کا مال کسی طرح کم ہوگیا، مثلاً اس نے کچھ خرچ کر لیا،

اور جب رجب میں حساب کر کے زکاۃ ادا کی، تو کم مال کی زکاۃ ادا کی اور جتنا مال سال پورا ہونے کے بعد خرچ ہوگیا، اس کی زکاۃ ذمہ میں باقی رہی، اسی طرح اگر مال میں اضافہ ہوگیا تو بلاوجہ زیادہ مال کی زکاۃ دینی پڑی، جوکہ شرعاً لازم نہیں تھی۔

سورہ بقرہ، مائدہ، آلِ عمران، انبیاء، مومنون اور واقعہ کا حوالہ

(3)...... ہر عبادت کو اس کے صحیح وقت پر ادا کرنے کا عظیم ثواب ہے۔ [1]

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا سورہ بقرہ اور سورہ مائدہ میں ارشاد ہے کہ:

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ (سورة البقرة، رقم الآية ۱۴۸، سورة المائدة، رقم الآية ۴۸)

ترجمہ: پس تم سبقت کرو، خیر کے کاموں میں (سورہ بقرہ، سورہ مائدہ)

اور اللہ تعالیٰ کا سورہ آلِ عمران میں ارشاد ہے کہ:

وَسَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ. الَّذِينَ يُنفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ (سورة آلِ عمران، رقم الآيات ۱۳۳، ۱۳۴)

ترجمہ: اور جلدی کرو تم، مغفرت کی طرف اپنے رب کی، اور جنت کی طرف، جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے، وہ تیار کی گئی ہے، متقیوں کے لیے، جو خرچ کرتے ہیں خوشحالی میں اور تنگدستی میں (سورہ آلِ عمران)

اور سورہ انبیاء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ (سورة الانبياء، رقم الآية ۹۰)

ترجمہ: بے شک وہ جلدی کرتے ہیں، خیر کے کاموں میں (سورہ انبیاء)

---

[1] فالمسارعة إلى فعل الخيرات وتقديمها أفضل من تأخيرها. وأيضا فعل الفروض في أوقاتها أفضل من تأخيرها إلى غيرها. وأيضا قال النبي صلى الله عليه وسلم: " من أراد أن يحج فليعجل " فأمر النبي صلى الله عليه وسلم بتعجيل الحج، فكذلك ينبغي أن يكون سائر الفرائض المفعولة في وقتها أفضل من تأخيرها عن وقتها (احكام القرآن للجصاص، ج ۱ ص ۲۶۱، سورة البقرة)

اور سورہ مومنون میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

أُولٰئِکَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرَاتِ (سورۃ المومنون، رقم الآیۃ ۶۱)

ترجمہ: یہ لوگ ہیں کہ جلدی کرتے ہیں، خیر کے کاموں میں (سورہ مومنون)

اور سورہ واقعہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَالسَّابِقُوْنَ السَّابِقُوْنَ، أُولٰئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَ (سورۃ الواقعۃ، رقم الآیۃ ۱۰)

ترجمہ: اور جو آگے بڑھنے والے ہیں (ان کا کیا کہنا) وہ آگے ہی بڑھنے والے ہیں (سورہ واقعہ)

اور جب سال پورا ہونے کے بجائے، اس کے بعد رجب کے مہینے میں زکاۃ دی جائے گی، تو اس فضیلت سے محرومی ہوگی۔

(4)...... جب بے شمار لوگ رجب میں زکاۃ ادا کریں گے اور دوسرے دنوں میں ادا نہیں کریں گے، تو سال کے گیارہ مہینے غریبوں کو اپنی ضروریات پوری کرنے میں مشکلات کا سامنا ہوگا، اور یہ بات شریعت کے مزاج کے خلاف ہے۔

شریعت نے ہر شخص پر اس کا سال پورا ہونے کی صورت میں جو زکاۃ کا حکم فرمایا ہے، اس میں یہ حکمت بھی ہے کہ اس طرح سال بھر کسی نہ کسی دن ہر شخص پر زکاۃ فرض ہوتی رہتی ہے، اور اس طرح زکاۃ ادا کرکے غریبوں کی مختلف اوقات کی ضروریات پوری ہوتی رہتی ہیں۔

لہٰذا زکاۃ کے لئے رجب کی تخصیص کرنا غلط ہے، ہر شخص کو اپنا سال پورا ہونے پر زکاۃ صحیح صحیح مصرف میں ادا وخرچ کرنی چاہئے، البتہ اگر کسی کا سال رجب ہی کے مہینہ میں پورا ہو رہا ہو، تو پھر رجب کے مہینہ ہی میں زکاۃ ادا کرنے کی زیادہ فضیلت ہوگی (مزید تفصیل کے لئے ہماری کتاب ''رمضان المبارک کے فضائل واحکام'' ملاحظہ فرمائیں)

ایک شبہ کا جواب

بعض لوگوں کو یہ مغالطہ ہوا ہے کہ زکاۃ دراصل معراج کی رات میں فرض کی گئی تھی اور معراج

کا واقعہ رجب کے مہینہ میں پیش آیا تھا، لہٰذا زکاۃ کا، رجب کے مہینے سے ایک خاص تعلق ثابت ہوگیا، اوراس مناسبت کی وجہ سے رجب کے مہینے میں زکاۃ ادا کرنے کی اہمیت یا فضیلت زیادہ ہوگی۔

مگر ہم ان شاء اللہ تعالیٰ آگے ذکر کریں گے کہ معراج کس مہینے میں واقع ہوئی؟ خوداس بارے میں ہی اختلاف پایا جاتا ہے۔

لہٰذا رجب کے مہینے کے بارے میں قطعی وحتمی طور پر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ مہینہ واقعی معراج والا مہینہ ہے، دوسرے اگر یہ بات ثابت بھی ہوجائے کہ معراج واقعی رجب کے مہینے میں واقع ہوئی تھی، تب بھی اس مہینے کو زکاۃ کے لئے مخصوص کرنے کی اجازت نہیں ہوسکتی، جیسا کہ نماز کے بارے میں ہر شخص کے لئے حکم اس کی شرائط کے ساتھ علیٰحدہ ہے یعنی مثلاً نماز بالغ ہونے پر فرض ہوتی ہے، اور سب لوگوں کے حق میں نماز فرض ہونے کا کوئی ایک مہینہ مخصوص نہیں، اور مثلاً حج کہ وہ اپنی شرائط کے ساتھ مخصوص زمانے میں فرض ہوتا ہے، اور ہر شخص کے حق میں حج فرض ہونے کا اس بات سے تعلق نہیں ہوتا کہ اس کی فرضیت کا حکم کون سے مہینے میں آیا تھا وغیرہ، وغیرہ۔

پس اسی طرح زکاۃ کا معاملہ ہے، کیونکہ خود شریعت نے زکاۃ کی ادائیگی کے احکام کو مستقل طور پر علیٰحدہ بیان فرمادیا ہے، جہاں رجب کے مہینے کا کوئی ذکر نہیں، لہٰذا اپنی طرف سے ایک غلط قیاس اور خودساختہ فلسفہ قائم کرکے شرعی احکام کی خلاف ورزی کیسے جائز ہوسکتی ہے؟ اور اگر بالفرض رجب کے مہینے میں زکاۃ کی فرضیت یا حکم نازل ہونا مان لیا جائے، تو اس میں زکاۃ کی کیا تخصیص ہے؟ معراج کی رات میں تو اور بھی بہت سے احکامات ملے ہیں مثلاً نماز، تو اس طرح تو نماز بھی صرف رجب کے مہینے میں فرض ہونی چاہئے، خواہ کسی دوسرے مہینے میں بالغ ہوا ہو، لیکن ایسا سمجھنا درست نہیں، لہٰذا زکاۃ کو بھی رجب کے مہینے کے ساتھ خاص سمجھنا بھی درست نہیں۔ واللہ اعلم۔

(فصل نمبر 4)

تبارک کی رسم

بعض جگہ رجب کے مہینے میں جمعہ کے دن، یا کسی دوسرے دن تبارک کے نام سے ایک رسم انجام دی جاتی ہے، اس رسم میں سورہ ملک مخصوص طریقہ پر پڑھی جاتی ہے اور سورہ ملک کا آغاز ''تبارک'' کے لفظ سے ہوتا ہے اور بعض لوگ اس سورت کو ''تبارک الذی'' کی سورت بھی کہتے ہیں، اسی نسبت سے اس رسم کا نام ''تبارک کی رسم'' ہوگیا ہے۔

بعض علاقوں میں سورہ ملک مخصوص طریقہ پر مخصوص قسم کی روٹیوں پر ایصالِ ثواب کے طور پر پڑھی جاتی ہے اور پھر ان روٹیوں کو برکت کا ذریعہ اور تبرک سمجھ کر تناول کیا جاتا ہے۔

مگر اس رسم کا قرآن وحدیث، صحابۂ کرام اور فقہائے عظام سے کوئی ثبوت نہیں ملتا، بلکہ یہ لوگوں کی اپنی خودساختہ رسم اور بدعت ہے، جس کا کرنا ثواب نہیں، بلکہ الٹا گناہ کا باعث ہے۔

اس سلسلہ میں چند حوالہ جات وفتاویٰ جات ملاحظہ فرمائیں۔

فتاویٰ رشیدیہ کا حوالہ

فتاویٰ رشیدیہ میں ہے کہ:

تبارک ورجبی بدعت ہیں، ان کی کوئی اصل شرع میں نہیں (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۴۹، مبوب بطرزِ جدید، کتاب العلم، بعنوان ''پیرانِ پیر کی گیارہویں'' ناشر: عالمی مجلس تحفظِ اسلام، کراچی)

فتاویٰ دارالعلوم کا حوالہ

فتاویٰ دارُالعلوم میں اس سلسلہ میں ایک سوال وجواب درجِ ذیل ہے:

www.idaraghufran.org

(سوال) ماہِ رجب میں اکثر اصحاب، مردہ کو بذریعہ تبارک ثواب پہنچایا کرتے ہیں، اس کی کچھ اصل ہے یا نہیں، اور طریقہ صحیح کیا ہے؟

(الجواب) اس کی کچھ اصل نہیں ہے، بلا کسی قید کے جس دن چاہے، فقراء کو کھانا وغیرہ کھلا کر اور نقد دے کر ثواب میت کو پہنچا دیا جاوے (فتاویٰ دار العلوم، ج۵ ص۲۹۴، کتاب الجنائز، آٹھویں فصل: زیارتِ قبور اور ایصالِ ثواب، سوال نمبر ۳۱۳۵، بعنوان ''ماہِ رجب میں ایصالِ ثواب'' ناشر: دار الاشاعت، کراچی، طباعت: ستمبر 2002ء)

فتاویٰ محمودیہ کا حوالہ

اس بارے میں فتاویٰ محمودیہ سے ایک سوال و جواب ذیل میں نقل کیا جاتا ہے:

سوال:......رجبُ المرجب کا جب مہینہ آتا ہے، تو لوگ جمعہ کے دن کچھ میٹھی روٹی پکواتے ہیں، اور اکتالیس بار سورہ ملک پڑھواتے ہیں، اس کو تبارک کہتے ہیں، اور سب لوگ بخوبی جانتے ہیں کہ یہ روٹی میت کی جانب سے، فدیہ یا صدقہ یا خیرات کی جارہی ہے، پھر بھی پڑھنے والے اس روٹی کو حاصل کرنے کے لئے سبقت کرتے ہیں اور جگہ جگہ سے روٹی باندھ کر لے آتے ہیں اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ صاحبِ خانہ مسجد میں بھیج دیتا ہے اور سب پر تقسیم کر دیتا ہے، اس کو بھی تبرک سمجھ کر کھاتے ہیں، چاہے وہ صاحبِ نصاب ہو، یا کوئی دوسرا، ہر شخص اس کو کھاتا ہے، تو یہ کیسا ہے؟

جواب:......صورتِ مسئولہ میں ایصالِ ثواب کی یہ صورت نہ قرآن سے ثابت ہے، نہ حدیث شریف سے، نہ صحابۂ کرام سے، نہ فقہاء و مجتہدین کی کتب سے، بلکہ منگھڑت ہے۔ ایسی چیز کو شریعت میں بدعت کہتے ہیں، اس کا ترک کرنا واجب ہے۔ قرآن کریم یا اس کی کوئی سورت پڑھ کر اُجرت لینا جائز نہیں۔

www.idaraghufran.org

پڑھنے والے کے حق میں ممانعت کی یہ مستقل وجہ موجود ہے۔

علامہ شامی رحمہ اللہ نے معتمد (ومعتبر) کتب سے اس کو نقل کیا ہے، ردُالمحتار میں بھی، شرح عقود رسم المفتی میں بھی، شفاءُ العلیل میں بھی (فتاویٰ محمودیہ مبوب، ج۳ ص ۲۸۲،۲۸۳، باب البدعات والرسوم، بعنوان ''رجب کی روٹی'' مطبوعہ: جامعہ فاروقیہ، کراچی)

مذکورہ حوالہ جات وفتاویٰ جات سے معلوم ہوا کہ رجب کے مہینے میں جمعہ کے دن یا کسی اور دن تبارک کی رسم کرنا اور تبارک الذی کی سورت پڑھنے اور میٹھی روٹی پکانے کو خاص سمجھنا شریعت سے ثابت نہیں، بلکہ لوگوں کی خودساختہ بدعت ہے، جس سے پرہیز کرنا چاہئے۔

اوراس کے بجائے کسی رسم اور تاریخ ومہینہ وغیرہ کی پابندی کئے بغیر، اخلاص کے ساتھ ذکر وتلاوت، استغفار، صدقہ وخیرات اور نفلی روزوں وغیرہ کی شکل میں ہر شخص کو اپنے طور پر حسبِ سہولت وحسبِ حیثیت، نیک اعمال کو اختیار کرنا چاہئے۔

وَاللّٰہُ سُبۡحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعۡلَمُ وَعِلۡمُہٗ اَتَمُّ وَاَحۡکَمُ.

(فصل نمبر 5)

بی بی فاطمہ کی کہانی اور صحنک

کچھ علاقوں میں 22 / رجب کی رات میں بعض عورتیں نہادھو کر باوضو ہو کر بڑے اہتمام کے ساتھ میدہ، گھی، شکر، دودھ اور میوہ جات وغیرہ کے خاص تناسب سے پوریاں بناتی ہیں، پھران کو مٹی کے کورے یعنی نئے کونڈوں میں بھر کر کسی چوکی یا صاف چادر وغیرہ پر رکھ کر ایک منظوم کتاب پڑھواتی ہیں، جس کا نام داستانِ عجیب ہے، بعض عورتیں اس کو بی بی فاطمہ کی کہانی اور بی بی فاطمہ کی صحنک کا نام دیتی ہیں، اور بعض لوگ خصوصاً بے علم عورتیں اس کی منت بھی مانتی ہیں، اور کہانی کو پڑھتی اور سنتی ہیں۔

یہ بالکل من گھڑت اور خلافِ شریعت رسم ہے، دراصل یہ مروَّجہ کونڈوں کی ایک خاص شکل ہے، جو پہلے دور میں تو کافی عام تھی اور اب بھی بعض علاقوں میں پائی جاتی ہے، مگر اکثر و بیشتر علاقوں میں آج کل اس کی کچھ شکل تبدیل ہوگئی ہے اور اس نے کونڈوں کی شکل اختیار کر لی ہے۔

بی بی فاطمہ کی کہانی اور صحنک کے نام سے یہ رسم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نام کی نذر و نیاز اور ان کے نام کی من گھڑت کہانی پڑھ کر ہوتی ہے اور کونڈوں کی مروَّجہ رسم حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ کے نام کی نذر و نیاز کے ساتھ اور بعض اوقات ان کے نام کی من گھڑت کہانی پڑھ کر ہوتی ہے۔

بہرحال دونوں جگہ عقائد ملتے جلتے ہیں اور ان دونوں رسموں کا آغاز بظاہر اہلِ روافض سے ہونا معلوم ہوتا ہے۔

بی بی فاطمہ کی صحنک کے نام کی یہ رسم شریعت سے ثابت نہیں، بلکہ بدعت ہے، اور کئی ایسے غلط

عقائد ونظریات اس میں شامل ہیں، جن سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ایسے عمل سے کب راضی اور خوش ہونگی، جس سے ان کے والد ماجد (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) نے منع فرمایا ہو۔

فتاویٰ رشیدیہ کا حوالہ

اس رسم کے متعلق فتاویٰ رشیدیہ میں ایک سوال اور جواب درجِ ذیل ہے:

سوال: کونڈا کرنا حضرت کا، اور "صحنک" حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، اور "کھچڑا" حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا، اور "توشہ" شاہ عبدالحق رحمہ اللہ کا، اور "دلیہ" خواجہ خضر کا کرنا، اور ان میں کھانوں کی خصوصیت کرنی کیسی ہے؟

جواب: ایصالِ ثواب، بلا قیدِ طعام و ایام کے مندوب و مستحب ہے، اور قید و تخصیص یوم کی اور تخصیص طعام کی بدعت ہے، اگر تخصیص کے ساتھ ایصالِ ثواب ہو، تو طعام حرام نہیں ہوتا، گو اِس تخصیص کی وجہ سے معصیت ہوتی ہے (فتاویٰ رشیدیہ مبوب بطرزِ جدید، ص ۱۴۸، کتاب العلم، بعنوان "خواجہ خضر کے دلیے کا حکم" مطبوعہ: عالمی مجلسِ تحفظ اسلام، کراچی)

معلوم ہوا کہ مخصوص کھانے اور ان کی تخصیص کر کے، اس طرح کی رسمیں کرنا گناہ ہے۔

حضرت حکیمُ الامت کا حوالہ

اس سلسلہ میں حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ نے ایک واقعہ بیان فرمایا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

حضرت مولانا اسماعیل شہید رحمہ اللہ کے زمانہ میں بادشاہ کی ایک عزیزہ تھی، جس کا نام بی چھکّو تھا، بڑی تیز مزاج تھی، ان سے کسی نے یہ کہا کہ مولانا اسماعیل شہید رحمہ اللہ بی بی (فاطمہ) کی صحنک کو منع کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ بلاؤ مولانا اسماعیل شہید رحمہ اللہ کو (چنانچہ ان کو) وعظ کے حیلہ سے بلایا گیا، مولانا کو اس واقعہ کی

بالکل خبر نہ تھی اور بالکل خالی الذہن تھے، آنے کے بعد معلوم ہوا کہ بی چھکّو سے کسی نے (میرے بارے میں) اس طرح سے لگایا ہے (اور شکایت کی ہے) مولانا نے بی چھکّو کو اس طرح سے سلام کیا کہ اماں سلام (جس سے بی چھکّو کے غصہ میں کمی آئی) انہوں نے کہا کہ اسماعیل میں نے سنا ہے کہ تم بی بی (فاطمہ) کی صحنک کو منع کرتے ہو (حضرت نے جواب میں) فرمایا کہ اسماعیل کی کیا مجال ہے جو بی بی (فاطمہ) کی صحنک کو منع کرے، بی بی (فاطمہ) کے ابّا جان خود منع کرتے ہیں، بی چھکّو نے کہا یہ کیسے؟ آپ نے "كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ" (یعنی ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے) حدیث پڑھ کر اس پر ایک مبسوط (ومفصّل) بحث (اور گفتگو) کی، جس (کی وجہ سے) سے وہ (خاتون) تائب ہوگئی اور کہا کہ ہمیں کیا معلوم تھا کہ بی بی (فاطمہ) کے ابّا منع کرتے ہیں، ہم تو ان کی رضا مندی ہی کے لئے کرتے تھے، جب وہ ناراض ہوتے ہیں تو ہم کیوں کریں؟

(جدید ملفوظات، ملقب بہ اشرف التنبیہ، مشمولہ: ملفوظاتِ حکیم الامت، ج۱۱ص۲۷، ناشر: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان، سنِ اشاعت: مئی 2001ء)

پہلے زمانے کے لوگ اور عورتیں ضدی نہیں تھیں، ان لوگوں کو جو بات سمجھ آجاتی تھی، اس کو مان لیا کرتے تھے، لیکن آج کل جہالت کے ساتھ ضد بھی جمع ہوگئی ہے، جس کی وجہ سے نہ تو بات سمجھنا چاہتے، اور سمجھ بھی آجائے، تو ماننے کے لیے آمادہ وتیار نہیں ہوتے۔

اللہ تعالیٰ اس جہالت اور ضد سے حفاظت فرمائے۔

اور امتِ مسلمہ کو سنت کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ اَتَمُّ وَاَحْكَمُ.

(فصل نمبر 6)

22 رجب کے کونڈوں کا حکم

آج کل رجب کے مہینے میں بائیس تاریخ کو بڑی دھوم دھام کے ساتھ جو رسم انجام دی جاتی ہے وہ ''کونڈوں کی رسم'' ہے، اوراس کی نسبت حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ کی طرف کی جاتی ہے، اور کونڈوں کے متعلق مختلف گھڑی ہوئی داستانیں اور واقعات چھاپ کر لوگوں میں عام کیے جاتے ہیں، اور کہا جاتا ہے کہ حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ نے کونڈوں کی اس رسم کو انجام دینے کا حکم فرمایا تھا، اوراس رسم کو انجام دینے والے کی منت پوری کرنے کی ذمہ داری قبول کی تھی۔

مشہور ہے کہ 22 / رجب حضرت جعفر صادق علیہ الرحمۃ کی ولادت کا دن ہے، اوراس کے لئے بنیاد حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ کی اس فرضی داستان کو بنایا جاتا ہے کہ انہوں نے وزیر اعظم کے گھر جھاڑو پوچے کا کام کرنے والی عورت سے، جو کسی لکڑہارے کی بیوی تھی، کہا تھا کہ 22 / رجب کو پوریاں پکا کر کونڈے بھر کر ہمارے نام سے فاتحہ کرے، ورنہ تو حشر کے روز اس کا ہاتھ ہوگا اور ہمارا دامن (نعوذ باللہ من ذلک) [1]

---

[1] کونڈوں کی رسم کو عام کرنے کے لئے بعض لوگوں نے جو داستان گھڑ کر لوگوں میں مشہور کردی ہے، اس کی تفصیل یہ بیان کی جاتی ہے کہ:

مدینہ منورہ کا ایک لکڑہارا قسمت کا مارا، روزی کمانے کسی دوسرے ملک کو چلا گیا۔ اس کی بیوی نے مدینہ کے وزیر اعظم کے یہاں جھاڑو دینے کی نوکری کرلی۔ ایک دن جب وہ صحن خانہ میں جھاڑو دے رہی تھی، تو امام جعفر صادق اس راہ سے یہ فرماتے ہوئے گذرے کہ:

''کوئی شخص کیسی ہی مشکل اور حاجت رکھتا ہو، آج 22 رجب کو پوریاں پکا کر دو کونڈوں کو بھر کر ہمارے نام سے فاتحہ دلا دے تو مراد اس کی پوری ہو۔ اگر نہ ہو تو حشر کے روز اس کا ہاتھ ہوگا اور ہمارا دامن''۔

یہ سنتے ہی لکڑہارن نے اپنے دل میں منت مانی کہ میرا شوہر جسے گئے ہوئے 12 سال گذر گئے تھے جیتا جاگتا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

آج کل بہت سے لوگ اس رسم کو اس عقیدہ کے ساتھ کرتے ہیں کہ اس رسم کو انجام دینے سے بلائیں اور مصیبتیں دور ہوتی ہیں، مقاصد پورے ہوتے اور مرادیں حاصل ہوتی ہیں، لہٰذا وہ اس دن کونڈوں میں کھیر پکا کر دودھ ملے میدہ میں تیار شدہ پوریوں کے ساتھ نوش جاں کرتے ہیں اور اسے مخصوص طریقے سے مخصوص شرائط کے ساتھ انجام دیتے ہیں، بعض لوگ تو سال کے دوران منّتیں مان کر جمع رکھتے ہیں اور اس دن انہیں اہتمام کے ساتھ پورا کرتے ہیں۔

حالانکہ یہ بے پر کی باتیں، سراسر جھوٹ ہیں اور حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ پر سخت تہمت ہے کہ انہوں نے اپنی زندگی ہی میں اپنی فاتحہ دلا کر منت پوری کرنے کی ذمہ داری لی ہو۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

کچھ کمائی کے ساتھ واپس آ جائے، تو میں امام کے نام کے کونڈے کروں گی۔ جس وقت وہ منت کی نیت کر رہی تھی، عین اسی وقت اس کے خاوند نے دوسرے ملک کے جنگل میں جب سوکھی جھاڑی پر کلہاڑی چلائی، تو کسی سخت چیز پر لگ کر گری، اس نے وہاں کی زمین کھودی تو اسے ایک دفینہ کی شکل میں خزانہ ملا۔ وہ یہ خزانہ لے کر مدینہ آیا۔ اس نے ایک عالی شان حویلی بنوائی اور ٹھاٹھ سے رہنے لگا۔ جب لکڑہارن نے اپنی مالکہ، وزیراعظم کی بیوی سے یہ حال بیان کیا، تو اس نے کونڈوں کے اثر سے خزانہ ملنے کو جھوٹ سمجھا، چنانچہ اس بدعقیدگی کی پاداش میں اسی دن وزیراعظم پر عتابِ شاہی نازل ہوا اور مال و دولت ضبط کر کے شہر بدر کر دیا گیا۔ جنگل کو جاتے ہوئے وزیر نے بیوی سے پیسے لے کر خربوزہ خریدا اور رومال میں باندھ کر ساتھ لے چلے۔ راستے میں شاہی پولیس نے انہیں شہزادے کے قتل کے شبہ میں گرفتار کر لیا۔ جب بادشاہ کے سامنے رومال کھولا گیا، تو خربوزے کی جگہ شہزادے کے خون سے لتھڑا ہوا سر نکلا۔ بادشاہ نے غضبناک ہو کر حکم دیا کہ کل صبح سویرے اس کو پھانسی دی جائے، رات کو قید خانہ میں یہ دونوں میاں بیوی دل میں سوچ رہے تھے کہ ہم سے ایسی کیا خطا ہوگئی، جس کی وجہ سے اس حال کو پہنچے۔ یکا یک وزیر کی بیوی کو خیال آیا کہ میں امام کے کونڈے کرنے سے انکار کر بیٹھی تھی۔ اس نے اسی وقت توبہ کی اور مصیبت سے نجات ملنے پر کونڈے بھرنے کی منت مانی، اس کا منت ماننا تھا کہ حالات کا رنگ پلٹا، گم شدہ شہزادہ صبح کو صحیح سلامت واپس آ گیا۔ ان دونوں کو قید سے رہائی ملی۔ وہ واپس مدینہ آئے۔ بادشاہ نے وزیر کو دوبارہ وزارتِ عظمٰی پر بحال کیا اور اس کی بیوی نے دھوم دھام سے امام کے کونڈے بھرے (داستان ختم)

یہ روایت اور داستان سراسر جھوٹی اور من گھڑت ہے۔ جس کی کوئی حقیقت نہیں اس کو صحیح سمجھنا، اس پر یقین کرنا اور اس کو پڑھنا یا سننا، سنانا سب ناجائز اور گناہ ہے۔ محمد رضوان۔

حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ کا دامن ایسی لغو اور بے ہودہ باتوں سے پاک ہے، اور دینی علوم کی بصیرت میں ان کا بلند مقام ہے، اور یہ اہلُ السنۃ والجماعۃ کے سلسلے کے بہت بڑے بزرگ ہیں، جن کا کچھ ذکر آگے آتا ہے، مگر بعض کم علم عوام اور بعض اہلِ تشیع ان کی طرف غلط اور خلافِ حقیقت باتیں منسوب کر کے ان کو اپنا خاص امام قرار دیتے ہیں۔

اتنی بڑی بزرگ شخصیت پر اتنا بڑا بہتان باندھنا، بہت بڑا گناہ ہے، اور اس سے بڑھ کر اتنی بڑی بزرگ شخصیت کی طرف نذر نیاز جیسی شرکیہ حرکت کی ترغیب دینے کی نسبت کرنے میں تو ایمان ہی چلے جانے کا خطرہ ہے (نعوذ باللّٰہ تعالیٰ من ذلک) [1]

---

[1] ہندوستان میں کونڈوں کے ایجاد ہونے کا تاریخی پسِ منظر ذیل میں ملاحظہ ہو:

ماہِ رجب کے کونڈوں کے بارے میں اہلِ علم حضرات نے جو تفصیل ذکر کی ہے، وہ یہاں نقل کی جاتی ہے۔

حکیم عبدالغفور صاحب آنولوی نے اپنے مضمون (رجب کے کونڈے) مندرجہ رسالہ ''صحیفۂ اہل حدیث'' کراچی، اشاعت 14/اگست 1964ء میں اس طرح بیان کیا ہے کہ:

کونڈوں کی رسم بالکل جدید ہے، اور اس کا شانِ نزول یہ ہے کہ ''نواب حامد علی خاں والیٔ رامپور اپنی کسی ''منظورِ نظر رنڈی'' سے ناراض ہوئے اور عتابِ شاہی صدور ہوا، اس چالاک کسبی نے نواب صاحب کے مذہبی عقائد سے فائدہ اٹھاتے ہوئے امام جعفر صادق کے نام سے ایک تراشیدہ افسانہ کے مطابق نواب صاحب کی رضا حاصل کرنے کے لئے 22/رجب کو کونڈے کیے۔

یہ افسانہ اس داشتۂ نواب کا اپنا تراشا ہوا نہیں۔ اس نے تو لکڑہارے کی اس داستانِ عجیب کے اتباع میں کونڈے کیے تھے۔ دراصل یہ داستان امیر مینائی مرحوم لکھنوی شاعر کے فرزند خورشید مینائی نے اس زمانے میں طبع کرا کے اہل رامپور میں تقسیم کرادی تھی۔

پیر جماعت علی شاہ محدث رحمہ اللہ کے ایک مرید مصطفیٰ علی خاں نے اپنے کتابچہ ''جواہر المناقب'' کے حاشیے پر حامد حسن قادری مرحوم کا یہ بیان درج کیا ہے کہ:

''احقر حامد حسن قادری کو اس داستانِ عجیب (یا لکڑہارے کی کہانی) کی اشاعت اور 22/رجب والی پوریوں کی نیاز کے متعلق یہ علم ہے کہ یہ کہانی اور نیاز سب سے پہلے 1906ء میں ریاست رامپور (یوپی) میں حضرت امیر مینائی لکھنوی کے خاندان سے نکلی ہے۔ میں اس زمانے میں امیر مینائی صاحب کے مکان کے متصل رہتا تھا اور ان کے خاندان اور ہمارے خاندان میں تعلقات تھے .... الخ گویا رام پور، روہیل کنڈ میں اس رسم کا آغاز لکھنوی خاندان ہی کی بدولت ہوا''

مولوی مظہر علی سندیلوی اپنے روزنامچہ میں جو 1911ء کی ایک نادر یادداشت ہے، لکھتے ہیں کہ:

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

بہت سے اہلِ علم حضرات کی تحقیق یہ ہے کہ بائیس رجب دراصل حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تاریخِ وفات ہے، اور یہ رسم اہلِ تشیع نے (نعوذ باللہ تعالیٰ) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی عداوت میں ان کی وفات کی خوشی میں جاری کی ہے۔ واللہ اعلم۔

اب ماہِ رجب میں انجام پانے والی کونڈوں کی رسم کی شرعی حیثیت پر چند فتاویٰ ذکر کئے جاتے ہیں۔

کفایتُ المفتی کا حوالہ

مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

رجب کے کونڈوں کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ یہ گھڑی ہوئی باتیں ہیں۔ ان کو ترک کردینا چاہیے، تبارک پڑھنے اور پڑھوانے کا طریقہ بھی شریعت سے ثابت نہیں۔ یہ بھی لوگوں کا خود گھڑا ہوا طریقہ ہے۔ اسے بھی ترک کردینا لازم ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

1911ء آج مجھے ایک نئی رسم دریافت ہوئی جو میرے اور میرے گھر والوں میں رائج ہوئی جو اس سے پہلے میری جماعت میں نہیں آئی تھی، وہ یہ ہے کہ: ''21/رجب کو بوقتِ شام میدہ، شکر اور گھی دودھ ملا کر ٹکیاں پکائی جاتی ہیں اور اس پر امام جعفر صادق رحمہ اللہ کا فاتحہ ہوتا ہے اور 22/رجب کی صبح کو عزیز وا قارب کو بلا کر کھلائی جاتی ہے، یہ ٹکیاں باہر نکلنے نہیں پاتیں۔ جہاں تک مجھے علم ہوا ہے اس کا رواج ہر مقام پر ہوتا ہے میری یاد میں کبھی اس کا تذکرہ بھی سماعت میں نہیں آیا۔ یہ فاتحہ اب ہر ایک گھر میں نہایت عقیدت مندی کے ساتھ ہوا کرتا ہے اور یہ رسم برابر بڑھتی جارہی ہے۔

عظیم مناظرِ اسلام مولانا عبد الشکور مرحوم نے اپنے رسالہ ''النجم'' لکھنؤ کی اشاعت جمادی الاولیٰ 1348ھ میں لکھا تھا کہ:

''ایک بدعت ابھی تھوڑے دنوں سے ہمارے اطراف میں شروع ہوئی ہے اور تین چار سال سے اس کا رواج یوماً فیوماً بڑھتا جارہا ہے۔ یہ بدعت کونڈوں کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے متعلق ایک فتویٰ بصورتِ اشتہار تین سال سے لکھنؤ میں شائع کیا جارہا ہے''

اسی دور کے ایک شیعہ عالم محمد باقر شمسی کا قول ہے کہ:

لکھنؤ کے شیعوں میں 22/رجب کے کونڈوں کا رواج بیس پچیس سال پہلے شروع ہوا تھا (رسالہ النجم لکھنؤ)

(یہ تمام تاریخی تفصیل رسالہ ''ماہ رجب کے کونڈے'' مطبوعہ صدیقی ٹرسٹ کراچی سے ماخوذ ہے)

شب ِ برأت کا حلوا، محرم کا کھچڑا، کونڈے اور تبارک، یہ کوئی شرعی چیزیں نہیں ہیں۔ ان کو شرعی سمجھ کر پکانا، بنانا بدعت ہے (کفایت المفتی ج:۱ص:۲۵۳، کتاب العقائد، نواں باب: بدعات اور اقسامِ شرک، مطبوعہ: دارالاشاعت کراچی، سنِ طباعت: جولائی ۲۰۰۱ء)

فتاویٰ محمودیہ کا حوالہ

مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

کونڈوں کی مروَّجہ رسم، مذہبِ اہل سنت والجماعت میں محض بے اصل، خلافِ شرع اور بدعتِ ممنوعہ ہے، کیونکہ بائیسویں رجب نہ حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخِ پیدائش ہے اور نہ تاریخِ وفات۔ حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 8/رمضان 80ھ یا 83ھ میں ہوئی اور وفات شوال 148ھ میں ہوئی۔ [1]

پھر بائیسویں رجب کی تخصیص کیا ہے؟ اور اس تاریخ کو حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے کیا خاص مناسبت ہے؟ ہاں بائیسویں رجب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی تاریخِ وفات ہے (دیکھو تاریخ طبرانی ذکرِ وفاتِ معاویہ)

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس رسم کو محض پردہ پوشی کے لئے حضرت امام جعفر صادق کی طرف منسوب کیا گیا۔ ورنہ درحقیقت یہ تقریب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خوشی میں منائی جاتی ہے۔ جس وقت یہ رسم ایجاد ہوئی۔ اہلِ سنت والجماعت کا غلبہ تھا، اس لئے یہ اہتمام کیا گیا کہ شیرینی بطورِ حصہ، علانیہ نہ تقسیم کی جائے، تاکہ راز فاش نہ ہو، بلکہ دشمنانِ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خاموشی کے ساتھ ایک دوسرے کے یہاں جا کر، اسی جگہ یہ شیرینی کھالیں، جہاں اس کو رکھا گیا ہے

[1] مگر بندے کو تلاشِ بسیار کے باوجود حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ کی ولادت کے 8 رمضان اور وفات کے شوال میں ہونے کی مؤرخین سے تصریح نہیں ملی۔ محمد رضوان۔

اوراس طرح اپنی خوشی ومسرت ایک دوسرے پر ظاہر کریں۔جب کچھ اس کا چرچا ہوا تو اس کو حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی طرف منسوب کر کے یہ تہمت امام موصوف پر لگائی کہ انہوں نے خود خاص اس تاریخ میں اپنی فاتحہ کا حکم دیا ہے حالانکہ یہ سب من گھڑت باتیں ہیں۔لہٰذا برادرانِ اہل سنت کو اس رسم سے بہت دور رہنا چاہیئے ، نہ خود اس رسم کو بجالائیں اور نہ اس میں شرکت کریں (فتاویٰ محمودیہ ج:۳ص:۲۸۱و۲۸۲، باب البدعات والرسوم، فصل:مخصوص ایام کی مروج بدعات کا بیان، بعنوان ''۲۲ رجب کے کونڈوں کی حقیقت'' مطبوعہ: جامعہ فاروقیہ کراچی)

مفتی صاحب موصوف ایک اور فتوے میں فرماتے ہیں کہ:

ایصالِ ثواب جس کو چاہے، جب چاہے بلا کسی التزامِ تاریخ ومہینہ وغیرہ کے (یعنی کسی تاریخ، مہینہ، دن وغیرہ کو لازم کئے بغیر) کرنے میں کوئی مضائقہ (حرج) نہیں ، بلکہ بہت بہتر ہے، لیکن کونڈہ کرنا جیسا کہ رواج ہے بے اصل اور بدعت ہے (ایضاً ج۳ص۲۸۱، باب البدعات والرسوم، فصل: مخصوص ایام کی مروج بدعات کا بیان، بعنوان ''رجب کا روزہ، کونڈا'' مطبوعہ: جامعہ فاروقیہ کراچی)

احسنُ الفتاویٰ کا حوالہ

مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ:

کونڈوں کی مروّج رسم ، دشمنانِ صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات پر اظہارِ مسرت کے لئے ایجاد کی ہے۔22 / رجب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی تاریخ وفات ہے(طبری۔استیعاب)

22 / رجب کو حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ سے کوئی تعلق نہیں نہ اس میں ان کی ولادت ہوئی نہ وفات۔حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ کی ولادت 8 / رمضان 80ھ یا 83ھ کی ہے اور وفات شوال 148 ہجری میں ہوئی۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس رسم کو محض پردہ پوشی کے لئے حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ ورنہ درحقیقت یہ تقریب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خوشی میں منائی جاتی ہے۔ جس وقت یہ رسم ایجاد ہوئی شیعہ مسلمانوں سے مغلوب وخائف تھے، اس لئے یہ اہتمام کیا گیا کہ شیرینی علانیہ تقسیم نہ کی جائے تاکہ راز فاش نہ ہو، بلکہ دشمنانِ حضرت معاویہ خاموشی کے ساتھ ایک دوسرے کے ہاں جاکر اسی جگہ یہ شیرینی کھالیں، جہاں اس کو رکھا گیا ہے اور اس طرح اپنی خوشی ومسرت ایک دوسرے پر ظاہر کریں۔ جب اس کا چرچا ہوا تو اس کو حضرت جعفر صادق کی طرف منسوب کرکے یہ تہمت اُن پر لگائی کہ انہوں نے خود اس تاریخ کو اپنی فاتحہ کا حکم دیا ہے، حالانکہ یہ سب من گھڑت ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ ہرگز ایسی رسم نہ کریں، بلکہ دوسروں کو بھی اس کی حقیقت سے آگاہ کرکے، اس سے بچانے کی کوشش کریں (احسن الفتاویٰ ج ا ص ۳۶۸، کتاب الایمان والعقائد، باب ردالبدعات، بعنوان: کونڈوں کی حقیقت، مطبوعہ: ایچ۔ایم سعید کمپنی، سنِ طباعت: ۱۴۲۵ھ)

خیرُ الفتاویٰ کا حوالہ

خیرُ الفتاویٰ میں ایک سوال کے جواب میں تحریر ہے کہ:

22/ رجب نہ امامِ جعفر رحمہ اللہ کا یومِ ولادت ہے، نہ یومِ وفات ہے۔ بلکہ یہ دن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا یومِ وفات ہے (طبری، استیعاب)

اور یہ بھی بالکل صحیح ہے کہ یہ رسم رافضیوں کی ایجاد کردہ ہے۔ تقیہ اور جھوٹ ان کا شعارِ خاص ہے۔ پہلے اس تاریخ کو علانیہ خوشی کا اظہار کرتے تھے۔ جب سنیوں کا غلبہ ہوا، تو عام تقسیم بند کردی اور گھر میں پکا کر رکھ دیتے ہیں اور ایک دوسرے کو

بلا کر کھلاتے ہیں۔ جب یہ متحقق ہوا کہ یہ رسم رافضیوں کی ایجاد ہے، تو اس امر کی تحقیق کی ضرورت ہی نہیں رہتی کہ کس سن میں ایجاد ہوئی اور موجِد کون ہے۔ سنیوں کو ہرگز اس رسم میں شرکت نہیں کرنی چاہئے۔ بلکہ حتی الوسع اسے مٹانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس دن خیرات، نیک مقصد کے تحت کرنے کی بھی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ کیونکہ اس میں تشبہ بالروافض (یعنی رافضیوں کے ساتھ تشبہ) ہے۔ نیز ان کے مکروہ ترین عمل کو تقویت دینا ہے۔ جس عمل کی بنیادی غرض ہی صحابیٔ رسول کی توہین ہو اور مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرنا ہو، اسے رسمِ بد کہنے پر سوال کرنا تعجب ہے (خیر الفتاویٰ ج ا ص ۵۷۲ تا ۵۷۳، ما یتعلق بالسنۃ والبدعۃ، بعنوان ''رجب کے کونڈے بغضِ صحابہ کی دلیل ہیں'' مطبوعہ: مکتبہ امدادیہ، ملتان)

فتاویٰ عثمانی کا حوالہ

فتاویٰ عثمانی میں ہے کہ:

گیارھویں اور کونڈے وغیرہ کا شرعاً کوئی ثبوت نہیں، یہ بدعتیں جن کا اصل شرع میں وجود نہیں، اس میں شرکت نہیں کرنی چاہئے، مُردوں کو ایصالِ ثواب کی نیت سے صدقہ، خیرات ہر وقت کیا جاسکتا ہے۔ واللہ اعلم

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ: ۲۵/۲/۱۳۹۱ھ (فتویٰ نمبر: ۲۲/۲۹۳الف)

الجواب صحیح: محمد رفیع عثمانی عفی عنہ

(فتاویٰ عثمانی، ج ا ص ۱۲۶، کتاب السنۃ والبدعۃ، بعنوان ''ختمِ گیارھویں اور کونڈے کا حکم'' مطبوعہ: مکتبہ معارف القرآن، کراچی، طبع جدید: اپریل 2010ء)

اصلاحی خطبات کا حوالہ

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم فرماتے ہیں کہ:

www.idaraghufran.org

اس سے بھی زیادہ آج کل معاشرے میں فرض وواجب کے درجہ میں، جو چیز پھیل گئی ہے، وہ کونڈے ہیں، اگر آج کسی نے کونڈے نہیں کئے تو وہ (گویا کہ) مسلمان ہی نہیں، نماز پڑھے یا نہ پڑھے، روزے رکھے، یا نہ رکھے، گناہوں سے بچے یا نہ بچے، لیکن کونڈے ضرور کرے۔ اوراگر کوئی شخص نہ کرے، یا کرنے والوں کو منع کرے، تو اس پر لعنت اور ملامت کی جاتی ہے، خدا جانے یہ کونڈے کہاں سے نکل آئے؟ نہ قرآن وحدیث سے ثابت ہیں، نہ صحابہ ٔ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے، نہ تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ سے، نہ تبعِ تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ سے اور نہ بزرگانِ دین سے، کہیں سے اس کی کوئی اصل ثابت نہیں، اوراس کو اتنا ضروری سمجھا جاتا ہے کہ گھر میں دین کا کوئی دوسرا کام ہو، یا نہ ہو لیکن کونڈے ضرور ہوں گے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں ذرا مزہ اور لذت آتی ہے، اور ہماری قوم لذت اور مزہ کی خوگر ہے، کوئی میلہ ٹھیلہ ہونا چاہئے اور کوئی حظِّ نفس (نفس کے مزہ) کا سامان ہونا چاہئے۔ اور ہوتا یہ ہے کہ جناب! پوریاں پک رہی ہیں، حلوہ پک رہا ہے، اور اِدھر سے اُدھر جارہی ہیں، اور اُدھر سے اِدھر آرہی ہیں اور ایک میلہ لگا ہوا ہے، تو چونکہ یہ بڑے مزے کا کام ہے، اس واسطے شیطان نے اس میں مشغول کردیا کہ نماز پڑھو یا نہ پڑھو، وہ کوئی ضروری نہیں، مگر یہ کام ضرور ہونا چاہئے، بھائی! ان چیزوں نے ہماری امت کو خرافات میں مبتلا کردیا ہے۔ ؎

حقیقت روایات میں کھوگئی　　　　یہ امت خرافات میں کھوگئی

اس قسم کی چیزوں کو لازمی سمجھ لیا گیا اور حقیقی چیزیں پس پشت ڈال دی گئیں۔ اس کے بارے میں رفتہ رفتہ اپنے بھائیوں کو سمجھانے کی ضرورت ہے، اس لئے کہ بہت سے لوگ صرف ناواقفیت کی وجہ سے کرتے ہیں، ان کے دلوں میں کوئی عناد نہیں ہوتا، لیکن دین سے واقف نہیں، ان بیچاروں کو اس کے بارے میں پتہ نہیں

ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ جس طرح عیدُ الاضحیٰ کے موقع پر قربانی ہوتی ہے، اور گوشت اِدھر سے اُدھر جاتا ہے، یہ بھی قربانی کی طرح کوئی ضروری چیز ہوگی، اور قرآن وحدیث سے اس کا بھی کوئی ثبوت ہوگا، اس لئے ایسے لوگوں کو محبت، پیار اور شفقت سے سمجھایا جائے، اور ایسی تقریبات میں خود شریک ہونے سے پرہیز کیا جائے (اصلاحی خطبات ج۱ص۵۴، ۵۵، بعنوان ''وعظ: ماہِ رجب چند غلط فہمیوں کا ازالہ'' مطبوعہ: میمن اسلامک پبلشرز، کراچی، اشاعتِ اول: مئی ۱۹۹۳ء)

امام جعفر صادق کا تعارف

حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ اسلام کی عظیم شخصیت ہیں اور کونڈوں جیسی رسم سے بالکل بری ہیں، آپ سنہ اسّی (80) ہجری میں مدینہ میں پیدا ہوئے۔

آپ کا نام ''جعفر'' اور آپ کی کنیت ''ابوعبداللہ'' اور آپ کا لقب ''صادق'' ہے۔

آپ کا شمار تابعین میں ہوتا ہے، کئی روایات بھی آپ سے مروی ہیں، فضل وکمال کے لحاظ سے آپ اپنے وقت کے امام ہیں، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ جیسے حضرات آپ کے شاگرد ہیں۔

آپ کا نسب نامہ یہ ہے، جعفر بن محمد بن علی بن حسن بن علی بن ابی طالب، اس طرح آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں، آپ کی والدہ ماجدہ ''اِمِ فروہ'' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے قاسم بن محمد کی بیٹی تھیں۔

نانہالی شجرہ یہ ہے ام فروہ، بنتِ اسماء، بنتِ عبدالرحمٰن، بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، اس طرح حضرت جعفر صادق کی رگوں میں دوطرف سے صدیقی خون بھی شامل تھا۔

اور اسی وجہ سے آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے انتہائی محبت رکھتے تھے، اور حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہنے والوں پر غیظ وغضب کا اظہار فرماتے تھے۔

چنانچہ علامہ ذھبی رحمہ اللہ آپ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

وَأُمُّهُ :هِيَ أُمُّ فَرْوَةَ بِنْتُ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ التَّيْمِيّ. وَأُمُّهَا :هِيَ أَسْمَاءُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ، وَلِهٰذَا كَانَ يَقُوْلُ :وَلَدَنِيْ أَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ مَرَّتَيْنِ .وَكَانَ يَغْضَبُ مِنَ الرَّافِضَةِ، وَيَمْقُتُهُمْ إِذَا عَلِمَ أَنَّهُمْ يَتَعَرَّضُوْنَ لِجَدِّهِ أَبِيْ بَكْرٍ ظَاهِراً وَّبَاطِناً، هٰذَا لَا رَيْبَ فِيْهِ، وَلٰكِنَّ الرَّافِضَةَ قَوْمٌ جَهَلَةٌ، قَدْ هَوٰى بِهِمُ الْهَوٰى فِي الْهَاوِيَةِ، فَبُعْداً لَّهُمْ (سير أعلام النبلاء ،للذهبي ج٦ ص٢٥٥، الطبقة الخامسة، تحت ترجمة "جعفر بن محمد بن على القرشي الهاشمي" رقم الترجمة ١١٧)

ترجمہ: اورآپ کی والدہ امِ فروہ ہیں، جو کہ قاسم بن محمد بن ابی بکر تیمی کی بیٹی ہیں، اور آپ کی والدہ کی والدہ اسماء بنتِ عبدالرحمٰن بن ابی بکر ہیں، اوراسی وجہ سے حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ: مجھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دومرتبہ جنم دیا ہے، اورآپ رافضیوں پرغصہ ہوتے تھے، اوران سے ناراض ہوتے تھے، جب انہیں یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ آپ کے دادا حضرت ابوبکر کی ظاہراً اور باطناً تنقیص کرتے ہیں، اس بارے میں کوئی شک نہیں، لیکن رافضی جاہل لوگ ہیں، ان کوخواہشات نے گمراہی میں ڈال دیا ہے، پس ان کا ناس ہو (سیراعلام النبلاء)

شیخین کے متعلق جعفر صادق کا موقف

حضرت سالم بن ابی حفصہ سے روایت ہے کہ:

سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرَ وَّابْنَهُ جَعْفَراً عَنْ أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ، فَقَالَ :يَا سَالِمُ ! تَوَلَّهُمَا، وَابْرَأْ مِنْ عَدُوِّهِمَا، فَإِنَّهُمَا كَانَا إِمَامَيْ هُدًى.

ثُمَّ قَالَ جَعْفَرُ :يَا سَالِمُ !أَيَسُبُّ الرَّجُلُ جَدَّهُ، أَبُوْ بَكْرٍ جَدِّيْ، لَا نَالَتْنِيْ شَفَاعَةُ مُحَمَّدٍ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنْ لَّمْ أَكُنْ

أَتَوَلَّاهُمَا، وَأَبرأُ مِنْ عَدُوِّهِمَا (سير أعلام النبلاء ،للذهبی ،ج٦ص٢٥٨،٢٥٩، الطبقة الخامسة، تحت ترجمة "جعفر بن محمد بن علی القرشی الهاشمی" رقم الترجمة ١١٧)

ترجمہ: میں نے حضرت ابو جعفر، اور آپ کے بیٹے حضرت جعفر سے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں رائے معلوم کی، تو انہوں نے فرمایا کہ اے سالم! ان سے محبت رکھئے، اور ان کے دشمنوں سے برأت ظاہر کیجئے، کیونکہ یہ دونوں ہدایت یافتہ امام ہیں، پھر حضرت جعفر نے فرمایا کہ اے سالم! کیا آدمی، اپنے دادا کو برا کہہ سکتا ہے، حضرت ابو بکر میرے دادا ہیں، اگر میں ان سے محبت نہیں رکھوں گا، اور ان کے دشمنوں سے برأت ظاہر نہیں کروں گا، تو مجھے قیامت کے دن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت حاصل نہیں ہوگی (سیر أعلام النبلاء)

حضرت عبدالجبار بن عباس ہمدانی سے روایت ہے کہ حضرت جعفر بن محمد رحمہ اللہ نے ان سے فرمایا کہ:

مَنْ زَعَمَ أَنِّيْ إِمَامٌ مَعصُومٌ، مُفتَرَضُ الطَّاعَةِ، فَأَنَا مِنْهُ بَرِيْءٌ، وَمَنْ زَعَمَ أَنِّيْ أَبْرَأُ مِنْ أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ، فَأَنَا مِنْهُ بَرِيْءٌ (سير اعلام النبلاء، ج٦ ص ٢٥٩،، الطبقة الخامسة)

ترجمہ: جو شخص یہ گمان کرتا ہے کہ میں امامِ معصوم ہوں، اور میری اطاعت فرض کی گئی ہے، تو میں ایسا گمان کرنے والے سے بری ہوں، اور جو شخص یہ گمان کرتا ہے کہ میں حضرت ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما سے بری ہوں، تو میں ایسا گمان کرنے والے سے بری ہوں (سیر أعلام النبلاء)

حضرت حنان بن سدیر سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ، وَسُئِلَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، فَقَالَ: إِنَّكَ تَسْأَلُنِيْ عَنْ رَجُلَيْنِ قَدْ أَكَلَا مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّةِ (سير أعلام النبلاء ،للذهبی ،ج٦ ص ٢٥٩، الطبقة الخامسة)

ترجمہ: میں نے حضرت جعفر بن محمد سے سنا، جب ان سے حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں سوال کیا گیا، انہوں نے جواب میں فرمایا کہ آپ مجھ سے دو ایسی شخصیتوں کے بارے میں سوال کرتے ہیں، جو جنت کے پھل کھا رہے ہیں (سیر أعلام النبلاء)

حضرت عمرو بن قیس ملائی سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ جَعْفَرَ بنَ مُحَمَّدٍ يَقُولُ: بَرِءَ اللّٰهُ مِمَّنْ تَبَرَّأَ مِنْ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ (سير أعلام النبلاء ،للذهبى ،ج٦ص ٢٦٠، الطبقة الخامسة)

ترجمہ: میں نے حضرت جعفر بن محمد سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص سے بری ہے، جو ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما پر تبری کرتا ہو (سیر أعلام النبلاء)

اس قسم کی روایات نقل کرنے کے بعد علامہ ذھبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

قُلْتُ: هٰذَا الْقَوْلُ مُتَوَاتِرٌ عَنْ جَعْفَرَ الصَّادِقِ، وَأَشْهَدُ بِاللّٰهِ إِنَّهُ لَبَارٌّ فِي قَوْلِهٖ، غَيْرُ مُنَافِقٍ لِأَحَدٍ، فَقَبَّحَ اللّٰهُ الرَّافِضَةَ (سير أعلام النبلاء ،للذهبى ، ج٦ص ٢٦٠، الطبقة الخامسة)

ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ حضرت جعفر صادق سے یہ بات تواتر ویقین کے ساتھ مروی ہے، اور میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ حضرت جعفر صادق کسی کو منافق قرار دینے سے بری ہیں، پس اللہ تعالیٰ رافضیوں کا برا کرے (جو یہ خیال کرتے ہیں) (سیر أعلام النبلاء) [1]

---

[1] جعفر بن محمد بن على القرشى الهاشمى (ع)ابن الشهيد أبى عبد الله ريحانة النبى -صلى الله عليه وسلم -وسبطه ومحبوبه الحسين بن أمير المؤمنين أبى الحسن على بن أبى طالب عبد مناف بن شيبة، وهو عبد المطلب بن هاشم، واسمه :عمرو بن عبد مناف بن قصى.الإمام، الصادق، شيخ بنى هاشم، أبو عبد الله القرشى، الهاشمى، العلوى، النبوى، المدنى، أحد الأعلام.وأمه :هى أم فروة بنت القاسم بن محمد بن أبى بكر التيمى.وأمها :هى أسماء بنت عبد الرحمن بن أبى بكر،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ ایک سو اڑتالیس ہجری میں فوت ہوئے، اور اس وقت آپ کی عمر اڑسٹھ سال تھی، اور آپ مدینہ منورہ کے قبرستان بقیع میں دفن کئے گئے، جہاں آپ کے والد

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ولهذا كان يقول :ولدني أبو بكر الصديق مرتين.وكان يغضب من الرافضة، ويمقتهم إذا علم أنهم يتعرضون لجده أبي بكر ظاهرا وباطنا، هذا لا ريب فيه، ولكن الرافضة قوم جهلة، قد هوى بهم الهوى في الهاوية، فبعدا لهم.ولد :سنة ثمانين.ورأى بعض الصحابة، أحسبه رأى :أنس بن مالك، وسهل بن سعد............علي بن الجعد :عن زهير بن معاوية، قال :قال أبي لجعفر بن محمد :إن لي جارا يزعم أنك تبرأ من أبي بكر وعمر.فقال جعفر :برء الله من جارك، والله إني لأرجو أن ينفعني الله بقرابتي من أبي بكر، ولقد اشتكيت شكاية، فأوصيت إلى خالي عبد الرحمن بن القاسم.قال ابن عيينة :حدثونا عن جعفر بن محمد، ولم أسمعه منه، قال :كان آل أبي بكر يدعون على عهد رسول الله -صلى الله عليه وسلم -آل رسول الله -صلى الله عليه وسلم.-وروى :ابن أبي عمر العدني، وغيره، عن جعفر بن محمد، عن أبيه، نحو ذلك.محمد بن فضيل :عن سالم بن أبي حفصة، قال :سألت أبا جعفر وابنه جعفرا عن أبي بكر وعمر، فقال :يا سالم !تولهما، وابرأ من عدوهما، فإنهما كانا إمامي هدى.ثم قال جعفر :يا سالم !أيسب الرجل جده، أبو بكر جدي، لا نالتني شفاعة محمد -صلى الله عليه وسلم -يوم القيامة إن لم أكن أتولاهما، وأبرأ من عدوهما. وقال حفص بن غياث :سمعت جعفر بن محمد، يقول :ما أرجو من شفاعة علي شيئا، إلا وأنا أرجو من شفاعة أبي بكر مثله، لقد ولدني مرتين.كتب إلي عبد المنعم بن يحيى الزهري، وطائفة، قالوا :أنبأنا داود بن أحمد، أنبأنا محمد بن عمر القاضي، أنبأنا عبد الصمد بن علي، أنبأنا أبو الحسن الدارقطني، حدثنا أحمد بن محمد بن إسماعيل الأدمي، حدثنا محمد بن الحسين الحنيني، حدثنا مخلد بن أبي قريش الطحان، حدثنا عبد الجبار بن العباس الهمداني :أن جعفر بن محمد أتاهم وهم يريدون أن يرتحلوا من المدينة، فقال :إنكم -إن شاء الله -من صالحي أهل مصركم، فأبلغوهمعني : من زعم أني إمام معصوم، مفترض الطاعة، فأنا منه بريء، ومن زعم أني أبرأ من أبي بكر وعمر، فأنا منه بريء.وبه :عن الدارقطني، حدثنا إسماعيل الصفار، حدثنا أبو يحيى جعفر بن محمد الرازي، حدثنا علي بن محمد الطنافسي، حدثنا حنان بن سدير، سمعت جعفر بن محمد، وسئل عن أبي بكر وعمر، فقال :إنك تسألني عن رجلين قد أكلا من ثمار الجنة وبه :حدثنا الحسين بن إسماعيل، حدثنا محمود بن خداش، حدثنا أسباط بن محمد، حدثنا عمرو بن قيس الملائي، سمعت جعفر بن محمد يقول :برء الله ممن تبرأ من أبي بكر وعمر.قلت :هذا القول متواتر عن جعفر الصادق، وأشهد بالله إنه لبار في قوله، غير منافق لأحد، فقبح الله الرافضة (سير أعلام النبلاء ،للذهبي ج٦ص ٢٥٥ الی ٢٦٠، ملخصاً، الطبقة الخامسة، تحت ترجمة "جعفر بن محمد بن علي القرشي الهاشمي" رقم الترجمة ١١٧)

اوردادا علی زین العابدین کی بھی قبر ہے۔ [1]

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تاریخِ وفات

ملحوظ رہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تاریخِ وفات میں کئی اقوال ہیں، البتہ برصغیر پاک وہند میں اوربطورِ خاص شیعہ حلقوں میں 22 / رجب ہی زیادہ مشہور ہے، اورکئی مورخین نے آپ کی تاریخِ وفات 22 / رجب ہی ذکر کی ہے۔ [2]

---

[1] ومن أهل المدينة:
الإمام جعفر بن محمد الصادق، وكان يسأله ويطارحه وهو تابعي من أكابر أهل البيت، وروى عن أبيه محمد الباقر وغيره، سمع من الأئمة الأعلام نحو:
يحيى بن سعيد، ابن جريج، ومالك بن أنس، والثورى، وابن عيينة، وكذا أبو حنيفة كما ذكره (صاحب المشكاة فى أسماء رجاله) فيكون من رواية الأقران، ولد سنة ثمانين ومات سنة ثمان وأربعين ومئة، وهو ابن ثمان وستين ودفن فى البقيع فى قبر فيه أبوه وجده على زين العابدين (الأثمار الجنية فى أسماء الحنفية لمنلا على القارى، ج ا ص ۲۷۸، فصل فى ذكر بقية أصحاب الإمام من طوائف الأنام رحمهم الله تعالى، الناشر: مركز البحوث والدراسات الإسلامية بـ ديوان الوقف السنى – العراق، الطبعة: الأولى، ۱۴۳۰ هـ – ۲۰۰۹ م)

[2] حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تاریخِ وفات میں اختلاف ہونے سے کونڈوں کی مروّجہ رسم کی شرعی حیثیت اوراس رسم کے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خوشی میں ایجاد ہونے پر کوئی فرق واقع نہیں ہوتا۔
کیونکہ اولاً تو مشہور تاریخِ وفات 22 / رجب ہی ہے، خصوصاً ان لوگوں کے سلسلہ میں جن کی طرف کونڈوں کی رسم ایجاد کرنے کی نسبت ہے یعنی اہلِ روافض۔
دوسرے جب تاریخ سے اس رسم کی نسبت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی طرف ثابت ہوجائے تو تاریخِ وفات کی مختلف ہونے سے اس نسبت میں کوئی خلل نہیں آتا، اس بنیاد پر جس تاریخ میں بھی مذکورہ رسم انجام دی جائے گی اس کے ناجائز ہونے میں کوئی شبہ نہ ہوگا۔
تیسرے اہلِ بدعت واہلِ باطل اپنی اس قسم کی کسی بھی رسم کے لئے کسی نہ کسی قول کو تو لیتے ہی ہیں، اگرکوئی دوسرا قول لے لیا جاتا تب بھی یہ شبہ ہوسکتا تھا۔
اوراگراس تمام تفصیل سے قطع نظر کرلی جائے اورکہاجائے کہ کونڈوں کی مروّجہ رسم کا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خوشی سے کوئی تعلق نہیں اوربالفرض اس مہینہ میں حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ کی ولادت وغیرہ بھی ثابت ہوجائے، یااس رسم کی نسبت کسی طرح سے حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ کی طرف مان لی جائے کہ اس رسم میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف نسبت نہیں کی جاتی، بلکہ حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ کی طرف نسبت کرکے اوران کے نام سے یہ رسم انجام

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں، اور کسی صحابی سے بغض رکھنا، یا اس کی شان میں گستاخی کرنا سخت گناہ کی بات ہے۔

احادیث میں اس کی ممانعت اور اس پر سخت وعید آئی ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

دی جاتی ہے تب بھی اس رسم کے ناجائز ہونے میں کوئی شبہ نہ ہوگا، کیونکہ اس رسم کے ناجائز ہونے کی بنیاد صرف حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات سے تعلق ہونا ہی نہیں ہے، بلکہ اس میں اور بھی اعتقادی وعملی خرابیاں ہیں۔

لہٰذا اس کے باوجود بھی یہ رسم ناجائز ٹھہرتی ہے، اور ایمان کے خطرہ کا بھی باعث ہے، کیونکہ اس رسم میں ایک غرض غیرُ اللہ کو نفع نقصان کا مالک ومختار سمجھنے اور اس کھانے سے غیرُ اللہ کا تقرب حاصل کرنا ہوتی ہے، اور اگر کسی کا یہ فاسد نظریہ وعقیدہ نہ بھی ہو، تب بھی اس کا بدعت ہونا برقرار رہتا ہے، جو کہ اس رسم کے ناجائز ہونے کے لئے کافی ہے۔

مات معاوية بدمشق يوم الخميس لثمان بقين من رجب (تاريخ خليفه بن خياط ج ا ص ٢٢٦، سنة تسع وخمسين، وفاة معاوية بن أبى سفيان)

ومات يوم الخميس لثمان بقين من رجب(تاريخ دمشق لابنِ عساكر ،ج٥٩ص ٦٠، تحت ترجمة "معاوية بن صخر أبى سفيان بن حرب" رقم الترجمة ٧٥١٠)

وفى هذه السنة مات معاوية بن أبى سفيان أبو عبد الرحمن فى يوم الخميس بثمان بقين من رجب وهو ابن ثمان وسبعين سنة(تاريخ مولد العلماء ووفياتهم،لمحمد بن عبد الله بن أحمد بن سليمان بن زبر الربعى، ج ا ص١٦٧، سنة ستين)

وبقى معاوية فى إمارته تلك إلى أن مات يوم الخميس لثمان بقين من رجب سنة ستين وقد قيل إن معاوية مات للنصف من رجب من هذه السنة وكان له يوم توفى ثمان وسبعون سنة(كتاب الثقات، لابن حبان، ج٢ص٣٠٥،٣٠٦، السنة السابعة من الهجرة، ذكر البيان بان من ذكرناهم كانوا خلفاء ومن بعدهم كانوا ملوكا)

معاوية بن أبى سفيان واسم أبى سفيان صخر بن حرب بن أمية بن عبد شمس بن عبد مناف وهو أخو يزيد أبو عبد الرحمن القرشى الأموى نزل الشام وأمه هند بنت عتبة بن ربيعة بن عبد شمس أخرج البخارى فى الحج والعلم وغير موضع عن بن عباس وحميد بن عبد الرحمن وعمير بن هانء وحمدان بن أبان عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم قال عمرو بن على ولى معاوية يوم الإثنين لخمس بقين من ربيع الأول سنة إحدى وأربعين فملك معاوية سبع عشرة سنة وثلاثة أشهر واثنين وعشرين ليلة وتوفى يوم الخميس لثمان بقين من رجب سنة ستين وهو بن ثمان وسبعين سنة (التعديل والتجريح لمن خرج عنه البخارى فى الجامع الصحيح لأبى الوليدالباجى المالكى، ج٢ص٧١٤، تحت رقم الترجمة ٦٢٥، باب معاوية)

وفى هذه السنة هلك معاوية بن أبى سفيان بدمشق، فاختلف فى وقت وفاته بعد إجماع جميعهم على أن هلاكه كان فى سنة ستين من الهجره وفى رجب منها، فقال هشام بن محمد: مات معاوية لهلال رجب من سنة ستين.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

شیخین کے متعلق عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی حدیث

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَعَثَهُ عَلٰى جَيْشِ ذَاتِ السُّلاَسِلِ، فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: عَائِشَةُ، فَقُلْتُ: مِنَ الرِّجَالِ؟ فَقَالَ: أَبُوهَا، قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ فَعَدَّ رِجَالًا (بخاری، رقم الحديث ٣٦٦٢، كتاب فضائل الصحابة، باب: قول النبی صلی الله عليه وسلم: لو كنت متخذا خليلا)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ذاتِ سلاسل لشکر میں عمرو بن عاص کو بھیجا، عمرو کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، پس میں نے عرض کیا کہ آپ کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عائشہ، میں نے کہا کہ مَردوں میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عائشہ کے والد (یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) میں نے عرض کیا کہ پھر کون زیادہ محبوب ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمر بن خطاب، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چند اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے نام لیے (بخاری)

شانِ صحابہ پر عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کی حدیث

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ وقال الواقدی: مات معاوية للنصف من رجب.

وقال علی بن محمد: مات معاوية بدمشق سنة ستين يوم الخميس لثمان بقين من رجب، حدثنی بذلك الحارث عنه (تاريخ الطبری، ج۵ص ۳۲۳، ۳۲۴، سنة ستين، ذكر وفاه معاوية بن أبی سفيان)

واتفقوا على أنه توفی بدمشق، ثم المشهور أنه توفی يوم الخميس لثمان بقين من رجب، وقيل: لنصف رجب سنة ستين من الهجرة، وقيل: سنة تسع وخمسين وهو ابن اثنين وثمانين سنة، وقيل: ثمان وسبعين سنة، وقيل: ست وثمانين (تهذيب الأسماء واللغات للنووی، ج۲ص ۱۰۳، حرف الميم، تحت ترجمة "معاوية بن أبی سفيان" رقم الترجمة ۵۸۸)

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِیْ أَصْحَابِیْ لَا تَتَّخِذُوْھُمْ غَرَضًا بَعْدِیْ فَمَنْ أَحَبَّھُمْ فَبِحُبِّیْ أَحَبَّھُمْ وَمَنْ أَبْغَضَھُمْ فَبِبُغْضِیْ أَبْغَضَھُمْ وَمَنْ آذَاھُمْ فَقَدْ آذَانِیْ وَمَنْ آذَانِیْ فَقَدْ آذَی اللّٰہَ وَمَنْ آذَی اللّٰہَ فَیُوشِکُ أَنْ یَّأْخُذَہٗ (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۳۸۶۲، کتاب المناقب، باب فیمن سب أصحاب النبی ﷺ، مسند احمد رقم الحدیث ۱۶۸۰۳)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو، میرے بعد انہیں (اعتراضات کا) نشانہ مت بنانا، کیونکہ جس نے ان سے سے محبت کی، تو میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا، تو میرے بغض کی وجہ سے، ان سے بغض رکھا اور جس نے ان کو ایذاء پہنچائی، اس نے مجھے ایذاء پہنچائی اور جس نے مجھے ایذاء پہنچائی، اس نے اللہ کو ایذاء پہنچائی اور جو اللہ کو ایذاء پہنچانا چاہتا ہے، تو قریب ہے کہ اللہ اس کو عذاب میں پکڑے گا (ترمذی، مسند احمد)

اس حدیث کو سند کے اعتبار سے بعض محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ [1]
لیکن بعض حضرات نے اس حدیث کے مضمون کو صحیح قرار دیا ہے۔ [2]

---

[1] قال الترمذی: ھذا حدیث غریب، لا نعرفه إلا من ھذا الوجه(حواله بالا)
وقال شعیب الارنؤوط:إسناده ضعیف، عبد الله بن عبد الرحمن، مختلف فی اسمه، فیقال :عبد الرحمن بن زیاد -قال البخاری :وفیه نظر -ویقال :عبد الرحمن بن عبد الله، انفرد بالروایة عنه عبیدة بن أبی رائطة، ولم یؤثر توثیقه عن غیر ابن حبان، وقال ابن معین :لا أعرفه، وکذلک قال الذھبی فی "المیزان :"لا یعرف(حاشیة مسند احمد)

[2] قال أبو العباس أحمد بن عمر بن إبراھیم القرطبی:
وھذا الحدیث، وإن کان غریب السند فھو صحیح المتن، لأنه معضود بما قدمناه من الکتاب وصحیح السنة وبالمعلوم من دین الأمة، إذ لا خلاف فی وجوب احترامھم، وتحریم سبھم(المفھم لما اشکل من تلخیص کتاب مسلم، ج۶ص۴۹۳، کتاب النبوات وفضائل نبینا محمد صلی الله علیه وسلم،باب :وجوب احترام أصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم)

www.idaraghufran.org

جبکہ بعض حضرات نے مذکورہ حدیث کو سند کے لحاظ سے حسن قرار دیا ہے۔ [1]

ابوسعید خدری اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی حدیث

حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوْا أَصْحَابِيْ فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيْفَهٗ(صحیح البخاری ،رقم الحدیث٣٦٧٣، کتاب المناقب،باب قول النبی صلی الله علیه وسلم لو کنت متخذا خلیلا)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میرے صحابۂ کرام کو برا بھلا مت کہو، کیونکہ اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا بھی (اللہ کے راستے میں) خرچ کردے، تو (اس کا ثواب) میرے صحابہ میں سے کسی کے ایک مُد (تقریباً آدھا کلو) اور نصف مُد (تقریباً ایک پاؤ) کے برابر نہیں پہنچ سکتا (بخاری)

---

[1] أخبرنا أبو یعلی، حدثنا زکریا بن یحیی زحمویه، حدثنا إبراهیم بن سعد، حدثنی عبیدة بن أبی رائطة، عن عبد الله بن عبد الرحمن ،عن عبد الله بن المغفل قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: "الله الله فی أصحابی، لا تتخذوهم غرضا، من أحبهم، فبحبی أحبهم ومن أبغضهم، فببغضی أبغضهم، ومن آذاهم، فقد آذانی، ومن آذانی، فقد آذی الله، ومن آذی الله، یوشک أن یأخذه "(موارد الظمآن إلی زوائد ابن حبان، رقم الحدیث ٢٢٨٤، کتاب المناقب،باب فضل أصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم من بعدهم)

قال حسین سلیم اسد الدارانی:

إسناده حسن، عبد الله بن عبد الرحمن ترجمه البخاری فی الکبیر 131 /5ولم یورد فیه جرحاً ولا تعدیلاً، وتبعه علی ذلک ابن أبی حاتم فی "الجرح والتعدیل 94 /5 "، وقد روی عنه أکثر من واحد، وذکره ابن حبان فی الثقات 17 /5، وحسن الترمذی حدیثه.

والحدیث فی الإحسان 189 /9برقم (7212) وعنده أکثر من تحریف (حاشیة موارد الظمآن)

www.idaraghufran.org

ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

لَا تَسُبُّوْا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمُقَامُ أَحَدِهِمْ سَاعَةً خَيْرٌ مِنْ عَمَلِ أَحَدِكُمْ عُمُرَهُ (سنن ابنِ ماجه،رقم الحديث ۱۶۲،ابواب السنة، باب فی فضائل أصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم، فضائل الصحابة) ؎۱

ترجمہ: محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام کو برا بھلا مت کہو، کیونکہ ان میں سے کسی کا ایک لمحہ کے لئے قیام کرنا، تم میں سے کسی کے پوری عمر عمل کرنے سے زیادہ بہتر ہے (ابنِ ماجہ)

عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

لَا تَسُبُّوْا أَصْحَابِيْ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ سَبَّ أَصْحَابِيْ (المعجم الاوسط،للطبرانی رقم الحديث ۴۷۷۱، باب العين) ؎۲

ترجمہ: تم میرے صحابہ کو برا بھلا مت کہو، جو میرے صحابہ کو برا بھلا کہتا ہے، اس پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے (طبرانی)

؎۱ قال شعيب الارنؤوط: اسناده قوی (حاشية ابنِ ماجه)
وقال البوصيری الكنانی: رواه مسدد موقوفا بسند صحيح (إتحاف الخيرة المهرة بزوائد المسانيد العشرة، كتاب المناقب، باب ما جاء فيمن صحب النبی صلی الله عليه وسلم)
وقال الكنانی: هذا إسناد صحيح رجاله ثقات والطريق الأول رواه مسدد فی مسنده عن يحيى القطان عن سفيان عن نسير فذكره بإسناده ومتنه (مصباح الزجاجة للكنانی، ج ۱ ص ۲۴، كتاب اتباع السنة، باب فضل الانصار)

؎۲ قال الهيثمی: رواه الطبرانی فی الأوسط، ورجاله رجال الصحيح غير علی بن سهل، وهو ثقة (مجمع الزوائد،رقم الحديث ۱۶۴۲۹، باب ما جاء فی حق الصحابة رضی الله عنهم والزجر عن سبهم)

حذیفہ اور ابنِ مسعود رضی اللہ عنہما کی حدیث

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم: اقْتَدُوْا بِاللَّذَیْنِ مِنْ بَعْدِیْ أَبِیْ بَکْرٍ، وَعُمَر (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۳۶۶۲، ابواب المناقب ، مسنداحمد، رقم الحدیث ۲۳۳۸۶) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد تم ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی اقتداء وپیروی کرنا (ترمذی)

اس طرح کی حدیث تھوڑے بہت اضافہ کے ساتھ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ [2]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

إِنَّ اللّٰہَ نَظَرَ فِیْ قُلُوْبِ الْعِبَادِ، فَوَجَدَ قَلْبَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرَ قُلُوْبِ الْعِبَادِ، فَاصْطَفَاہُ لِنَفْسِہٖ، فَابْتَعَثَہٗ بِرِسَالَتِہٖ، ثُمَّ نَظَرَ فِیْ قُلُوْبِ الْعِبَادِ بَعْدَ قَلْبِ مُحَمَّدٍ، فَوَجَدَ قُلُوْبَ أَصْحَابِہٖ خَیْرَ قُلُوْبِ الْعِبَادِ، فَجَعَلَھُمْ وُزَرَاءَ نَبِیِّہٖ، یُقَاتِلُوْنَ عَلٰی دِیْنِہٖ، فَمَا رَأٰی

---

[1] قال الترمذی: ھذا حدیث حسن.

وقال شعیب الارنؤوط:حدیث حسن بطرقہ وشواھدہ(حاشیة مسند احمد)

[2] عن ابن مسعود قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اقتدوا باللذین من بعدی من أصحابی: أبی بکر، وعمر .واھتدوا بھدی عمار، وتمسکوا بعھد ابن مسعود (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۳۸۰۵، ابواب المناقب، باب مناقب عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

قال الترمذی:ھذا حدیث غریب من ھذا الوجہ من حدیث ابن مسعود، لا نعرفہ إلا من حدیث یحیی بن سلمة بن کھیل.

ویحیی بن سلمة یضعف فی الحدیث، وأبو الزعراء اسمہ عبد اللہ بن ھانیء، وأبو الزعراء الذی روی عنہ شعبة والثوری وابن عیینة، اسمہ عمرو بن عمرو، وھو ابن أخی أبی الأحوص صاحب عبد اللہ بن مسعود.

الْـمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا، فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ، وَمَا رَأَوْا سَيِّئًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ سَيِّءٌ (مسند احمد، رقم الحديث ٣٦٠٠) [1]

ترجمہ: بے شک اللہ نے اپنے بندوں کے دلوں پر نظر فرمائی، تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو سب بندوں کے دلوں میں سب سے بہتر پایا، تو اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے لئے منتخب فرما لیا، اور انہیں اپنی مخصوص رسالت کے لئے مبعوث فرما دیا، پھر اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کے بعد دوسرے بندوں کے دلوں پر نظر ڈالی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام کے دلوں کو دوسرے بندوں کے دلوں میں سب سے بہتر پایا، تو اللہ نے ان کو اپنے نبی کے لیے وزیر بنا دیا، جو اس کے دین کے لئے قتال کرتے ہیں، پس مسلمان، جس چیز کو اچھا سمجھیں، وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہے، اور جس چیز کو برا سمجھیں، وہ اللہ کے نزدیک بھی بری ہے (مسند احمد)

اس طرح کا مضمون ایک اور سند سے بھی مروی ہے۔ [2]

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده حسن(حاشية مسند احمد)

[2] عن زر، عن عبد الله قال: ما رأى المسلمون حسنا فهو عند الله حسن، وما رآه المسلمون سيئا فهو عند الله سيء، وقد رأى الصحابة جميعا أن يستخلفوا أبا بكر رضى الله عنه(مستدرك حاكم، رقم الحديث ٤٤٦٥)

قال الحاكم: هذا حديث صحيح الإسناد، ولم يخرجاه، وله شاهد أصح منه إلا أن فيه إرسالا.

وقال الذهبي في التلخيص: صحيح.

عن عاصم، عن زر، عن عبد الله قال: إن الله عز وجل نظر في قلوب العباد بعد قلب محمد صلى الله عليه وسلم فوجد قلوب أصحابه خير قلوب العباد، فجعلهم وزرائه، يقاتلون على دينه، فما رأى المسلمون حسنا، فهو عند الله حسن، وما رأى المسلمون سيئا فهو عند الله سيء، وقد رأى أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم جميعا أن يستخلفوا أبا بكر "(فضائل الصحابة، لأحمد بن محمد بن حنبل ،رقم الحديث ٥٤١، فضائل أمير المؤمنين عمر بن الخطاب رضى الله عنه)

قال ابن مسعود -رضى الله عنه :ما رآه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن .والمراد بالمسلمين زبدتهم وعمدتهم، وهم العلماء بالكتاب والسنة، الأتقياء عن الحرام والشبهة، جعلنا الله منهم في الدنيا والآخرة(مرقاة المفاتيح، ج٣ص ١٠٣٣، كتاب الصلاة، باب التنظيف والتكبير)

شانِ معاویہ پر عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا وَاهْدِ بِهٖ (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۳۸۴۲، کتاب المناقب، باب مناقب معاویة بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ،مسند الشامیین للطبرانی رقم الحدیث ۳۳۴، معرفة الصحابة لابی نعیم رقم الحدیث ۴۶۳۴) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے اس طرح دعا فرمائی کہ اے اللہ! معاویہ کو ہدایت دینے والا اور ہدایت پانے والا بنادیجئے اور اس کے ذریعہ سے (لوگوں کو) ہدایت عطا فرمایئے (ترمذی)

اس حدیث کی سند معتبر ہے، بعض اہلِ علم حضرات نے اس حدیث کی سند کو دلائل کے ساتھ معتبر قرار دیا ہے۔ [2]

---

[1] قال الترمذی:هذا حدیث حسن غریب(حوالہ بالا، تحت رقم الحدیث ۳۸۴۲)

[2] اللهم اجعله هاديا مهديا واهده واهد به .يعني معاوية ."

أخرجه الترقفي في "حديثه(ق ۱/۴۵) "حدثنا أبو مسهر حدثنا سعيد بن عبد العزيز عن ربيعة بن يزيد عن عبد الرحمن بن أبي عميرة المزني – قال سعيد: وكان من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال في معاوية ...فذكره .ومن هذا الوجه أخرجه البخاري في "التاريخ(۴/۱/۲۷) "والترمذي(۲/۳۱۶ـ بولاق)وابن عساكر في "تاريخ دمشق (۱/ ۲/۱۳۳ و ۲/۲۴۳/۱۶) " وقال الترمذي: " حديث حسن غريب ."

وأقول: رجاله كلهم ثقات رجال مسلم، فكان حقه أن يصحح، فلعل الترمذي اقتصر على تحسينه لأن سعيد بن عبد العزيز كان قد اختلط قبل موته، كما قال أبو مسهر وابن معين، لكن الظاهر أن هذا الحديث تلقاه عنه أبو مسهر قبل اختلاطه، وإلا لم يروه عنه لو سمعه في حالة اختلاطه، لاسيما وقد قال أبو حاتم: " كان أبو مسهر يقدم سعيد بن عبد العزيز على الأوزاعي ."

قلت: أفتراه يقدمه على الإمام الأوزاعي وهو يروي عنه في اختلاطه؟ ! .وقد تابعه جمع:

۱ ـ : رواه ابن محمد الدمشقي أخبرنا سعيد أخبرنا ربيعة بن يزيد سمعت عبد الرحمن بن أبي عميرة المزني يقول: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول في معاوية بن أبي سفيان: فذكره. أخرجه البخاري في "التاريخ "وابن عساكر.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

عرباض بن ساریہ اور ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ:اَللّٰھُمَّ عَلِّمْ مُعَاوِیَۃَ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

۲ ـ :الوليد بن مسلم مقرونا بمحمد بن مروان – ولعله مروان بن محمد – قالا: أخبرنا سعيد بن عبد العزيز به مسلسلا بالسماع .أخرجه ابن عساكر، وأخرجه أحمد(۴/۲۱۶)عن الوليد وحده.
۳ـ :عمر بن عبد الواحد عن سعيد بن عبد العزيز به مسلسلا .أخرجه ابن عساكر.
۴ـ :محمد بن سليمان الحرانى: أخبرنا سعيد بن عبد العزيز به مصرحا بسماع عبد الرحمن بن أبى عميرة إياه من النبى صلى الله عليه وسلم .أخرجه ابن عساكر.
قلت: فهذه خمسة طرق عن سعيد بن عبد العزيز، وكلهم من ثقات الشاميين، ويبعد عادة أن يكونوا جميعا سمعوه منه بعد الاختلاط، وكأنه لذلک لم يعله الحافظ بالاختلاط، فقد قال فى ترجمة ابن أبى عميرة من "الإصابة" :"ليس للحديث علة إلا الاضطراب، فإن رواته ثقات، فقد رواه الوليد ابن مسلم وعمر بن عبد الواحد عن سعيد بن عبد العزيز مخالفا أبا مسهر فى شيخه، قالا: عن سعيد عن يونس بن ميسرة عن عبد الرحمن بن أبى عميرة أخرجه ابن شاهين من طريق محمود بن خالد عنهما، وكذا أخرجه ابن قانع من طريق زيد بن أبى الزرقاء عن الوليد بن مسلم ."
قلت: رواية الوليد هذه أخرجها ابن عساكر أيضا من طريق أخرى عنه، لكن قد تقدمت الرواية عنه وعن عمر بن عبد الواحد على وفق رواية أبى مسهر، فهى أرجح من روايتهما المخالفة لروايته، لاسيما وقد تابعه عليها مروان بن محمد الدمشقى ومحمد بن سليمان الحرانى كما تقدم، ولذلک قال الحافظ ابن عساكر: " وقول الجماعة هو الصواب ."وإذا كان الأمر كذلک، فالاضطراب الذى ادعاه الحافظ ابن حجر إن سلم به، فليس من النوع الذى يضعف الحديث به، لأن وجوه الاضطراب ليست متساوية القوة، كما يعلم ذلک الخبير بعلم مصطلح الحديث .وبالجملة، فاختلاط سعيد بن عبد العزيز لا يخدج أيضا فى صحة الحديث .وأما قول ابن عبد البر فى الحديث ورواية ابن أبى عميرة: " لا تصح صحبته، ولا يثبت إسناد حديثه ."فهو وإن أقره الحافظ عليه فى " التهذيب "فقد رده فى "الإصابة "أحسن الرد متعجبا منه، فقد ساق له فى ترجمته عدة أحاديث مصرحا فيها بالسماع من النبى صلى الله عليه وسلم، ثم قال: " وهذه الأحاديث، وإن كان لا يخلوا إسناد منها من مقال، فمجموعها يثبت لعبد الرحمن الصحبة، فعجب من قول ابن عبد البر (فذكره) ، وتعقبه ابن فتحون وقال: لا أدرى ما هذا؟ فقد رواه مروان بن محمد الطاطرى وأبو مسهر، كلاهما عن ربيعة بن يزيد أنه سمع عبد الرحمن بن أبى عميرة أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ." (قال الحافظ) : " وفات ابن فتحون أن يقول: هب أن هذا الحديث الذى أشار إليه

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

الْكِتَابَ والْحِسَابَ، وَقِهِ الْعَذَابَ (موارد الظمآن إلى زوائد ابن حبان، رقم الحديث ٢٢٧٨، كتاب المناقب، باب ما جاء في معاوية) ؎۱

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اے اللہ! معاویہ کو کتاب (یعنی قرآن مجید) اور حساب کا علم دیجئے اور ان کو (جہنم کے) عذاب سے بچا دیجئے (موارد)

یہ حدیث بھی سند کے اعتبار سے معتبر ہے، اور اس کو غیر معتبر کہنا درست نہیں۔ ؎۲

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ ابن عبد البر ظهرت له فيه علة الانقطاع، فما يصنع في بقية الأحاديث المصرحة بسماعه من النبي صلى الله عليه وسلم؟! فما الذي يصحح الصحبة زائدا على هذا، مع أنه ليس للحديث الأول علة إلا الاضطراب " ...إلخ كلامه المتقدم.

قلت: فلا جرم أن جزم بصحبته أبو حاتم وابن السكن، وذكره البخاري وابن سعد وابن البرقي وابن حبان وعبد الصمد بن سعيد في "الصحابة" وأبو الحسن بن سميع في الطبقة الأولى من "الصحابة" "الذين نزلوا حمص، كما في "الإصابة" لابن حجر، فالعجب منه كيف لم يذكر هذه الأقوال أو بعضها على الأقل في "التهذيب" وهو الأرجح، وذكر فيه قول ابن عبد البر المتقدم وهو المرجوح! وهذا مما يرشد الباحث إلى أن مجال الاستدراك عليه وعلى غيره من العلماء مفتوح على قاعدة: كم ترك الأول للآخر! . ومما يرجح هذا القول إخراج الإمام أحمد لهذا الحديث في "مسنده" كما تقدم، فإن ذلك يشعر العارف بأن ابن أبي عميرة صحابي عنده، وإلا لما أخرج له، لأنه يكون مرسلا لا مسندا .ثم إن للحديث طريقا أخرى، يرويه عمرو بن واقد عن يونس بن حلبس عن أبي إدريس الخولاني عن عمير بن سعد الأنصاري قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: فذكره.

أخرجه الترمذي وابن عساكر، وقال الترمذي: " حديث غريب، وعمرو بن واقد يضعف ."ثم رواه ابن عساكر عن الوليد بن سليمان عن عمر بن الخطاب مرفوعا به.

وقال: " الوليد بن سليمان لم يدرك عمر ."وبالجملة فالحديث صحيح، وهذه الطرق تزيده قوة على قوة (سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ١٩٦٩)

؎۱ قال حسين سليم اسد الداراني: إسناده حسن من أجل الحارث بن زياد، وقد فصلنا القول فيه عند الحديث المتقدم برقم (٨٨٢) وبينا أن يونس بن سيف الكلاعي ثقة عند هذا الحديث أيضاً (حاشية موارد الظمآن)

؎۲ قال الالباني:

(اللهم! علم معاوية الكتاب والحساب، وقه العذاب) .

روى من حديث العرباض بن سارية، وعبد الله بن عباس، وعبد الرحمن ابن أبي

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عميرةالمزنى، ومسلمة بن مخلد، ومرسل شريح بن عبيد، ومرسل حريز بن عثمان .١-
أما حديث العرباض؛ فيرويه يونس بن سيف عن الحارث بن زياد عن أبى رهم السمعى عن العرباض بن سارية السلمى قال: سمعت رسول الله – صلى الله عليه وسلم – يقول: ... فذكره .
أخرجه ابن خزيمة فى "صحيحه(١٩٣٨) "وابن حبان(٢٧٨٢)وأحمد(١٢٧/٤)وفى "فضائل الصحابة(١٧٤٨) "والبزار(٢٧٢٣)والفسوى فى "التاريخ(٣٤٥/٢) "والحسن بن عرفة فى "جزئه(١٢٢/٦١) "والطبرانى فى "المعجم الكبير(٢٢٨/٢٥١/١٨) " وابن عدى فى "الكامل (٤٠٦/٦)"ومن المخطوطات: أبو القاسم الكتانى فى "جزء من حديثه(ق٤/٢) "وفى مجلس البطاقة "أيضا (ق ١٨٨/١)وا بن بشران فى "الأمالى(ق ١٤/١) "وابن حمصة فى "جزء البطاقة (ق٤٠/٢)"وأبو طاهر الأنبارى فى "مشيخته(ق ١٤٩/١) " وابن عساكرفى"تاريخ دمشق (٦١/ ٦٨٢ و٦٨٣)"وأبو موسى المدينى فى "جزء من الأمالى(ق ٢/١) "كلهم عن يونس به.
قلت: وهذا إسناد حسن فى الشواهد، رجاله ثقات, غير الحارث بن زياد؛ فإنه مجهول لم يوثقه غير ابن حبان، ولم يذكر له راويا غير يونس هذا، وعليه؛ فقول الحافظ فيه: "لين الحديث !" ليس على الجادة.
ثم إنه ليس يخفى أن إخراج ابن خزيمة لحديثه فى "الصحيح "يعنى أنه ثقة عنده، إلا أنه قد عرف بالتساهل فى التصحيح والتوثيق– كتلميذه ابن حبان–، فلا أقل من أن يصلح للاستشهاد به، وهذا هو الذى مال إليه من قوى هذا الحديث كما يأتى.
ومع هذا؛ فقد خفى توثيق ابن حبان المذكور على الهيثمى، فقال فى "مجمع الزوا ئد(٣٥٦/٩) " "رواه البزار وأحمد– فى حديث طويل– والطبرانى، وفيه الحارث بن زياد؛ولم أجد من وثقه، ولم يرو عنه غير يونس بن سيف، وبقية رجاله ثقات، وفى بعضهم خلاف ."............
وأما حديث عبد الرحمن بن أبى عميرة المزنى؛ فيرويه سعيد بن عبد العزيز عن ربيعة بن يزيد عنه به .أخرجه البخارى فى "التاريخ(٣٢٧/١/٤) "وابن عساكر(٦٨٤/١٦ ـ ٦٨٦)والذهبى فى "السير (٣٨/٨)"
قلت: وهذا إسناد جيد عندى، وشاهد قوى، رجاله ثقات رجال مسلم؛ غير ابن أبى عميرة؛ وهو صحابى كما جاء مصرحا به فى بعض الطرق، وبلفظ: " اللهم! اجعله هاديا مهديا، واهده، واهد به ."وقد تقدم تخريجه برقم(١٩٦٩)وحسنه الترمذى كما ذكرت ثمة؛ وكذلك حسنه الجوزقانى فى كتابه "الأباطيل(١٩٣/١) "

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اس طرح کی حدیث حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ ؎۱

مسلمہ بن مخلد کی مرسل حدیث

حضرت مسلمہ بن مخلد سے مرسلاً روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقد أعل حديث الترجمة- من رواية ابن أبي عميرة- المعلق على "الإحسان (١٦/١٩٣)"بقوله: "ورجاله ثقات إلا أن سعيد بن عبد العزيز قد اختلط !" وقد غفل- كما هو شأن كل كاتب- أو تغافل عن كون الراوى لهذا الحديث عن سعيد إنما هو أبو مسهر- واسمه عبد الأعلى بن مسهر-، وأنه هو الذى رماه بالاختلاط، وأنه يستبعد منه- لفضله- أن يحدث عنه فيما سمعه منه فى حال اختلاطه، كما كنت ذكرت ذلک فيما تقدم.

وأضيف الآن فأقول:

وإن مما يؤيد ذلک: أن الإمام مسلما قد احتج فى "صحيحه "برواية أبى مسهر عن سعيد بن عبد العزيز عن ربيعة بن يزيد، كما فى "تهذيب المزى "، وما أجد لهذا وجها إلا ما تقدم، أو أن اختلاطه كان ضيقا لا يضر، وهو الذى يكنى عنه بعضهم بأنه:" تغير"؛ وهو ما وصفه به الحافظ حمزة الكنانى، وهذا الوصف هو الذى يلتقى مع إطلاقات أئمة الجرح الثناء عليه، كقول أحمد: "ليس بالشام رجل أصح حديثا منه ."

وقول ابن معين فيه:"حجة ."ونحوه كثير.

ولعل قول الحافظ الذهبى فى "السير(٣/١٢٤)"عقب حديث العرباض: "وللحديث شاهد قوى ."أقول: لعل هذا القول منه هو ما ذكرته .والله أعلم (سلسلة الأحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ٣٢٢٧)

؎۱ قال الالبانی:

وأما حديث ابن عباس؛ فيرويه عثمان بن عبد الرحمن الجمحى عن عطاء بن أبى رباح عن ابن عباس مرفوعاً به.

أخرجه أبو جعفر الرزاز فى "حديثه(٤/٩٩/١) "وابن عدى(٥/١٦٢)وا بن عساكر (١٦/ ٢٨٣ ـ ٢٨٤)وقال: "وهو ضعيف ."

قلت: وعلته الجمحى هذا؛ فإنه مختلف فيه، وهو كما قال الذهبى فى "الميزان :" "صويلح ." وقال الحافظ فى "التقريب :" "ليس بالقوى ."

قلت: فمثله يستشهد به أيضا، فكأنه لذلک سكت عنه الحافظ ابن كثير فى "البداية (٨/١٢١) " ولم يضعفه(سلسلة الأحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ٣٢٢٧)

وَالْحِسَابَ، وَمَكِّنْ لَهُ فِي الْبِلَادِ (المعجم الكبير للطبرانی،رقم الحديث ١٠٦٥،ج١٩ ص ٤٣٩، فضائل الصحابة لاحمد بن حنبل، رقم الحديث ١٧٥٠، الشريعة للآجری، رقم الحديث ١٩١٩) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے یہ دعاء فرمائی کہ اے اللہ! معاویہ کو کتاب (یعنی قرآن مجید) اور حساب کا علم دیجئے اور شہروں میں اس کے لئے قوت عطا فرما دیجئے (طبرانی)

یہ حدیث بھی دوسری کئی روایات کے مطابق ہے، اور سند کے اعتبار سے معتبر ہے۔ [2]

---

[1] قال الهيثمی:رواه الطبرانی من طريق جبلة بن عطية عن مسلمة بن مخلد وجبلة لم يسمع من مسلمة فهو مرسل ورجاله وثقوا وفيهم خلاف(مجمع الزوائد ،ج٩ ص٣٥٧، تحت رقم الحديث ١٥٩١٩ ،باب ما جاء فی معاوية بن أبی سفيان رضی الله عنه)

[2] قال الالبانی:

وأما حديث مسلمة بن مخلد؛ فيرويه أبو هلال محمد بن سليم قال: ثنا جبلة بن عطية عن مسلمة بن مخلد أو عن رجل عن مسلمة بن مخلد.

أنه رأى معاوية يأكل، فقال لعمرو بن العاص: إن ابن عمک هذا لمخضد، أما إنی أقول هذا، وقد سمعت رسول الله – صلى الله عليه وسلم – يقول: ... فذكر الحديث؛ لكنه لم يذكر:" الحساب "، وقال مكانه:"ومكن له فی البلاد."

أخرجه أحمد فی "الفضائل(١٧٥٠) " وكذا ابن سعد كما فی "البداية(٨/١٢١)"وليس فی المجلدات المطبوعة، ولا فی المجلد الذی طبع منه– حديثا– كمتمم–، وابن الجوزی فی "العلل (٢٧٢/١) "وابن عساكر(٦٨٤/١٦)

وأعله ابن الجوزی بأبی هلال، وهو صدوق فيه لين كما فی "التقريب ."وأعله الهيثمی بالانقطاع فقال(٣٥٧/٨):"رواه الطبرانی من طريق جبلة بن عطية عن مسلمة بن مخلد، وجبلة لم يسمع من مسلمة؛ فهو مرسل، ورجاله وثقوا، وفيهم خلاف ."

قلت: والصواب إعلاله بالرجل الذی لم يسم، فهو مجهول، ولم يقع له ذكر فی إسناد ابن الجوزی، وكذلک فی طريق الطبرانی فيما يظهر من كلام الهيثمی، والقسم الذی فيه مسلمة بن مخلد.

وجبلة هذا: الظاهر أنه ابن عطية الفلسطينی المترجم فی "التهذيب "برواية جمع عنه، ومنهم الراسبی هذا، وبتوثيق ابن معين وابن حبان، ووثقه الذهبی أيضا فی "الكاشف ." وصنيعه فی "الميزان "يدل على أنه يفرق بين الفلسطينی الموثق، وبين جبلة ابن عطية هذا؛ فإنه ذكره هكذا فی "الميزان "غير منسوب، وقال: "لا يعرف، والخبر منكر

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

وحشی رضی اللہ عنہ کی حدیث

حضرت وحشی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَرْدَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعَاوِيَةَ ، فَقَالَ يَا مُعَاوِيَةُ مَا يَلِيْنِيْ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بمرة، وهو من طريق ثقتين عن أبى هلال محمد بن سليم: حدثنا جبلة عن رجل "... فذكر الحديث .وتعقبه الحافظ فى "اللسان "، فقال: "ولعل الآفة فى الحديث من الرجل المجهول، وأما جبلة؛ فنقل ابن أبى حاتم توثيقه عن ابن معين ." ...

۵ ـ :وأما مرسل شريح بن عبيد، فقال أحمد فى "الفضائل (۱۷۴۹) "ثنا أبو المغيرة قال: ثنا صفوان قال: حدثنى شريح بن عبيد: أن رسول الله – صلى الله عليه وسلم – دعا لمعاوية بن أبى سفيان:" اللهم " ...الحديث بلفظ الترجمة.

قلت: وهذا إسناد شامى مرسل صحيح، رجاله ثقات، وشريح بن عبيد: هو الحضرمى الحمصى تابعى ثقة، روى عن جمع من الصحابة، وأرسل عن آخرين .

وصفوان: هو ابن عمرو هو السكسكى الحمصى، وهو من رجال مسلم.

وأبو المغيرة: اسمه عبد القدوس بن الحجاج الخولانى الحمصى، من رجال الشيخين.

۶ ـ : وأما مرسل حريز بن عثمان؛ فقال الحسن بن عرفة فى "جزئه (۶۶)"حدثنا شبابة بن سوار عن حريز بن عثمان أن رسول الله – صلى الله عليه وسلم – دعا ...الحديث.

ومن طريق الحسن:

أخرجه ابن عساكر(۱۶/ ۲۸۴)وهذا أيضا إسناد شامى مرسل صحيح؛ فإن الحسن بن عرفة ثقة من شيوخ الترمذى وابن ماجه.

وشبابة بن سوار: ثقة حافظ من رجال الشيخين.

وحريز بن عثمان: هو الرحبى الحمصى، وهو ثقة من رجال البخارى؛ ولكنه كان يبغض عليا أبغضه الله! ولذلک أورده ابن حبان فى "الضعفاء(۱/ ۲۶۸ ـ ۲۶۹) "وقال فى "صحيحه -"بعد أن ساق حديث عقبة بن عامر فى التشهد بعد الوضوء من طريقين عنه، أحدهما: عن أبى عثمان عن جبير بن نفيرعنه(۳/۳۲۵ـ ۳۲۸ / ۱۵۰ـ المؤسسة): "أبو عثمان هذا يشبه أن يكون حريز بن عثمان الرحبى، وإنما اعتمدنا على هذا الإسناد الأخير؛ لأن حريز بن عثمان ليس بشىء فى الحديث !"

وأرى أن فى موقف ابن حبان هذا من حريز– مع تواتر أقوال الأئمة فى توثيقه تواترا عجيبا، نادرا ما نرى مثله فى كثير من الثقات المعروفين مع وصف بعضهم إياه بالبغض المذكور آنفا– مبالغة ظاهرة، وهو قائم على مذهبه الذى أفصح عنه فى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

مِنْکَ ؟قَالَ: بَطْنِیْ،قَالَ: اَللّٰهُمَّ اِمْلَاهُ عِلْمًا وَّحِلْمًا (الشريعة للآجرى، رقم الحديث ١٩٢١، كتاب فضائل معاوية بن أبى سفيان رضى الله عنه، باب ذكر دعاء النبى صلى الله عليه وسلم لمعاوية رضى الله عنه، التاريخ الكبير للبخارى، رقم الحديث ٢٦٢٤) لے

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو سواری پر اپنے پیچھے بٹھالیا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے معاویہ! تمہارے جسم کا کون سا حصہ میرے جسم کے ساتھ مل رہا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ میرا پیٹ (اور سینہ)

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

مقدمة"ضعفائه(ص ٨١) ":" أن منهم المبتدع إذا كان داعية إلى بدعته ."
وهى مسألة طالما اختلفت فيها أقوال العلماء، كما هو مبسوط فى "علم المصطلح "، والذى تحرر عندى فيها- ورأيت فحول العلماء عليها-: أن المبتدع إذا ثبتت عدالته وضبطه وثقته؛ فحديثه مقبول ما لم تكن بدعته مكفرة، ولم يكن حديثه مقويا لبدعته، والى هذا مال الحافظ فى "شرح النخبة "تبعا للعلامة المحقق ابن دقيق العيد، وقد حكى كلامه فى "مقدمة الفتح (ص٣٨٥)" وهو جيد ومهم جدا، فراجعه.
واذا عرفت هذا؛ فحديث عقبة ليس فيه ما يؤيد البدعة، وكذلك حديثنا، إنما هو فى دعاء النبى – صلى الله عليه وسلم – لمعاوية- رضى الله عنه-، وهذا يقال فيما لو تفرد به حريز، فكيف وقد توبع من جمع كما تقدم؟!!
فلا غرابة إذن أن ذهب إلى تقويته من سبق ذكرهم من الحفاظ، ويمكن أن نلحق بهم الحافظ ابن عساكر؛ فإنه بعد أن ساق الأحاديث المتقدمة، وغيرها مما لا مجال بوجه لتقويتها، وروى بسنده الصحيح عن إسحاق بن راهويه أنه قال: "لا يصح عن النبى – صلى الله عليه وسلم – فى فضل معاوية بن أبى سفيان شىء"؛ عقب عليه بقوله: "وأصح ما روى فى فضل معاوية حديث أبى حمزة عن ابن عباس أنه كان كاتب النبى – صلى الله عليه وسلم –، فقد أخرجه مسلم فى "صحيحه "، وبعده حديث العرباض: "اللهم! علمه الكتاب " ...، وبعده حديث ابن أبى عميرة: " اللهم! اجعله هاديا مهديا (سلسلة الأحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ٣٢٢٧)

لے قال الذهبى:
عن جبير بن نفير:أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم -كان يسير ومعه جماعة، فذكروا الشام، فقال رجل :كيف نستطيع الشام وفيه الروم؟قال :ومعاوية فى القوم -وبيده عصا -فضرب بها كتف معاوية، وقال :(يكفيكم الله بهذا، هذا مرسل، قوى .فهذه أحاديث مقاربة (سير اعلام النبلاء، ج٣، ص١٢٧، تحت ترجمة معاوية بن أبى سفيان صخر بن حرب الأموى)

www.idaraghufran.org

آپ کے جسمِ مبارک کے ساتھ ملا ہوا ہے، یہ سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعاء فرمائی کہ اے اللہ! اس کو علم اور حلم سے بھر دیجئے (آجری)

ایک حدیث میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے امین ہونے کا ذکر ہے۔ [1]

ابو الدرداء رضی اللہ عنہ وغیرہ کی حدیث

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

مَا رَأَيْتُ أَحَدًا بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْبَهَ صَلَاةً بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَمِيرِكُمْ هَذَا يَعْنِي مُعَاوِيَةَ

(مسند الشاميين للطبراني، رقم الحديث ٢٨٢، ج ١ ص١٦٨، سعيد بن عبد العزيز، عن إسماعيل بن عبيد الله بن أبي المهاجر) [2]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے زیادہ مشابہ کسی اور کی نماز کو بھی تمہارے اس امیر یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں نہیں دیکھا (طبرانی)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیادت وقیادت کی تعریف منقول ہے۔ [3]

---

[1] عن ابن عباس قال: جاء جبريل إلى النبي صلى الله عليه وسلم، فقال: يا محمد استوص معاوية، فإنه أمين على كتاب الله، ونعم الأمين هو (المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ٣٩٠٢)

قال الهيثمي: رواه الطبراني في الأوسط، وفيه محمد بن فطر ولم أعرفه، وعلى بن سعيد الرازي فيه لين، وبقية رجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١٥٩٢٢)

[2] قال الهيثمي: رواه الطبراني، ورجاله رجال الصحيح غير قيس بن الحارث المذحجي، وهو ثقة (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١٥٩٢٠)

[3] عن المطلب بن عبد الله بن حنطب، عن ابن عمر، قال: ما رأيت أحدا من الناس بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم أسود من معاوية (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ١٣٤٣٢، ج ١٢ ص٣٨٧)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

اذْهَبْ فَادْعُ لِيْ مُعَاوِيَةَ قَالَ: وَكَانَ كَاتِبَهُ، فَسَعَيْتُ فَأَتَيْتُ مُعَاوِيَةَ، فَقُلْتُ: أَجِبْ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِنَّهُ عَلٰى حَاجَةٍ (مسند أحمد، رقم الحديث ۳۱۰۴) [1]

ترجمہ: تم میرے پاس معاویہ کو بلا کر لاؤ، اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب تھے، پس میں گیا، اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، اور میں نے کہا کہ آپ، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جائیے، انہیں آپ کی ضرورت ہے (مسند احمد)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ إِلٰى مُعَاوِيَةَ يَكْتُبُ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ قال الهيثمي: رواه الطبراني في الكبير والأوسط، وفي رجاله خلاف (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۵۹۲۱)

قوله: (كان عمر يقول: أبو بكر سيدنا، وأعتق سيدنا، يعني: بلالا) قال ابن التين: يعني أن بلالا من السادة، ولم يرد أنه أفضل من عمر .وقال غيره: السيد الأول حقيقة، والثاني قاله تواضعا على سبيل المجاز، أو أن السيادة لا تثبت الأفضلية، فقد قال ابن عمر: ما رأيت أسود من معاوية مع أنه رأى أبا بكر، وعمر (فتح البارى لابن حجر، ج۷ص ۹۹، كتاب فضائل الصحابة ،قوله مناقب بلال بن رباح)

(وعن جابر قال: كان عمر يقول: أبو بكر سيدنا) ، أي خيرنا وأفضلنا (وأعتق) ، أي: أبو بكر (سيدنا، يعني) ، أي: يريد عمر بقوله سيدنا الثاني (بلالا) .وإنما قاله تواضعا، فإن عمر أفضل منه إجماعا .وقال ابن التين: يعني أن بلالا من السادة، ولم يرو أنه أفضل من عمر، وقال غيره: السيد الأول حقيقة، والثاني قاله عمر تواضعا على سبيل المجاز، إذ السيادة لا تثبت الأفضلية، وقد قال ابن عمر؟ ما رأيت أسود من معاوية على أنه رأى أبا بكر وعمر، كذا ذكره العسقلاني في فتح البارى، والأظهر أنه قال: ابن عمر بعد الخلفاء الأربعة، فالمراد به أنه أسود في زمانه (رواه البخارى) (مرقاة المفاتيح، ج۹ص۴۰۲۸، كتاب المناقب والفضائل، باب جامع المناقب)

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده حسن (حاشية مسند احمد)

لَـهٗ (مسند ابی داؤد الطیالسی، رقم الحدیث ۲۸۶۹، ج۴ص ۴۶۴، وما أسند عبد الله بن العباس بن عبد المطلب)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کتابت کریں (ابوداؤ دطیالسی)

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ مُعَاوِيَةَ كَانَ يَكْتُبُ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۱۴۴۴۶، ج۱۳ ص ۵۵۴) [1]

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کتابت کیا کرتے تھے (طبرانی)

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی حدیث

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَكْتَبَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَرْقَمَ فَكَانَ يَكْتُبُ: عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَرْقَمَ، وَكَانَ يُجِيبُ عَنْهُ الْمُلُوكَ ،فَبَلَغَ مِنْ أَمَانَتِهٖ أَنَّهٗ كَانَ يَأْمُرُهٗ أَنْ يَّكْتُبَ إِلٰى بَعْضِ الْمُلُوكِ فَيَكْتُبَ، ثُمَّ يَأْمُرُهٗ أَنْ يَّكْتُبَ وَيَخْتِمَ وَلَا يَقْرَأَهٗ لِأَمَانَتِهٖ عِنْدَهٗ،ثُمَّ اسْتَكْتَبَ أَيْضًا زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ ،فَكَانَ يَكْتُبُ الْوَحْيَ ،وَيَكْتُبُ إِلَى الْمُلُوكِ أَيْضًا، وَكَانَ إِذَا غَابَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَرْقَمَ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَاحْتَاجَ أَنْ يَّكْتُبَ إِلٰى بَعْضِ أُمَرَاءِ الْأَجْنَادِ وَالْمُلُوكِ،أَوْ يَكْتُبَ لِإِنْسَانٍ كِتَابًا يُقْطِعُهٗ،

---

[1] قال الهيثمي: رواه الطبراني، وإسناده حسن (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۵۹۲۴)

www.idaraghufran.org

أَمَرَ جَعْفَرًا أَنْ يَّكْتُبَ، وَقَدْ كَتَبَ لَهُ عُمَرُ وَعُثْمَانُ، وَكَانَ زَيْدٌ وَالْمُغِيْرَةُ وَمُعَاوِيَةُ وَخَالِدُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ وَغَيْرُهُمْ مِمَّنْ قَدْ سُمِيَّ مِنَ الْعَرَبِ (السنن الكبرى، للبيهقي،رقم الحديث ۲۰۴۳۲، كتاب آداب القاضی، باب اتخاذ الكتاب) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ سے (اپنے مکتوبات وغیرہ کی) کتابت کرائی ہے، پس حضرت عبداللہ بن ارقم کتابت کیا کرتے تھے، اور وہ حکمرانوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جواب تحریر کیا کرتے تھے، تو ان کی امانت اس حد تک پہنچ گئی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو بعض حکمرانوں کے لئے مکتوب لکھنے کا حکم فرماتے تھے، جس کو وہ لکھ لیتے تھے، پھر ان کو لکھنے اور مہر لگانے کا حکم فرماتے تھے، اور اس مکتوب کو پڑھتے نہیں تھے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی امانت پر بھروسہ تھا، پھر (نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے بھی کتابت کرائی، وہ بھی وحی لکھتے تھے، اور حکمرانوں کو مکتوبات بھی لکھتے تھے، اور جب حضرت عبداللہ بن ارقم اور زید بن ثابت موجود نہیں ہوتے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض لشکروں کے امیروں اور حکمرانوں کو مکتوب لکھنے کی ضرورت ہوتی، یا کسی انسان کو کچھ دینے کے لئے کوئی مکتوب لکھنا چاہتے، تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو لکھنے کا حکم فرماتے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما نے بھی کتابت کی ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حضرت زید، حضرت مغیرہ، حضرت معاویہ اور

---

[1] قال العسقلانی: وعند البيهقی بسند حسن عن عبد الله بن الزبير أن النبی صلى الله عليه وسلم استكتب عبد الله بن الأرقم فكان يكتب له إلى الملوك فبلغ من أمانته عنده أنه كان يأمره أن يكتب ويختم ولا يقرؤه ثم استكتب زيد بن ثابت فكان يكتب الوحی ويكتب إلى الملوك وكان إذا غابا كتب جعفر بن أبی طالب وكتب له أيضا أحيانا جماعة من الصحابة(فتح البارى شرح صحيح البخارى،للعسقلانی ، ج۱۳ ص ۱۸۴، كتاب الأحكام، قوله باب يستحب للكاتب أن يكون أمينا عاقلا)

حضرت خالد بن سعید بن عاص رضی اللہ عنہم وغیرہ بھی عرب کے کاتبوں میں معروف ہیں (بیہقی)

اس طرح کی حدیث کو امام طبرانی نے بھی ایک اور سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ [1]

مذکورہ احادیث سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا کاتبِ وحی ہونا معلوم ہوتا ہے۔

مجاہد اور عطاء رحمہما اللہ کی حدیث

حضرت مجاہد اور حضرت عطاء رحمہما اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ مُعَاوِيَةَ، أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ رَأٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَصَّرَ مِنْ شَعَرِهٖ بِمِشْقَصٍ، فَقُلْنَا لِابْنِ عَبَّاسٍ: مَا بَلَغَنَا هٰذَا إِلَّا عَنْ مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ: مَا كَانَ مُعَاوِيَةُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّهَمًا (مسند أحمد، رقم الحديث ١٦٨٦٣) [2]

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان کو حضرت معاویہ نے خبر دی، کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قینچی سے اپنے بال کاٹتے ہوئے

---

[1] عن محمد بن جعفر بن عبد الله بن الزبير، أن النبى صلى الله عليه وسلم استكتب عبد الله بن الأرقم، فكان يكتب إلى الملوك فبلغ من أمانته عنده أنه كان يكتب إلى بعض الملوك، فيكتب ثم يأمره أن يطبقه ثم يختم لا يقرأه لأمانته عنده، واستكتب أيضا زيد بن ثابت، فكان يكتب الوحى، ويكتب إلى الملوك أيضا، وكان إذا غاب عبد الله بن الأرقم وزيد بن ثابت، فاحتاج أن يكتب إلى بعض أمراء الأجناد والملوك، ويكتب لإنسان كتابا يقطعه أمر من حضر أن يكتب، وقد كتب له عمر بن الخطاب، وعثمان بن عفان، وعلى بن أبى طالب، وزيد بن ثابت، والمغيرة بن شعبة، ومعاوية بن أبى سفيان، وخالد بن سعيد بن العاص رضى الله عنهم وغيرهم ممن قد سمى من العرب (المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ٤٧٤٨، ج٥ص١٠٨)

قال الهيثمى: رواه الطبرانى فى الكبير، وفيه سلمة بن الفضل الأبرش، ضعفه البخارى وابن المدينى وأبو زرعة، ووثقه ابن معين وأبو حاتم (مجمع الزوائد، رقم الحديث ٦٨٦، باب فى كتاب الوحى)

[2] قال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح، وهذا إسناد حسن من أجل خُصَيف -وهو ابن عبد الرحمن الجزرى (حاشية مسند احمد)

دیکھا، ہم نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ ہمیں یہ بات حضرت معاویہ کے علاوہ کسی اور سے نہیں پہنچی، تو حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت معاویہ، رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جھوٹی بات کہنے والے نہیں ہیں (مسند احمد)

معلوم ہوا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جلیلُ القدر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں داخل ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور متعدد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے علاوہ کئی تابعینِ عظام رحمہم اللہ سے بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی عظمت وفضیلت ثابت ہے۔

کونڈوں کے کھانے میں شرکت کا حکم

گزشتہ تفصیل سے دلائل کے ساتھ معلوم ہوگیا کہ 22 / رجب کے کونڈے کرنا شرعاً جائز نہیں، اور ان میں شرکت کرنا اور کسی طرح سے لوگوں کو ترغیب دینا بھی درست نہیں۔

اگر یہی مال جو کونڈوں کی رسم میں خرچ کیا جاتا ہے، کسی صحیح دینی مصرف میں لگایا جائے، تو دنیا اور آخرت میں کامیابی حاصل ہو۔

رجب کے کونڈوں کا کھانا اگر غیرُ اللہ کو نفع نقصان کا مالک سمجھ کر نہ پکایا جائے، تو یہ کھانا بذاتِ خود تو حرام نہیں ہے، لیکن اس کے قبول کرنے میں ایک بدعت کے گناہ کی تائید لازم آتی ہے، اس لئے ایسا کھانا کھانے اور ایسی چیز کے استعمال کرنے سے اجتناب وپرہیز کرنا چاہئے، لیکن اگر کوئی غریب وغیرہ استعمال کرنے والا نہ ہو، تو کھانے کو ضائع ہونے سے بچانے کے لیے استعمال کرلینے کی گنجائش ہے۔

اور اگر کوئی غیرُ اللہ کو نفع ونقصان کا مالک سمجھ کر اور اس کا تقرب حاصل کرنے کے لئے، اس طرح کا کھانا تیار کرے، یا غیرُ اللہ کے تقرب کے لئے نذر ومنت مان کر کسی شخص کو کوئی ایسا کھانا وغیرہ پیش کرے، تو بعض حضرات نے اس طرح کے کھانے کو ''ما اُهِل لغير الله به'' میں داخل کر کے مُردار کی طرح حرام قرار دیا ہے، اور ہم نے بھی پہلے اس کے مطابق حکم لکھا

تھا، لیکن بعد میں تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ بہت سے حضرات کے نزدیک ایسا کھانا فی نفسہٖ حرام نہیں ہے، جبکہ استعمال کرنے والے کا اپنا عقیدہ درست ہو، تاہم اس کے قبول کرنے میں بھی گناہ کا تعاون لازم آتا ہے، اس لئے ایسا کھانا کھانے اور اشیاء کے استعمال کرنے سے اجتناب وپرہیز کرنا چاہئے، تاآنکہ اس طرح کا کھانا تیار کرنے والا اپنے غلط عقیدہ کی اصلاح وتوبہ نہ کرلے، اور دلائل کے لحاظ سے اب ہمارے نزدیک یہی راجح ہے، البتہ اگر کوئی اس طرح کے مذکورہ عقیدہ کے ساتھ جانور ذبح کرے، تو اس کے ''ما اُهِل لغير الله به'' میں داخل ہوکر حرام ہونے میں شبہ نہیں۔ [1]

---

[1] فصرح صاحب البحر بحرمة هذا النذر للوجوه الثلثة :اولًا ثم فرع عليها كراهة اخذ المنذور مثله وكراهة اكله والتصرف فيه الا للفقراء المضطرين ،ثانيًا وهل كراهة اخذه لكون هذا المنذور داخلًا فيما اهل به لغير الله ام لوجهٍ آخر، وعندى ان علة الكراهة ليس كونه مما اهل به لغير الله لما عرفت ان معناه ماذبح لغير الله وباسم غير الله فغير المذبوح خارج عنه سواء كان غير حيوانٍ اوحيوانًا قرب به الى قبر صالحٍ لايقصد الذبح، وايضًا فلوكانت العلة هذه لم يجز اخذه للفقير العاجز عن الكسب المضطر ايضًا مالم يشرف على الهلاك ولم يجز اخذه للمشرف على الهلاك ايضًا الا بقدر مايسد رمقه، وكلام البحر مطلق عنه لاسيمًا والفقراء القاطنون بامثال هذه الضرائح لايكونون بمثابة من تحل له الميتة كما هو مشاهد وايضًا لوكانت العلة هذه لصرح صاحب البحر بحرمة الاخذ ولم يقتصر على الكراهة، بل العلة فى ذلك عندى عدم خروج هذا المنذور عن ملك الناذر لانه لم ينذره للفقراء بل للميت والميت لايملك شيئًا فكان كالسائبة التى اطلقها مالكها لايجوز لاحدٍ اخذه لكونها مملوكة للمسيب فيكون اخذها غاصبًا ومع ذلك لواخذها احد واكلها اوذبحها ان كانت دابة لايكون آكلًا للحرام بعينه ولا تكون بعد الذبح باسم الله ميتةً بل يكون اكلًا للمغصوب وذابحًا لملك الغير وانما جاز للفقير المضطر اكله والتصرف فيه لان الناذر وان لم ينذره للفقراء بل للميت ولكنه اباحها لهم بحيث لو علم ان الفقراء اكلوه لاينكر عليهم ولايؤاخذهم بشيئٍ فكان النذر للميت متضمنًا لاباحته للفقراء ولكن فساد المتضمن يستلزم فساد المتضمن فلم يجز اخذه للفقراء مالم يكونوا عاجزين مضطرين اليه لاكاضطرار من تحل له الميتة بل كاضطرار من ليس عنده قوت يومه وهو عاجز كمايفيده اطلاق كلام البحر. والله اعلم. ويؤيد ماقلنا اطلاق البحر عليه لفظ السحت والحرام دون الميتة والنجس والسحت يطلق على الرشوة والربا وكل مالًا يجوز كسبه وعلى المغصوب وغيره والكلام ليس فى ذلك وانما الكلام فى الحرمة التى تلحق الشيئ بما اهل لغير الله به حتى يكون ميتةً بعد الذبح ،فكلام البحر لايدل على حدوث مثل تلك الحرمة فى مثل هذا المنذور فلم يكن معارضًا لقول ابن تيمية ان هذا المال المنذور، إذا صرفه فى جنس تلك العبادة من المشروع، مثل أن يصرفه فى عمارة المساجد، أو

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اس لیے اس عقیدہ کے مطابق تیار شدہ کھانا بھی استعمال کرنے سے حتی الامکان اجتناب کرنا چاہیے، لیکن اگر کوئی غریب وضرورت مند ہو، یا کسی کے یہاں ایسا کھانا آجائے، تو اس کو ضائع کرنے کے بجائے، غریب کو دے دینا چاہیے، یہ بھی ممکن نہ ہو، تو ضائع ہونے سے بچانے کے لیے خود استعمال کر لینے کی بھی گنجائش ہے، پھر بھی کوئی مزید احتیاط اور اطمینانِ قلب کے لیے اتنی مالیت کا اس کے عوض میں صدقہ کر دے تو اور اچھا ہے، اگرچہ ایسا کرنا لازم نہیں۔ (تفصیل ودلائل کے لئے ملاحظہ ہو، ہمارا رسالہ "غیرُ اللہ کی نذر ونیاز وذبح کا حکم")

کونڈوں کی رسم کے چند منکرات

عوام میں جو کونڈوں کی رسم رائج ہے، اس میں مندرجہ ذیل خرابیاں پائی جاتی ہیں:

(1)...... اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں کسی ہستی اور شخصیت کو نفع نقصان کا مالک ومختار سمجھنا، اور اس سے اپنی مرادیں اور حاجتیں طلب کرنا جو کہ حرام ہے، اور اس میں شرک کا خطرہ ہے۔

(2)...... غیرُ اللہ کو نفع نقصان کا مالک ومختار سمجھ کر اس کے نام کی نذر ونیاز دینا، جو کہ مستقل گناہ ہے، اور اس میں بھی ایمان ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہے۔

(3)...... اس رسم میں حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ کی طرف بڑا بہتان ہے کہ انہوں نے ایک شرک یا بدعت پر مشتمل گناہ کی ترغیب دی، اور ایسے عظیم بزرگوں کی طرف مذکورہ نسبت کرنا خطرناک بات ہے۔

(4)...... یہ رسم بہت بعد کی پیداوار ہے، جس کے کم از کم بدعت ہونے میں کسی قسم کے شک

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الصالحین من فقراء المسلمین کان حسناً. ا ھـ. فان المالک ای الناذر اذا صرفه فی غیر المنذور کان ذلک تغییرًا لنذره الاول الذی هو معصیة فلا شک فی کون صرفه الی المشروع حسناً واما اذا لم یصرفه المالک بنفسه وصرفه غیره الی المصرف المشروع فلایجوز لبقاء الحرمة فیه لکونه سائبةً لایملکها آخذها ومصرفها الفقراء المضطرون العاجزون عن الکسب. هذا ماظهر لی فی تحریر المقام والعلم عند الله الملک العلام ("البذر للخیر فی النذر للغیر"، سلسله النور، رمضان صفحه ۲۲ تاصفحه ۲۴، وذیقعده صفحه ۱۵، مطبوعه: تهانه بهون)

وشبہ کی گنجائش نہیں (جیسا کہ پیچھے تاریخی حوالوں سے معلوم ہوا)

اور بدعت سخت گناہ اور حرام ہے، اور بدعت پر شریعت کی طرف سے سخت عذاب کی وعیدیں آئی ہیں (ان تمام باتوں کی تفصیل ہم نے اپنی کتاب ''ماہِ ربیع الآخر'' میں بیان کردی ہے)

(5)......بعض اہلِ علم حضرات کی تحقیق کے مطابق اس رسم کا آغاز اہلِ روافض کی طرف سے ایک عظیم صحابیٔ رسول ''حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ'' کی وفات کی خوشی میں ہوا تھا، اور یہ رسم مذکورہ صحابی رضی اللہ عنہ سے بغض کی علامت ہے، کیونکہ مشہور روایت کے مطابق 22/ رجب کی تاریخ مشہور قول کے مطابق حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تاریخِ وفات ہے، اور کسی صحابی سے بغض رکھنا سخت گناہ کی بات ہے۔

(6)......کونڈوں کی رسم میں تیار شدہ کھانے کو بہت متبرّک اور باعثِ برکت سمجھا جاتا ہے، اور اس کھانے کے لئے لوگ دور دراز سے آ کر شریک ہوتے ہیں۔

حالانکہ بدعت اور اس سے بڑھ کر شرکیہ نظریات پر مشتمل ایسے کھانے کو متبرّک اور بابرکت سمجھنا مستقل اور دہرا جرم و گناہ ہے، اور ''چوری وسینہ زوری'' والا معاملہ ہے۔

(7)......کونڈوں کی رسم میں مزید کئی قیود اور شرائط بھی اپنی طرف سے گھڑ لی گئی ہیں، جن کا شریعت میں کوئی ثبوت اور وجود نہیں، ان قیود وشرائط کو دین کا حصہ سمجھ کر اختیار کرنا بھی الگ الگ اپنی ذات میں گناہ ہے۔

ان سب وجوہات کی بناء پر کونڈوں کی مروّجہ رسم کو انجام دینا، اس رسم میں شرکت کرنا، اور اس میں تعاوُن کرنا، گناہ ہے۔

اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کی شرک وبدعات اور منکرات سے حفاظت فرمائے، اور توحید وسنت کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وَاللہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

(باب نمبر 3)

27 رجب کے منکرات

آج کل رجب کی ستائیس تاریخ میں بے شمار ایسی چیزیں ہونے لگی ہیں جن کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں، بلکہ بہت سی چیزیں شرعاً گناہ ہیں۔

اکثر علاقوں میں شبِ معراج شریف، ستائیسویں رجب کو منائی جاتی ہے اوراس رات کونعوذ باللہ تعالیٰ شبِ قدر کا درجہ دیا جاتا ہے، دن کوحلوا لچی پکایا جاتا ہے۔

بعض جگہ رنگین کاغذوں کی جھنڈیاں لگائی جاتی ہیں، رات کوآتش بازی چلائی جاتی ہے اور مٹی کی چھوٹی چھوٹی رکابیوں اور پلیٹوں پر رنگین کاغذ منڈھے جاتے ہیں جن میں چراغ رکھ کر رات کودرودیوار پر چراغاں کیا جاتا ہے، اس رات میں گھروں کوصاف ستھرا کیا جاتا ہے۔

پنجابی میں اس رسم کو''گول جلانا'' کہتے ہیں۔

جوشخص ان رسموں کی مخالفت کرے، اسے وہابی کا لقب دیا جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ عموماً ائمۂ مساجد جاہلوں کی وناواقفوں کے اس طرح کی طعنہ بازیوں سے ڈرکران کی مخالفت نہیں کرتے، حالانکہ حلوہ پکانے کوعبادت سمجھنا بالکل فضول ہے اور باقی رسموں میں فضول خرچی اوراسراف پایا جاتا ہے، جوشرعاً گناہ ہے۔

اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔

جبکہ اس رات کا شبِ معراج ہونا ہی پختہ دلیل سے ثابت نہیں، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

(فصل نمبر1)

27رجب کوشبِ معراج قرار دینااوراس میں غلوکرنا

آج کل ستائیس رجب کومختلف قسم کی چیزیں اور رسمیں زیادہ تر اس بنیاد پر انجام دی جارہی ہیں کہ 27 رجب کے بارے میں مشہور ہوگیا ہے کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کی تاریخ ہے،اوراس رات میں ہی گویا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس اورآسمانوں پر تشریف لے گئے تھے،اورعوام میں رجب کے مہینے کی ستائیسویں رات ہی کوقطعی اورحتمی طور پرشبِ معراج سمجھا جاتا ہے۔

حالانکہ شبِ معراج کی تاریخوں،مہینوں،بلکہ سالوں میں بھی اختلاف پایاجاتا ہے۔

پس 27رجب کوحتمی ویقینی طور پرشبِ معراج سمجھنے کے کیامعنیٰ؟

ابنِ شہاب زہری سے معراج کا ہجرت سے ایک سال پہلے ہونا،اوراسماعیل سدی سے سولہ مہینے پہلے ہونامنقول ہے۔

اس میں اوربھی اقوال ہیں۔ [1]

---

[1] أخبرنا أبو الحسين بن الفضل القطان، ببغداد قال :أخبرنا أبو بكر بن عتاب العبدى قال: حدثنا القاسم بن عبد الله بن المغيرة قال :أخبرنا إسماعيل بن أبى أويس قال :حدثنا إسماعيل بن إبراهيم بن عقبة، عن عمه موسى بن عقبة .ح وأخبرنا أبو عبد الله الحافظ قال :أخبرنى إسماعيل بن محمد بن الفضل الشعرانى قال :حدثنا جدى قال :حدثنا إبراهيم بن المنذر قال :حدثنا محمد بن فليح، عن موسى بن عقبة، عن ابن شهاب قال :أسرى برسول الله صلى الله عليه وسلم إلى بيت المقدس قبل خروجه إلى المدينة بسنة.

وكذلك ذكره ابن لهيعة، عن أبى الأسود، عن عروة بن الزبير أخبرناه أبو الحسين بن الفضل قال: أخبرنا عبد الله بن جعفر قال :حدثنا يعقوب بن سفيان قال :حدثنا عمرو بن خالد، وحسان بن عبد الله، قالا :حدثنا ابن لهيعة، عن أبى الأسود، عن عروة فذكره.

أخبرنا أبو عبد الله الحافظ، قال :حدثنا أبو العباس :محمد بن يعقوب، قال :حدثنا أحمد بن عبد

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

آگے اس سلسلہ میں چند عبارات وحوالہ جات نقل کیے جاتے ہیں۔

شرح الزرقانی کا حوالہ

ابوعبداللہ محمد بن عبدالباقی زرقانی مالکی رحمہ اللہ (المتوفی: 1122ھ) فرماتے ہیں کہ:

وَلَمَّا كَانَ فِیْ شَهْرِ رَبِیْعِ الْاَوَّلِ اَوِ الْاٰخِرِ اَوْ رَجَبٍ اَوْرَمَضَانَ اَوْشَوَّالٍ اَقْوَالٌ خَمْسَةٌ اُسْرِیَ بِرُوْحِهٖ وَجَسَدِهٖ يَقْظَةً،لَا مَنَامًا مَرَّةً وَّاحِدَةً فِیْ لَيْلَةٍ وَّاحِدَةٍ عِنْدَ جَمْهُوْرِ الْمُحَدِّثِيْنَ وَالْفُقَهَاءِ وَالْمُتَكَلِّمِيْنَ وَتَوَارَدَتْ عَلَيْهِ ظَوَاهِرُ الْاَخْبَارِ الصَّحِيْحَةِ، وَلَا يَنْبَغِیْ الْعُدُوْلُ عَنْهُ(شرح الزرقانی،علی المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، ج ۲ ص ۶۷، المقصد الأول،وقت الإسراء)

ترجمہ: اور جب ربیع الاول کا مہینہ ہوا، یا ربیع الاٰخر کا، یا رجب کا، یا رمضان کا، یا شوال کا مہینہ ہوا، اس سلسلہ میں یہ پانچ اقوال ہیں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو روح اور جسم کے ساتھ جاگنے کی حالت میں معراج کرائی گئی، نہ کہ نیند کی حالت میں، ایک مرتبہ ایک ہی رات میں، جمہور محدثین اور فقہاء اور متکلمین کے نزدیک، اور صحیح احادیث صاف طور پر اس سلسلہ میں وارِد ہوئی ہیں، جن سے ہٹنے کی گنجائش نہیں ہے (شرح الزرقانی)

معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کس مہینے میں کرائی گئی، اس میں مختلف اقوال ہیں۔ اور جمہور کے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج، ایک مرتبہ ہی کرائی گئی۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الجبار، قال :حدثنا يونس، عن أسباط بن نصر، عن إسماعيل السدى، قال :فرض على رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الخمس فى بيت المقدس ليلة أسرى به قبل مهاجره بستة عشر شهرا(دلائل النبوة،للبيهقى، ج۲،ص ۳۵۴، ۳۵۵،باب الإسراء برسول الله صلى الله عليه وسلم من المسجد الحرام إلى المسجد الأقصى)

www.idaraghufran.org

البداية والنهاية کا حوالہ

علامہ ابنِ کثیر رحمہ اللہ "البداية والنهاية" میں فرماتے ہیں کہ:

فَعَلٰی قَوْلِ السُّدِّیِّ یَکُوْنُ الْإِسْرَاءُ فِیْ شَهْرِ ذِی الْقَعْدَةِ، وَعَلٰی قَوْلِ الزُّهْرِیِّ وَعُرْوَةَ یَکُوْنُ فِیْ رَبِیْعِ الْأَوَّلِ......وَقَدْ أَوْرَدَ حَدِیْثًا لَا یَصِحُّ سَنَدُهٗ ذَکَرْنَاهُ فِی فَضَائِلِ شَهْرِ رَجَبٍ أَنَّ الْإِسْرَاءَ کَانَ لَیْلَةَ السَّابِعِ وَالْعِشْرِیْنَ مِنْ رَجَبٍ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّزْعَمُ أَنَّ الْإِسْرَاءَ کَانَ أَوَّلَ لَیْلَةِ جُمُعَةٍ مِنْ شَهْرِ رَجَبٍ وَهِیَ لَیْلَةُ الرَّغَائِبِ الَّتِیْ أُحْدِثَتْ فِیْهَا الصَّلَاةُ الْمَشْهُوْرَةُ وَلَا أَصْلَ لِذٰلِکَ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ (البداية والنهاية، ج۳ص ۱۳۵ ،فصل الاسراء برسول الله صلى الله عليه وسلم من مكة إلى بيت المقدس، دار إحياء التراث العربى،بيروت،السيرة النبوية،لابن كثير)

ترجمہ: پس سُدّی کے قول کے مطابق معراج ذوالقعدۃ کے مہینے میں، اور زہری اور عروہ کے قول کے مطابق ربیع الاول کے مہینے میں ہوئی......اور ایک حدیث جس کی سند صحیح نہیں ہے، اور اس کو ہم نے فضائلِ شہرِ رجب میں ذکر کیا ہے، یہ ہے کہ معراج رجب کی ستائیسویں رات میں ہوئی، واللہ اعلم۔

اور بعض لوگوں کا گمان یہ ہے کہ معراج رجب کے مہینے کی پہلی شبِ جمعہ میں ہوئی، اور یہ رات رغائب کہلاتی ہے، جس میں ایک مشہور نماز ایجاد کی گئی ہے، اور اس (نماز) کی کوئی اصل نہیں ہے۔ واللہ اعلم (البدایہ والنہایہ)

اس سے معلوم ہوا کہ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم، کس مہینے میں واقع ہوئی، اس میں مختلف اقوال ہیں، اور ستائیس رجب کو معراج ہونے کی حدیث، سند کے اعتبار سے صحیح نہیں ہے۔

علامہ ابنِ جوزی کا حوالہ

علامہ ابنِ جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

قَالَ الْوَاقِدِیُّ :کَانَ الْمَسْرٰی فِیْ لَیْلَةَ السَّبْتِ لِسَبْعِ عَشَرَةَ لَیْلَةً خَلَتْ مِنْ رَمَضَانَ فِی السَّنَةِ الثَّانِیَةِ عَشَرَةَ مِنَ النُّبُوَّةِ، قَبْلَ الْهِجْرَةِ بِثَمَانِیَةَ عَشَرَ شَهْراً.

وَرُوِیَ عَنْ أَشْیَاخٍ أُخَرَ قَالُوْا :أُسْرِیَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم لَیْلَةَ سَبْعَةَ عَشَرَ مِنْ شَهْرِ رَبِیْعِ الْأَوَّلِ، قَبْلَ الْهِجْرَةِ بِسَنَةٍ.

وَقَالَ مُؤَلِّفُ الْکِتَابِ :وَیُقَالُ إِنَّهُ کَانَ لَیْلَةَ سَبْعٍ وَّعِشْرِیْنَ مِنْ رَجَبٍ (المنتظم،لابن الجوزی، ج۳ص ۲۵، ۲۶،ذکر الحوادث فی سنة اثنتی عشرة من النبوة،الإسراء والمعراج)

ترجمہ: امام واقدی نے فرمایا کہ معراج، ہجرت سے اٹھارہ مہینے پہلے اور (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو) نبوت ملنے کے بارہویں سال میں، رمضان کی ستائیسویں تاریخ میں ہفتہ کی رات میں ہوئی، اور دوسرے مشائخ سے یہ قول مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہجرت سے ایک سال پہلے ربیع الاول کے مہینے کی ستائیسویں رات میں ہوئی، اور مؤلفِ کتاب (ابنِ جوزی) نے فرمایا کہ ایک قول رجب کے مہینے کی ستائیسویں رات کا ہے (المنتظم)

اس سے بھی معلوم ہوا کہ معراج کے مہینے اور تاریخوں میں اختلاف ہے، کوئی خاص مہینہ اور اس کی تاریخ یقینی طور پر متعین نہیں۔

تفسیر روح المعانی کا حوالہ

علامہ آلوسی رحمہ اللہ "تفسیر روح المعانی" میں فرماتے ہیں کہ:

أُخْتُلِفَ فِيْ شَهْرِهٖ وَلَيْلَتِهٖ فَقَالَ النَّوَوِيُّ فِي الْفَتَاوٰى : كَانَ فِيْ شَهْرِ رَبِيْعِ الْأَوَّلِ وَقَالَ فِيْ شَرْحِ مُسْلِمٍ تَبْعًا لِّلْقَاضِيْ عَيَاضٍ :إِنَّهٗ فِيْ شَهْرِ رَبِيْعِ الْآخِرِ وَجَزَمَ فِي الرَّوْضَةِ بِأَنَّهٗ فِيْ رَجَبٍ وَقِيْلَ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ وَقِيْلَ :فِيْ شَوَّالٍ وَكَانَ عَلٰى مَا قِيْلَ اللَّيْلَةَ السَّابِعَةَ وَالْعِشْرِيْنَ مِنَ الشَّهْرِ (روح المعانی للألوسی ، ج۸ ص۸،تحت سورۃ الاسراء)

ترجمہ: معراج کے مہینے اور رات میں اختلاف ہے، امام نووی نے اپنے فتاویٰ میں فرمایا کہ معراج ربیع الاول کے مہینے میں ہوئی، اور مسلم کی شرح میں (امام نووی نے) قاضی عیاض کی اتباع کرتے ہوئے فرمایا کہ معراج ربیع الآخر کے مہینے میں ہوئی، اور روضہ میں یقین کے ساتھ یہ فرمایا کہ رجب کے مہینے میں ہوئی، اور ایک قول رمضان کے مہینے کا ہے، اور ایک قول شوال کے مہینے کا ہے، اور کہا گیا ہے کہ معراج مہینے کی ستائیسویں رات میں ہوئی (روح المعانی)

اس عبارت سے بھی معراج کے مہینے اور تاریخوں میں اختلاف کا ہونا معلوم ہوا۔

اللؤلؤ المکنون فی سیرۃ النبی المأمون کا حوالہ

موسیٰ بن راشد عازمی لکھتے ہیں کہ:

اخْتُلِفَ فِي وَقْتِ وُقُوعِ الإِسْرَاءِ والمِعْرَاجِ، فَقِيلَ: قَبْلَ الهِجْرَةِ بِسَنَةٍ قَالَهُ ابْنُ سَعْدٍ ، وغَيْرُهُ، وَبِهِ جَزَمَ النَّوَوِيُّ، وبالَغَ ابنُ حَزْمٍ فنقَلَ الإِجْمَاعَ فِيهِ، وهُوَ مَرْدُودٌ فَإِنَّ فِي ذَلِكَ اخْتِلافًا كَثِيرًا يَزِيدُ عَلَى عَشَرَةِ أَقْوَالٍ وقِيلَ: كَانَ فِي رَجَبَ حَكَاهُ ابْنُ عَبْدِ البَرِّ وجَزَمَ بِهِ النَّوَوِيُّ فِي الرَّوْضَةِ، وَقِيلَ: قَبْلَ الهِجْرَةِ بِثَلاثِ سِنِينَ حَكَاهُ ابنُ الأَثِيرِ .

قُلْتُ: وَالَّذِی لَا خِلَافَ فِیهِ بَیْنَ الْعُلَمَاءَ أَنَّ الْإِسْرَاءَ وَالْمِعْرَاجَ کَانَ بَعْدَ عَوْدَةِ النَّبِیِّ –صلی اللّٰه علیه وسلم– مِنَ الطَّائِفِ، لَکِنْ لَمْ یَتَعَیَّنْ بِالضَّبْطِ الْیَوْمُ، وَالشَّهْرُ، وَالسَّنَةُ الَّتِی وَقَعَ فِیهَا (اللؤلؤ المکنون فی سیرة النبی المأمون، لموسی بن راشد العازمی، ج ۱، ص ۴۵۹ و ۴۶۰، الاسراء والمعراج، متی حدث الإسراء والمعراج)

ترجمہ: اسراء اور معراج کے واقع ہونے کے وقت میں اختلاف ہے، ابنِ سعد وغیرہ کا قول یہ ہے کہ یہ ہجرت سے پہلے واقع ہوئی، امام نووی نے بھی اس پر یقین ظاہر کیا ہے، اور ابنِ حزم نے اس میں مبالغہ کیا ہے، انہوں نے اس پر اجماع نقل کیا ہے، مگر یہ بات قابلِ رَد ہے، کیونکہ اس میں بہت زیادہ اختلاف ہے، جس میں دس سے بھی زیادہ قول ہیں، اور ایک قول رجب میں واقع ہونے کا ہے، جس کو ابنِ عبدالبر نے نقل کیا ہے، اور نووی نے ''روضۃ'' میں اس پر جزم ظاہر کیا ہے، اور ایک قول یہ ہے کہ ہجرت سے تین سال پہلے واقع ہوئی، جس کو ابنِ اثیر نے نقل کیا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ علماء کے درمیان اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ اسراء اور معراج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طائف سے لوٹنے کے بعد واقع ہوئی، لیکن اس کے واقع ہونے کا کوئی متعین دن اور مہینہ اور سال ضبط نہیں (ان سب ہی میں اختلاف ہے) (اللؤلؤ المکنون)

علامہ عبدالحیٔ لکھنوی کا حوالہ

اور علامہ عبدالحیٔ لکھنوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

وَهُوَ أَمْرٌ مُخْتَلَفٌ فِیهِ بَیْنَ الْمُحَدِّثِینَ وَالْمُؤَرِّخِینَ فَقِیلَ کَانَ ذٰلِکَ

فِیْ رَبِیْعِ الْأَوَّلِ، وَقِیْلَ فِیْ رَبِیْعِ الْآخِرَةِ، وَقِیْلَ فِیْ ذِی الْحِجَّةِ وَقِیْلَ فِیْ شَوَّالٍ، وَقِیْلَ فِیْ رَمَضَانَ، وَقِیْلَ فِیْ رَجَبٍ فِیْ لَیْلَةِ السَّابِعِ وَالْعِشْرِیْنَ وَقَوَّاهُ بَعْضُهُمْ (الآثار المرفوعة فی الأخبار الموضوعة للکنوی ،ص۷۷، حدیث صلاۃ الرغائب)

ترجمہ: اور اس (معراج کی تاریخ) کے بارے میں محدثین اور مؤرخین کے درمیان اختلاف ہے، ایک قول یہ ہے کہ معراج، ربیع الاول کے مہینے میں ہوئی، اور ایک قول ربیع الآخر کے مہینے کا ہے، اور ایک قول ذی الحجہ کے مہینے کا ہے، اور ایک قول شوال کے مہینے کا ہے، اور ایک قول رمضان کے مہینے کا ہے، اور ایک قول رجب کی ستائیسویں تاریخ کا ہے، جس کو بعض نے قوی قرار دیا ہے (الآثار المرفوعہ)

تفسیر معارفُ القرآن عثمانی کا حوالہ

اور حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تفسیر ''معارف القرآن'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

امام قرطبی نے اپنی تفسیر میں فرمایا کہ معراج کی تاریخ میں روایات بہت مختلف ہیں، موسیٰ بن عقبہ کی روایت یہ ہے کہ یہ واقعہ ہجرتِ مدینہ سے چھ ماہ قبل پیش آیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت خدیجہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کی وفات نمازوں کی فرضیت نازل ہونے سے پہلے ہو چکی تھی، امام زہری فرماتے ہیں کہ حضرت خدیجہ کی وفات کا واقعہ، بعثتِ نبوی کے سات سال بعد ہوا ہے۔

بعض روایات میں ہے کہ واقعۂ معراج، بعثتِ نبوی سے پانچ سال بعد میں ہوا ہے، ابن اسحاق کہتے ہیں کہ واقعۂ معراج اس وقت پیش آیا، جبکہ اسلام عام قبائلِ عرب میں پھیل چکا تھا۔

ان تمام روایات کا حاصل یہ ہے کہ واقعۂ معراج، ہجرتِ مدینہ سے کئی سال پہلے کا

ہے۔ حربی کہتے ہے کہ واقعۂ اسراء ومعراج ربیع الثانی کی ستائیسویں شب میں ہجرت سے ایک سال پہلے ہوا ہے اور ابن قاسم ذہبی کہتے ہیں کہ بعثت سے اٹھارہ مہینے کے بعد یہ واقعہ پیش آیا ہے۔ حضراتِ محدثین نے روایاتِ مختلفہ ذکر کرنے کے بعد کوئی فیصلہ کن چیز نہیں لکھی اور مشہور عام طور پر یہ ہے کہ ماہِ رجب کی ستائیسویں شب، شبِ معراج ہے۔ واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم (معارف القرآن، ج۵ص ۴۴۲و۴۴۳، سورہ بنی اسرائیل، ناشر: مکتبہ معارف القرآن، کراچی، طبع جدید: اپریل 2008ء)

مذکورہ تفصیل کی روشنی میں معلوم ہوا کہ معراج کس مہینے میں ہوئی؟ اس سلسلہ میں مختلف اقوال ہیں، جن میں سے ایک قول ربیع الاول کے مہینہ کا، دوسرا قول ربیع الآخر کے مہینے کا، تیسرا قول رجب کے مہینے کا، چوتھا قول رمضان کے مہینے کا، پانچواں قول شوال کے مہینے کا، چھٹا قول ذوالقعدۃ کے مہینے کا، اور ساتواں قول ذی الحجہ کے مہینے کا ہے، اور مشہور عام طور پر ستائیسویں رجب ہے۔

اور مہینوں میں اختلاف کے ساتھ ساتھ تاریخوں اور سالوں میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ [1]

---

[1] وکما اختلف فی مبدأ الاسراء اختلف فی سنته فذکر النووی فی الروضة أنه کان بعد النبوة بعشر سنین وثلاثة أشهر وفی الفتاوی أنه کان سنة خمس أو ست من النبوة ونقل عنه الفاضل الملا أمین العمری فی شرح ذات الشفاء الجزم بأنه کان فی السنة الثانیة عشرة من المبعث وعن ابن حزم دعوی الاجماع علی ذلک وضعف ما فی الفتاوی بأن خدیجة رضی الله عنها لم تصل الخمس وقد ماتت قبل الهجرة بثلاث سنین وقیل کان قبل الهجرة بسنة وخمسة أشهر وقیل ثلاثة أشهر ووقع فی حدیث شریک بن أبی نمرة عن أنس أنه کان قبل أن یوحی إلیه وقد خطأه غیر واحد فی ذلک ونقل الحافظ عبد الحق فی کتابه الجمع بین الصحیحین حدیث شریک الواقع فیه ذلک بطوله ثم قال هذا الحدیث بهذا اللفظ من روایة شریک عن أنس قد زاد فیه زیادة مجهولة وأتی بألفاظ غیر معروفة.

وقد روی حدیث الإسراء عن أنس جماعة من الحفاظ المتقنین والأئمة المشهورین کابن شهاب وثابت البنانی وقتادة فلم یأت أحد منهم بما أتی به شریک وشریک لیس بالحافظ عند أهل الحدیث .

وأجاب عن ذلک محیی السنة وغیره بما ستسمعه إن شاء الله تعالی .وکذا اختلف فی شهره ولیلته فقال النووی فی الفتاوی :کان فی شهر ربیع الأول وقال فی شرح مسلم تبعا للقاضی عیاض :

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

إنه فی شهر ربیع الآخر وجزم فی الروضة بأنه فی رجب وقیل فی شهر رمضان وقیل :فی شوال وكان علی ما قیل اللیلة السابعة والعشرین من الشهر وكانت لیلة السبت كما نقله ابن الملقن عن روایة الواقدی وقیل :كانت لیلة الجمعة لمكان فضلها وفضل الإسراء ورد بأن جبرائیل علیه السلام صلی بالنبی أول یوم بعد الإسراء الظهر ولو كان یوم الجمعة لم یكن فرضها الظهر قاله محمد بن عمر السفیری وفیه أن العمری ذكر فی شرح ذات الشفاء أن الجمعة والجنازة وجبتا بعد الصلوات الخمس وفی شرح المنهاج للعلامة ابن حجر إن صلاة الجمعة فرضت بمكة ولم تقم بها لفقد العدد أو لأن شعارها الاظهار وكان بها مستخفیا وأول من أقامها بالمدینة قبل الهجرة أسعد بن زرارة بقریة علی میل من المدینة .

ونقل الدمیری عن ابن الأثیر أنه قال :الصحیح عندی أنها كانت لیلة الاثنین واختاره ابن المنیر وفی البحر قیل إن الإسراء كان فی سبع عشرة من شهر ربیع الأول والرسول ابن إحدی وخمسین سنة وتسعة أشهر وثمانیة وعشرین یوما وحكی أنها لیلة السابع والعشرین من شهر ربیع الآخر عن الجرمی وهی علی ما نقل السفیری عن الجمهور أفضل اللیالی حتی لیلة القدر مطلقا وقیل هی أفضل بالنسبة إلی النبی ولیلة القدر أفضل بالنسبة إلی أمته علیه الصلاة و السلام ورد بأن ما كان أفضل بالنسبة إلیه فهو أفضل بالنسبة إلی أمته علیه الصلاة و السلام فهی أفضل مطلقا نعم لم یشرع التعبد فیها والتعبد فی لیلة القدر مشروع إلی یوم القیامة والله تعالی أعلم (روح المعانی للآلوسی، ج۸ص۸، ۹، تحت سورة الاسراء)

واختلفوا فی أی سنة كان، فجزم جمع بأنه كان قبل الهجرة بسنة، وجری علیه الامام النووی، وبالغ ابن حزم فنقل فیه الاجماع.وقال القاضی :قبل الهجرة بخمس سنین لانه لاخلاف أن خدیجة صلت معه بعد فرض الصلاة، ولا خلاف أنها توفیت قبل الهجرة، ولا خلاف أن فرض الصلاة كان لیلة الاسراء ، وتعقبه ابن دحیة بأن المراد بالصلاة التی صلتها معه هی التی كانت من أول البعثة، وكانت ركعتین بالغداة وركعتین بالعشی، وإنما الذی فرض لیلة الاسراء الصلوات الخمس .وقد قالت عائشة رضی الله عنها :(إن خدیجة رضی الله عنها ماتت قبل أن تفرض الصلاة) رواه ابن سعد، ویعقوب بن سفیان . فالمعتمد أن مراد من قال :بعد أن فرضت ا لصلاة، ما فرض قبل الصلوات الخمس، إن ثبت ذلک .ومراد عائشة بقولها :ماتت قبل أن تفرض الصلاة، أی الخمس، فیجمع بین القولین بذلک .ویلزم منه أنها ماتت قبل الاسراء وقد حكی العسكری أنها ماتت قبل الهجرة بسبع سنین وسیأتی تحقیق ذلک فی ترجمتها.

واختلفوا فی أی الشهور كان (الاسراء) فجزم ابن الاثیر وجمع، منهم النووی فی فتاویه كما فی النسخ المعتمدة، بأنه كان فی ربیع ا لاول، قال النووی :(لیلة سبع وعشرین)وجری علیه جمع، وهكذا عن الفتاوی الاسنوی فی المهمات، والاذرعی -بفتح أوله والراء وسكون الذال المعجمة بینهما -فی التوسط، والزركشی فی الخادم، والدمیری فی حیاة الحیوان، وغیرهم. وكذا رأیته فی

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

پس 27 رجب کی رات کو معراج کی یقینی رات سمجھنا درست نہیں۔ ۱؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عـدة نسـخ من الفتاوى وفى بعض النسخ من شرح مسلم كذلك، وفى أكثرها ربيع الاخر كما فى نسخ الفتاوى. ونـقله ابن دحية فى الابتهاج، والحافظ فى الفتح، وجمع عن الحربى. والذى نقله عنه ابن دحية فى كتابيه :التـنـوير والمعراج الصغير، وأبو شامة فى الباعث، والحافظ فى فضائل رجب، ربيع الاول. وقيل :كـان فـى رجـب، وجـزم بـه الـنووى فى الروضة تبعا للرافعى، وقيل فى رمضان، وقيل فى شوال.

قـال ابـن عطية بعد أن حكى الخلاف والتحقيق :"إنـه كـان بعد شق الصحيفة وقبل بيعة العقبة"قال ابن دحية :"ويـمكن أن يعين اليوم الذى أسفرت عنه تلك الليلة، ويكون يوم الاثنين"(سبل الهدى والـرشـاد، لـلامـام مـحـمـد بن يوسف الصالحى، ج٣ص ٦٥، جماع ابواب معراجه صلى الله عليه وسلم ،الباب الرابع فى أى زمان ومكان وقع الإسراء)

۱؎ حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ اپنے مضمون "تحقیق شبِ معراج" میں فرماتے ہیں:

27 رجب کو یقینی طور پر شبِ معراج قرار دینا سراسر غلط ہے، اس میں کئی اقسام کے بہت اختلافات ہیں، صرف تاریخ ہی میں نہیں، بلکہ مبدأ میں، سال میں، مہینے میں، تاریخ میں، دن میں، ہر ایک میں کئی کئی اقوال ہیں۔

مبدأ:......اس میں پانچ اقوال ہیں:

(1) بیتہٗ صلی اللہ علیہ وسلم (2) بیتِ امِ ھانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا (3) حطیم (4) قریب حجرِ اسود (5) بین المقام وزمزم۔

سال اور اس کے اجزاء:......اس میں تقریباً چھتیس اقوال ہیں:

(1) قبل البعثۃ (2) بعد البعثۃ ایک سال چھ ماہ = رمضان (3) ۵ ھ نبوی (4) بعد البعثۃ پانچ سال = ربیع الاول (5) ۶ ھ نبوی (6) بعد البعثۃ دس سال = ربیع الاول (7) بعد البعثۃ دس سال تین ماہ = جمادی الآخرۃ (8) ۱۲ ھ نبوی (9) قبل الہجرۃ چھ ماہ = رمضان (10) قبل الہجرۃ آٹھ ماہ = رجب (11) قبل الہجرۃ ایک سال = ربیع الاول (12) قبل الہجرۃ ایک سال دو ماہ = محرم (13) قبل الہجرۃ ایک سال تین ماہ = ذی الحجہ (14) قبل الہجرۃ ایک سال چار ماہ = ذی قعدہ (15) قبل الہجرۃ ایک پانچ ماہ = شوال (16) قبل الہجرۃ ایک سال چھ ماہ = رمضان (17) قبل الہجرۃ تین سال = ربیع الاول (18) قبل الہجرۃ پانچ سال = ربیع الاول۔

بعثت میں دو قول ہیں:

ربیع الاول اور رمضان، ہجرت میں بھی دو قول ہیں، بعثت سے دس سال بعد اور تیرہ سال بعد۔ اس طرح عددِ مذکور تقریباً دوگنا ہو جائے گا، نمبر ۶ میں نمبر ۱۷، اور نمبر ۸ میں نمبر ۱۲ تا نمبر ۱۶ داخل ہیں مع ھذا انہیں مستقل اسی بناء پر شمار کیا ہے۔ ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور بالفرض ستائیس رجب کی رات میں معراج کے واقعہ کا ہونا تسلیم کرلیا جائے، تب بھی اس رات کے اپنی ذات میں افضل ہونے کے باوجود، اس کے لئے شریعت کی طرف سے کوئی عبادت مقرر نہیں کی گئی، اور امت کے لئے اس رات کے ساتھ فضیلت کو وابستہ نہیں کیا گیا۔

بلکہ یہ رات دراصل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فضیلت والی تھی۔

چنانچہ ابوعبداللہ محمد بن عبدالباقی زرقانی مالکی رحمہ اللہ (المتوفی:1122ہجری) فرماتے ہیں کہ:

فَإِنْ قُلْتَ :اَيَّمَا أَفْضَلُ لَيْلَةُ الْإِسْرَاءِ أَمْ لَيْلَةُ الْقَدْرِ، الَّتِیْ هِیَ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ؟

فَالْجَوَابُ :كَمَا قَالَهُ الشَّيْخُ أَبُوْ أُمَامَةَ بْنُ النَّقَّاشِ، أَنَّ لَيْلَةَ الْإِسْرَاءِ أَفْضَلُ فِیْ حَقِّ النَّبِیِّ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -مِنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ "لِمَا أُكْرِمَ بِهٖ فِيْهَا مِنْ خَوَارِقِ الْعَادَاتِ الَّتِیْ أَجَلُّهَا رُؤْيَتُهٗ لِلّٰهِ تَعَالٰى عَلَى الصَّحِيْحِ"

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ماہ:......اس میں آٹھ اقوال ہیں:

(1) محرم (2) ربیع الاول (3) ربیع الآخر (4) رجب (5) رمضان (6) شوال (7) ذی قعدہ (8) ذی الحجہ۔ ان میں سے بعض مہینوں کے اقوال کی کتبِ سیرت میں تصریح ہے، اور بعض سال مذکورہ فہرست سے التزاماً ثابت ہوتے ہیں۔

تاریخ:......اس میں نو سے زیادہ اقوال ہیں:

(1) ۱۲ ربیع الاول (2) ۱۷ ربیع الاول (3) ۲۷ ربیع الاول (4) ۱۷ ربیع الآخر (5) ۲۷ ربیع الآخر (6) ۲۷ رجب (7) ۱۷ رمضان (8) ۲۷ رمضان (9) ۲۷ شوال۔

یہ نو اقوال پانچ مہینوں کی تواریخ میں ہیں، بقیہ تین ماہ، محرّم، ذی قعدہ، ذی الحجہ کی تواریخ منقول نہیں، اس طرح تواریخ میں مجموعۂ اقوال نو سے زیادہ ہوجاتے ہیں۔

دن:......اس میں تین اقوال ہیں:

(1) جمعہ (2) ہفتہ (3) پیر

(سات مسائل، صفحہ ۱۰ تا ۱۲، تحقیق شبِ معراج، ناشر: الرشید، کراچی، تاریخ طبع: ربیع الثانی: ۱۴۲۳ھ)

وَلَيْلَةَ الْقَدْرِ أَفْضَلُ فِيْ حَقِّ الْأُمَّةِ؛ لِأَنَّهَا "أَیْ :الْعَمَلَ فِيْهَا " خَيْرٌ لَّهُمْ مِنْ عَمَلٍ فِيْ ثَمَانِيْنَ سَنَةً لِمَنْ قَبْلَهُمْ "بِإِلْغَاءِ الْكَسْرِ، وَهُوَ ثَلَاثُ سِنِيْنَ وَثُلُثُ سَنَةٍ، بِنَاءً عَلٰى أَنَّ الْمُرَادَ حَقِيْقَةُ الْعَدَدِ وَهُوَ أَلْفُ شَهْرٍ، وَصَدَرَ الْبَيْضَاوِیُّ، بِأَنَّ الْمُرَادَ اَلتَّكْثِيْرُ"

وَأَمَّا لَيْلَةُ الْإِسْرَاءِ فَلَمْ يَأْتِ فِيْ أَرْجَحِيَّةِ الْعَمَلِ فِيْهَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ "أَرَادَ بِهٖ مَا يَشْمَلُ الْحَسَنَ بِدَلِيْلِ قَوْلِهٖ "وَلَا ضَعِيْفٌ، وَلِذٰلِكَ لَمْ يُعَيِّنْهَا النَّبِیُّ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -لِأَصْحَابِهٖ، وَلَا عَيَّنَهَا أَحَدٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ، وَلَا صَحَّ إِلَى الْآنَ، وَلَا " يَصِحُّ "إِلٰى أَنْ تَقُوْمَ السَّاعَةُ فِيْهَا شَيْئٌ " لِأَنَّهٗ إِذَا لَمْ يَصِحَّ مِنْ أَوَّلِ الزَّمَانِ، لَزِمَ أَنْ لَّا يَصِحَّ فِيْ بَقِيَّتِهٖ، لِعَدَمِ إِمْكَانِ تَجَدُّدِ وَاحِدٍ عَادَةً يَطَّلِعُ عَلٰى ذٰلِكَ بَعْدَ الزَّمَنِ الطَّوِيْلِ، وَهٰذَا لَا يَشْكُلُ عَلَيْهِ مَا قِيْلَ أَنَّهٗ كَانَ لَيْلَةَ سَبْعَ عَشَرَةَ، أَوْ سَبْعٍ وَّعِشْرِيْن خَلَتْ مِنْ شَهْرِ رَبِيْعِ الْأَوَّلِ، أَوْ سَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ مِنْ رَمَضَانَ، أَوْ مِنْ رَبِيْعِ الْآخِرِ، أَوْ مِنْ رَجَبٍ، وَاخْتِيْرَ وَعَلَيْهِ الْعَمَلُ؛ لِأَنَّ اِبْنَ النَّقَّاشِ لَمْ يَنْفِ الْخِلَافَ فِيْهَا مِنْ أَصْلِهٖ، وَإِنَّمَا نَفٰى تَعْيِيْنَ لَيْلَةٍ بِخُصُوْصِهَا لِلْإِسْرَاءِ وَأَنَّهَا أَصَحُّ"

وَمَنْ قَالَ فِيْهَا شَيْئًا، فَإِنَّمَا قَالَ مِنْ كَيْسِهٖ "أَیْ :مِنْ عِنْدِ نَفْسِهٖ دُوْنَ اِسْتِنَادٍ لِنَصٍّ يُعْتَمَدُ عَلَيْهِ " لِمَرْجِعٍ ظَهَرَ لَهٗ، اِسْتَأْنَسَ بِهٖ "لِمَا جَزَمَ بِهٖ "وَلِهٰذَا "أَیْ :عَدَمِ إِتْيَانِ شَيْئٍ فِيْهَا "تَصَادَمَتِ الْأَقْوَالُ فِيْهَا وَتَبَايَنَتْ، وَلَمْ يَثْبُتْ الْأَمْرُ فِيْهَا عَلٰى شَيْئٍ وَلَوْ تَعَلَّقَ بِهَا نَفْعٌ لِلْأُمَّةِ وَلَوْ بِذَرَّةٍ " أَیْ :شَيْئًا قَلِيْلًا جِدًّا "لَبَيَّنَهٗ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لِأَنَّهٗ حَرِيْصٌ عَلٰى نَفْعِهِمْ (شرح الزرقانی علی المواهب اللدنية بالمنح

www.idaraghufran.org

المحمدية ،ج ٨ ص ١٧ ،١٨ ،المقصد الخامس :فی تخصیصه علیه الصلاة والسلام بخصائص المعراج والإسراء)

ترجمہ: اگر آپ یہ کہیں کہ معراج کی رات افضل ہے، یا شبِ قدر، یا شبِ قدر کی رات جو کہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے؟

تو اس کا جواب یہ ہے، جیسا کہ شیخ ابوامامہ بن نقاش نے فرمایا کہ معراج کی رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں شبِ قدر سے افضل ہے، کیونکہ اس رات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عظیم معجزات کے ذریعے سے اعزاز بخشا گیا، جس میں صحیح قول کے مطابق، اللہ تعالیٰ کی رؤیت بھی داخل ہے۔

اور امت کے حق میں شبِ قدر افضل ہے، کیونکہ شبِ قدر میں امت کے نیک عمل کا ثواب پہلی امتوں کے مقابلے میں تراسی سال اور تین مہینے کے برابر ہے، جبکہ اس سے ہزار مہینے کی حقیقت مراد لی جائے، اور بیضاوی نے فرمایا کہ اس عدد سے مراد کثرت ہے۔

جہاں تک معراج کی رات کا تعلق ہے، تو اس میں کسی عمل کی فضیلت کے بارے میں کوئی صحیح اور معتبر حدیث نہیں آئی، اور اسی وجہ سے اس رات (اور اس کی کسی عبادت) کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کے لئے تعیین نہیں فرمائی، اور نہ ہی صحابہ میں سے کسی نے صحیح سند کے ساتھ اس کی تعیین فرمائی، اور نہ ہی اب تک اس بارے میں کوئی صحیح سند آئی، اور نہ ہی قیامت تک آسکے گی، کیونکہ جب پہلے زمانے میں کوئی سند نہیں، تو اگلے زمانے میں صحیح سند کیسے آسکے گی؟

کیونکہ ایک طویل زمانہ گزرنے کے بعد، دوبارہ صحیح سند کا آنا ممکن نہیں، اور اس پر ان اقوال سے کوئی اشکال نہیں پیدا ہوتا کہ معراج سترہویں یا ستائیسویں ربیع الاول کی رات میں ہوئی، یا ستائیسویں رمضان میں ہوئی، یا ربیع الآخر کے مہینے میں، یا رجب کے مہینے میں، اور رجب کے مہینے کو اختیار کیا گیا ہے، اور اسی پر عمل

کیا گیا ہے، کیونکہ ابنِ نقاش نے اس میں اصل اختلاف کی نفی نہیں کی، بلکہ انہوں نے معراج کی مخصوص رات کی تعیین کی نفی کی ہے، اور یہی صحیح ہے۔ اور جس نے اس کے بارے میں کچھ کہا ہے (کہ فلاں مہینے اور فلاں تاریخ میں ہوئی) تو اس نے اپنی عقل وسمجھ سے اپنے پاس سے کہا ہے، کسی ایسے نص کی بنیاد پر نہیں کہا، جس پر اعتماد کیا جا سکے، اور اس رات میں کسی مخصوص عمل کے نہ ہونے کی وجہ سے ہی اس رات کے بارے میں اقوال، ایک دوسرے سے مختلف اور جدا جدا ہیں، اور کسی قول پر کوئی مضبوط دلیل اور اتفاق نہیں ہے، اور اگر اس رات کے ساتھ امت کا کوئی نفع وابستہ ہوتا، اگرچہ تھوڑی مقدار میں ہی ہو، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کو امت کے لئے خود ضرور بیان فرما دیتے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم امت کے فائدے کے لئے حریص تھے (شرح الزرقانی)

اس سے معلوم ہوا کہ معراج کی رات کے لئے امت کے حق میں کوئی خاص عمل مقرر نہیں ہے، ورنہ اس میں اختلاف نہ پایا جاتا۔ [1]

---

[1] حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ اپنے مضمون ''تحقیق شبِ معراج'' میں فرماتے ہیں:
چونکہ اس رات یا دن سے متعلق کوئی حکمِ شرعی اور کسی قسم کی کوئی عبادت نہیں، اس لئے نہ تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے از خود اس کی طرف کوئی اشارہ فرمایا اور نہ ہی حضراتِ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی نے دریافت کرنے کی ضرورت سمجھی، اس کی تعیین کو لغو قرار دے کر اس سے مکمل طور پر سکوت اختیار کیا گیا، بلکہ موجبِ فسادِ عقیدہ و بدعات ہونے کی وجہ سے، اس کی طرف توجہ اور اس کی تحقیق کو گویا ناجائز قرار دیا گیا۔ اگر حفاظتِ دین کی یہ مصلحت پیشِ نظر نہ ہوتی، تو کم از کم تجسسِ حالاتِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو حقوق ومقتضیاتِ محبت ہی میں شمار کر کے اس کے بارے میں کسی صحابی نے سوال کر لیا ہوتا (سات مسائل، صفحہ ۱۲، تحقیق شبِ معراج، ناشر: الرشید، کراچی، تاریخ طبع: ربیع الثانی: ۱۴۲۳ھ)

آگے چل کر حضرت مفتی صاحب موصوف رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ایک نہایت اہم سوال، اور بہت زبردست اشکال!

شبِ معراج کی تعیین میں تقریباً چھتیس اقوال ہیں۔

اس قدر اہم اور ایسی مبارک رات کے بارے میں اتنا شدید اختلاف کیوں؟

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

پس رجب کی ستائیسویں رات کو یقینی طور پر شبِ معراج قرار دینا، یا اس کے لئے مخصوص

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مبارک رات کی تفاصیل تو بیان فرمائیں (کہ شبِ معراج میں کیا کیا واقعات ومناظر پیش آئے) مگر اس کی تعیین سے مکمل سکوت کیوں اختیار فرمایا؟

حضراتِ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس شب کو تلاش کرنے کی کوئی کوشش کیوں نہیں فرمائی؟ اس قدر بے اعتنائی (وبے توجہی) کہ کسی ایک صحابی نے بھی اس بارے میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں پوچھا۔

حضراتِ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شدتِ محبت کی وجہ سے آپ کے وہ حالات، بلکہ خدوخال تک بھی بہت غور سے دیکھتے تھے، جن سے کوئی حکمِ شرع متعلق نہیں، غلبۂ شوق سے ایک دوسرے سے پوچھتے، بتاتے اور باہم مذاکرہ کرکے لطف اندوز ہوتے، اس عشق ومحبت کے باوجود انہوں نے شبِ معراج سے اس قدر بے اعتنائی (وبے توجہی) کیوں برتی؟

جواب:......اس کا جواب پوری دنیا سوچنے بیٹھے اور قیامت تک سوچتی رہے، تو بھی اس کے سوا کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات میں نہ تو کسی خاص عبادت کا حکم فرمایا ہے، اور نہ ہی اس میں عام عبادات کی کوئی فضیلت اور دوسری راتوں کی بنسبت اجر وثواب میں کوئی زیادتی بیان فرمائی ہے، اس لئے حضراتِ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس کی تعیین کی طرف توجہ کو بے سود اور لغو وعبث (فضول) قرار دیا۔

اس جواب کے بعد بھی یہ اشکال بدستور باقی ہے کہ اگرچہ اس سے کوئی حکمِ شرع وابستہ نہیں، تاہم بمقتضائے محبت ہی اس طرف توجہ کی جاتی، جب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خدوخال اور نقش ونگار کو بھی محض بمقتضائے محبت ضبط (ومحفوظ) کرنے کا اہتمام کیا گیا، تو آخر اس شب سے اس قدر بے اعتنائی (وبے توجہی) کی کیا وجہ؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اس شب میں خرافات وبدعات کی بھرمار کا شدید خطرہ تھا، حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضراتِ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے سدِّ باب (بدعات وخرافات کا راستہ بند کرنے) کی غرض سے اس کو مبہم رکھنا ہی ضروری سمجھا۔

دینِ اسلام کی اور بالخصوص اس مبارک رات کی خرافات وبدعات سے حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمودہ اور حضراتِ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے قلوب (اور دلوں) میں القاء کردہ، اس تدبیر کو بعد کے ''عاشقانِ رسول'' نے قبول کرنے سے صاف انکار کردیا، صراطِ مستقیم سے کُھلا انحراف کرکے 27 رجب کی تعیین بھی خود ہی گھر بیٹھے کرلی، پھر اس کو عبادت کی رات قرار دینے اور اس میں طرح طرح کی عبادات خود ایجاد کرنے کی بدعات بھی'' (سات مسائل، صفحہ ۱۵، ۱۶، تحقیق شبِ معراج، ناشر: الرشید، کراچی، تاریخِ طبع: ربیع الثانی: ۱۴۲۳ھ)

عبادت مقرر کرنا درست نہیں۔ ۱؎

۱؎ مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم فرماتے ہیں:
27 رجب کی شب کے بارے میں یہ مشہور ہوگیا ہے کہ یہ شب معراج ہے، اور اس شب کو بھی اسی طرح گزارنا چاہئے، جس طرح شب قدر گزاری جاتی ہے، اور جو فضیلت شب قدر کی ہے، کم وبیش شب معراج کی بھی وہی فضیلت سمجھی جاتی ہے، بلکہ میں نے تو ایک جگہ یہ لکھا ہوا دیکھا کہ ’’شبِ معراج کی فضیلت شب قدر سے بھی زیادہ ہے‘‘ اور پھر اس رات میں لوگوں نے نمازوں کے بھی خاص خاص طریقے مشہور کر دیئے کہ اس رات میں اتنی رکعات پڑھی جائیں، اور ہر رکعت میں فلاں فلاں خاص سورتیں پڑھی جائیں۔ خدا جانے کیا کیا تفصیلات اس نماز کے بارے میں لوگوں میں مشہور ہوگئیں۔ خوب سمجھ لیجئے: یہ سب بے اصل باتیں ہیں، شریعت میں ان کی کوئی اصل اور کوئی بنیاد نہیں۔
سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ 27 رجب کے بارے میں یقینی طور پر نہیں کہا جاسکتا کہ یہ وہی رات ہے، جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے تھے، کیونکہ اس باب میں مختلف روایتیں ہیں۔ بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ربیع الاول کے مہینے میں تشریف لے گئے تھے، بعض روایتوں میں رجب کا ذکر ہے، اور بعض روایتوں میں کوئی اور مہینہ بیان کیا گیا ہے۔ اس لئے پورے یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا کہ کونسی رات صحیح معنی میں معراج کی رات تھی۔ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے۔
اس سے آپ خود اندازہ کرلیں کہ اگر شبِ معراج بھی شب قدر کی طرح کوئی مخصوص رات ہوتی، اور اس کے بارے میں کوئی خاص احکام ہوتے جس طرح شبِ قدر کے بارے میں ہیں، تو اس کی تاریخ اور مہینہ محفوظ رکھنے کا اہتمام کیا جاتا۔ لیکن چونکہ شب معراج کی تاریخ محفوظ نہیں تو اب یقینی طور سے 27 رجب کو شب معراج قرار دینا درست نہیں۔
اور اگر بالفرض یہ تسلیم بھی کرلیا جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم 27 رجب ہی کو معراج کے لئے تشریف لے گئے تھے، جس میں یہ عظیم الشان واقعہ پیش آیا، اور جس میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ مقامِ قرب عطا فرمایا، اور اپنی بارگاہ میں حاضری کا شرف بخشا، اور امت کے لئے نمازوں کا تحفہ بھیجا، تو بے شک وہی ایک رات بڑی فضیلت والی تھی۔ کسی مسلمان کو اس کی فضیلت میں کیا شبہ ہوسکتا ہے؟ لیکن یہ فضیلت ہر سال آنے والی 27 رجب کی شب کو حاصل نہیں۔
پھر دوسری بات یہ ہے کہ (بعض روایتوں کے پیش نظر۔ ناقل) یہ واقعۂ معراج سن 5 / نبوی میں پیش آیا۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی بننے کے پانچویں سال یہ شب معراج پیش آئی، جس کا مطلب یہ ہے کہ اس واقعہ کے بعد 18 / سال تک آپ دنیا میں تشریف فرما رہے، لیکن ان اٹھارہ سال کے دوران یہ کہیں ثابت نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج کے بارے میں کوئی خاص حکم دیا ہو، یا اس کو منانے کا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

خلاصہ یہ کہ ستائیسویں رجب کی شب کو ''شبِ معراج'' قرار دینا اور اس میں مختلف امور کا انجام دینا، درست نہیں۔

وَاللهُ سُبۡحَانَهٗ وَتَعَالٰی اَعۡلَمُ وَعِلۡمُهٗ اَتَمُّ وَاَحۡکَمُ.

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

اہتمام فرمایا ہو، یا اس کے بارے میں یہ فرمایا ہو کہ اس رات میں شبِ قدر کی طرح جاگنا زیادہ اجر وثواب کا باعث ہے۔ نہ تو آپ کا ایسا کوئی ارشاد ثابت ہے، اور نہ آپ کے زمانے میں اس رات میں جاگنے کا اہتمام ثابت ہے، نہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم جاگے اور نہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس کی تاکید فرمائی، اور نہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنے طور پر اس کا اہتمام فرمایا۔

پھر سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد (تقریباً) سو سال تک صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم دنیا میں موجود رہے، اس پوری صدی میں کوئی ایک واقعہ ثابت نہیں ہے، جس میں صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے 27 رجب کو خاص اہتمام کر کے منایا ہو۔ لہٰذا جو چیز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کی اور جو آپ کے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نہیں کی، اس کو دین کا حصہ قرار دینا، یا اس کو سنت قرار دینا، یا اس کے ساتھ سنت جیسا معاملہ کرنا، بدعت ہے، اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں (معاذ اللہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ جانتا ہوں کہ کونسی رات زیادہ فضیلت والی ہے، یا کوئی شخص یہ کہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے زیادہ مجھے عبادت کا ذوق ہے، اگر صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے یہ عمل نہیں کیا، تو میں اس کو کروں گا، تو اس کے برابر کوئی احمق نہیں (اصلاحی خطبات، ج ا ص ۴۸ تا ۵۱، وعظ بعنوان ''ماہِ رجب چند غلط فہمیوں کا ازالہ'' ناشر: میمن اسلامک پبلشرز، کراچی، اشاعتِ اول: مئی 1993ء)

نیز فرماتے ہیں کہ:

حقیقت یہ ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم، تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ اور تبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ، دین کو سب سے زیادہ جاننے والے، دین کو خوب سمجھنے والے، اور دین پر مکمل طور پر عمل کرنے والے تھے۔ اب اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں ان سے زیادہ دین کو جانتا ہوں، یا ان سے زیادہ دین کا ذوق رکھتا ہوں، یا ان سے زیادہ عبادت گزار ہوں، تو حقیقت میں وہ شخص پاگل ہے، وہ دین کی فہم نہیں رکھتا۔

لہٰذا اس رات میں عبادت کے لئے خاص اہتمام کرنا بدعت ہے۔ یوں تو ہر رات میں اللہ تعالیٰ جس عبادت کی توفیق دے دیں وہ بہتر ہی بہتر ہے، لہٰذا آج کی رات بھی جاگ لیں، کل کی رات بھی جاگ لیں، اسی طرح ستائیسویں رات کو بھی جاگ لیں، لیکن اس رات میں اور دوسری راتوں میں کوئی فرق اور کوئی نمایاں امتیاز نہیں ہونا چاہئے (ایضاً ص ۵۱، ۵۲)

www.idaraghufran.org

(فصل نمبر 2)

27 رجب کا جلسہ

27 رجب کو شبِ معراج سمجھنے کی وجہ سے آج کل بعض مقامات پر اس رات میں جلسے اور اجتماعات منعقد کئے جاتے ہیں، اور ان میں کئی منکرات وخرافات جمع ہو چکی ہیں۔

اوّل تو اس قسم کے جلسے خاص 27 تاریخ میں منعقد کرنا ہی شرعی اصولوں کے خلاف ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم، صحابۂ کرام، تابعین اور تبعِ تابعین، فقہائے کرام اور محدثینِ عظام سے ان کا کوئی ثبوت نہیں۔

دوسرے اس قسم کے جلسوں کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ یہ معراج کی رات ہے، جب کہ اس رات کا شبِ معراج ہونا، معتبر سند سے ثابت نہیں، جس کی تفصیل پہلے ذکر کی جا چکی ہے۔

اور اگر ثابت ہو بھی جائے، تب بھی اس رات میں مذکورہ اجتماعات کا شرعاً کوئی ثبوت نہیں، اور جب اس میں مزید خرابیاں جمع ہو جائیں، تو اس وقت ان جلسوں اور اجتماعات کے ناجائز ہونے کا حکم اور زیادہ سخت ہو جاتا ہے۔

اس بارے میں چند عبارات وحوالہ جات ملاحظہ فرمایئے۔

علامہ ابنِ حاج کا حوالہ

علامہ ابنِ حاج رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

أَنَّهُمْ أَحْدَثُوا فِيهَا مِنَ الْبِدَعِ أَشْيَاءَ، فَمِنْهَا إِتْيَانُهُمُ الْمَسْجِدَ الْأَعْظَمَ وَاجْتِمَاعُهُمْ فِيهِ.

وَمِنْهَا زِيَادَةُ وَقُودِ الْقَنَادِيلِ فِيهِ، وَقَدْ تَقَدَّمَ مَا فِي ذٰلِكَ مِنَ الْمَفَاسِدِ

لِمَا وَقَعَ الْكَلَامُ عَلٰى أَوَّلِ لَيْلَةِ جُمُعَةٍ مِنْ شَهْرِ رَجَبٍ.

وَمِنْهَا مَايَفْرِشُوْنَهُ مِنَ الْبُسُطِ، وَالسَّجَّادَاتِ وَغَيْرِهِمَا.

وَمِنْهَا أَطْبَاقُ النُّحَاسِ فِيْهَا الْكِيْزَانُ، وَالْأَبَارِيْقُ وَغَيْرُهِمَا كَأَنَّ بَيْتَ اللّٰهِ تَعَالٰى بَيْتُهُمْ، وَالْجَامِعُ إِنَّمَا جُعِلَ لِلْعِبَادَةِ لَا لِلْفِرَاشِ، وَالرُّقَادِ، وَالْأَكْلِ، وَالشُّرْبِ.

فَإِنْ اِحْتَجَّ أَحَدٌ مِّنْهُمْ بِمَا وَرَدَ فِي الْحَدِيْثِ اَلْمَسْجِدُ بَيْتُ كُلِّ تَقِيٍّ وَبِفِعْلِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ -رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا -فِيْ مُلَازَمَتِهِ الْمَسْجِدَ وَمَبِيْتِهِ فِيْهِ حَتّٰى اَنَّهُ كَانَ يُسَمّٰى حَمَامَةَ الْمَسْجِدِ .

فَالْجَوَابُ أَنَّ اِلْتِزَامَهُمُ الْمَسْجِدَ -رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ -وَمَبِيْتَهُمْ فِيْهِ لِمَعْنًى بَيِّنٍ، وَذٰلِكَ؛ لِأَنَّ أَهْلَ الصُّفَّةِ لَيْسَ لَهُمْ بَرَاحٌ مِنْهُ لَا لَيْلًا وَّلَا نَهَارًا فَكَيْفِيَّةُ اِلْتِزَامِهِمْ مَعْلُوْمَةٌ مَعْرُوْفَةٌ بِمَا نُقِلَ عَنْهُمْ، إِذْ أَنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَزَالُوْنَ فِيْ أَحْوَالٍ سُنِّيَّةٍ إِمَّا صَلَاةٍ، أَوْ ذِكْرٍ، أَوْ تِلَاوَةٍ، أَوْ فِكْرٍ كُلُّ ذٰلِكَ فِيْمَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ رَبِّهِمْ (المدخل لابن الحاج، ج ۱ ص ۲۹۴،۲۹۵، فصل من العوائد الرديئة ما يفعله النساء فى المواسم،المرتبة الثانية المواسم التى ينسبونها إلى الشرع وليست منه،من البدع التى أحدثوها فى ليلة المعراج)

ترجمہ: لوگوں نے اس رات میں کئی بدعت والی چیزیں جمع کرلی ہیں، جن میں سے ایک خرابی بڑی مسجد میں آنا، اوراس میں جمع ہونا ہے، اور ایک خرابی زیادہ روشنیوں کا کرنا ہے، اوراس میں جوخرابیاں ہیں، ان پر کلام رجب کے مہینے کی پہلی جمعہ کی رات کے بیان میں گزر چکا ہے (کہ اس میں مال کو ضائع کرنا ہے، اوراگر مسجد کا مال ہو، تو اور بڑی خرابی ہے)

اور ایک خرابی چٹائیوں اور دریوں وغیرہ کا بچھانا ہے۔

اور ایک خرابی مسجد میں پراتوں اور برتنوں وغیرہ کا جمع کرنا ہے، گویا کہ اللہ تعالیٰ کا گھران کا اپنا گھر ہے، اور مساجد تو عبادت کے لئے بنائی گئی ہیں، نہ کہ بچھونے اور سونے اور کھانے پینے کے لئے۔

اگر کوئی اس سے دلیل پکڑے کہ حدیث میں یہ آیا ہے کہ مسجد ہر متقی آدمی کا گھر ہے، اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں آتا ہے کہ وہ مسجد میں چمٹے رہتے تھے، اوراسی میں رات گزارتے تھے، یہاں تک کہ ان کا نام مسجد کا کبوتر پڑ گیا تھا؟

تواس کا جواب یہ ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا مسجدوں میں چمٹے رہنا، اوران میں رات گزارنا، ایک دوسری واضح وجہ سے تھا، اوروہ اس لئے کہ اصحابِ صفہ مسجد میں رات اوردن میں آرام نہیں کیا کرتے تھے، ان کے مسجد میں ٹھہرنے کا طریقہ معلوم اورمشہور ہے، جیسا کہ ان کے بارے میں منقول ہے، کیونکہ وہ سنت طریقہ کے مطابق یا تو نماز میں مشغول ہوتے تھے، یاذکر میں یا تلاوت میں، یافکر میں، ہر ایک اپنے اپنے طور پراپنے رب کے ساتھ عبادت میں مشغول ہوتا تھا (المدخل)

مطلب یہ ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم مساجد میں ان خرافات کے لئے جمع نہیں ہوتے تھے، بلکہ وہ عبادت کے لئے مساجد میں تشریف لاتے تھے، اورفرض نماز کے علاوہ ہرایک نفل عبادت اورذکر وتلاوت اپنے اپنے طور پر کیا کرتا تھا، اور نہ ہی رجب کی ستائیسویں رات میں وہ کسی اجتماعی عبادت کے لئے جمع ہوتے تھے۔

امداد الفتاویٰ کا حوالہ

اس سلسلہ میں حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کے فتاویٰ سے ایک سوال وجواب نقل کیا جاتا ہے۔

سوال:...... چند سال سے ہندوستان کے کئی مقامات میں رجبی شروع ہونے لگی ہے، یعنی 27و28 شب کو حضور سرورِ کائنات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کا حال پڑھا جاتا ہے، اور بڑا مجمع ہوتا ہے۔ اور کثرت سے روشنی کا سامان فراہم ہوتا ہے اور بعض جگہ اسی مجلس میں بعد بیانِ معراج شریف، قوالی ہوتی ہے اور حال آتا ہے۔ اور یوماً فیوماً اس کی ترقی ہے، تو براہِ مہربانی شریعت کی رو سے اس کے مضار ومنافع (یعنی فوائد ونقصانات) سے مطلع فرمایئے کہ اس کا کرنے والا اور شریک ہونے والا اور مدد دینے والا، داخلِ حسنات (یعنی نیکی میں داخل) ہوگا، یا موجبِ سیئات (یعنی گناہ کا ذریعہ)

جواب:...... جلسۂ رجبی بھیئتِ متعارفہ زمانہ ھٰذا (یعنی رجب کا جلسہ جس طریقہ پر آج کے دور میں رائج ہے) میں جو منکرات (اور مفاسد وخرابیاں) مجتمع (یعنی جمع) ہیں، وہ ظاہر ہیں:

(1) التزام مالا یلزم (یعنی غیر لازم چیز کو لازم کرلینا) جس کی کراہت (یعنی مکروہ ہونا) فقہاء کے کلام میں منصوص (واضح طور پر مذکور) ہے، اور بہت فروعِ فقہیہ (یعنی فقہی جزئیات) کو اس پر متفرع کیا ہے، کَمَا لَایَخْفٰی عَلَی الْمَاھِرِ۔

(2) کثرتِ روشنی میں اسراف (یعنی فضول خرچی) کا ہونا، جس کی ممانعت منصوصِ قرآنی (یعنی اس کی ممانعت قرآن مجید میں واضح طور پر مذکور) ہے۔

(3) اس میں تداعی (ایک دوسرے کو بلانے) کا اہتمام، جو تطوعات (یعنی نفل ومستحب عبادت) کے لئے مکروہ ہے، اسی بناء پر جماعتِ نافلہ (یعنی نفلوں کی جماعت) کو مکروہ کہا ہے۔

(4) اور بھی جس قدر منکرات کو محققین نے مجالسِ متعارفہ میلاد میں (یعنی مروّجہ میلاد میں جن خرابیوں کا محققین نے) ذکر کیا ہے، اکثر بلکہ کل مع شیٔ زائد (یعنی اس سے بھی

کچھ زیادہ) اس میں **مجتمع** (یعنی جمع) **ہیں، بالخصوص اگر اس کے ساتھ قوالی بھی ہو، تو منکرات مضاعف** (یعنی خرابیاں دوگنا) **ہوجاویں گے، کیونکہ مجالسِ متعارفہ سماع میں شرائطِ اباحت، محض مفقود ہیں** (یعنی سماع کی مروّجہ مجلسوں میں جائز ہونے کی شرائط کا لحاظ نہیں ہے) **اور عوارضِ مانعہ بکثرت موجود ہیں** (یعنی ممانعت والی چیزیں کثرت سے اس میں شامل ہیں) **چنانچہ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق، سماع متعارف پر منطبق کرنے سے اس کی تصدیق ہوسکتی ہے** (یعنی امام غزالی رحمہ اللہ نے جو مروّجہ سماع پر تحقیق فرمائی ہے اس کو ان جلسوں پر منطبق کرنے سے ان جلسوں کے ناجائز ہونے کی تصدیق ہوتی ہے) **بناء بر وجوہِ مذکورہ** (یعنی مذکورہ وجوہات کی بناء پر) **جلسۂ مذکورہ کے داعی اور ساعی وبانی ومعین وشریک** (یعنی مذکورہ جلسہ کی دعوت دینے والے اور کوشش کرنے والے اور اس کو منعقد کرنے والے اور اس میں تعاون کرنے والے اور اس میں شرکت کرنے والے) **سب کے سب شرعاً قابلِ ملامت وتشنیع** (یعنی ملامت اور برائی کے قابل اور مستحق) **ہوں گے۔ طالبِ حق** (یعنی حق کے متلاشی اور طلب گار) **کے لئے یہ مختصر** (جواب) **کافی ہے، اور مخاصِم** (یعنی جھگڑا کرنے والے) **کے لئے دفتر کے دفتر غیر وافی** (وناکافی) **ہیں** (امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۲۹۲، بعنوان ''حکم جلسۂ رجبی'' کتاب البدعات، مطبوعہ: مکتبہ دار العلوم کراچی، طبع جدید، جولائی 2010ء)

فتاویٰ محمودیہ کا حوالہ

مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی صاحب رحمہ اللہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ:

(شبِ معراج میں لوگوں کو جمع کرکے وعظ، شیرینی اور نفل نمازوں کا) **یہ التزام واہتمام بے دلیل، بدعت، خلافِ شرع ہے، جو اس التزام کو نہ مانے، وہ گنہگار نہیں، بلکہ اس کو روکنے والا ماجور** (یعنی ثواب کا مستحق) **ہے۔**

اس (27 رجب کی) **شب میں خصوصیت سے کوئی نماز علاوہ روزانہ کی نماز کے**

مسنون ومشروع نہیں۔

نفسِ وعظ، امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے لئے جمع کرنا، شرعاً درست ہے اور اس شب کو اس کے لئے مخصوص کرنا، بے دلیل ہے، اسی طرح شیرینی کا اہتمام بے اصل ہے اور التزام مالا یلزم (یعنی ایک غیر لازم چیز کو لازم کرلینا) ہے (فتاویٰ محمودیہ، مبوب، ج۳ص۲۸۴، باب البدعات الرسوم، مخصوص ایام کی مروج بدعات کا بیان، مطبوعہ: دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ستائیس رجب میں جلسہ کی تخصیص شریعت سے ثابت نہیں، لہٰذا اس کے اہتمام والتزام سے بچنا چاہئے۔

وَاللّٰہُ سُبُحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

Idara Ghufran

(فصل نمبر3)

27 رجب میں مخصوص نمازیں پڑھنا

بعض علاقوں میں آج کل رجب کے مہینے کی ستائیسویں رات میں خاص طریقے پر مخصوص تعداد میں نفل نمازیں پڑھی جاتی ہیں، پہلے زمانے میں اس طرح کی نمازیں رجب کے پہلے جمعہ کی رات میں پڑھی جاتی تھیں، اوران کو''صلاۃُ الرغائب'' کہا جاتا تھا۔

اوران نمازوں کے متعلق مختلف قسم کے من گھڑت فضائل عوام میں مشہور ہیں، جن کو حاصل کرنے کے لئے، ان نمازوں کا اہتمام کیا جاتا ہے، مگر محدثین نے ان کا سختی کے ساتھ انکار کیا ہے۔

اس سلسلہ میں چند حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

علامہ ابنِ حاج کا حوالہ

علامہ ابنِ حاج رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

وَقَالُوْا فِیْ صَلَاةِ الرَّغَائِبِ إِنَّهَا بِدْعَةٌ مَكْرُوْهَةٌ وَأَنْكَرُوْهَا إِنْكَارًا شَدِيْدًا .حَتّٰى أَنَّ مَنْ هُوَ عَلٰى مَذْهَبِ هٰذَا الْقَائِلِ، وَهُوَ الْإِمَامُ أَبُوْ زَكَرِيَّا يَحْيٰى النَّوَوِيُّ -رَحِمَهُ اللّٰهُ -أَنْكَرَهَا إِنْكَارًا شَدِيْدًا فِيْ فَتَاوِيْهِ، وَهٰذَا لَفْظُهَا .قَالَ :مَسْأَلَةٌ :صَلَاةُ الرَّغَائِبِ الْمَعْرُوْفَةِ فِيْ أَوَّلِ جُمُعَةٍ مِنْ رَجَبٍ هَلْ هِيَ سُنَّةٌ أَوْ فَضِيْلَةٌ أَوْ بِدْعَةٌ.

اَلْجَوَابُ هِيَ بِدْعَةٌ قَبِيْحَةٌ مُنْكَرَةٌ أَشَدُّ إِنْكَارٍ اِشْتَمَلَتْ عَلٰى مُنْكَرَاتٍ فَعُيِّنَ تَرْكُهَا وَالْإِعْرَاضُ عَنْهَا، وَإِنْكَارُهَا عَلٰى فَاعِلِهَا وَعَلٰى وَلِيِّ الْأَمْرِ وَفَّقَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْعُ النَّاسِ مِنْ فِعْلِهَا فَإِنَّهُ رَاعٍ وَكُلُّ رَاعٍ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ وَقَدْ صَنَّفَ الْعُلَمَاءُ كُتُبًا فِيْ إِنْكَارِهَا وَذَمِّهَا

وَتَسْفِيْهِ فَاعِلِهَا وَلَا يَغْتَرَّ بِكَثْرَةِ الْفَاعِلِيْنَ لَهَا فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْبُلْدَانِ وَلَا بِكَوْنِهَا مَذْكُوْرَةً فِيْ قُوْتِ الْقُلُوْبِ وَإِحْيَاءِ عُلُوْمِ الدِّيْنِ وَنَحْوِهِمَا فَإِنَّهَا بِدْعَةٌ بَاطِلَةٌ.

وَقَدْ صَحَّ أَنَّ النَّبِيَّ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -قَالَ مَنْ أَحْدَثَ فِيْ أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ وَفِي الصَّحِيْحَيْنِ أَنَّهُ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -قَالَ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ .

وَفِيْ صَحِيْحِ مُسْلِمٍ وَغَيْرِهٖ أَنَّهُ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -قَالَ كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ. وَقَدْ أَمَرَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى عِنْدَ التَّنَازُعِ بِالرُّجُوْعِ إِلٰى كِتَابِهٖ فَقَالَ تَعَالٰى "فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ"وَلَمْ يَأْمُرْنَا بِاتِّبَاعِ الْجَاهِلِيْنَ وَلَا بِالْإِغْتِرَارِ بِغَلَطَاتِ الْمُخْطِئِيْنَ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.وَأَمَّا قَوْلُهُ لِكَوْنِهَا رَاجِعَةً إِلٰى أَصْلٍ مِّنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ فَلَيْسَ كَمَا قَالَ؛ لِأَنَّ الصَّلَاةَ تَوْقِيْفِيَّةٌ كَمَا تَقَدَّمَ.

أَلَا تَرٰى أَنَّهُ -عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ -بَيَّنَ كَيْفِيَّةَ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ وَالْخُرُوْجِ إِلَيْهَا وَالتَّكْبِيْرِ فِيْهَا وَكَذٰلِكَ بَيَّنَ -عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ -صَلَاةَ الْكُسُوْفِ وَصَلَاةَ الْخَوْفِ وَالرَّوَاتِبِ مَعَ الصَّلَوَاتِ وَالْإِسْتِسْقَاءِ وَالْإِسْتِخَارَةِ وَالتَّهَجُّدِ وَصَلَاةِ الْمَرِيْضِ إِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ فَبَيَّنَ -عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ -جَمِيْعَ أَنْوَاعِ الصَّلَاةِ وَأَوْضَحَهَا بِالْفِعْلِ وَالْقَوْلِ فَلَمْ يَبْقَ لِأَحَدٍ أَنْ يَّزِيْدَ فِيْهَا وَلَا يُنْقِصَ مِنْهَا كَمَا تَقَدَّمَ، فَإِذَا كَانَتِ الزِّيَادَةُ عَلٰى فِعْلِهٖ -عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ -بِدْعَةً مَمْنُوْعَةً فَأَوْلٰى بِالْمَنْعِ إِذَا أُحْدِثَتْ لِتِلْكَ الصَّلَاةِ تَسْمِيَةٌ وَوَقْتٌ خَاصٌّ هِيَ بِهَا وَصَارَتْ شِعَارًا ظَاهِرًا شَائِعًا لَمْ يَكُنْ مَعْرُوْفًا إِلَّا فِي الْقَرْنِ الْخَامِسِ (المدخل، ج۴ص ۲۵۹، ۲۶۰،فصل فی ذکر صلاۃ الرغائب)

ترجمہ: فقہاء ومحدثین نے نمازِ رغائب کے بارے میں فرمایا کہ یہ بدعت اورمکروہ ہے، اوراس کا سختی کے ساتھ انکار فرمایا ہے، یہاں تک کہ اس قول والے (مثلاً صاحبِ احیاء وغیرہ) کے مذہب پر امام ابوزکریا نووی رحمہ اللہ نے اپنے فتاویٰ میں اس کا شدید انکار کیا ہے، ان کے الفاظ یہ ہیں۔

سوال یہ ہے کہ جو نمازِ رغائب، رجب کے پہلے جمعہ میں رائج ہے، کیا وہ سنت ہے یا فضیلت کا باعث ہے، یا بدعت ہے؟

جواب یہ ہے کہ یہ بدعت ہے، قبیح اور شدید منکر ہے، جو ایسے منکرات پر مشتمل ہے، جس کی وجہ سے اس کا چھوڑنا اور اس سے اعراض کرنا، اوراس کے کرنے والے پر انکار کرنا متعین ہے، اور ذمہ دار (یعنی نگران) پر، جس کو اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے، اس کے کرنے سے منع کرنا لازم ہے، کیونکہ وہ نگران ہے، اور ہر نگران سے، اپنے ماتحتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

اور علماء نے اس نماز کے انکار پر کتابیں تصنیف فرمائی ہیں، اوراس کی برائی بیان کی ہے، اوراس کے کرنے والے کو برا قرار دیا ہے، اور بہت سے لوگ جو اکثر مقامات پر اس نماز کو اختیار کرتے ہیں، ان سے دھوکہ نہیں کھانا چاہئے، اور نہ ہی اس نماز کے ''قوتُ القلوب'' اور ''احیاء علوم الدین'' وغیرہ جیسی کتابوں میں ذکر ہونے سے دھوکہ کھانا چاہئے، کیونکہ یہ نماز بدعت اور باطل ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث ہے کہ جس نے ہمارے دین میں کوئی نئی بات پیدا کی، جو اس میں نہیں تھی، تو وہ مردود ہے۔

اور بخاری، مسلم میں ہے کہ جس نے ایسا عمل کیا، جو ہمارے دین میں نہیں تھا، تو وہ مرُدود ہے، اور صحیح مسلم وغیرہ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر بدعت گمراہی ہے۔

اور ہمیں اللہ تعالیٰ نے اختلاف کے وقت اپنی کتاب کی طرف رجوع کرنے کا حکم

فرمایا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم کسی چیز میں اختلاف کرو، تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو (سورہ نساء آیت ۵۹) اور ہمیں اللہ تعالیٰ نے جاہلوں کی اتباع کا حکم نہیں فرمایا، اور نہ خطاوار لوگوں کی غلطیوں سے دھوکہ کھانے کا حکم فرمایا، واللہ اعلم۔

رہا اس نماز کا کتاب اور سنت میں ذکر ہونا، تو اس کا کتاب وسنت میں کوئی ذکر نہیں ہے، کیونکہ نماز (اور اس کا طریقہ) شریعت ہی سے معلوم ہوسکتا ہے (نہ کہ عقل سے) جیسا کہ پہلے گزرا، کیا آپ کو معلوم نہیں کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے عیدین کی نماز کا طریقہ اور ان کے پڑھنے کے لئے جانے اور ان میں تکبیر کا طریقہ بیان کردیا ہے، اسی طرح نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے نمازِ گرہن اور نمازِ خوف اور فرض نمازوں کے ساتھ سنت نمازوں، اور استسقاء کی نماز اور استخارہ اور تہجد کی نماز اور بیمار کی نماز وغیرہ، سب نمازوں کو بیان فرمادیا ہے، اور اپنے عمل سے بھی ان کی وضاحت فرمادی ہے، اور اپنے قول سے بھی۔

پس اب کسی کے لئے یہ گنجائش نہیں ہے کہ ان میں کوئی کمی وزیادتی کرے، جیسا کہ گزرا، پس جب نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے فعل پر زیادتی بدعت اور ممنوع ہے، تو اس نماز سے بدرجۂ اولیٰ منع کیا جائے گا، جس کا وقت بھی خاص مقرر کرلیا گیا ہے، اور نام بھی، اور اس کو واضح شعار بنالیا گیا ہے، جب کہ یہ پانچویں صدی میں وجود میں آئی ہے (المدخل)

معلوم ہوا کہ ستائیس رجب کی رات میں مخصوص طریقہ پر نمازیں پڑھنے کا کوئی معتبر ثبوت نہیں، اور اس سلسلہ میں جو روایات آئی ہیں، وہ نا قابلِ اعتبار ہیں۔ [1]

---

[1] وفی لطائف المعارف فیما لمواسم العام من الوظائف لابن رجب الحنبلی أما الصلاۃ فلم تصح فی شهر رجب صلاۃ مخصوصۃ تختص به والأحادیث المرویۃ فی فضل صلاۃ الرغائب فی أول لیلۃ جمعۃ من رجب کذب وباطل لا تصح وهذه الصلاۃ بدعۃ عن جمهور العلماء وممن ذکر ذلک من

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور اسی لئے اہلِ علم حضرات نے اس نماز کا انکار کیا ہے۔

فتاویٰ رشیدیہ کا حوالہ

مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب رحمہ اللہ، رجب کے مہینے میں خاص طریقہ پر نمازیں پڑھنے کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

یہ نمازیں بایں قیود جو مروج ہیں بدعتِ ضلالہ ہیں جس کا مآل (نتیجہ) گناہِ کبیرہ کا ہے اگرچہ نفسِ صلوٰۃِ نفل مندوب ہے (یعنی اگرچہ بذاتِ خود نفل نماز مستحب ہے، لیکن مخصوص تاریخ وغیرہ کی مروَّجہ قیود کے ساتھ، یہ نمازیں بدعت اور گمراہی اور کبیرہ گناہ ہیں) شرح اس کی براہینِ قاطعہ میں دیکھو (فتاویٰ رشیدیہ کامل، مبوب بطرزِ جدید، ص ۱۷۱، بعنوان ''صلاۃ الرغائب وغیرہ کا حکم'' کتاب العلم، مطبوعہ: عالمی مجلسِ تحفظ اسلام، کراچی)

فتاویٰ محمودیہ کا حوالہ

مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی صاحب رحمہ اللہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ:

اس شب کے لئے نوافل خصوصی کا اہتمام کہیں ثابت نہیں، نہ کبھی حضور اقدس صلی

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ أعيان العلماء من المتأخرين من الحفاظ أبو إسماعيل الأنصارى وأبو بكر السمعانى وأبو الفضل ابن ناصر وأبو الفرج بن الجوزى وغيرهم وإنما لم يذكرها المتقدمون لأنها أحدثت بعدهم وإنما أظهرت بعد الأربعمائة فلذلك لم يعرفها المتقدمون ولم يتكلموا فيها انتهى(الآثار المرفوعة فى الاخبار الموضوعة للكنوى، ص٦٨،فى ذكر أحاديث صلوات أيام السنة ولياليها وما يتعلق بها، حديث صلاة الرغائب)

حديث فى رجب ليلة يكتب للعامل فيها حسنات مائة سنة وذلك لثلاث بقين من رجب فمن صلى فيه اثنتى عشرة ركعة يقرأ فى كل ركعة فاتحة الكتاب وسورة ويتشهد فى كل ركعتين ويسلم فى آخرهن ثم يقول سبحان الله والحمد لله ولا إله إلا الله والله أكبر مائة مرة ويستغفر مائة مرة ويصلى على النبى مائة مرة ويدعو لنفسه ما شاء ويصبح صائما فإن الله يستجيب دعاء ه كله إلا أن يدعو فى معصية أخرجه البيهقى من طريق عيسى غنجار عن محمد بن الفضل بن عطية وهو من المتهمين بالكذب عن أبان وهو أيضا متهم عن أنس مرفوعا وأدخله ابن حجر فى تبيين العجب فى الموضوعات(الآثار المرفوعة فى الأخبار الموضوعة، للكنوى، ص ٦١،٦٢،فى ذكر أحاديث صلوات أيام السنة ولياليها وما يتعلق بها،صلاة ليلة السابع والعشرين من رجب)

اللہ علیہ وسلم نے کیا، نہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے، نہ تابعینِ عظام رحمہم اللہ نے کیا۔علامہ حلبی تلمیذِ شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ نے غنیۃ المستملی ص۴۱۱ میں، علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ نے البحر الرائق شرح کنز الدقائق ج۲ص۵۶ میں، علامہ طحطاوی نے مراقی الفلاح ص۲۲ میں، اس رواج پر نکیر فرمائی ہے اور اس کے متعلق جو فضائل نقل کرتے ہیں، ان کو رد کیا ہے۔اس رواج کے روکنے والے کو کافر کہنا تو انتہائی جسارت ہے۔کسی مسلمان کو بلا دلیل شرعی کافر کہنے سے کہنے والے پر کفر آتا ہے (فتاویٰ محمودیہ مبوب، ج۳ص۲۸۴، بعنوان ''شبِ معراج کے اعمالِ مروجہ'' باب البدعات والرسوم،مخصوص ایام کی مروج بدعات کا بیان، مطبوعہ: دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی)

لہٰذا27 رجب یا کسی اور تاریخ میں نفل نمازوں کے مخصوص طریقوں کو ثواب سمجھنا غلط اور گناہ ہے۔ [1]

اللہ امتِ مسلمہ کو سنت کی پیروی کرنے اور بدعات سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

وَاللّٰہُ سُبۡحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعۡلَمُ وَعِلۡمُہٗ اَتَمُّ وَاَحۡکَمُ.

---

[1] یہاں یہ بات بھی سمجھ لینی چاہئے کہ بعض کتابوں میں کچھ بزرگوں سے فضیلت کی راتوں میں، جو خاص قسم کے نوافل اور عملیات منقول ہیں، ان کی کیا حقیقت ہے؟ کیونکہ بعض لوگ ان پر بڑے بھونڈے انداز میں اعتراض کرتے ہیں اور بعض لوگ ان کے معمولات کو اپنا کر عمل شروع کر دیتے ہیں، حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ نے بزرگوں سے منقول نوافل وغیرہ کی حقیقت ظاہر فرمائی ہے، آپ فرماتے ہیں:

> ایک بات یہ بھی سمجھنے کی ہے کہ یہ جو بعضی اوراد کی کتابوں میں پندرھویں شب شعبان میں، جو خاص نوافل پڑھنے کو لکھ دیا ہے، یہ کوئی قید نہیں، جو چیز شرعاً بے قید ہے، اس کو بے قید ہی رکھو۔حدیث میں نوافل کی کوئی قید نہیں آئی، بلکہ جو عبادت آسان ہو وہ کرلو۔اس میں نوافل بھی آ گئے اور وہ بھی کسی ہیئت کے ساتھ نہیں۔
> باقی بزرگوں کے کلام میں، جو خاص ہیئت کے نوافل کا ذکر آیا ہے، اس کا سبب یہ ہے کہ کسی بزرگ نے کسی مرید کے لئے اس کی خاص حالت کے اقتضاء سے اس کو تجویز کیا ہوگا اور اس کے حق میں یہی مصلحت ہوگا۔ اب اس کو عام کر لینا یہ بدعت ہے۔باقی بزرگوں کو برا نہ کہے، غرض حدیث میں کوئی خاص عمل وارِد نہیں (خطباتِ حکیم الامت، ج۷ص۳۹۳، بعنوان ''حقیقتِ عبادت'' وعظ ''شبِ مبارک'' ناشر: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان، تاریخ اشاعت: ربیع الاول ۱۴۲۸ھ)

(فصل نمبر 4)

ہزاری روزہ

آج کل بہت سے لوگ، رجب کی ستائیسویں تاریخ کو روزہ رکھنے کا ثواب، ایک ہزار روزوں کے برابر سمجھتے ہیں۔اسی واسطے اس کو ہزاری روزہ کہتے ہیں مگر یہ فضیلت شرعی اعتبار سے معتبر سند سے ثابت نہیں۔

محدثین نے اس سلسلہ میں پیش کی جانے والی روایات کو کمزور اور نا قابلِ اعتبار قرار دیا ہے، جن کی تفصیل پہلے ذکر کی جاچکی ہے۔

اس لئے ستائیس رجب کے دن کے روزہ کو ہزار روزوں کے برابر، یا زیادہ ثواب کا باعث یا اس دن کے روزہ کے متعلق سنت ہونے کا اعتقاد نہ رکھا جائے۔ [1]

---

[1] حکیم الامت رحمہ اللہ نے امداد الفتاویٰ میں 27 رجب کے روزے کی فضیلت کے متعلق وارد ہونے والی روایات پر جرح نقل فرمائی ہے (ملاحظہ ہو: امداد الفتاویٰ، ج ۲ ص ۱۱۶، ۱۱۷، کتاب الصوم والاعتکاف، ناشر: مکتبہ دار العلوم کراچی، طبع جدید: جولائی ۲۰۱۰ء)

البتہ موصوف رحمہ اللہ نے ''التشرف'' میں 27 رجب کے روزے کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث، ابو موسیٰ مدینی کی کتاب ''فضائل اللیالی والایام'' کے حوالے سے ابنِ حوشب کی روایت سے 27 رجب کے ہزاروی روزہ پر استدلال کیا ہے۔لیکن ساتھ ہی آخر میں یہ بھی فرمادیا کہ

''بشرطیکہ یہ اثر سند کی رو سے ثابت ہو اور مجھ کو سند کا علم نہیں'' (التشرف، ص ۵۷، کتاب الاذکار والدعوات، بعنوان ''ہزاری روزہ کی اصل'' ناشر: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان، تاریخِ اشاعت: صفر المظفر ۱۴۲۷ھ)

مولانا مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ نے امداد الفتاویٰ جلد ۲ صفحہ ۱۱۸ کے حاشیہ میں اس حدیث کی سند پر کچھ اطمینان کا اظہار کیا ہے، لیکن اپنے مستقل مضمون ''رجب کے روزہ کا حکم'' میں کلام کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ:

بظاہر یہ روایت وہی ہے جس کے بارے میں حافظ رحمہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اوپر یوں تحریر کیا جاچکا ہے:

''یہ موقوف ہے، ضعیف ہے، اس سلسلہ میں کسی اور روایت میں اس جتنی صلاحیت بھی نہیں''

اگر کوئی دوسری سند فرض کرلی جائے، تو بھی اس میں شہر بن حوشب تو ہے ہی، جو ضعیف ہے، اس کے بارے میں ضعیف ہونے کے علاوہ، منکر، ساقط، لایحتج بحدیثہ و لایتدین بہ جیسے الفاظ بھی کہے گئے ہیں (تہذیب التہذیب ص ۳۷۲ ج ۴)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

فتاویٰ رشیدیہ کا حوالہ

مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب رحمہ اللہ رجب کے مہینے میں تبارک اور 27 رجب کو روزہ رکھنے کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

ان دونوں امر کا التزام نادرست اور بدعت ہے اوروجوہ ان کے ناجواز کے اصلاح الرسوم، براہینِ قاطعہ اور اربعین میں درج ہیں (فتاویٰ رشیدیہ مبوب بطرزِ جدید، ص ۱۶۹، بعنوان ''رجبی کا حکم''، کتاب العلم، مطبوعہ: عالمی مجلسِ تحفظ اسلام، کراچی)

فتاویٰ رشیدیہ میں ہی اس سلسلہ میں چند سوالات وجوابات درجِ ذیل ہیں:

سوال: سفرُ السعادت میں در بابِ صومِ رجب فرماتے ہیں:

''ورجب راروزہ داشتن نہی فرمودہ وایضاً درباب روزہ رجب وفضل آن چیز کے ثابت نشدہ بلکہ کراہیت واردشدہ''

عبارتِ مذکورہ سے مطلق رجب میں روزہ رکھنا منع ومکروہ معلوم ہوتا ہے، صحیح ہے یا مراد اس سے کوئی خاص روزہ ہے، جس کو ہزاری وغیرہ کہتے ہیں؟

جواب: رجب کا روزہ رکھنا مباح وجائز ہے، مگر خصوصیات کسی تاریخ کی کرنا، یا

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

علاوہ ازیں یہ روایت، وجوہِ ذیل کی بناء پر بھی قابلِ قبول نہیں:

(1)......مندرجہ بالا احادیثِ مرفوعہ وآ ثارِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے خلاف ہے۔

(2)......معلول ہے، اس لئے کہ اس میں اس دن کو مبدأ وحی بتایا گیا ہے جو بالاتفاق غلط ہے۔

(3)......عوام اس روزہ کی فضیلت، معراج کی وجہ سے سمجھتے ہیں، حالانکہ اس کا شبِ معراج ہونا مختلف فیہ ہے۔ اقوالِ مختلفہ میں سے کسی کے لئے کوئی وجہ ترجیح نہیں۔ اس کی تفصیل رسالہ ''تحقیق شبِ معراج'' میں ہے۔

(4)...... مذہبِ شیعہ میں ابتداءِ وحی اور معراج کی تاریخ 27 رجب ہے، جیسا کہ ان کی کتاب ''تحفۃ العوام'' میں تحریر ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت کسی شیعہ نے وضع کی ہے۔

حاصل یہ کہ اس دن کا روزہ بدعت اور ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (سات مسائل، صفحہ ۶، ۷، رجب کے روزہ کا حکم، ناشر: الرشید، کراچی، تاریخِ طبع: ربیع الثانی: ۱۴۲۳ھ)

www.idaraghufran.org

اس کو مسنون اور دیگر ایام سے افضل جاننا، یا زیادہ موجب ثواب جاننا، اس کو مکروہ وبدعت لکھتے ہیں، ورنہ جیسا تمام سال ہے، رجب بھی ایک ماہ ہے۔

ور ہزاری لکھّی کچھ نہیں، اسی وجہ سے بدعت لکھا ہے۔ فقط

سوال: 27 رجب کے روزہ کو ہزاری روزہ سمجھنا کیسا ہے؟

جواب: 27 رجب کے روزہ کی فضیلت صحاح احادیث میں ثابت نہیں، مگر غنیّۃ میں سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ نے لکھا ہے کہ اس کو محدثین ضعیف کہتے ہیں۔ حدیث ضعیف سے ثبوت نہیں ہوسکتا ہے، نفسِ روزہ جائز ہے (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۴۸۰، ۴۵۱، ۴۵۲، کتاب الصوم، روزے کے مسائل کا بیان، مطبوعہ: عالمی مجلسِ تحفظ اسلام، کراچی)

بہشتی زیور کا حوالہ

بہشتی زیور میں ہے کہ:

اس کو عام لوگ مریم روزہ کا چاند کہتے ہیں اور اس کی ستائیس تاریخ میں روزہ رکھنے کو اچھا سمجھتے ہیں کہ ایک ہزار روزوں کا ثواب ملتا ہے۔ شرع میں اس کی کوئی قوی اصل نہیں۔ اگر نفل روزہ رکھنے کو دل چاہے، اختیار ہے، خدا تعالیٰ جتنا چاہیں ثواب دیدیں۔ اپنی طرف سے ہزار یا لاکھ مقرر نہ سمجھے۔ بعضی جگہ اس مہینے میں تبارک کی روٹیاں پکتی ہیں۔ یہ بھی گھڑی ہوئی بات ہے۔ شرع میں اس کا کوئی حکم نہیں۔ نہ اس پر کوئی ثواب کا وعدہ ہے۔ اس واسطے ایسے کام کو دین کی بات سمجھنا گناہ ہے

(بہشتی زیور، چھٹا حصہ ص ۴۴۸، بعنوان: رجب کی رسموں کا بیان، مطبوعہ: دارالاشاعت کراچی)

فتاویٰ دارُالعلوم کا حوالہ

مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

ستائیسویں رجب کے روزے کو، جو عوام ہزارہ روزہ کہتے ہیں اور ہزار روزوں کے

برابر اس کا ثواب سمجھتے ہیں، اس کی کچھ اصل نہیں ہے (فتاویٰ دار العلوم مدلل ومکمل، ج۶ ص ۳۰۴، کتاب الصوم، نواں باب، ناشر: دار الاشاعت کراچی، طبع اول مئی 1986ء)

فتاویٰ محمودیہ کا حوالہ

مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

ماہِ رجب میں تواریخِ مذکورہ میں روزہ رکھنے کی فضیلت پر بعض روایات وارد ہوئی ہیں، لیکن وہ روایات محدثین کے نزدیک درجۂ صحت کو نہیں پہنچیں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے ماثبت بالسنۃ میں ذکر کیا ہے۔ بعض بہت ضعیف ہیں اور بعض موضوع (من گھڑت) ہیں (فتاویٰ محمودیہ، ج۳ ص ۲۸۱، باب البدعات والرسوم، فصل: مخصوص ایام کی مروج بدعات کا بیان، بعنوان ''رجب کا روزہ، کونڈا'' مطبوعہ: جامعہ فاروقیہ کراچی)

مفتی رشید احمد لدھیانوی کا حوالہ

مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

27 رجب کے روزہ کا کوئی ثبوت نہیں (سات مسائل، صفحہ۵، رجب کے روزہ کا حکم، ناشر: الرشید، کراچی، تاریخِ طبع: ربیع الثانی: ۱۴۲۳ھ)

کتبُ ''الموضوعات'' میں اس رات کی عبادت، اس دن کے روزہ اور اس میں بعثت کی سب روایات کو غیر معتبر قرار دیا گیا ہے (ایضاً، صفحہ۶)

اصلاحی خطبات کا حوالہ

مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب مدظلہم فرماتے ہیں کہ:

بعض لوگ ستائیس رجب کے روزے کو فضیلت والا سمجھتے ہیں، جیسے کہ عاشورہ اور عرفہ کا روزہ فضیلت والا ہے، اسی طرح ستائیس رجب کے روزے کو بھی

فضیلت والا روزہ خیال کیا جاتا ہے۔ بات یہ ہے کہ ایک یا دوضعیف روایتیں تو اس کے بارے میں ہیں، لیکن صحیح سند سے کوئی روایت ثابت نہیں (اصلاحی خطبات ج ۱ ص ۵۲، وعظ ''ماہِ رجب چند غلط فہمیوں کا ازالہ'' بعنوان: ۲۷ رجب کا روزہ ثابت نہیں، مطبوعہ: میمن اسلامک پبلشرز، کراچی، اشاعت اول، مئی 1993ء)

اب اگر کوئی شخص اس روزے کا زیادہ اہتمام کرے، تو وہ شخص دین میں اپنی طرف سے زیادتی کررہا ہے، اور دین کو اپنی طرف سے گھڑ رہا ہے۔ لہٰذا اس نقطۂ نظر سے روزہ رکھنا جائز نہیں، ہاں البتہ اگر کوئی شخص عام دنوں کی طرح اس میں بھی روزہ رکھنا چاہتا ہے، تو رکھ لے، اس کی ممانعت نہیں، لیکن اس کی زیادہ فضیلت سمجھ کر، اس کو سنت سمجھ کر، اس کو زیادہ مستحب اور زیادہ اجر وثواب کا موجب سمجھ کر اس دن روزہ رکھنا، یا اس رات میں جاگنا درست نہیں، بلکہ بدعت ہے (ایضاً ص ۵۴)

فتاویٰ رحیمیہ کا حوالہ

مولانا مفتی سید عبدالرحیم لاجپوری صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

''ستائیسویں رجب کے بارے میں جو روایات آئی ہیں، وہ موضوع اور ضعیف ہیں، صحیح اور قابلِ اعتماد نہیں، لہٰذا ستائیسویں رجب کا روزہ، عاشوراء کی طرح مسنون سمجھ کر کہ ہزار روزوں کا ثواب ملے گا، اس اعتقاد سے رکھنا ممنوع ہے۔

.... البتہ کوئی سنت اور ہزاری روزہ کے اعتقاد کے بغیر صرف بنیتِ نفل روزہ رکھے، تو منع نہیں'' (فتاویٰ رحیمیہ ترتیب جدید، جلد ۷ صفحہ ۲۷۴، کتاب الصوم، صیامِ تطوع، بعنوان ''کیا ستائیسویں رجب کا روزہ ہزاری روزہ ہے'' ناشر: دارالاشاعت، کراچی، سنِ طباعت: مارچ 2009ء)

عمدۃُ الفقہ کا حوالہ

مولانا سید زوار حسین شاہ صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

’’ہزاری روزہ، یعنی ستائیس رجبُ المرجب کا روزہ، عوام میں اس کا بہت ثواب مشہور ہے، بعض احادیثِ موضوعہ (من گھڑت احادیث) میں اس کی فضیلت آئی ہے، لیکن صحیح احادیث اور فقہ کی معتبر کتابوں میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے، بلکہ بعض روایات میں ممانعت آئی ہے، پس اس کو ضروری اور واجب کی مانند سمجھ کر روزہ رکھنا، یا ہزار روزہ کے برابر ثواب سمجھ کر رکھنا بدعت ومنع ہے (عمدۃ الفقہ جلد ۳ صفحہ ۱۹۵، کتاب الصوم، ناشر: ادارہ مجدّدیہ، کراچی، سنِ طباعت: 1404ھ، بمطابق 1984ء)

گزشتہ تفصیل سے ستائیسویں رجب کے روزے کی خاص فضیلت کا، جو عوام میں مشہور ہے، غلط ہونا ثابت ہوا۔

لہٰذا 27 رجب کے روزہ کو خاص فضیلت والا سمجھنا اور خاص عقیدت کے ساتھ اس روزہ کو رکھنا، یا اس ایک روزہ کو ہزار روزوں کے ثواب کے برابر درجہ دینا، یا معراج کی تاریخ سے اس روزہ کا تعلق جوڑ کر اس تاریخ میں روزہ رکھنا، یہ سب چیزیں منع ہیں۔[1]

اللہ تعالیٰ امتِ مسلمہ کو متحد ومتفق ہو کر، سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اور ہر قسم کے منکرات وبدعات سے اجتناب کرنے اور بچنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

فقط

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

محمد رضوان خان

مورخہ: 28 / شعبان المعظم / 1440 ہجری۔ 04 / مئی / 2019ء، بروز ہفتہ

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

---

[1] بعض حضرات نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے رجب میں روزہ رکھنے کی ممانعت والی روایت سے خاص ستائیس تاریخ کے روزے کے ممنوع ہونے پر استدلال کیا ہے۔ جبکہ یہ استدلال بظاہر مشکل اور بعید معلوم ہوتا ہے، کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے واقعہ میں 27 تاریخ کی قید نہیں، اسی وجہ سے حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ نے بھی اپنے فتاویٰ میں اس روایت سے 27 / کے بجائے رجب کے مہینے میں عام روزے کی ممانعت اور اس کی توجیہ بیان فرمائی ہے، جیسا کہ امداد الفتاویٰ کے حوالے سے پیچھے گزر چکا ہے۔

www.idaraghufran.org

(خاتمہ)

ماہِ رجب کے چند اہم تاریخی واقعات

(مرتب: مولانا طارق محمود: ادارہ غفران، راولپنڈی)

پہلی صدی ہجری کے اجمالی واقعات

□...... ماہِ رجب ۲ھ میں تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا۔

اس سے پہلے اللہ تعالیٰ کے حکم سے مسلمان چند مہینوں سے بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے تھے، اس کے بعد پھر دوبارہ بیت اللہ کی طرف رخ کرکے نماز پڑھنے کا حکم نازل ہوا۔ [1]

---

[1] أخبرنا أبو الحسين بن الفضل، قال: أخبرنا أبو بكر بن عتاب، قال: حدثنا القاسم بن عبد الله بن المغيرة، قال: حدثنا ابن أبى أويس، قال: حدثنا إسماعيل بن إبراهيم بن عقبة، عن عمه موسى بن عقبة، أظنه عن الزهرى، قال: وصرفت القبلة نحو المسجد الحرام فى رجب على رأس ستة عشر شهرا من مخرج رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من مكة وكان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقلب وجهه فى السماء وهو يصلى نحو بيت المقدس الخ(دلائل النبوة للبيهقى، ج۲ص ۵۷۴،باب تحويل القبلة إلى الكعبة)

قال الواقدى: كان هذا يوم الاثنين للنصف من رجب، على رأس سبعة عشر شهرا(المنتظم لابن الجوزى، ج۳ص ۹۳،ذكر ما جرى فى السنة الثانية من الهجرة، تحويل القبلة الى الكعبة)

فصل فى تحويل القبلة فى سنة ثنتين من الهجرة قبل وقعة بدر وقال بعضهم: كان ذلك فى رجب من سنة ثنتين.وبه قال قتادة وزيد بن أسلم وهو رواية عن محمد بن إسحاق .وقد روى أحمد بن ابن عباس ما يدل على ذلك، وهو ظاهر حديث البراء بن عازب كما سيأتى.والله أعلم.

وقيل فى شعبان منها .قال ابن إسحاق بعد غزوة عبد الله بن جحش: ويقال صرفت القبلة فى شعبان على رأس ثمانية عشر شهرا من مقدم رسول الله صلى الله عليه وسلم المدينة وحكى هذا القول ابن جرير من طريق السدى، فسنده عن ابن عباس وابن مسعود وناس من الصحابة.

قال الجمهور الاعظم: إنما صرفت فى النصف من شعبان، على رأس ثمانية عشر شهرا من الهجرة (البداية والنهاية، ج۳ص۳۰۸، السنة الثانية من الهجرة ، كتاب المغازى)

□...... ماہِ رجب ۲ھ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کیا۔

نکاح کی مجلس بالکل سادہ اور تکلفاتِ زمانہ سے بالکل خالی اور مروجہ رسوم سے پاک تھی اس مبارک نکاح کی تقریب میں حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم شامل تھے، نکاح کا خطبہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پڑھا

(سیرت سیدنا علی المرتضیٰ ص ۵۵ و ۵۶۔ مرتبہ مولانا محمد نافع صاحب) [1]

□...... ماہِ رجب ۸ھ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو تین سو صحابہ کی رفاقت میں قریش کے قافلہ اور بنوحتینہ کے مقابلہ کے لئے بھیجا۔

یہ لشکر ''سریہ سیف البحر'' اور ''سریۃ الخبط'' کہلاتا ہے، سیف البحر تو اس لئے کہ یہ ساحل سمندر کی طرف گیا۔ سیف البحر کے معنٰی ساحل سمندر۔ اور سریہ الخبط اس لئے کہ خبط درخت کے

---

[1] أن علی بن أبی طالب رضی الله عنه تزوج فاطمة رضی الله عنها فی صفر للیال بقین منه، وبنی بها فی ذی الحجة(المنتظم لابن الجوزی، ج۳ص ۸۴، ذکر ما جری فی السنة الثانیة من الهجرة،زواج علی بن أبی طالب بفاطمة رضی الله عنهما)

قال أبو جعفر: وفی هذه السنة فی صفر، للیال بقین منه، تزوج علی بن ابی طالب ع فاطمة رضی الله عنها، حدثت بذلک، عن محمد بن عمر، قال: حدثنا أبو بکر بن عبد الله بن أبی سبرة، عن إسحاق ابن عبد الله بن أبی فروة، عن أبی جعفر(تاریخ الطبری، ج۲ص ۴۱۰، السنة الثانیة من الهجرة)

فاطمة بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم أمها خدیجة ولدتها وقریش تبنی البیت قبل النبوة بخمس سنین وهی أصغر بناته وذکر الزبیر أن أصغر البنات رقیة تزوج فاطمة علی بن أبی طالب فی السنة الثانیة من الهجرة فی رمضان وبنی بها فی ذی الحجة وقیل تزوجها فی رجب وقیل فی صفر علی بدن من حدید(تلقیح فهوم أهل الأثر فی عیون التاریخ والسیر لابن الجوزی، ص ۳۰، ذکر الإناث من أولاده صلی الله علیه وسلم)

تزوجها علی– رضی الله تعالی عنه– وهی ابنة خمس عشرة سنة وخمسة أشهر أو ستة ونصف من السنة الثانیة من الهجرة فی رمضان وبنی بها فی ذی الحجة، وقیل: تزوجها فی رجب وقیل: فی صفر وسنها– رضی الله تعالی عنها–(سبل الهدی والرشاد فی سیرة خیر العباد ، ج ۱۱ ص ۳۷، الباب التاسع فی بعض مناقب السیدة فاطمة بنت رسول الله– صلی الله علیه وسلم–، الأول: فی مولدها– علیها السلام واسمها وکیفیتها)

پتوں کو کہتے ہیں جو لاٹھی وغیرہ سے جھاڑے جائیں، اس سفر میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا زادِ سفر ختم ہو گیا تھا اور انہیں درختوں کے پتے جھاڑ جھاڑ کر کھانے کی نوبت آئی تھی، جس سے ان کے جبڑے زخمی ہو گئے تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی خوراک کا انتظام فرمایا کہ سمندر نے ایک پہاڑ جیسی عنبر نامی مچھلی کنارے پر پھینک دی، یہ تین سو افراد تھے، ایک مہینے تک خوب سیر ہو کر کھائی اور اس کے روغن کی مالش کی، یہاں تک ان کے جسم خوب فربہ اور تنومند ہو گئے، اور اس کے باقی ماندہ ٹکڑے اٹھا کر مدینہ لے گئے، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس سے تناول فرمایا، اس سریہ میں جنگ کی نوبت نہیں آئی، اس موقع پر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس عنبر نامی مچھلی کی پسلی کھڑی کرنے کا حکم دیا اور سب سے طویل قامت صحابی حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو سب سے لمبے اونٹ پر سوار کر کے اس کے نیچے سے گزارا گیا، چنانچہ وہ بے تکلف گزر گئے اور وہ پسلی ان کے سر سے اونچی رہی، نیز حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کی آنکھ کے گڑھے میں بیٹھنے کا حکم فرمایا، چنانچہ تیرہ حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم آسانی سے اس میں بیٹھ گئے (عہد نبوت کے ماہ وسال ص ۱۰۰و۱۰۱ملخصاً) [1]

---

[1] قال ابن إسحاق: وحدثني عبادة بن الوليد بن عبادة بن الصامت، عن أبيه، عن جده عبادة بن الصامت، قال: بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم سرية إلى سيف البحر ، عليهم أبو عبيدة بن الجراح، وزودهم جرابا من تمر، فجعل يقوتهم إياه، حتى صار إلى أن يعده عليهم عددا .قال: ثم نفد التمر، حتى كان يعطى كل رجل منهم كل يوم تمرة .قال: فقسمها يوما بيننا .قال: فنقصت تمرة عن رجل، فوجدنا فقدها ذلك اليوم .قال: فلما جهدنا الجوع أخرج الله لنا دابة من البحر، فأصبنا من لحمها وودكها ، وأقمنا عليها عشرين ليلة، حتى سمنا وابتللنا ، وأخذ أميرنا ضلعا من أضلاعها، فوضعها على طريقه، ثم أمر بأجسم بعير معنا، فحمل عليه أجسم رجل منا .قال: فجلس عليه، قال: فخرج من تحتها وما مست رأسه .قال: فلما قدمنا على رسول الله صلى الله عليه وسلم أخبرناه خبرها، وسألناه عما صنعنا فى ذلك من أكلنا إياه، فقال: رزق رزقكموه الله (سيرة ابنِ هشام، ج۲ص۶۳۲، ۶۳۳، غزوة أبى عبيدة بن الجراح إلى سيف البحر)

الباب الثامن والأربعون فى سرية أبى عبيدة بن الجراح رضى الله تعالى عنه يرصد عيرا لقريش عند محمد بن عمر، وابن سعد، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أرسله ومن معه لحى من جهينة

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

□......ماہِ رجب ۹ھ میں غزوۂ تبوک پیش آیا۔

تبوک شام کے قریب ایک مشہور جگہ کا نام ہے، اس غزوہ کے انتظام کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت کوشش فرمائی تھی، موسم کی سختی کے لحاظ سے اور مالی وسائل نہ ہونے کے اعتبار سے نہایت مشکل مرحلہ تھا، اس وجہ سے ہی اس کو ''جیش العسرۃ'' (تنگی کا لشکر) کہا جاتا ہے، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اس موقع پر جانی ومالی قربانی کی بے نظیر مثالیں قائم فرمائی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک کے لئے جاتے وقت اپنے اہل وعیال وخانگی امور کی نگرانی وانتظام کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا تھا (عہد نبوت کے ماہ وسال ص۸۳، سیرت سیدنا علی المرتضیٰ ص۹۴) [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بالقبلية مما يلى ساحل البحر وتعرف بسرية الخبط وسرية سيف البحر .قال جمهور أئمة المغازى كانت فى رجب سنة ثمان(سبل الهدى والرشاد فى سيرة خير العباد، ج٦ص١٧٦،الباب الثامن والأربعون فى سرية أبى عبيدة بن الجراح رضى الله تعالى عنه)

وفى رجب هذه السنة كانت سرية أبى عبيدة الى سيف البحر وهى سرية الخبط وسماها البخارى غزوة سيف البحر قال شيخ الاسلام ابن العراقى فى شرح التقريب قالوا وكانت هذه السرية فى شهر رجب سنة ثمان من الهجرة وذلك بعد ان نكثت قريش العهد وقبل الفتح فان النكث كان فى رمضان من السنة المذكورة *فى استقامة هذا الكلام نظر فليتأمل أو تكون هذه السرية فى سنة ست أو قبلها قبل هدنة الحديبية كما قاله ابن سعد وكان فيها ثلثمائة من المهاجرين والانصار الى ساحل البحر وكان فيها عمر بن الخطاب وقيس بن سعد بن عبادة(تاريخ الخميس فى أحوال أنفس النفيس للديار بكرى، ج٢ص٧٥،الموطن الثامن فى وقائع السنة الثامنة من الهجرة،سرية أبى عبيدة الى سيف البحر)

[1] غزوة تبوك فى رجب سنة تسع(سيرة ابنِ هشام، ج٢ص٥١٥،غزوة تبوك)

سنة تسع غزوة تبوك وفيها غزوة تبوك قال ابن إسحاق خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى تبوك فصالحه صاحب أيلة وكتب له رسول الله كتابا قال أبو الحسن خرج فى غرة رجب (تاريخ خليفة بن خياط، ص٩٢)

غزوة تبوك فى رجب سنة تسع. أمر الرسول الناس بالتهيؤ لتبوك،قال حدثنا أبو محمد عبد الملك بن هشام قال زياد بن عبد الله البكائى، عن محمد بن إسحاق المطلبى قال ثم أقام رسول الله صلى الله عليه وسلم بالمدينة ما بين ذى الحجة إلى رجب ثم أمر الناس بالتهيؤ لغزو الروم وقد ذكر لنا الزهرى ويزد بن رومان وعبد الله بن أبى بكر وعاصم بن عمر(الروض الانف للسهيلى، ج٧ص٣٨٣،غزوة تبوك فى رجب سنة تسع)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

□......ماہِ رجب ۹ھ میں حبشہ کے بادشاہ ''نجاشی'' کی وفات ہوئی۔

ان کا اصل نام ''اصحمہ'' تھا، اوران کو بھی صحابہ میں شمار کیا گیا ہے، انہوں نے نہ تو ہجرت کی تھی، اور نہ ہی انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا، چنانچہ یہ من وجہٍ تابعی تھے، اور من وجہٍ صحابی تھے، ان کی وفات، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں ہی ہوگئی تھی، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھی تھی، جب ان کی وفات ہوئی، تو نبی صلی علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا کہ تمہارے بھائی نجاشی کی حبشہ میں وفات ہوگئی ہے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھلے میدان کی طرف نکلے، اور لوگوں نے صفیں باندھیں، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھی۔ ۱

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ وفی هذه السنة كانت غزوة تبوك وذلك فى رجب (المنتظم لابن الجوزى، ج۳ص ۳۶۲، ثم دخلت سنة تسع من الهجرة)

ذكر غزوة تبوك فى رجب منها (البداية والنهاية، ج۵ص ۵، سنة تسع من الهجرة)

۱ النجاشي ملك الحبشة *

واسمه: أصحمة، ملك الحبشة، معدود فى الصحابة رضى الله عنهم.

وكان ممن حسن إسلامه، ولم يهاجر، ولا له رؤية، فهو تابعى من وجه، صاحب من وجه.

وقد توفى فى حياة النبى صلى الله عليه وسلم فصلى عليه بالناس صلاة الغائب، ولم يثبت أنه صلى صلى الله عليه وسلم على غائب سواه..........ولما توفى، قال النبى صلى الله عليه وسلم للناس: (إن أخا لكم قد مات بأرض الحبشة) .فخرج بهم إلى الصحراء، وصفهم صفوفا، ثم صلى عليه .

فنقل بعض العلماء: أن ذلك كان فى شهر رجب، سنة تسع من الهجرة (سير اعلام النبلاء ، ج ۱ ص ۴۲۸ الٰى ۴۴۳، تحت رقم الترجمة ۸۵)

النجاشي، واسمه أصحمة :

وهو الذى هاجر إليه المسلمون وأسلم وله الأفعال الحميدة، والإعانة للمسلمين، وهو الذى أمهر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم زوجته أم حبيبة، وتوفى فى رجب هذه السنة.

أخبرنا ابن الحصين، قال: أخبرنا ابن المذهب، قال: أخبرنا أحمد بن جعفر، قال: أخبرنا عبد الله بن أحمد بن حنبل، قال: حدثنى أبى، قال: أخبرنا يحيى، عن مالك، قال: حدثنى الزهرى، عن سعيد بن المسيب، عن أبى هريرة، قال: نعى لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم النجاشى اليوم الذى مات فيه، فخرج إلى المصلى، فصف أصحابه خلفه وكبر عليه أربعا.

وروى أبو داود من حديث عائشة رضى الله عنها، قالت: لما مات النجاشى كنا نتحدث أنه لا يزال يرى على قبره نور (المنتظم لابن الجوزى، ج۳ص ۳۷۵، ثم دخلت سنة تسع من الهجرة، ذكر من توفى فى هذه السنة من الأكابر)

www.idaraghufran.org

□...... ماہِ رجب ۱۴ھ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں دمشق فتح ہوا۔ [1]

□...... ماہِ رجب ۱۵ھ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جنگ یرموک کا واقعہ پیش آیا، جس کا واقعہ طویل ہے، اس میں مسلمانوں کو عظیم الشان فتوحات حاصل ہوئیں (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: الفاروق، مولانا شبلی نعمانی) [2]

---

[1] كان عمر رضى الله عنه قد عزل خالد بن الوليد واستعمل أبا عبيدة على جميع الناس، فالتقى المسلمون والروم حول دمشق فاقتتلوا قتالا شديدا، ثم هزم الله الروم، فدخلوا دمشق فتحصنوا بها فرابطهم المسلمون ستة أشهر حتى فتحوا دمشق وأعطوا الجزية، وكان الصلح على يدى خالد، وكان قد قدم على أبى عبيدة كتاب بتوليته وعزل خالد، واستحى أبو عبيدة أن يقرئه الكتاب .فلما فتحت أظهر أبو عبيدة ذلك، وكان فتح دمشق فى سنة أربع عشرة فى رجب، وكان حصارها ستة أشهر .وقال ابن إسحاق: بل كانت فى سنة ثلاث عشرة(المنتظم لابن الجوزى، ج۴ص ۱۴۲، ۱۴۳ ،ثم دخلت سنة ثلاث عشرة،باب خلافة عمر بن الخطاب رضى الله عنه، ذكر فتح دمشق)

وكان الفتح فى رجب سنة أربع عشرة(تاريخ ابنِ خلدون، ج۲ص۵۱۸،الخلافة الاسلامية،فتح دمشق)

أخبرنا أبو محمد عبد الكريم بن حمزة السلمى، أنا أبو بكر أحمد ابن على بن ثابت ح .أخبرنا أبو القاسم بن السمرقندى، أنا أبو بكر بن الطبرى، قالا أنا أبو الحسين بن الفضل، أنبأ عبد الله بن جعفر، نا يعقوب، نا حامد بن يحيى، نا صدقة– يعنى ابن إسحاق– عن محمد بن إسحاق قال: ثم ساروا الى دمشق وعلى الناس خالد– وقد كان عمر عزله وأمر أبا عبيدة–، فرابطوها حتى فتح الله عز وجل، فلما قدم الكتاب على أبى عبيدة بإمرته وعزل خالد أستحى أن يقرء خالدا الكتاب حتى فتحت دمشق .وكانت فى سنة أربع عشرة فى رجب.

قال: وأظهر أبو عبيدة أمرته وعزل خالد .ثم شتا أبو عبيدة شتيته– وفى نسخة: سنته– بدمشق.

قال: وثنا يعقوب، حدثنى سلمة، عن أحمد بن حنبل، عن إسحاق بن عيسى، عن أبى معشر قال: وكان فتح دمشق فى العام القابل فى رجب سنة أربع عشرة .وكانت اليرموك فى رجب سنة خمس عشرة(المعرفة والتاريخ للفسوى، ج۳ص ۲۹۶، ۲۹۷، سنة أربع عشرة،فتح دمشق)

[2] يوم اليرموك: كانت وقعة مشهودة، نزلت الروم اليرموك فى رجب سنة خمس عشرة، وقيل: سنة ثلاث عشرة، وأراه وهما(تاريخ الإسلام للذهبى، ج۲ص ۸۲، سنة خمس عشر، يوم اليرموك)

قال الواقدى: حدثنى عبد الرحمن بن الفضل عن يزيد بن أبى سفيان عن مكحول قال كانت وقعة اليرموك فى رجب سنة خمس عشرة من الهجرة(فتوح الشام للواقدى، ج۱ص۲۰۸، ذكر وقعة اليرموك)

وكان المسلمون ثلاثين ألفاً، والروم أزيد من مئة ألف قد سلسلوا أنفسهم، الخمسة والستة فى سلسلة لئلا يفروا .فلما هزمهم الله كان الواحد يقع فى وادى اليرموك فيقع من معه فى السلسلة، حتى ردموا الوادى واستوت حافتاه فيما قيل، وداستهم الخيل.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

□...... ماہِ رجب ۳۲ھ میں صحابیٔ رسول حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔

آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا بھی تھے، آپ کی ولادت، نبی صلی اللہ علیہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے تین سال پہلے ہوگئی تھی، حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما، احترام کی وجہ سے آپ سے سوار ہونے کی حالت میں ملاقات نہیں کرتے تھے، بلکہ نیچے اتر کر ملتے تھے، اور آپ کی سواری کو پکڑ کر چلتے تھے، یہاں تک کہ آپ کی منزل آ جاتی تھی، جمعہ کے دن ۸۸ سال کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو غسل دیا، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی، اور جنت البقیع میں تدفین ہوئی۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

واستشهد يومئذ طائفة منهم: عياش بن أبى ربيعة المخزومى، وعكرمة ابن أبى جهل، وعبد الرحمن بن العوام أخو الزبير، وعامر بن أبى وقاص أخو سعد(العبر فى خبر من غبر، ج ا ص ۱۴، ۱۵، سنة خمس عشرة،وقعة اليرموك فى رجب)

قال ابن الكلبى كانت الروم ثلاث مائة ألف عليهم باهان رجل من أبناء فارس تنصر ولحق بالروم وضم أبو عبيدة إليه أطرافه وأمراء الأجناد وأمده عمر بسعيد بن عامر بن حذيم فهزم الله المشركين بعد قتال شديد وقتل منهم مقتلة عظيمة.

قال ابن الكلبى كانت الواقعة يوم الاثنين لخمس مضين من رجب سنة خمس عشرة(تاريخ خليفة بن خياط، ص ۱۳۰،سنة خمس عشرة،وقعة جامعة اليرموك)

[1] العباس بن عبد المطلب بن هاشم بن عبد مناف، أبو الفضل :

واسم أمه نتيلة بنت جناب بن كليب .ولد قبل ولادة رسول الله صلى الله عليه وسلم بثلاث سنين، وكان له من الولد الفضل وهو أكبر ولده، وعبد الله وهو الحبر، وعبيد الله الجواد، وعبد الرحمن، وقثم، ومعبد، وأم حبيبة، وأم الكل لبابة بنت الحارث، وكان له من غيرها كثير، وتمام، والحارث .

وكان يضرب المثل بعبد الله فى العلم، وبعبيد الله فى الجود......

قال: وكان أبو بكر وعمر رضى الله عنهما فى ولايتهما لا يلقى العباس واحد منهما وهو راكب إلا نزل عن دابته وقادها ومشى مع العباس حتى يبلغ منزله أو مجلسه فيفارقه .

توفى العباس يوم الجمعة لأربع عشرة خلت من رجب هذه السنة، وهو ابن ثمان وثمانين سنة، وغسله على بن أبى طالب، وصلى عليه عثمان، ودفن بالبقيع(المنتظم لابن الجوزى، ج۵ص۳۸، ثم دخلت سنة اثنتين وثلاثين،ذكر من توفى فى هذه السنة من الأكابر،العباس بن عبد المطلب بن هاشم بن عبد مناف، أبو الفضل)

☐...... ماہِ رجب ۶۰ھ میں صحابیٔ رسول، کاتبِ وحی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ہوئی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ہادی، مہدی اور امین جیسے القاب سے نوازا تھا، آپ ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے بھائی ہونے کی وجہ سے رشتہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے برادرِ نسبتی تھے، مشہور یہی ہے کہ آپ رجب کی ۲۲/تاریخ میں فوت ہوئے، انتقال کے وقت آپ کی عمر تقریباً اسّی سال تھی۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ عالمِ اسلام کی ان چندگنی چُنی شخصیتوں میں سے ہیں جن کے احسان سے یہ امتِ مسلمہ کبھی سبکدوش نہیں ہوسکتی۔آپ کا شمار اُن بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں سے ہوتا ہے جن کو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مسلسل حاضری کا شرف حاصل ہوا ہے، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو وحیِ خداوندی لکھنے کی وجہ سے کاتبِ وحی کہا جاتا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کتابتِ وحی کا کام جتنا نازک تھا اور اس کے لئے جس احساسِ ذمہ داری، امانت ودیانت اور علم وفہم کی ضرورت تھی وہ محتاجِ بیان نہیں۔چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مسلسل حاضری، کتابتِ وحی، امانت ودیانت اور دوسری پاکیزہ صفات کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی مرتبہ آپ کے لئے دعا فرمائی (ماخوذاز''ماہِ محرم الحرام کے فضائل واحکام''مطبوعہ: ادارہ غفران، راولپنڈی)

آپ پر بعض لوگوں نے مختلف اعتراضات کئے ہیں، جو حقیقت پر مبنی نہیں، اور عداوت یا کم علمی کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں (تفصیل لئے ملاحظہ ہو:''حضرت امیر معاویہ اور تاریخی حقائق''مصنفہ: مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب و''سیرت حضرت امیر معاویہ مصنفہ: مولانا محمد نافع صاحب) [1]

---

[1] مـات مـعاوية بدمشق يوم الخميس لثمان بقين من رجب(تاريخ خليفه بن خياط ج ١ ص ٢٢٦، سنة تسع وخمسين، وفاة معاوية بن أبى سفيان)

ومـات يـوم الخميس لثمان بقين من رجب(تاريخ دمشق لابنِ عساكر ،ج ٥٩ ص ٢٠، تحت ترجمة "معاوية بن صخر أبى سفيان بن حرب" رقم الترجمة ٧٥١٠)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

دوسری صدی ہجری کے اجمالی واقعات

☐...... ماہِ رجب ۱۰۱ھ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (تقویمِ تاریخی ص۲۶)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وفی هذه السنة مات معاوية بن أبی سفيان أبو عبد الرحمن فی يوم الخميس بثمان بقين من رجب وهو ابن ثمان وسبعين سنة(تاريخ مولد العلماء ووفياتهم،لمحمد بن عبد الله بن أحمد بن سليمان بن زبر الربعی، ج ا ص١٦٧، سنة ستين)

وبقی معاوية فی إمارته تلک إلی أن مات يوم الخميس لثمان بقين من رجب سنة ستين وقد قيل إن معاوية مات للنصف من رجب من هذه السنة وكان له يوم توفی ثمان وسبعون سنة(كتاب الثقات، لابن حبان، ج٢ص٣٠٥،٣٠٦، السنة السابعة من الهجرة، ذكر البيان بان من ذكرناهم كانوا خلفاء ومن بعدهم كانوا ملوكا)

معاوية بن أبی سفيان واسم أبی سفيان صخر بن حرب بن أمية بن عبد شمس بن عبد مناف وهو أخو يزيد أبو عبد الرحمن القرشی الأموی نزل الشام وأمه هند بنت عتبة بن ربيعة بن عبد شمس أخرج البخاری فی الحج والعلم وغير موضع عن بن عباس وحميد بن عبد الرحمن وعمير بن هانء وحمدان بن أبان عنه عن النبی صلی الله عليه وسلم قال عمرو بن علی ولی معاوية يوم الإثنين لخمس بقين من ربيع الأول سنة إحدی وأربعين فملک معاوية سبع عشرة سنة وثلاثة أشهر واثنين وعشرين ليلة وتوفی يوم الخميس لثمان بقين من رجب سنة ستين وهو بن ثمان وسبعين سنة (التعديل والتجريح لمن خرج عنه البخاری فی الجامع الصحيح لأبی الوليدالباجی المالكی، ج٢ص١٤٧، تحت رقم الترجمة ٦٢٥، باب معاوية)

وفی هذه السنة هلک معاوية بن أبی سفيان بدمشق، فاختلف فی وقت وفاته بعد إجماع جميعهم علی أن هلاكه كان فی سنة ستين من الهجره وفی رجب منها، فقال هشام بن محمد: مات معاوية لهلال رجب من سنة ستين.

وقال الواقدی: مات معاوية للنصف من رجب.

وقال علی بن محمد: مات معاوية بدمشق سنة ستين يوم الخميس لثمان بقين من رجب، حدثنی بذلک الحارث عنه(تاريخ الطبری، ج٥ص٣٢٣، ٣٢٤،سنة ستين، ذكر وفاه معاوية بن أبی سفيان)

واتفقوا علی أنه توفی بدمشق، ثم المشهور أنه توفی يوم الخميس لثمان بقين من رجب، وقيل: لنصف رجب سنة ستين من الهجرة، وقيل: سنة تسع وخمسين وهو ابن اثنين وثمانين سنة، وقيل: ثمان وسبعين سنة، وقيل: ست وثمانين(تهذيب الأسماء واللغات للنووی، ج٢ص١٠٣، حرف الميم،تحت ترجمة "معاوية بن أبی سفيان" رقم الترجمة ٥٨٨)

www.idaraghufran.org

خلافتِ راشدہ کے بعد ان کی خلافت وحکومت مثالی تھی، آپ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی پوتی ''ام عاصم'' کے بیٹے تھے، آپ نے اسلامی سلطنت کو (جس پر بنوامیہ نے ملوکیت کی چھاپ لگادی تھی) دوبارہ خلافت سے بدل کر خلافتِ راشدہ کے قدم بقدم کردیا۔ [1]

□......ماہِ رجب ۱۰۱ھ: میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی وفات کے بعد یزید بن عبدالملک بن مروان خلیفہ بنا۔

یزید بن عبدالملک خلافت سے پہلے علماء کے ساتھ بہت بیٹھا کرتا تھا، جب اس کو خلیفہ بنایا گیا تو اس نے پختہ ارادہ کیا کہ وہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے نقشِ قدم پر چلے گا، لیکن اس کے برے ہم نشینوں نے اس کو برائیوں کی ترغیب دی اور اس کو ظلم کرنے پر اکسایا، یزید بن

---

[1] قال: أخبرنا محمد بن عمر قال: حدثنی عمرو بن عثمان قال: مات عمر بن عبد العزيز لعشر ليال بقين من رجب سنة إحدى ومائة وهو ابن تسع وثلاثين سنة وأشهر. وكانت خلافته سنتين وخمسة أشهر. ومات بدير سمعان(الطبقات الكبرىٰ لابنِ سعد، ج۵ص ۳۱۹، الطبقة الثالثة، تحت ترجمة ''عمر بن عبدالعزيز'' رقم الترجمة ۹۹۵)

حدثنی الوليد بن هشام عن أبيه عن جده وعبد الله بن مغيرة عن أبيه أن عمر بن عبد العزيز مات يوم الجمعة لخمس بقين من رجب بدير سمعان من أرض حمص وصلى عليه يزيد بن عبد الملك بن مروان وهو ابن تسع وثلاثين سنة وستة أشهر(تاريخ خليفة بن خياط، ص ۳۲۱، سنة إحدى ومائة، وفاة عمر بن عبد العزيز)

وفى هذه السنة توفى عمر بن عبد العزيز، فحدثنى أحمد بن ثابت، عمن ذكره، عن إسحاق بن عيسى، عن أبى معشر، قال: توفى عمر بن عبد العزيز لخمس ليال بقين من رجب سنة إحدى ومائة (تاريخ الطبرى، ج٦ص ۵٦۵، سنة احدى ومائة، خبر وفاه عمر بن عبد العزيز)

قال لنا أبو طالب محمد بن على بن إبراهيم البيضاوى: توفى أبو حفص عمر بن عبد العزيز المؤدب الشيرازى الهمدانى فى آخر رجب سنة تسع وسبعين وثلاث مائة(تاريخ الاسلام للذهبى، ج۱۳ص ۱۳۰، تحت ترجمة ''عمر بن عبدالعزيز'' رقم الترجمة ۵۹۷۸)

ولما بلغ عمر بن عبد العزيز أن يزيد بن المهلب هرب من السجن قال: اللهم إن كان يريد بهذه الأمة سوئا فاكفهم شره واردد كيده فى نحره، ثم لم يزل المرض يتزايد بعمر بن عبد العزيز حتى مات وهو بخناصرة، من دير سمعان بين حماة وحلب، فى يوم الجمعة، وقيل فى يوم الأربعاء لخمس بقين من رجب من هذه السنة – أعنى سنة إحدى ومائة – عن تسع وثلاثين سنة وأشهر، وقيل إنه جاوز الأربعين بأشهر فالله أعلم(البداية والنهاية، ج۹ص ۲۱٦، ثم دخلت سنة إحدى ومائة)

عبدالملک کی خلافت چار سال اور ایک ماہ رہی، شعبان ۱۰۵ھ میں اس کی وفات ہوئی۔ [1]

□......ماہِ رجب ۱۱۰ھ: میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ کا پورا نام حسن بن ابی الحسن تھا، آپ کی والدہ ''خیرہ'' ام المومنین حضرت امِ سلمہ رضی اللہ عنہا کی باندی تھیں، اوران کی خدمت کیا کرتی تھیں، جب آپ چھوٹے تھے اور ماں کا دودھ پیتے تھے، اس دوران آپ کی والدہ کو حضرت امِ سلمہ رضی اللہ عنہا کسی کام سے بھیجتی تھیں تو آپ کو اپنے سینے سے لگا لیتی تھیں، اور آپ کے منہ میں ان کا دودھ بھی چلا جاتا، کہا جاتا ہے کہ آپ کو جو علم وحکمت عطا ہوا تھا وہ اسی دودھ پینے کی برکت تھی، آپ علم وعمل کے جامع تھے اور بہت بڑے فقیہ اور محدث تھے ۸۸ سال کی عمر میں وفات ہوئی۔ [2]

□......ماہِ رجب ۱۳۳ھ: میں رومیوں نے ایشیائے کوچک کے شہر ''ملطیہ'' پر قبضہ کرلیا (تقویمِ تاریخی ص۳۲)

عباسی خلافت کی بدنظمی سے فائدہ اٹھا کر قیصرِ روم نے ایشیائے کوچک کے سرحدی شہر ''کمخ''

---

[1] بويع له بعهد من أخيه سليمان بن عبد الملک أن يکون ولی الأمر من بعد عمر بن عبد العزيز، فلما توفی عمر فی رجب من هذه السنة – أعنی سنة إحدى ومائة – بايعه الناس البيعة العامة، وعمره إذ ذاک تسع وعشرون سنة(البداية والنهاية ، ج۹ص ۲۴۴، ثم دخلت سنة إحدى ومائة،خلافة يزيد بن عبد الملک)

[2] قال أهل التاريخ: مات الحسن عن ثمان وثمانين سنة، عام عشر ومائة فی رجب منها، بينه وبين محمد بن سيرين مائة يوم(البداية والنهاية، ج۹ص ۲۹۶، سنة عشر ومائة من الهجرة النبوية،وأما الحسن وابن سيرين)

قال ابن علية: مات الحسن فی رجب، سنة عشر ومائة.

وقال عبد الله بن الحسن: إن أباه عاش نحوا من ثمان وثمانين سنة.

قلت: مات فی أول رجب، وکانت جنازته مشهودة، صلوا عليه عقيب الجمعة بالبصرة، فشيعه الخلق، وازدحموا عليه، حتى إن صلاة العصر لم تقم فی الجامع(سير اعلام النبلاء، ج۴ص۵۸۷، رقم الترجمة ۲۲۳، تحت ترجمة "الحسن البصری أبو سعيد")

توفی عشية الخميس، ودفن يوم الجمعة أول يوم من رجب هذه السنة، وغسله أيوب السختيانی وحميد الطويل، وصلى عليه النضر بن عمرو أمير البصرة، ومشى هو وبلال بن أبی بردة أمام الجنازة، وکان له تسع وثمانون سنة (المنتظم لابن الجوزی، ج۷ص ۱۳۸،ثم دخلت سنة عشر ومائة،ذکر من توفی فی هذه السنة من الأکابر،الحسن بن أبی الحسن البصری، يکنى أبا سعيد)

www.idaraghufran.org

پر حملہ کردیا یہاں کے باشندوں نے ملیطہ کے مسلمانوں کی مدد سے مقابلہ کیا، لیکن ان کو شکست ہوئی ''کمخ'' کے بعد رومیوں نے ملیطہ کو گھیر لیا، اور مسلمانوں کو پیغام بھیجا کہ وہ شہر ان کے حوالے کر کے ملیطہ سے نکل جائیں ان کو کچھ نہیں کہا جائے گا، مسلمانوں نے اس سے انکار کیا، رومیوں نے ان کا محاصرہ اور سخت کر لیا، مسلمانوں میں ان کے مقابلے کی اتنی تاب نہ تھی، اس لئے انہوں نے مجبور ہو کر ملطیہ چھوڑ دیا اور جزیرہ چلے گئے، شہر خالی ہونے پر رومیوں نے اس کو بالکل ویران کر دیا، اور یہاں جتنے مسلمان تھے ان کو قتل اور ان کی عورتوں کو قید کر لیا (تاریخ اسلام، ج ۳ ص ۱۴۱، از مولانا شاہ معین الدین صاحب) [1]

□......ماہِ رجب ۱۵۰ھ: میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (تقویم تاریخی ص ۳۸)

آپ کا نام نعمانؒ اور کنیت ابو حنیفہؒ اور لقب امام اعظمؒ ہے، آپ کا سنِ پیدائش ۸۰ھ ہے، حنیفہ اسے کہتے ہیں جو سب سے ہٹ کر اللہ کا ہو جائے، حنیفہ نام کی آپ کی کوئی صاحبزادی

---

[1] فی هذه السنة أقبل قسطنطين، ملک الروم، إلى ملطية وكمخ، فنازل كمخ، فأرسل أهلها إلى أهل ملطية يستنجدونهم، فسار إليهم منها ثمانمائة مقاتل، فقاتلهم الروم، فانهزم المسلمون، ونازل الروم ملطية وحصروها، والجزيرة يومئذ مفتونة بما ذكرناه، وعاملها موسى بن كعب بحران.

فأرسل قسطنطين إلى أهل ملطية: إنى لم أحصركم إلا على علم من المسلمين واختلافهم، فلكم الأمان وتعودون إلى بلاد المسلمين حتى أحترث ملطية .فلم يجيبوه إلى ذلک، فنصب المجانيق، فأذعنوا وسلموا البلاد على الأمان، وانتقلوا إلى بلاد الإسلام، وحملوا ما أمكنهم حمله، وما لم يقدروا على حمله ألقوه فی الآبار والمجاری.

فلما ساروا عنها أخربها الروم ورحلوا عنها عائدين، وتفرق أهلها فی بلاد الجزيرة، وسار ملک الروم إلى قاليقلا، فنزل مرج الحصى، وأرسل كوشان الأرمنى فحصرها، فنقب إخوان من الأرمن من أهل المدينة ردما كان فی سورها، فدخل كوشان ومن معه المدينة وغلبوا عليها، وقتلوا رجالها، وسبوا النساء، وساق القائم إلى ملک الروم(الكامل فی التاريخ لابن اثير، ج۵ص۳۸، ثم دخلت سنة ثلاث وثلاثين ومائة،ذكر ملک الروم ملطية)

فيها نازل طاغية الروم اليون بن قسطنطين ملطية، وألح عليهم بالقتال حتى سلموها بالأمان .فهدم المدينة والجامع .ووجه مع المسلمين عسكرا حتى يبلغوهم مأمنهم(العبر فی خبر من غبر، ج ا ص۱۳۷، ۱۳۸، سنة ثلاث وثلاثين ومئة)

وفيها: أقبل طاغية الروم، فنزل على ملطية، فقاتلوه قتالا شديدا ثم نزلوا على أمان، فهدم المدينة والمسجد الجامع ودار الإمارة، ووجه مع المسلمين خيلا حتى بلغتهم مأمنهم(المنتظم لابن الجوزی، ج۷ص ۳۲۲، ثم دخلت سنة ثلاث وثلاثين ومائة،فمن الحوادث فيها)

نہیں (جیسا کہ بعض لوگوں میں مشہور ہے) اہلِ سنت کے چار فقہی مسلکوں میں پہلا فقہی مسلک آپ کی طرف منسوب ہے، ابتداء میں آپ کا مسلک عراق کے مختلف شہروں میں پھیلا، پھر دنیا کے دور دراز ملکوں میں اس کی اشاعت ہوئی اور تھوڑے ہی عرصہ میں بغداد، شام، مصر، روم، بلخ، بخارا، فرغانہ، فارس، ہندوستان، سندھ اور یمن وغیرہ کی حدود واطراف میں پھیل گیا، آج بھی دنیا کے اکثر حصہ میں حنفی مسلک ہی رائج ہے، امام صاحب کے حلقۂ درس میں علماء وفضلاء کی بڑی جماعت شریک ہوتی تھی، ان میں ہر علم وفن کے مشاہیر ہوتے تھے، امام ابوحنیفہ کے شاگردوں کی تعداد کئی ہزار ہے، ان کے معاصرین میں کسی محدث یا فقیہ کے شاگردوں کی تعداد اتنی زیادہ نہیں ہے، کتاب وسنت کی تعلیم، فقہ کی تدوین اور تجارتی مصروفیت کے ساتھ امام صاحب نے زہدوتقویٰ اور عبادت وریاضت میں پوری زندگی بسر کی، آپ نے صحابۂ کرام کا زمانہ بھی پایا، اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زیارت کی ہے، بعض حضرات فرماتے ہیں کہ آپ نے سات صحابۂ کرام کی زیارت کی ہے، اور جیسے صحابی ہونے کے لئے بحالتِ ایمان ذاتِ نبوت کا دیدار کافی ہے، ایسا ہی تابعی ہونے کے لئے صرف صحابی کا دیکھ لینا کافی ہے، امام صاحب کو اپنے زمانے کے حکمرانوں سے بڑی تکالیف اٹھانا پڑی تھیں، عراق کے اموی امیر ابن ھبیرہ نے آپ کو قاضی کا عہدہ پیش کیا، آپ کے انکار پر آپ کو روزانہ دس کوڑے لگائے جاتے تھے، یہاں تک کہ کل ۱۱۰ کوڑے مارے گئے، اس کے بعد عباسی دور میں بھی آپ کو قاضی کا عہدہ پیش کیا گیا، انکار پر آپ کو قید کر کے زہر دے دیا گیا، اسی زہر کی وجہ سے جیل میں وفات ہوئی، پچاس ہزار سے زائد افراد نے آپ کا جنازہ پڑھا اور مشرقی بغداد میں دفن ہوئے (سیرت ائمہ اربعہ، ص ۳۱ تا ۹۷ ملخصاً) [1]

---

[1] وكانت وفاته في رجب من هذه السنة – أعني سنة خمسين ومائة – وعن ابن معين سنة إحدى وخمسين .وقال غيره: سنة ثلاث وخمسين .والصحيح الأول(البداية والنهاية ج ۱۰، ۱۱۴، ثم دخلت سنة خمسين ومائة من الهجرة،وفيها توفي الإمام أبو حنيفة)

وفي رجب توفي فقيه العراق الإمام أبو حنيفة النعمان ابن ثابت الكوفي مولى بني تيم الله بن ثعلبة .

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

□......ماہِ رجب ۱۶۲ھ: میں حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (تقویمِ تاریخی ص۴۱)

آپ ابتداء میں ''بلخ'' کے حکمران تھے، بعض غیبی واقعات (جس کی تفصیل کا موقع نہیں) کی وجہ سے آپ نے سلطنت چھوڑ کر فقیری اختیار کی، اور بزرگیت کے اعلیٰ مقام پر پہنچ گئے، اور مختلف مقامات سے ہوتے ہوئے آخر کار مکہ مکرمہ میں مقیم ہوگئے، آپ کے انتقال کے بعد آپ کے مزار کا پتہ نہیں چل سکا، کہ آپ کا مزار کہاں ہے؟ کیونکہ آپ انتقال سے کچھ عرصہ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ومولده سنة ثمانين .رأى أنساً(العبر فى خبر من غبر للذهبى، ج ا ص ۱۶۴، سنة خمسين ومئة)

النعمان بن ثابت، أبو حنيفة التيمى، إمام أصحاب الرأى.

ولد سنة ثمانين، رأى أنس بن مالك، وسمع من عطاء بن أبى رباح، وأبى إسحاق السبيعى، ومحارب بن دثار، وحماد بن أبى سليمان، ومحمد بن المنكدر، ونافع مولى ابن عمر، وهشام بن عروة وغيرهم.

وروى عنه: هشيم، وابن المبارك، ووكيع، ويزيد بن هارون وغيرهم.

وكان ربعة من الرجال تعلوه سمرة، حسن الثياب، كثير التعطر كريما .وكان فى أول أمره يبيع الخز، ثم تشاغل بالعلم............

وكان ابن هبيرة قد أمر أبا حنيفة أن يلى قضاء الكوفة فلم يفعل، فضربه مائة سوط وعشرة أسواط، كل يوم عشرة، فلما رآه لا يفعل تركه .ثم إن المنصور أراده على القضاء فأبى، فحلف ليفعلن، فحلف أبو حنيفة أن لا يفعل فقال الربيع: ألا ترى أمير المؤمنين يحلف؟ فقال: هو أقدر منى على الكفارة فسجنه.

وقيل: بل دخل فى القضاء يومين، ثم مرض ومات.

وقيل: إنما حبس لأنه تكلم فى أيام خروج إبراهيم على المنصور، فحبس، وتوفى بسوق يحيى سنة خمسين ومائة، وهو ابن سبعين سنة(المنتظم لابن الجوزى، ج۸ص ۱۲۸ الىٰ ۱۴۳ ملخصاً، ثم دخلت سنة خمسين ومائة ،ذكر من توفى فى هذه السنة من الأكابر)

قال أبو يوسف القاضى: كانت وفاته فى نصف شوال سنة خمسين ومائة.

وقال الواقدى، وأبو حسان الزيادى، ويعقوب بن شيبة: مات فى رجب سنة خمسين، ويقال: مات فى شعبان(تاريخ الاسلام للذهبى، ج۳ص ۹۹۶، تحت ترجمة "النعمان بن ثابت" رقم الترجمة ۴۴۵)

قد ذكرنا فيما مضى أن مولد أبى حنيفة كان فى سنة ثمانين، وذكرنا عن روح بن عبادة وغيره أن وفاته كانت فى سنة خمسين ومئة (تهذيب الكمال، ج ۲۹ ص ۴۴۴،رقم الترجمة ۶۴۳۹)

پہلے لاپتہ ہوگئے تھے، بعض حضرات کے خیال میں آپ کا مزار بغداد میں ہے ۔واللہ اعلم (تذکرہ اولیاء، ص ۶۰) [1]

□......ماہِ رجب ۱۶۴ھ: میں مشہور راوی عبدالعزیز بن الماجشون رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (تقویم تاریخی ص ۴۱)

آپ سے بکثرت روایات مروی ہیں، اورفنِ روایتِ حدیث میں آپ ایک جانی پہچانی شخصیت ہیں۔ [2]

---

[1] المحفوظ أن إبراهيم بن أدهم توفى سنة ثنتين وستين ومائة .وقال غيره: إحدى وستين وقيل سنة ثلاث.والصحيح ما قاله ابن عساكر والله أعلم(البداية والنهاية ج۱۰ ص۱۵۴ ،ثم دخلت سنة ثنتين وستين ومائة ،وفيها توفى من الأعيان: إبراهيم بن أدهم)

مات إبراهيم بن أدهم سنة إحدى وستين ومئة .ودفن بسوقين، حصن ببلاد الروم .

وقال أبو عبد الله بن مندة: قال أبو داود سليمان بن الأشعث: سمعت أبا توبة الربيع بن نافع يقول: مات إبراهيم بن أدهم سنة اثنتين وستين ومئة، ودفن على ساحل البحر.

وقال أبو سعيد بن يونس: إبراهيم بن أدهم العجلى، كوفى قدم مصر زائرا لرشدين بن سعد، حفظ عنه .مات سنة اثنتين وستين ومئة، وقيل: سنة ثلاث(تهذيب الكمال، ج۲ص۳۷، تحت ترجمة "إبراهيم بن أدهم" رقم الترجمة ۱۴۴)

وتوفى: سنة اثنتين وستين ومائة، وقبره يزار.وترجمته فى (تاريخ دمشق) فى ثلاثة وثلاثين ورقة (سير اعلام النبلاء، ج۷ص۳۹۶، تحت ترجمة "ابراهيم بن ادهم"رقم الترجمة ۱۴۲)

[2] فيها توفى شيبان بن عبد الرحمن النحوى، وعبد العزيز بن أبى سلمة الماجشون، ومبارك بن فضالة صاحب الحسن البصرى(البداية والنهاية ج۱۰ ص۱۵۶ ،ثم دخلت سنة اربع وستين ومائة)

عبد العزيز بن عبد الله بن أبى سلمة الماجشون، واسم أبى سلمة: ميمون مولى آل الهدير التيمى، وكنية عبد العزيز أبو عبد الله .وقيل: أبو الأصبغ .

سمع الزهرى، وابن المنكدر، وأبا حازم وغيرهم .روى عنه: وكيع، وابن مهدى، ويزيد بن هارون، وكان عالما فقيها صدوقا ثقة ثبتا.

أخبرنا أبو منصور القزاز قال: أخبرنا أبو بكر بن ثابت قال: أخبرنا أحمد بن محمد العتيقى قال: حدثنا محمد بن العباس قال: أخبرنا أبو أيوب سليمان بن إسحاق الجلاب قال سمعت الحربى يقول: الماجشون فارسى وإنما سمى الماجشون لأن وجنتيه كانتا حمراوين .

أخبرنا القزاز قال: أخبرنا أبو بكر بن ثابت قال: أخبرنا العتيقى قال: حدثنا على بن محمد العطار قال: حدثنا عبد الله بن أبى داود قال: حدثنا أبو طاهر قال:

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

□......ماہِ رجب ۱۷۹ھ: میں حضرت ابوالہیثم خالد بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن کی وفات ہوئی، آپ ''واسط'' شہر کے رہنے والے تھے، ۱۱۰ھ میں آپ کی ولادت ہوئی، امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ خالد بن عبداللہ، مسلمانوں کے فضلاء میں سے تھے، انہوں نے اپنی جان کو اللہ سے چار مرتبہ خریدا تھا، چنانچہ انہوں نے اپنے وزن کے برابر، چاندی چار مرتبہ صدقہ کی۔ [1]

□......ماہِ رجب ۱۸۳ھ: میں حضرت امام موسیٰ کاظم رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (تقویمِ تاریخی ص۴۹)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

حدثنا ابن وهب قال: حججت سنة ثمان وأربعين وصائح يصيح: لا يفتى الناس إلا مالک بن أنس وعبد العزيز بن أبى سلمة .

أخبرنا عبد الرحمن قال: حدثنا أحمد بن على قال: أخبرنى الحسين بن أبى طالب قال: حدثنا أحمد بن محمد بن عمران قال: حدثنا يحيى بن عبد الله العطار قال: حدثنى أبو إبراهيم أحمد بن سعيد الزهرى قال: سمعت عمرو بن خالد الحرانى يقول: حج أبو جعفر المنصور فشيعه المهدى، فلما أراد الوداع قال: يا بنى استهدنى قال: استهدتک رجلا عاقلا، فأهدى له عبد العزيز بن أبى سلمة الماجشون .

توفى عبد العزيز ببغداد فى هذه السنة .وجاء المهدى حتى صلى عليه فى خلافته ودفن فى مقابر قريش (المنتظم لابن الجوزى، ج۸ص ۲۷۵، ۲۷۶، ثم دخلت سنة أربع وستين ومائة، ذكر من توفى فى هذه السنة من الأكابر)

وكان قدم بغداد وأقام بها إلى أن توفى سنة أربع وستين ومئة وصلى عليه المهدى، ودفن فى مقابر قريش(تهذيب الكمال للمزى، ج۱۸ص۱۵۷، رقم الترجمة ۳۴۵۵)

[1] خالد بن عبد الله بن عبد الرحمن، أبو الهيثم .وقيل: أبو أحمد الطحان، مولى مزينة.

من أهل واسط، ولد سنة عشر ومائة، وسمع يونس بن عبيد، وابن عون، وغيرهما .روى عنه: وكيع، وابن مهدى، وعفان بن مسدد، وكان ثقة صالحا قال إسحاق الأزرق: ما أدركت أفضل من خالد .قيل: قد رأيت سفيان فقال: كان سفيان رجل نفسه، وكان خالد رجل عامة.

أخبرنا عبد الرحمن بن محمد قال: أخبرنا أحمد بن على بن ثابت قال: حدثنا أبو نعيم الحافظ قال: سمعت الطبرانى يقول: سمعت عبد الله بن أحمد بن حنبل يقول: قال أبى: كان خالد بن عبد الله الواسطى من أفاضل المسلمين اشترى نفسه من الله أربع مرات فتصدق بوزن نفسه فضة أربع مرات .

توفى فى رجب هذه السنة، وقيل: فى سنة اثنتين وثمانين رحمه الله تعالى(المنتظم لابن الجوزى، ج۹ص ۴۲۴۱، ثم دخلت سنة تسع وسبعين ومائة، ذكر من توفى فى هذه السنة من الأكابر)

آپ حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ کے صاحبزادے تھے، اپنے زمانے میں مسلمانوں کے امام تھے، علمِ حدیث میں بلند مقام رکھتے تھے، امام ترمذی اور امام ابنِ ماجہ نے آپ کی احادیث روایت کی ہیں، آپ مدینہ منورہ میں مقیم تھے، خلیفۂ وقت مہدی نے حکومت کے خلاف بغاوت کی غلط فہمی کی وجہ سے آپ کو گرفتار کرلیا تھا، لیکن خواب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے سامنے یہ آیت پڑھی:

''فَهَلۡ عَسَيۡتُمۡ اِنۡ تَوَلَّيۡتُمۡ اَنۡ تُفۡسِدُوۡا فِى الۡاَرۡضِ وَتُقَطِّعُوۡۤا اَرۡحَامَكُمۡ'' (سورہ محمد)

یعنی ''تو کیا تم سے یہی توقع ہے کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو تم زمین میں فساد مچاؤ اور رشتہ داریاں کاٹ ڈالو''

مہدی کی آنکھ کھلی تو ابھی رات باقی تھی اس نے صبح کا انتظار بھی نہیں کیا اور امام موسیٰ کاظم رحمہ اللہ کو بلا کر آپ سے حکومت کے خلاف بغاوت نہ کرنے کا وعدہ لے کر رہا کر دیا، لیکن بعد میں جب ہارون الرشید خلیفہ بنا تو اس نے بھی شاید اسی قسم کی غلط فہمی کی وجہ سے آپ کو قید کر دیا، اور اسی قید کے دوران آپ کی وفات ہوگئی۔ [1]

---

[1] موسى بن جعفر بن محمد بن على بن الحسين بن على بن أبى طالب رضى الله عنهم، أبو الحسن الهاشمى. ولد بالمدينة فى سنة ثمان وعشرين. وقيل: سنة تسع وعشرين. وولد له أربعون ولدا من ذكر وأنثى، وكان كثير التعبد، جوادا، وإذا بلغه عن رجل أنه يؤذيه بعث إليه ألف دينار، وخرج إلى الصلح.

وأهدى له بعض العبيد عصيدة، فاشترى الضيعة التى فيها ذلك العبد والعبد بألف دينار، وأعتقه ووهبها له.

وأقدمه المهدى بغداد ثم رده إلى المدينة لمنام له رآه.

أخبرنا أبو منصور القزاز قال: أخبرنا أبو بكر بن ثابت قال: حدثنى الحسن بن محمد الخلال قال: حدثنا أحمد بن محمد بن عمران قال: حدثنا محمد بن يحيى الصولى قال: حدثنا عون بن محمد قال: سمعت إسحاق الموصلى يقول: حدثنى الفضل بن الربيع، عن أبيه: أنه لما حبس المهدى موسى بن جعفر رأى المهدى فى النوم على بن أبى طالب رضى الله عنه وهو يقول: يا محمد فهل عسيتم إن توليتم أن تفسدوا فى الأرض وتقطعوا أرحامكم ،قال الربيع: فأرسل إلى ليلا، فراعنى ذلك فجئته، فإذا هو يقرأ/ هذه الآية، وكان أحسن الناس صوتا .وقال على بموسى بن جعفر: فجئته به فعانقه وأجلسه إلى جانبه، وقال: يا أبا الحسن، رأيت أمير المؤمنين على بن أبى طالب فى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

□......ماہِ رجب ۱۸۶ھ: میں عباس بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کی وفات ہوئی۔
خلیفہ ہارون الرشید کے زمانے میں جزیرے کے حاکم تھے، اور لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے، اور ہارون الرشید کہا کرتے تھےکہ میرے چچا عباس! ہمارے آباؤ اجداد کی ہمیں یاد دلاتے ہیں، بغداد میں آپ کی وفات ہوئی، خلیفہ امین نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی، اور ''عباسیہ'' قبرستان میں آپ کی تدفین ہوئی۔ [1]

□......ماہِ رجب ۱۹۲ھ: قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ کے بیٹے یوسف بن یعقوب بن ابراہیم رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔
حدیث اور مسائلِ فقہیہ وقیاس اپنے والد قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں، اپنے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

النوم فقرأ على كذا، فتؤمنني أن تخرج على أو على أحد من ولدى؟ فقال: والله لا فعلت ذلك، ولا هو من شأني قال: صدقت، يا ربيع أعطه ثلاثة آلاف دينار ورده إلى أهله إلى المدينة قال الربيع: فأحكمت أمره ليلا، فما أصبح إلا وهو على الطريق خوف العوائق.......

ثم اعتمر الرشيد في رمضان سنة تسع وسبعين، فحمل موسى معه/ إلى بغداد فحبسه بها، فتوفى في حبسه، فلما طال حبسه كتب إلى الرشيد بما............

توفي موسى بن جعفر لخمس بقين من رجب هذه السنة(المنتظم لابن الجوزى، ۹ص۸۷،۸۸ ملخصاً ،ثم دخلت سنة ثلاث وثمانين ومائة،ذكر من توفى فى هذه السنة من الأكابر، تحت ترجمة "موسى بن جعفر بن محمد بن على بن الحسين بن على بن أبى طالب رضى الله عنهم، أبو الحسن الهاشمى")

[1] العباس بن محمد بن على بن عبد الله بن العباس .

كان من رجالات بنى هاشم، وولى إمرة الجزيرة أيام الرشيد، وكان أجود الناس رأيا، وكان الرشيد يقول: عمى العباس .يذكرنا أسلافنا .

أخبرنا عبد الرحمن بن محمد، أخبرنا أحمد بن على، قال: أخبرنا الأزهرى، أخبرنا أحمد بن إبراهيم بن عرفة قال: توفى العباس سنة خمس وثمانين ومائة، ولى العباس بن محمد– الذى تنسب إليه العباسية– الجزيرة، وصار إلى الرقة، وأمر الرشيد ففرش له فى قصر الإمارة، واتخذت له فيه الآلات وشحن بالرقيق، وحمل إليه خمسة آلاف ألف درهم، وفى سنة ست وثمانين ومائة توفى العباس ببغداد فى رجب، وصلى عليه الأمين، ودفن فى العباسية وسنه خمس وستون سنة وستة أشهر، وستة عشر يوما (المنتظم لابن الجوزى، ج۹ص۱۲۴، ثم دخلت سنة ست وثمانين ومائة،ذكر من توفى فى هذه السنة من الأكابر، تحت ترجمة "العباس بن محمد بن على بن عبد الله بن العباس ")

www.idaraghufran.org

والد کی زندگی میں ہی ان کو بغداد کی غربی جانب کا قاضی بنادگیا تھا۔ [1]

□......ماہِ رجب ۱۹۸ھ: میں محدث حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (تقویمِ تاریخی ص ۵۰)

آپ کی ولادت ۱۰۷ھ ہوئی، آپ کے خاندان کا تعلق کوفہ سے تھا، آپ سے بکثرت احادیث مروی ہیں، احادیث میں آپ کو ثقہ کا مقام حاصل تھا، اور آپ کو دلیل کے طور پر پیش کیا جاتا تھا، ۹۱ سال کی عمر میں وفات ہوئی اور ''حجون'' کے مقام پر دفن ہوئے۔ [2]

---

[1] يوسف بن يعقوب بن إبراهيم، القاضي.

سمع الحديث من يونس بن إسحاق السبيعي، والسري بن يحيى، ونظر في الرأي وفقه، وولي القضاء بالجانب الغربي من بغداد في حياة أبيه، وصلى بالناس الجمعة في مدينة المنصور بأمر الرشيد، ولم يزل على القضاء ببغداد إلى أن توفي في رجب من هذه السنة(المنتظم لابن الجوزي، ج۹ص ۲۱۳، ثم دخلت سنة اثنتين وتسعين ومائة، ذكر من توفي في هذه السنة من الأعيان، تحت ترجمة ''يوسف بن يعقوب بن إبراهيم، القاضي'')

يوسف بن يعقوب بن إبراهيم القاضي.

وكان قد سمع الحديث وروى الرأي عن أبيه أبي يوسف وولي قضاء بغداد في الجانب الغربي في حياة أبيه وصلى بالناس الجمعة في مدينة أبي جعفر بأمر هارون أمير المؤمنين .ولم يزل قاضيا له بها إلى أن توفي في رجب سنة اثنتين وتسعين ومائة(الطبقات الكبرىٰ لابنِ سعد، ج۷ص ۲۴۲،وكان ببغداد من الفقهاء والمحدثين ممن نزلها وقدمها فمات بها،رقم الترجمة ۳۵۰۶)

[2] سفيان بن عيينة بن أبي عمران

ويكنى أبا محمد .مولى لبني عبد الله بن روبية من بن هلال بن عامر بن صعصعة.

قال: أخبرنا محمد بن عمر قال: أخبرني سفيان بن عيينة أنه ولد سنة سبع ومائة .وكان أصله من أهل الكوفة .وكان أبوه من عمال خالد بن عبد الله القسري.

فلما عزل خالد عن العراق وولي يوسف بن عمر الثقفي طلب عمال خالد فهربوا منه فلحق عيينة بن أبي عمران بمكة فنزلها.

قال: أخبرنا عبد الرحمن بن يونس قال: سمعت سفيان بن عيينة يقول: أول من جالست من الناس عبد الكريم أبو أمية .جالسته وأنا ابن خمس عشرة سنة .ومات في سنة ست وعشرين ومائة.

وقال سفيان: حججت سنة ست عشرة ومائة ثم سنة عشرين .قال وجائنا الزهري مع ابن هشام الخليفة سنة ثلاث وعشرين ومائة .وخرج سنة أربع وعشرين ومائة .قال وسألته وسعد بن إبراهيم عنده فلم يجبني في الحديث .فقال له سعد:

أجب الغلام عما سألك .قال: أما إني أعطيه حقه.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

تیسری صدی ہجری کے اجمالی واقعات

□......ماہِ رجب ۲۰۴ھ: میں امام شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (تقویمِ تاریخی ص۵۱)

آپ کا اصل نام محمد بن ادریس تھا، اہلِ سنت کی فقہ کے چار اماموں میں سے مشہور امام اور صاحبِ مذہب ہیں، امام مالک اور امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ کے شاگرد امام محمد رحمہ اللہ کے شاگرد تھے، آپ موصوف سات برس کی عمر میں نہ صرف یہ کہ مکمل حفظ کرچکے تھے، دس برس کی عمر میں حدیث کی کتاب مؤطا امام مالک حفظ فرما چکے تھے، عربی زبان اور اس کی وضاحت وبلاغت میں مہارت کے ساتھ ساتھ آپ اصولِ فقہ یعنی اسلامی قانون کے اصولوں میں لکھی جانے والی کتب کے پہلے مصنف بھی ہیں، بقول ایک مغربی مستشرق کے کہ ''امام شافعی اسلامک لاء کے سب سے پہلے سسٹمائزر (Systemiser) (یعنی نصوص میں پھیلے ہوئے اصولی وفروعی احکام کو دستوری اور قانونی شکل میں مرتب کرنے والے) ہیں'' آپ اپنے وقت کے ایک عظیم قادر الکلام فصیح خطیب اور انتہا درجے کے فیاض اور سخی تھے، آپ کی

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قال سفيان: وأنا يومئذ ابن ست عشرة سنة.

قال سفيان: وذهبت إلى اليمن سنة خمسين ومائة وسنة اثنتين وخمسين ومائة ومعمر حی .وذهب الثوری قبلی بعام.

قال: أخبرنی الحسن بن عمران بن عيينة بن أبی عمران ابن أبی أخی سفيان قال:

حججت مع عمی سفيان آخر حجة حجها سنة سبع وتسعين ومائة .فلما كنا بجمع وصلى استلقى على فراشه ثم قال: قد وافيت هذا الموضع سبعين عاما أقول فی كل سنة: اللهم لا تجعله آخر العهد من هذا المكان .وإنی قد استحييت الله من كثرة ما أسأله ذلك .فرجع فتوفی فی السنة الداخلة يوم السبت أول يوم من رجب سنة ثمان وتسعين ومائة .ودفن بالحجون .وكان ثقة ثبتا كثير الحديث حجة .وتوفی وهو ابن إحدى وتسعين سنة(الطبقات الكبرىٰ لابنِ سعد، ٦ص ٤١، ٤٢، الطبقة الخامسة، تحت ترجمة "سفيان بن عيينة بن أبی عمران" وكذا فی تاريخ الطبری، ج١١ص ٦٦١، القول فی تاريخ التابعين والخالفين والسلف الماضين من العلماء، والمنتظم لابن الجوزی، ج١٠، ص ٦٩ ،ثم دخلت سنة ثمان وتسعين ومائة ،ذكر من توفی فی هذه السنة من الأكابر)

پیدائش ۱۵۰ھ میں اور وفات رجب کے آخر میں ۲۰۴ھ پنجشنبہ کے دن جمعہ کی رات (چون برس کی عمر میں) مصر میں ہوئی۔ [1]

☐......ماہِ رجب ۲۰۶ھ: میں ابوحذیفہ اسحاق بن بشر بن محمد بن عبداللہ بن سالم بخاری کی وفات ہوئی، آپ کی ولادت بلخ میں ہوئی، اور بخارا میں آباد ہوئے، اور اسی کی طرف منسوب ہیں ''کتاب المبتداء'' اور ''کتاب الفتوح'' کے مصنف ہیں، بڑے بڑے حضرات مثلاً ابن اسحاق، ابن جریج، ابن ابی عروبہ، جویبیر، مقاتل بن سلیمان، ثوری سے روایت کی ہے۔ [2]

☐......ماہِ رجب ۲۱۵ھ: میں ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن مثنی بن انس بن مالک انصاری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ کی ولادت ایک سو اٹھارہ میں ہوئی، آپ ہارون الرشید کے زمانہ میں بصرہ کے حاکم تھے، اس کے بعد آپ بغداد تشریف لے آئے، اور قاضی مقرر

---

[1] فيهـا، فـي سـلـخ رجـب، تـوفـي فـقيـه العصر أبو عبد الله محمد بن إدريس الشافعي المطلبي بـمـصـر، وله أربع وخمسون سنة .أخـذ عـن مـالـك ومسلم بن خالد ابن الزنجي وطبقتهما .وكان مولده بغزة، ونقل إلى مكة .وله سنتان(العبرفي خبر من غبرج ا ص ٢٦٩ ،سنة أربع ومئتين)
تـوفـي الشـافـعـي ليـلة الجمعة بعد العشاء الأخرة آخر يوم من رجب، ودفناه يوم الجمعة، فانصرفنا فـرأيـنـا هـلال شـعبان(المنتظم لابن الجوزي، ج١٠ ص١٣٨ ، ثم دخلت سنة أربع ومائتين،ذكر من توفي في هذه السنة من الأكابر)
قـال أحمد بن إبراهيم الطائي الأقطع: حـدثـنا المزني، سمع الشافعي يقول:حفظت القرآن وأنا ابن سبـع سـنيـن، وحـفظت (الموطأ) وأنا ابن عشر .الأقطع: مجهول(سيـر اعلام النبلاء، ج١٠ ص ١١، تحت ترجمة "الإمام الشافعي محمد بن إدريس بن العباس"رقم الترجمة ١)

[2] إسحاق بن بشر بن محمد بن عبد الله بن سالم، أبو حذيفة البخاري .مولى بني هاشم.
ولد ببلخ، واستوطن بخاري فنسب إليها، وهو صاحب كتاب المبتدأ ، وكتاب الفتوح .
حـدث عـن ابـن إسـحـاق، وابـن جـريـج، وابـن أبي عروبة، وجويبر، ومقاتل بن سليمان، ومالك، والثوري، وجماعة من العلماء بأحاديث باطلة.
وكان يروي عن أقوام قد ماتوا قبل أن يولد، فلم يلتفت المحدثون إلى روايته.
وتـوفـي فـي رجب هذه السنة ببخاري(المنتظم لابن الجوزي، ج١٠ ص ١٥١ ، ثم دخلت سنة ست ومائتين،ذكـر من توفي في هذه السنة من الأكابر، تحت ترجمة "إسحاق بن بشر بن محمد بن عبد الله بن سالم، أبو حذيفة البخاري")

Idara Ghufran

ہوئے، ۹۷ سال کی عمر میں وفات ہوئی۔ [1]

□ ...... ماہِ رجب ۲۱۸ ھ: میں عباسی خلیفہ مامون الرشید کا انتقال ہوا (تقویمِ تاریخی ص ۵۵)

اس کا اصل نام عبداللہ تھا، اور یہ ہارون الرشید کا بیٹا تھا، مامون الرشید عقل، تدبیر و سیاست میں بے مثال تھا، ذاتی طور پر اسے علم سے نہایت درجہ کی مناسبت اور والہانہ شغف تھا، اپنے وقت کے چوٹی کے علماء میں اس کا شمار تھا، عقلی علوم سے مناسبت زیادہ تھی، عقائد میں مجموعہ اضداد اور معجونِ مرکب اور مستشرقین کی طرح ایک آزاد مشرب شخص تھا، شیعی عقائد، معتزلی عقائد، فلسفیانہ ذہن وسوچ کا حامل اور اہلِ سنت والجماعت کے عقائد کا بھی قائل تھا، محض علم میں استحضارِ کامل تھا، ہر فن میں حاضر جواب اور زیرک تھا، اس نے دوسرے ملکوں سے وہ تمام کتب جمع کرنا شروع کیں جو عقل وفلسفہ سے متعلق تھیں، جس کا بڑا ذخیرہ ارضِ روم میں تھا، وہاں کے قیصر نے اس لئے تمام یونانی فلسفی اور خالص عقلی اور ہر مذہب ودین سے بیگانہ کتب مامون کی طرف روانہ کردیں کہ یہ چیزیں جس مذہب میں گئی ہیں اس کی بنیادیں اس نے ہلا ڈالی ہیں، مامون نے تمام کتب کا بڑے شوق اور اہتمام وخرچ سے ترجمہ کروا کر رعایا کو پڑھنے کا شوق دلایا، جب یہ سلسلہ چل نکلا تو نئی نسل قرآن وحدیث کو چھوڑ کر فلسفی وعقلی بحث ومباحثہ میں الجھنے لگی، مامون رشید قرآن پاک جو کلامِ الٰہی ہے کے مخلوق ہونے کا قائل بھی تھا، اور جبراً ائمہ وقت اور فقہاء ومحدثین کو اس کا قائل ہونے کا حکم دیا تھا جو نہ مانتا اسے

---

[1] محمد بن عبد الله بن المثنى بن أنس بن مالك، أبو عبد الله الأنصارى.
ولد سنة ثمانى عشرة ومائة. سمع أباه، وسليمان التيمى، وحميدا الطويل، ومالك بن دينار، وغيرهم.
روى عنه: أبو الوليد الطيالسى، وقتيبة، وأحمد بن حنبل، وغيرهم، وكان ثقة، وقد جالس فى الفقه سوار بن عبد الله، وعبد الله بن حسن العنبرى، وعثمان البتى، وأبا يوسف، وزفر.
وولى قضاء البصرة أيام الرشيد، وقدم بغداد فولى بها القضاء والمظالم، وحدث بها، ثم رجع إلى البصرة فمات بها فى رجب هذه السنة وهو ابن سبع وتسعين سنة، وقيل [توفى] سنة أربع عشرة (المنتظم لابن الجوزى، ج١٠ ص ٢٧١، ثم دخلت سنة خمس عشرة ومائتين، ذكر من توفى فى هذه السنة من الأكابر، تحت ترجمة "محمد بن عبد الله بن المثنى بن أنس بن مالك"

سخت سزائیں دی جاتیں، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ و دیگر چند اہلِ عزیمت علمائے ربانیین کو اسی مسئلہ کی وجہ سے بہت سی سختیوں کا سامنا کرنا پڑا، مرتے وقت اپنے سوتیلے بھائی کو ولی عہد نامزد کیا اور دیگر وصیتوں کے ساتھ خاص طور پر مذکورہ عقیدے کے پرچار کی تاکید کی، حقیقت یہ ہے کہ مامون رشید نے فلسفی ویونانی عقلی کتب کو عربی میں ترجمہ کروا کے اور مسلمانوں میں اس کا رواج عام کر کے امتِ مسلمہ کو ایک بڑی آزمائش میں مبتلا کیا (ماخوذ از: تاریخِ اسلام معین الدین ندوی، ج۳ص ۱۶۳ تا ۱۶۶ ملخصاً ’’عبداللہ المامون بن ہارون‘‘ المامون از شبلی نعمانی، حصہ دوم، ص ۲۰۸ تا ۲۱۶ ملخصاً) ۱؎

۱؎ وتوفى فى يوم الخميس وقت الظهر، على نهر البدندون لاثنتى عشرة ليلة بقيت من رجب بعد العصر من هذه السنة(المنتظم لابن الجوزى، ج ١١ ص ٣٦، ثم دخلت سنة ثمان عشرة ومائتين، ذكر من توفى فى هذه السنة من الأكابر،تحت ترجمة "عبد الله أمير المؤمنين المأمون بن الرشيد")

قال ابو جعفر: وأما وقت وفاته، فإنه اختلف فيه، فقال بعضهم:

توفى يوم الخميس لاثنتى عشرة ليلة بقيت من رجب بعد العصر سنة ثمان عشرة ومائتين.

وقال آخرون: بل توفى فى هذا اليوم مع الظهر، ولما توفى حمله ابنه العباس واخوه ابو إسحاق محمد بن الرشيد إلى طرسوس، فدفناه فى دار كانت لخاقان خادم الرشيد، وصلى عليه أخوه أبو إسحاق المعتصم، ثم وكلوا به حرسا من أبناء أهل طرسوس وغيرهم مائة رجل، وأجرى على كل رجل منهم تسعون درهما.

وكانت خلافته عشرين سنة وخمسة أشهر وثلاثة وعشرين يوما، وذلك سوى سنتين كان دعى له فيهما بمكة واخوه الامين محمد بن الرشيد محصور ببغداد.

وكان ولد للنصف من ربيع الأول سنة سبعين ومائة(تاريخ الطبرى، ج٨ص ٦٥٠، سنه ثمان عشرة ومائتين،ذكر الخبر عن وقت وفاته"أى المامون" والموضع الذى دفن فيه)

وفى هذه السنة توفى المأمون لاثنتى عشرة ليلة بقيت من رجب(الكامل فى التاريخ، ج٥ص ٥٧٩، ثم دخلت سنة ثمانى عشرة ومائتين،ذكر وفاة المأمون وعمره وصفته)

وفيها فى رجب مات المأمون أبو العباس محمد بن الرشيد هارون ابن المهدى محمد بن المنصور العباسى بالبدندون من أرض الروم(العبرفى خبر من غبرج ١ ص٢٩٥،سنة ثمان عشرة ومئتين)

ثم مات فى رجب، فى ثانى عشره، سنة ثمان عشرة ومائتين، وله ثمان وأربعون سنة(سيراعلام النبلاء ج١٠ ص٢٨٩،تحت ترجمة "المأمون عبد الله بن هارون الرشيد" رقم الترجمة ٧٢)

كانت وفاة المأمون بطرسوس فى يوم الخميس وقت الظهر وقيل بعد العصر، لثلاث عشرة ليلة بقيت من رجب من سنة ثمانى عشرة ومائتين، وله من العمر نحو من ثمان وأربعين سنة، وكانت مدة خلافته عشرين سنة وأشهرا، وصلى عليه أخوه المعتصم وهو ولى العهد من بعده، ودفن بطرسوس فى دار خاقان الخادم(البدية والنهاية ج١٠، ٣٠٦،ثم دخلت سنة ثمان عشرة ومائتين)

□ ......ماہِ رجب ۲۱۸ھ: میں عباسی خلیفہ معتصم باللہ کی خلافت کے لئے بیعت ہوئی اور یہ حاکم وبادشاہ مقرر ہوا۔

یہ ہارون الرشید کی لونڈی ماردہ کے بطن سے تھا اور اس کی ولادت ۱۸۰ھ میں ہوئی، اپنے بھائی مامون کی وصیت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اندھے جوش کے ساتھ قرآن مجید کے مخلوق ہونے کے عقیدے پر مامون سے بھی زیادہ سختی کے ساتھ حکم جاری کیا، حتی کہ نئی نسل کے بچوں میں بھی اس کو راسخ کرنے کے لئے تراکیب وترتیب مرتب کی گئی، معتصم باللہ غیر معمولی طاقت وتوانائی کا حامل تھا، طاقت ور سے طاقت ور آدمی کا بازو دباتا تو اس کی ہڈیاں چٹخ جاتیں، اسی غیر معمولی طاقت کی وجہ سے اسے مامون کی طرح بزم کے بجائے رزم یعنی میدان کارزار کا جوش تھا، اکثر جنگ میں خود جاتا، اس کے آٹھ سالہ مختصر مدتِ حکومت میں آٹھ بادشاہ قید ہوئے جو ریکارڈ ہے (ماخوذ از: تاریخِ اسلام از معین الدین ندوی، حصہ سوم، ص ۱۶۷ تا ۱۸۲ ملخصاً ''ابواسحاق محمد بن ہارون الملقب بہ معتصم باللہ'') [1]

□ ......ماہِ رجب ۲۳۰ھ: میں حضرت ابوالحسن علی بن جعد ہاشمی بغدادی جوہری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

---

[1] بويع له بالخلافة يوم مات أخوه المأمون بطرسوس يوم الخميس الثانی عشر من رجب من سنة ثمانی عشرة ومائتين، وكان إذ ذاک مريضا، وهو الذی صلی علی أخيه المأمون (البدية والنهاية ج ۱۰، ۳۰۷،ثم دخلت سنة ثمان عشرة ومائتين،خلافة المعتصم بالله أبی إسحاق بن هارون)

محمد المعتصم بالله، أمير المؤمنين، أبو إسحاق بن هارون الرشيد ابن المهدی، الهاشمی العباسی. ولد سنة ثمانين ومائة، وأمه أم ولد اسمها ماردة.

روى عن أبيه، وعن أخيه المأمون .روی عنه إسحاق الموصلی، وحمدون بن إسماعيل، وآخرون. وبويع بعد المأمون بعهد منه إليه فی رابع عشر رجب سنة ثمانی عشرة ومائتين(تاريخ الاسلام للذهبی، ج۵ ص ۲۹۲ ،تحت ترجمة "محمد المعتصم بالله، أمير المؤمنين" رقم الترجمة ۴۱۱)

المعتصم محمد بن هارون الرشيد *الخليفة، أبو إسحاق محمد ابن الرشيد هارون بن محمد المهدی بن المنصور العباسی.ولد: سنة ثمانين ومائة .وأمه: ماردة، أم ولد .روی عن: أبيه، وأخيه المأمون يسيرا .روی عنه: إسحاق الموصلی، وحمدون بن إسماعيل.بويع بعهد من المأمون، فی رابع عشر رجب، سنة ثمان عشرة(سیراعلام النبلاء ج ۱۰ ص ۲۹۰، رقم الترجمة ۷۳)

ذكر خلافة المعتصم:هو أبو إسحاق محمد بن هارون الرشيد، بويع له بالخلافة بعد موت المأمون (الكامل فی التاريخ لابن الاثير ج ۶ ص ۵،ثم دخلت سنة ثمانی عشرة ومائتين)

آپ کو بغداد کا محدث کہا جاتا تھا، ۱۳۴ھ میں ولادت ہوئی، امام شعبہ، ابنِ ابی ذئب، حریز بن عثمان، جریر بن حازم، سفیان ثوری، المسعودی، فضیل بن مرزوق اور مبارک بن فضالہ رحمہم اللہ آپ کے جلیل القدر اساتذہ ہیں، امام بخاری، ابوداؤد، یحیٰی بن معین، خلف بن سالم، احمد بن حنبل اور احمد بن ابراہیم الدورقی رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں، آپ کا ساٹھ سال تک یہ معمول تھا کہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے، ۹۶ سال کی عمر میں وفات ہوئی۔ [1]

□......ماہِ رجب ۲۳۴ھ: میں حضرت ابومحمد یحیٰی بن یحیٰی بن کثیر رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔ آپ کی ولادت ۱۵۲ھ میں ہوئی، آپ بہت بڑے عالم اور کامل عقل کے مالک ہونے کے ساتھ ساتھ عبادت کی کثرت میں بھی بہت مشہور تھے، اسی وجہ سے آپ کو اندلس کا شیخ کہا جاتا تھا، حدیث کی سماعت اولاً تو مشہور فقیہہ زیاد بن عبدالرحمٰن شبطون اور یحیٰی بن نصر رحمہما اللہ سے کی، اس کے بعد مشرقی ممالک کے ملکوں کا سفر کیا، آپ نے امام مالک رحمہ اللہ کا آخری دور پایا، اور امام مالک رحمہ اللہ سے ان کی مشہور کتاب ''الموطا'' سوائے ابواب الاعتکاف کے سماعت کی، اور ابواب الاعتکاف کی سماعت زیاد شبطون سے کی جو امام مالک سے روایت کرتے ہیں، لیث بن سعد، سفیان بن عیینۃ، عبداللہ بن وہب اور انس بن عیاض اللیثی سے آپ نے حدیث کی سماعت کی، آپ کے بیٹے ابومروان عبیداللہ اور محمد بن عباس الولید، محمد بن وضاح، بقی بن مخلد اور صباح بن عبدالرحمٰن العتقی رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی، ۸۲ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔ [2]

---

[1] (العبر فی خبر من غبر ج ۱ ص ۳۱۹، سنة ثلاثين ومئتين، سير اعلام النبلاء ج ۱۰ ص ۴۶۷، تحت ترجمة ''على بن الجعد بن عبيد البغدادى'' رقم الترجمة ۱۵۲، تذكرة الحفاظ ج ۱ ص ۲۹۳، رقم الترجمة ۴۰۰/۸۸، المنتظم لابن الجوزى، ۱۱ ص ۱۶۰، ۱۶۱، ثم دخلت سنة ثلاثين ومائتين، ذكر من توفى فى هذه السنة من الأكابر، تحت ترجمة ''على بن الجعد بن عبيد'')

[2] (العبر فی خبر من غبر ج ۱ ص ۳۳۰، سنة أربع وثلاثين ومئتين، سير اعلام النبلاء ج ۱۰ ص ۵۲۴، تحت ترجمة ''يحيى بن يحيى بن كثير بن وسلاس'' رقم الترجمة ۱۶۸)

□......ماہِ رجب ۲۴۰ ھ: میں افریقہ کے قاضی حضرت عبدالسلام بن سعید بن حبیب رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ ''سحنون'' کے لقب سے مشہور تھے، جب ابنِ ابی الجواد قضاء کے عہدے سے معزول ہوئے تو آپ نے دعا فرمائی کہ: ''یا اللہ! اس امت پر بہترین اور عادل شخص کو والی بنا'' تو ابنِ ابی الجواد کے بعد ان کو قاضی بنا دیا گیا، آپ جب تک قاضی رہے تو بادشاہ سے کبھی بھی اپنی ذات کے لئے کوئی نفع حاصل نہیں کیا، آپ کی نمازِ جناہ محمد بن اغلب (جو کہ اس وقت امیر تھے) نے پڑھائی۔ [1]

□......ماہِ رجب ۲۵۵ ھ: میں عباسی خلیفہ المعتز باللہ کی وفات ہوئی (تقویم تاریخی ص ۶۴)

اس کا پورا نام ابوعبداللہ محمد بن المتوکل علی اللہ جعفر بن المعتصم محمد بن الرشید العباسی تھا، معتز باللہ ہر وقت عیش ونشاط میں ڈوبا رہتا تھا، اس کی خوبیاں کم اور برائیاں زیادہ ہیں، اس کی ماں اور دوسرے لوگ اس کی طرف سے سلطنت کے معاملات انجام دیا کرتے تھے، اس کے دورِ حکومت میں ترک بہت طاقتور ہو گئے تھے، یہاں تک کہ اس کو محمد بن واثق کو خلافت دینے اور اس سے بیعت کرنے پر مجبور کر دیا، بیعت کے واقعہ کے پانچ روز بعد ترک معتز کو پکڑ کر حمام لے گئے اور اس کو غسل کرایا، اس کو پیاس لگی تو پانی نہ دیا، اور وہاں سے نکال کر اس کو برف کا پانی پلا دیا، جس کے پیتے ہی اس کی موت واقع ہو گئی، اس کی نمازِ جنازہ مہتدی نے پڑھائی، اس کے بعد المہتدی باللہ خلیفہ بنا اور اس کی خلافت کے لئے بیعت رجب ہی کے مہینے میں ہوئی'' البتہ علامہ ذہبی نے ''سیر اعلام النبلاء'' میں اس کی وفات شعبان میں ہونا بیان کی ہے'' [2]

---

[1] (سیر اعلام النبلاء ج ۱۲ ص ۶۹، تحت ترجمة "سحنون أبو سعيد عبد السلام بن حبيب التنوخي" رقم الترجمة ۱۵، تاريخ قضاة الاندلس لابی الحسن المالقی الاندلسی، ص ۳۰، ذكر عبد السلام بن سعيد بن حبيب الملقب بسحنون قاضی إفريقية)

[2] (العبر فی خبر من غبر للذهبی، ج ۱ ص ۳۶۵، سیر اعلام النبلاء ج ۱۲ ص ۵۳۳، ۵۳۴، تحت ترجمة "الخليفة المعتز بالله بن المتوكل بن المعتصم أبو عبد الله العباسی" رقم الترجمة ۲۰۸)

www.idaraghufran.org

□......ماہِ رجب ۲۵۶ھ: میں عباسی خلیفہ المہتدی باللہ کو قتل کیا گیا (تقویمِ تاریخی ص۶۴)

اس کا پورا نام ابو اسحاق محمد بن واثق باللہ بن ھارون بن المعتصم باللہ محمد بن الرشید العباسی تھا، خلیفہ مہتدی نہایت متقی اور پرہیز گار تھا، امانت اور دیانت میں اس کا بڑا مقام تھا، خطیب بغدادی کے بقول خلیفہ ہونے کے وقت سے لے کر قتل ہونے تک المہتدی روزے رکھتا رہا، اور رات کا ایک بڑا حصہ عبادت میں گذارتا تھا، عدل وانصاف کا یہ عالم تھا کہ کہ ایک دفعہ اس کے بیٹے پر کسی نے دعویٰ کر دیا، مہتدی نے شہزادے کو عدالت میں طلب کیا اور شہزادے کو مدعی کے پہلو میں کھڑا کر کے دعوے کو سنا، شہزادے نے مدعی کے حق کا اقرار کیا، مہتدی نے اسی وقت مدعی کا حق دلوا دیا، ایک باغی لیڈر موسیٰ بن بغا نے بڑے لشکر کے ساتھ اس کے محل پر دھاوا بول دیا تھا، مہتدی اور اس کے ساتھی بے جگری کے ساتھ لڑے، یہاں تک کہ کئی روز کی لڑائی کے بعد مہتدی گرفتار ہو گیا، اور دشمنوں نے اس کو قتل کر ڈالا، اس کے بعد رجب ہی کے مہینے میں المعتمد باللہ خلیفہ بنا (تاریخِ ملت، ج۲ص ۳۸۹ تا ص۳۹۶ ''خلیفہ مہتدی باللہ'') [1]

□......ماہِ رجب ۲۶۱ھ: میں امام مسلم رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (تقویمِ تاریخی ص۶۶)

آپ کی شہرہ آفاق تصنیف ''صحیح مسلم'' صحاحِ ستہ میں سے ایک ہے، آپ کا لقب عساکر الدین اور کنیت ابو الحسین ہے، امام مسلم کا سلسلۂ نسب عرب کے مشہور قبیلے ''قُشیر'' سے ملتا ہے، اسی وجہ سے آپ کو قشیری کہا جاتا ہے، امام مسلم خراسان کے مشہور ومعروف شہر نیشاپور میں پیدا ہوئے، آپ کی ولادت کے بارے میں مختلف اقوال ہیں، آپ نے سماعِ حدیث کا آغاز ۲۱۸ھ میں کیا، آپ کے اساتذہ میں یحییٰ بن یحییٰ، اسحاق بن راھویہ، امام احمد بن حنبل اور عبداللہ بن مسلمہ قعنبی رحمھم اللہ جیسے بڑے بڑے محدثین شامل ہیں، آپ کے شاگردوں

---

[1] (العبر فی خبر من غبر للذھبی، ج ا ص ۳۶۷، سنة ست وخمسين ومئتين، سير اعلام النبلاء ج۱۲ ص ۵۳۹، تحت ترجمة ''المهتدى بالله بن الواثق بن المعتصم العباسى'' رقم الترجمة ۲۰۹، المنتظم لابن الجوزی، ج۱۲ ص ۱۲۰، ثم دخلت سنة ست وخمسين ومائتين، ذكر من توفى فى هذه السنة من الأكابر، محمد المهتدى بالله أمير المؤمنين)

www.idaraghufran.org

میں سرِ فہرست حضرات یہ ہیں: امام ابوحاتم رازی، احمد بن مسلمہ، ابوبکر بن خزیمہ، ابوعوانہ الاسفرائنی وغیرہ رحمہم اللہ، آپ کی وفات کا واقعہ بھی عجیب ہے، جوکہ آپ کے حدیث میں مشغول ہونے کی عجیب مثال ہے، ایک مجلس میں آپ سے ایک حدیث پوچھی گئی، جوکہ اس وقت آپ کو مستحضر نہ تھی، آپ گھر تشریف لائے، اور اپنی یادداشتوں اور کتابوں میں اس حدیث کو تلاش کرنے لگے، آپ کو بھوک لگی ہوئی تھی، قریب ہی ایک ٹوکری کھجور کی بھری رکھی تھی، آپ ایک ایک کھجور اس میں سے لے کر کھاتے جاتے اور حدیث تلاش کرتے جاتے، پوری رات اسی انہماک میں گذر گئی، صبح ہوئی تو کھجوریں ختم ہو چکی تھیں، وہ حدیث تو مل گئی، لیکن بے خبری میں زیادہ کھجوروں کے کھانے کا واقعہ آپ کی وفات کا سبب بنا، آپ کا مزار خراسان میں مرجعِ خلائق ہے (درسِ مسلم، ص ۷۴ تا ص ۷۷)[1]

□ ...... ماہِ رجب ۲۷۹ھ: میں عباسی خلیفہ المعتمد باللہ کی وفات ہوئی (تقویمِ تاریخی ص ۷۰)

اس کا پورا نام احمد بن جعفر متوکل تھا، اس کی کنیت ابوالعباس تھی، خلیفہ المہتدی باللہ کو جب ترکوں نے معزول کر کے قتل کر ڈالا، تو اس کو تختِ خلافت پر بٹھادیا، اس وقت معتمد کی عمر ۲۵ سال تھی، اس کی زندگی لہو ولعب، رقص وسرور میں گزری تھی، ایک دن محفل ورقص وسرور

---

[1] وفيها مسلم بن الحجاج، أبو الحسن القشيرى النيسابورى الحافظ، أحد أركان الحديث، وصاحب الصحيح وغير ذلک، فى رجب، وله ستون سنة (العبر فى خبر من غبر للذهبى، ج ۱ ص ۳۷۵، سنة إحدى وستين ومئتين)

قال محمد بن عبد الله: أخبرنى الثقة من أصحابنا أنه مات منها توفى مسلم فى رجب هذه السنة (المنتظم لابن الجوزى، ج ۱۲ ص ۱۷۲، ثم دخلت سنة إحدى وستين ومائتين، ذكر من توفى فى هذه السنة من الأكابر)

مات مسلم عشية يوم الأحد. ودفن يوم الاثنين لخمس بقين من رجب سنة إحدى وستين ومائتين (طبقات الحنابلة لابن ابى يعلىٰ، ج ۱ ص ۳۳۹، تحت ترجمة "مسلم بن الحجاج بن مسلم، أبو الحسين القشيرى النيسابورى" رقم الترجمة ۴۸۸، باب الميم)

وقال الماسرجسى سمعت مسلم بن الحجاج يقول صنفت هذا المسند الصحيح من ثلاثمائة ألف حديث مسموعة مات فى رجب سنة إحدى وستين ومائتين (طبقات الحفاظ للسيوطى، ص ۲۶۵، تحت ترجمة "مسلم بن الحجاج بن مسلم القشيرى أبو الحسن النيسابورى" رقم الترجمة ۵۹۱، الطبقة التاسعة)

www.idaraghufran.org

گرم تھی، اس میں شراب کا دور چل رہا تھا، معتمد نے شراب زیادہ پی لی اور اس پر کھانا زیادہ کھا لیا، جس سے یہ بیمار ہو گیا، اور اسی مرض میں اس کی وفات ہوئی، ۲۳ برس اس کی مدتِ خلافت تھی، بعض کے نزدیک اس کو زہر دیا گیا، اور بعض فرماتے ہیں کہ اس کا گلا گھونٹ کر اس کو ہلاک کیا گیا (تاریخِ ملت، ج۲ ص ۳۹۸ تا ص ۴۱۰ ''خلیفہ معتمد علی اللہ'') [1]

□......ماہِ رجب ۲۷۵ھ: میں احمد بن محمد بن غالب بن خالد بن مرداس ابو عبداللہ الباہلی البصری کی وفات ہوئی۔

یہ غلام خلیل کے نام سے مشہور تھا، اور بغداد میں رہتا تھا، مُنکر حدیثیں مجہول شیوخ سے روایت کرتا تھا، امام ابوداؤد سجستانی رحمہ اللہ نے اس کی تکذیب کی ہے، امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اس کو متروک لکھا ہے، بصرہ میں اس کی تدفین ہوئی۔ [2]

□......ماہِ رجب ۲۷۹ھ: میں عباسی خلیفہ المعتضد باللہ کو خلافت ملی۔

۱۹/ رجب کو اس کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت ہوئی، اس کا پورا نام ابوالعباس احمد بن ابواحمد موفق بن متوکل تھا، معتضد بڑے جاہ وجلال کا بادشاہ تھا، متاخرین خلفائے بنی عباس میں اس کو امتیازی درجہ حاصل تھا، تدبیر وسیاست کے ساتھ اچھے اخلاق کا بھی مالک تھا، اس کا عہدِ

---

[1] وفيها توفى فى رجب المعتمد على الله وله خمسون سنة، وكانت خلافته ثلاثاً وعشرين سنة ويومين، وكان اسمر ربعة نحيفاً مدور الوجه، صغير اللحية، مليح العينين، ثم سمن وأسرع إليه الشيب، ومات فجأة .وأمه أم ولد اسمها فتيان .وله شعر متوسط .وكان قد أكل رؤوس جدى فمات من الغد بين المغنين والندماء .فقيل سم فى الرؤوس .وقيل نام فغم فى بساط .وقسل سم فى كأس الشراب، فدخل عليه القاضى والشهود .فلم يرو به أثراً، وكان منهمكاً فى اللذات، فاستولى أخوه على المملكة، وحجر عليه فى بعض الأشياء، فاستصعب المعتضد الحال بعد أبيه(العبر فى خبر من غبر للذهبى، ج ا ص ۴۰۰ ،سنة تسع وسبعين ومائتين)

أحمد المعتمد على الله أمير المؤمنين ابن المتوكل.توفى ليلة الاثنين لإحدى عشرة ليلة بقيت من رجب هذه السنة، فجأة، وكانت خلافته ثلاثا وعشرين سنة وثلاثة أيام(المنتظم لابن الجوزى، ج۱۲ ص۳۲۸ ،ثم دخلت سنة تسع وسبعين ومائتين،ذكر من توفى فى هذه السنة من الأكابر)

[2] (المنتظم لابن الجوزى، ج۱۲ ص۲۶۷ ،ثم دخلت سنة خمس وسبعين ومائتين،ذكر من توفى فى هذه السنة من الأكابر ،سيراعلام النبلاء ج۱۳ ص۲۸۵ ، تحت ترجمة "غلام خليل أحمد بن محمد بن غالب الباهلى" رقم الترجمة ۱۳۶)

حکومت عوام کی فلاح و بہبود، امن وامان، عدل وانصاف میں مشہور تھا، اس نے خلافتِ عباسیہ کے بے روح جسم میں جان ڈال دی تھی، اس لئے اس کو سفاحِ ثانی کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے، معتضد کی وفات ۲۱/ ربیع الآخر ۲۸۹ھ کو ۴۷ سال کی عمر میں ہوئی، ۹ سال ۹ ماہ ۳ دن خلافت کے فرائض انجام دیئے (تاریخِ ملت، ج ۲ ص ۴۱۷، تا ص ۴۲۴ ''خلیفہ المعتضد باللہ'') [1]

□ ...... ماہِ رجب ۲۸۰ھ: میں امام ترمذی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ کا پورا نام محمد بن عیسیٰ بن سورۃ بن موسیٰ تھا، آپ خراسان کے مشہور شہر ''ترمذ'' کے رہنے والے تھے، اس شہر میں بڑے بڑے علماء ومحدثین پیدا ہوئے، اس لئے اس کو مدینۃ الرجال کہا جاتا تھا، آپ کا سنِ پیدائش بعض کے نزدیک ۲۰۴ھ ہے اور بعض کے نزدیک ۲۰۰ھ ہے، امام ترمذی رحمہ اللہ نے حجاز، مصر، شام، کوفہ، بصرہ، خراسان، بغداد وغیرہ میں اپنے وقت کے بڑے بڑے شیوخ سے علمِ حدیث حاصل کیا، جن میں امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداؤد، احمد بن منیع، محمد بن المثنیٰ، محمد بن بشار رحمہم اللہ جیسے جلیل القدر محدثین شامل ہیں، آپ حیرت انگیز حافظہ کے مالک تھے جس کے واقعات بہت مشہور ہیں، آخری عمر میں اللہ تعالیٰ کے ڈر کی وجہ سے بہت زیادہ رونے کی وجہ سے نابینا ہوگئے تھے، آپ کو یہ شرف وفخر بھی حاصل ہے کہ آپ بعض احادیث میں اپنے استاذ امام بخاری رحمہ اللہ کے بھی استاذ ہیں یعنی چند حدیثیں خود امام بخاری رحمہ اللہ نے آپ سے سنی ہیں، امام ترمذی رحمہ اللہ کی تین کتب آج تک یادگار چلی آرہی ہیں (۱) جامع ترمذی جو کہ صحاحِ ستہ میں بھی شامل ہے (۲) العلل (۳) الشمائل، جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک، لباس، کھانے پینے کے انداز وغیرہ کا بہت تفصیلی ذکر ہے (درسِ ترمذی، ج ۱ ص ۱۳۰، تا ص ۱۳۴) [2]

---

[1] بویع المعتضد فی صبیحة الأثنین لإحدى عشرة ليلة بقيت من رجب سنة تسع وسبعين، وهو ابن سبع وثلاثين سنة (المنتظم لابن الجوزى، ج ١٢ ص ٣٠٦، باب ذكر خلافة المعتضد بالله)

[2] أبو عيسى الترمذى: محمد بن عيسى بن سورة بن الضحاك السلمى. صاحب الجامع والعلل الضرير الحافظ العلامة. طاف البلاد وسمع خلقا كثيرا من الخراسانيين والعراقيين والحجازيين وغيرهم.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

چوتھی صدی ہجری کے اجمالی واقعات

□......ماہِ رجب ۳۰۱ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن یحییٰ بن مندۃ الاصبہانی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ ابنِ مندۃ کے نام سے مشہور تھے، کوفہ، بصرہ اور اصبہان میں اسماعیل بن موسیٰ السدی، عبداللہ بن یحییٰ بن معاویۃ الجمحی، محمد بن سلیمان لوین، ابوکریب محمد بن علاء، ہناد بن السری، محمد بن بشار، ابوسعید الاشج اور احمد بن الفرات کے طبقہ سے حدیث کی سماعت کی، قاضی ابواحمد العسال، ابوالقاسم الطبرانی، ابوالشیخ، ابواسحاق بن حمزہ، محمد بن احمد بن عبدالوہاب اور اسحاق بن محمد رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی۔ [1]

□......ماہِ رجب ۳۰۵ھ: میں حضرت ابواسحاق عمران بن موسیٰ بن مجاشع جرجانی سختیانی

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

روى عن محمد بن المنذر شكر والهيثم بن كليب وأبو العباس المحبوبي وخلق. ذكره ابن حبان في الثقات وقال كان ممن جمع وصنف وحفظ وذاكر. وقال أبو سعد الإدريسي كان أحد الأئمة الذين يقتدى بهم في علم الحديث صنف كتاب الجامع والعلل والتواريخ تصنيف رجل عالم متقن كان يضرب به المثل في الحفظ مات بترمذ في رجب سنة تسع وسبعين ومائتين (طبقات الحفاظ للسيوطي، ص ۲۸۲، رقم الترجمة ۶۳۴، الطبقة العاشرة)

قال غنجار، وغيره: مات أبو عيسى في ثالث عشر رجب، سنة تسع وسبعين ومائتين بترمذ (سير اعلام النبلاء ج۱۳ ص۲۷۷، تحت ترجمة "الترمذي محمد بن عيسى بن سورة بن موسى بن الضحاك" رقم الترجمة ۱۳۲)

[1] قال أبو الشيخ: هو أستاذ شيوخنا وإمامهم، أدرك سهل بن عثمان، ومات في رجب سنة إحدى وثلاثمائة (تذكرة الحفاظ للذهبي، ج۲ ص ۲۱۹، تحت رقم الترجمة ۷۴۰ـ ۱۰/۸۶، الطبقة العاشرة)

قال أبو الشيخ: ومات ابن مندة في رجب سنة إحدى وثلاث مائة (سير اعلام النبلاء ۱۴ ص ۱۸۹، تحت ترجمة "ابن مندة أبو عبد الله محمد بن يحيى العبدي" رقم الترجمة ۱۰۷)

ابن منده الحافظ الرحال أبو عبد الله محمد بن يحيى بن منده واسمه إبراهيم بن الوليد بن منده بن بطة العبدي مولاهم الأصبهاني. قال أبو الشيخ أستاذ شيوخنا وإمامهم مات في رجب سنة إحدى وثلاثمائة (طبقات الحفاظ للسيوطي، ص ۳۱۶، رقم الترجمة ۷۱۳، الطبقة العاشرة)

www.idaraghufran.org

رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ کی ولادت ۲۱۰ ھ کے لگ بھگ ہوئی، آپ ابنِ مجاشع کے نام سے مشہور تھے، اور جرجان کے محدث کہلائے جاتے تھے، ہدبۃ بن خالد، شیبان بن فروخ، ابراہیم بن المنذر الحزامی، ابن ابی شیبۃ، سوید بن سعید اور ابوالربیع الزہرانی رحمہم اللہ سے حدیث کی سماعت کی، ابراہیم بن یوسف الھسنجانی، ابوعبداللہ الاخرم، حافظ ابوعلی نیشاپوری، ابوعمرو بن نجید، ابوعمرو بن حمدان، ابوبکر اسماعیلی، اور ابواحمد الغطریفی رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی، آپ کی وفات جرجان مقام پر ہوئی، اسماعیلی رحمہ اللہ نے آپ کو اپنے زمانے کا محدث قرار دیا ہے۔ [1]

□ ......ماہِ رجب ۳۰۶ ھ: میں حضرت ابوعبداللہ احمد بن یحییٰ رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ ابن الجلاء کے نام سے مشہور تھے، اور صوفیاء کے بڑے مشائخ میں شمار ہوتے ہیں، پہلے آپ بغداد میں رہتے تھے، پھر شام منتقل ہوگئے، اور حضرت ذوالنون مصری اور ابوتراب رحمہما اللہ کی صحبت اٹھائی، محمد بن داؤد فرماتے ہیں: ''عراق، حجاز، شام، جبل کے علاقوں میں میری آنکھوں نے ان جیسی ہستی کوئی اور نہیں دیکھی'' اسماعیل بن نجید فرماتے ہیں: ''دنیا میں صوفیاء کے امام تین ہیں اور ان کا کوئی چوتھا نہیں، نیشاپور میں ابوعثمان، بغداد میں جنید بغدادی اور شام میں ابوعبداللہ بن الجلاء'' آپ فرماتے ہیں: ''اپنے کسی مسلمان بھائی کے حق کو اس وجہ سے ضائع نہ کرو کہ اس کے اور تمہارے درمیان دوستی اور محبت کا رشتہ ہے (اس وجہ سے وہ محسوس نہیں کرے گا) کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر مومن کے حقوق ادا کرنا فرض قرار دیئے ہیں، اور

---

[1] قلت: مات بجرجان فی رجب، سنة خمس وثلاث مائة وهو فی عشر المائة(سیراعلام النبلاء ۱۴ ص۱۳۷،تحت ترجمة "ابن مجاشع عمران بن موسی الجرجانی"رقم الترجمة ۶۸)

وفیها عمران بن موسی بن مجاشع، الحافظ ابو إسحاق السختیانی محدث جرجان، سمع هدبة بن خالد وطبقته، ورحل وصنف، توفی فی رجب(العبر فی خبر من غبر للذهبی، ج ۱ ص ۴۴۸، ۴۴۹، سنة خمس وثلاثمئة،وکذافی طبقات الحفاظ للسیوطی،ص ۲۲۳، رقم الترجمة ۷۳۴،الطبقة العاشرة)

مومن کے حقوق وہی ضائع کرے گا جو اللہ تعالیٰ کے حقوق کی رعایت نہ کرے“۔ [1]

☐......ماہِ رجب ۳۰۶ھ : میں حضرت ابوعبداللہ احمد بن حسن بن عبدالجبار بن راشد بغدادی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ کی ولادت ۲۱۰ھ کے لگ بھگ ہوئی، علی بن الجعد، یحییٰ بن معین، ہیثم بن خارجہ، ابونصر التمار، احمد بن جناب، امام احمد بن حنبل اور سوید بن سعید رحمہم اللہ سے آپ حدیث روایت کرتے ہیں، آپ فرماتے ہیں کہ میں طلبِ علم کے لئے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی مجلس میں ۲۲۷ھ میں حاضر ہوا، اس وقت ان کی مجلس میں ہیثم بن خارجہ بھی موجود تھے، اور انہوں نے حضرت امام سے سر کے مسح کے بارے میں ایک مسئلہ دریافت کیا، ابوالشیخ بن حیان، ابوحاتم بن حبان، ابوبکر الاسماعیلی، ابواحمد بن عدی، عبداللہ بن ابراہیم الزبیبی، ابوحفص بن زیات، محمد بن المظفر اور علی بن عمر الحربی السکری رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں، بغداد میں جمعہ کے دن آپ کی وفات ہوئی۔ [2]

☐......ماہِ رجب ۳۰۸ھ : میں حضرت ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن سفیان النیسابوری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ بڑے محدث اور فقہ کے بہت بڑے عالم تھے، مشہور محدث حضرت ایوب بن حسن الزاہد الحنفی رحمہ اللہ کے شاگرد تھے، اور ابنِ سفیان کے نام سے مشہور تھے، امام مسلم، سفیان بن وکیع، عمرو بن عبداللہ الاودی، محمد بن مقاتل الرازی، موسیٰ بن بصر بالری، محمد بن ابی عبدالرحمٰن

---

[1] حدثنی عبد العزیز بن أحمد الکتانی– بدمشق– أخبرنا مکی بن محمد بن الغمر المؤدب، أخبرنا أبو سلیمان محمد بن عبد اللہ بن أحمد بن زبر قال: قال أبو یعقوب الأذرعی: توفی أبو عبد اللہ بن الجلاء یوم السبت لاثنتی عشرة خلت من رجب سنة ست وثلاثمائة(تاریخ بغداد للخطیب بغدادی، ج۴ص ۴۲۴، رقم الترجمة ۳۰۰۳)

[2] مات: فی عشر المائة، فی شهر رجب، سنة ست وثلاث مائة ببغداد(سیراعلام النبلاء ۱۴ ص ۱۵۲، تحت ترجمة ”الصوفی أحمد بن الحسن بن عبد الجبار بن راشد“ رقم الترجمة ۸۸، وکذا فی طبقات الحنابلة لابن ابی یعلیٰ، ج ۱ ص ۳۷، الطبقة الاولیٰ، حرف الحاء، رقم الترجمة ۱۰)

المقرئ، محمد بن رافع اور محمد بن اسلم الطّوسی رحمہم اللہ سے حدیث کی سماعت کی، آپ ایک طویل مدت تک امام مسلم رحمہ اللہ کی صحبت میں رہے، احمد بن ہارون الفقیہ، قاضی عبدالحمید بن عبدالرحمٰن، محمد بن احمد بن شعیب، ابوالفضل محمد بن ابراہیم اور محمد بن عیسیٰ بن عمرویہ الجلو دی رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی، ابنِ شعیب فرماتے ہیں: ''ہمارے مشائخ میں ابنِ سفیان سے زیادہ عبادت گزار اور عابد کوئی نہ تھا'' محمد بن یزید العدل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ابنِ سفیان مستجاب الدعوات بزرگ تھے'' امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ابنِ سفیان بہت زیادہ عبادت کرنے والے اور امام مسلم رحمہ اللہ کی صحبت میں طویل عرصہ تک رہے'' [1]

□......ماہِ رجب ۳۱۹ھ: میں حضرت ابوالجعد اسلم بن عبدالعزیز بن ہاشم بن خالد رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ اندلس کے قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) تھے، اور فقہ مالکی کے بہت بڑے امام تھے، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزادہ کردہ غلام حضرت ابان رحمہ اللہ کی اولاد میں سے تھے، طلبِ علم کے لئے ۲۶۰ھ میں نکلے، اور یونس بن عبدالاعلیٰ، ابوابراہیم المزنی، ربیع المرادی، محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم رحمہم اللہ سے کسبِ فیض کیا، اور علم کا بہت بڑا ذخیرہ لے کر واپس لوٹے، اس کے علاوہ آپ مشہور محدث حضرت بقی بن مخلد رحمہ اللہ کی صحبت میں بھی طویل عرصہ تک رہے، ایک بہت بڑی جماعت آپ کی شاگردوں میں شمار ہوتی ہے۔ [2]

□......ماہِ رجب ۳۲۸ھ: میں حضرت ابومحمد حسن بن علی بن خلف البہر بہاری رحمہ اللہ

---

[1] قال: وسمعت محمد بن أحمد بن شعيب يقول: توفى ابن سفيان عشية الاثنين، ودفن يومئذ فى رجب سنة ثمان وثلاث مائة رحمه الله(سيراعلام النبلاء للذهبى، ۱۴ ص ۳۱۲، تحت ترجمة "ابن سفيان إبراهيم بن محمد النيسابورى" رقم الترجمة ۲۰۳)

[2] قال أبو سعيد بن يونس: مات فى رجب، سنة تسع عشرة وثلاث مائة(سيراعلام النبلاء للذهبى، ج۱۴ ص ۵۴۹، تحت ترجمة "أسلم بن عبد العزيز بن هاشم بن خالد الأموى" رقم الترجمة ۳۱۴)

کی وفات ہوئی۔

آپ حنبلی مسلک کے شیخ شمار ہوتے تھے، آپ حق بات کہنے میں کسی کی پرواہ نہ کرتے تھے، اور نہ کسی کی ملامت سے ڈرتے تھے، جو بات کہنی ہوتی صاف کہہ دیتے، آپ فرماتے ہیں: نئی نئی خودساختہ باتوں میں سے جو بظاہر چھوٹی چھوٹی اور معمولی ہیں ان سے بھی بچے، کیونکہ یہی معمولی امور بڑی بڑی بدعات بن جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں کلامی بحثیں کرنا بدعت وگمراہی ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے بارے میں جو کچھ خود فرمایا ہے، اس کے ساتھ ذاتِ باری کو موصوف کیا جائے اور اس کی بھی کنہ وحقیقت جاننے کے پیچھے نہ پڑا جائے، قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام اور ان کا بھیجا ہوا نور ہے، مخلوق نہیں، اس میں بحث ومباحثہ کرنا کفر ہے۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں: نصیحت کے لئے جو مجلسیں منعقد کی جاتی ہیں اس سے فائدہ کا دروازہ کھلتا ہے، اور مناظرہ کے لئے جو مجلسیں منعقد کی جاتی ہیں اس سے فائدہ کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔

ابوالحسین بن الفراء فرماتے ہیں کہ: ''بربہاری نے دین کے لئے بہت سے مجاہدات اور مشقتیں برداشت کیں، اور مخالفین بادشاہ کے دل میں ان کے خلاف باتیں ڈالتے رہتے تھے، ۳۲۱ھ میں بادشاہ نے ارادہ کیا کہ ان کو گرفتار کیا جائے، تو آپ روپوش ہوگئے، بادشاہ نے آپ کے بڑے بڑے ساتھیوں کو گرفتار کرلیا، اور ان کو بصرہ منتقل کر دیا، اور اسی روپوشی کی حالت میں آپ کی وفات ہوگئی، اور اپنی بہن توزون کے گھر میں مدفون ہوئے، کہا جاتا ہے کہ جب آپ کو کفن دیا گیا تو آپ کے پاس صرف ایک خادم تھے، اس نے اکیلے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھی، تو آپ کی بہن روشندان سے آپ کے جنازے کا منظر دیکھ رہی تھی، تو اس نے دیکھا کہ سفید رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے مَردوں سے بھرا ہوا ہے اور وہ آپ کی جنازہ پڑھ رہے ہیں، تو وہ یہ منظر دیکھ کر ڈر گئیں، اور خادم کو بلایا اور اس سے پوچھا کہ یہ کون لوگ

تھے؟ تو خادم نے قسم اٹھا کر کہا کہ گھر کا دروازہ تو بند تھا اس لئے باہر سے کوئی اندر نہیں آیا، ابوبکر محمد بن محمد بن عثمان، ابنِ بطۃ، ابوالحسین بن سمعون رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں، ۷۷ سال کی عمر میں آپ کا انتقال ہوا۔ [۱]

□......ماہِ رجب ۳۳۰ھ: میں حضرت ابوبکر الصیر فی الشافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔ شافعی مذہب کے بہت بڑے امام ہیں، فقہ کی تعلیم حضرت ابوالعباس بن سریج رحمہ اللہ سے حاصل کی، علمِ اصول، قیاس میں مہارت کی وجہ سے بہت مشہور ہوئے، اصولِ فقہ پر آپ کی کتاب بڑی مشہور ہوئی، حضرت ابوبکر القفال رحمہ اللہ فرماتے ہیں: آپ اصولِ فقہ میں امام شافعی رحمہ اللہ کے بعد سب سے زیادہ ماہر تھے، ہمارے اصحاب میں علم الشروط کو ترویج دینے والے آپ پہلے شخص تھے، اس فن میں آپ نے ایک کتاب بھی لکھی ہے۔ [۲]

□......ماہِ رجب ۳۳۹ھ: میں شیخ الفلسفۃ ابونصر محمد بن محمد بن طرخان بن اوزلغ الترکی الفارابی کا انتقال ہوا۔

---

[۱] وتوفی مستترا فی رجب سنة ثمان وعشرين وثلاث مائة ، فدفن بدار أخت توزون فقيل: إنه لما كفن، وعنده، الخادم، صلى عليه وحده، فنظرت هی من الروشن، فرأت البيت ملآن رجالا فی ثياب بيض، يصلون عليه، فخافت وطلبت الخادم، فحلف أن الباب لم يفتح(سیر اعلام النبلاء ۱۵ ص ۹۲، تحت ترجمة "البربهاری أبو محمد الحسن بن علی بن خلف" رقم الترجمة ۵۲، وكذافی طبقات الحنابلة لابنِ ابی یعلیٰ ، ج۲ ص ۴۴، باب الحاء من الطبقة الثانية ،تحت ترجمة "الحسن بن علی بن خلف، أبو محمد البربهاری" تحت رقم الترجمة ۵۸۸)

[۲] وفيها توفی فی رجب بمصر، أبو بكر محمد بن عبد الله الصيّرفی الشافعی، له مصنّفات فی المذهب، وهو صاحب وجه .روى عن أحمد بن منصور الرَّمادی(العبر فی خبر من عبر للذهبی، ج۲ ص ۳۶، سنة ثلاثين وثلاثمئة)

وفی رجب من السنة المذكورة توفی الفقيه الكبير الإمام الشهير أبو بكر الصيرفی الشافعی، صاحب المصنفات فی المذهب، وصاحب وجه فيه .كان من جلة الفقهاء، أخذ الفقه عن أبی العباس بن سريج، واشتهر بالحذق فی النظرة والقياس وعلم الأصول، وله فی أصول الفقه كتاب لم يسبق إليه .قال أبو بكر القفال: كان أعلم الناس بالأصول بعد الشافعی، وهو أول من انتدب من أصحابنا للشروع فی علم الشروط، وصنف فيه كتاباً، أحسن فيه كل إحسان .والصيرفی نسبة مشهورة لمن يصرف الدنانير والدراهم (مرآة الجنان وعبرة اليقظان فی معرفة حوادث الزمان لليافعی، ج۲ ص ۲۲۴، ثلاثين وثلاث مائة)

فاراب یا فاریاب ماوراء النہر ''موجودہ شمالی افغانستان'' کے شہروں میں سے ایک شہر ہے، تحصیل علم کے بعد بغداد سے حلب آ گیا اور امیر سیف الدولہ کے دربار سے وابستہ ہو گیا، اور آخر عمر تک اس دربار سے وابستہ رہا اور یہاں پر بڑے شرف واعتبار والی زندگی بسر کی، فارابی کو علوم ریاضی میں مہارت تامہ، منطق وفلسفہ میں کامل دستگاہ اور طب میں تفوق حاصل تھا، فارابی نے اپنی ساری زندگی سائنس اور فلسفہ کے مطالعہ میں بسر کی، معلم اول ارسطو کی تمام کتب کا ماہر تھا، اور ارسطو کے فلسفہ کا شارح وترجمان تھا اسی وجہ سے ارسطو کو معلم اول اور فارابی کو معلم ثانی کا لقب دیا گیا ہے، اس کی چند مشہور کتب جن میں اس نے اپنے سائنسی نظریات پیش کئے یہ ہیں: الجوہر، الزمان، المکان، الخلاء، العقل والمعقول، احصاء العلوم وغیرہ۔[1]

□......ماہِ رجب ۳۴۰ھ: میں حضرت ابواسحاق ابراہیم بن احمد المروزی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ ابوالعباس بن سریج رحمہ اللہ کے بڑے شاگردوں میں شمار ہوتے ہے، علمِ فقہ میں آپ کو بہت اونچا مقام حاصل ہونے کی وجہ سے بغداد کا فقیہ کہا جاتا تھا، شافعی مسلک کے شیخ شمار ہوتے تھے، طویل زمانے تک بغداد میں قیام کیا، اور کئی کتب تصنیف فرمائیں، آخری عمر میں

---

[1] وبدمشق كان موته فى رجب سنة تسع وثلاثين وثلاث مائة عن نحو من ثمانين سنة(سيراعلام النبلاء ١٥ ص٤١٨، تحت ترجمة "الفارابى أبو نصر محمد بن محمد بن طرخان" رقم الترجمة ٢٣١،

ونقلت من خط بعض المشايخ أن أبا نصر الفارابى سافر إلى مصر سنة ثمان وثلاثين وثلثمائة ورجع إلى دمشق وتوفى بها فى رجب سنة تسع وثلاثين وثلثمائة عند سيف الدولة على بن حمدان فى خلافة الراضى وصلى عليه سيف الدولة(عيون الانباء فى طبقات الاطباء لابنِ ابى اصيبعة، ص٦٠٤، تحت ترجمة "أبو نصر الفارابى")

خرج أبو نصر المذكور من بلده، ولم تزل تنتقل به الأسفار إلى أن وصل بغداد، وهو يعرف اللسان التركى وعدة لغات غير العربى، فتعلم اللسان العربى وأتقنه، ثم اشتغل بعلوم الحكمة(قلادة النحر فى وفيات أعيان الدهر للطيب بامخرمة، ج٣ص١٠٦، رقم الترجمة "أبو نصر الفارابى" رقم الترجمة ١٥٤٣)

آپ مصر منتقل ہو گئے تھے، اور مصر ہی میں انتقال فرمایا۔ [1]

□......ماہِ رجب ۳۵۰ھ: میں حضرت ابو بکر محمد بن احمد بن خنب بخاری بغدادی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ بخارا میں رہتے تھے، اور یہاں کی مستند شخصیت شمار ہوتے تھے، آپ کی ولادت ۲۶۶ھ میں ہوئی، یحییٰ بن ابی طالب، حسن بن مکرم، موسیٰ بن سہل الوشاء، جعفر الصائغ، ابو بکر بن ابی الدنیا اور ابو قلابہ الرقاشی رحمہم اللہ سے حدیث روایت کرتے ہیں، ابو احمد الحاکم، اسماعیل بن حسین الزاہد، علی بن قاسم الرازی، احمد بن ولید الزوزنی، ابو نصر احمد بن محمد بن ابراہیم البخاری اور محمد بن احمد غنجار رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں، آپ کے والد بخارا کے رہنے والے تھے، اور بغداد میں سکونت پذیر تھے، جب آپ کی عمر ۲۰ سال تھی، تو آپ کے والد دوبارہ بخارا منتقل ہو گئے، آپ شافعی مسلک کے بڑے فقہاء میں شمار ہوتے ہیں۔ [2]

---

[1] ثم إنه فی أواخر عمره تحول إلی مصر، فتوفی بها فی رجب فی تاسعه(سیر اعلام النبلاء للذهبی، ۱۵ ص ۴۲۹، أبو إسحاق المروزی إبراهيم بن أحمد، رقم الترجمة ۲۴۰)

وفيها أبو إسحاق المروزی، إبراهيم بن أحمد، شيخ الشافعية وصاحب ابن سريج، وذو التصانيف، انتهت إليه رئاسة المذهب ببغداد وانتقل فی آخر عمره إلی مصر، فمات فی رجب، ودفن عند ضريح الشافعی(العبر فی خبر من غبر، ج۲ ص ۵۹، سنة أربعين وثلاثمئة)

أحد الأئمة من فقهاء الشافعيين، شرح المذهب ولخصه، وأقام ببغداد دهرا طويلا يدرس ويفتی، وأنجب من أصحابه خلق كثير، ثم انتقل فی آخر عمره إلی مصر، فأدركه أجله بها، وإليه ينسب درب المروزی الذی فی قطيعة الربيع.

أخبرنا أبو الحسن محمد بن أحمد بن رزق .قال: توفی أبو إسحاق المروزی الفقيه بمصر لتسع خلون من رجب سنة أربعين وثلاثمائة، ودفن عند قبر الشافعی.

قرأت فی كتاب محمد بن علی بن عمر بن الفياض أن الضحاک قال: توفی أبو إسحاق المروزی الفقيه بمصر بعد عتمة من ليلة يوم السبت لإحدى عشرة ليلة خلت من رجب سنة أربعين وثلاثمائة .ودفن عند قبر الشافعی(تاريخ بغداد ،ج۶ ص ۱۱، تحت ترجمة "إبراهيم بن أحمد، أبو إسحاق المروزی" رقم الترجمة ۳۰۴۰)

[2] توفی ابن خنب فی غرة رجب سنة خمسين وثلاث مائة(سیر اعلام النبلاء ،۱۵ ص ۵۲۴، تحت ترجمة "ابن خنب أبو بكر محمد بن أحمد البخاری" رقم الترجمة ۳۰۱)

أخبرنا أبو الوليد الدربندی قال: أنبأنا أبو عبد الله محمد بن أحمد بن سليمان البخاری الحافظ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

□......ماہِ رجب ۳۶۱ھ: میں حضرت ابوعبدالرحمٰن اسماعیل بن احمد بن عبداللہ ضریر حیری رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی۔

آپ اصلاً نیشاپور کے باشندے تھے، بعد میں بغداد میں سکونت اختیار کرلی تھی، ابوطاہر محمد بن فضل بن محمد بن اسحاق بن خزیمہ، احمد بن ابراہیم عبدوی، حسن بن احمد مخلدی، احمد بن محمد بن اسحاق انماطی، احمد بن محمد بن عمر خفاف، ابوالحسن ماسرجسی، محمد بن عبداللہ بن حمدون، ابوبکر جوزقی، محمد بن احمد بن عبدوس مزکی اور زاہر بن احمد سرخسی رحمہم اللہ آپ کے اساتذہ ہیں، ۶۹ سال کی عمر میں ۴۳۰ھ میں وفات ہوئی۔ [۱]

□......ماہِ رجب ۳۶۳ھ: میں حضرت ابوالحسن محمد بن حسن بن ابراہیم بن عاصم سجستانی آبری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ سجستان کے محدث تھے، ''مناقب الامام الشافعی'' آپ کی مشہور کتاب ہے۔

ابنِ خزیمہ، ابوالعباس ثقفی، ابوعروبہ حرانی، مکحول بیروتی، محمد بن یوسف ہروی، ابونعیم بن عدی جرجانی، محمد بن ربیع جیزی اور زکریان احمد بلخی قاضی رحمہ اللہ آپ کے جلیل القدر اساتذہ ہیں،

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

المعروف بغنجار .قال: ولد أبو بكر بن خنب ببغداد فی سنة ست وستين ومائتين، ودخل بخارى سنة سبع وثمانين ومائتين، ومات ببخارى يوم السبت غرة رجب سنة خمسين وثلاثمائة .وصليت على جنازته(تاريخِ بغداد ، ج ا ص ۲ ا ۳، تحت ترجمة "محمد بن أحمد بن خنب بن أحمد" رقم الترجمة ۱ ۰ ۲)

[۱] سئل إسماعيل الحيرى عن مولده فقال وأنا أسمع: ولدت فی رجب من سنة إحدى وستين وثلاثمائة(تاريخِ بغداد ، ج۶ ص ۱ ۱ ۳، تحت ترجمة "إسماعيل بن أحمد بن عبد الله، أبو عبد الرحمن الضرير الحيرى" رقم الترجمة ۳۳۶۰)

إسماعيل بن أحمد بن عبد الله، أبو عبد الرحمن الضرير الحيرى.

من أهل نيسابور! ولد فی رجب سنة إحدى وستين وثلاثمائة وقدم إلى بغداد حاجا سنة ثلاث وعشرين واربعمائة وحدث عن جماعة وكان فاضلا عالما عارفا فهما ذا أمانة وحذق وديانة وحسن خلق وقرأ عليه الخطيب ببغداد صحيح البخارى بروايته عن أبی الهيثم الكشميهنی عن الفربری فی ثلاثة مجالس(المنتظم لابن الجوزی، ۱۵ ص ۲۷۴، ثم دخلت سنة إحدى وثلاثين واربعمائة، ذكر من توفی فی هذه السنة من الأكابر)

Idara Ghufran

یحییٰ بن عمار واعظ اور علی بن بشری لیثی رحمہما اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں۔ [1]

□......ماہِ رجب ۳۶۴ھ: میں حضرت ابواسحاق ابراہیم بن احمد بن محمد بن رجاء نیشاپوری ابزاری وراق رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ کے اساتذہ درجِ ذیل ہیں: مسدد بن قطن، حسن بن سفیان، جعفر بن احمد بن نصر، محمد بن محمد باغندی، سعید بن عبدالعزیز حلبی اور سعید بن ہاشم طبرانی رحمہم اللہ، آپ کے شاگرد درجِ ذیل ہیں: ابنِ مندہ اور ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمہم اللہ، امام حاکم رحمہ اللہ آپ کے بارے میں فرماتے ہیں، کہ آپ کا شماران لوگوں میں ہوتا ہے، جن کے ہاتھ اور پاؤں سے کسی کو تکلیف نہیں پہنچتی، اور آپ نے بڑھاپے کی حالت میں طلبِ علم شروع کیا، اور اس کے لئے سفر کئے۔ [2]

□......ماہِ رجب ۳۶۸ھ: میں امام النحو حضرت علامہ ابوسعید حسن بن عبداللہ بن مرزبان سیرافی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ کئی مفید کتابوں کے مصنف تھے، اور علمِ نحو میں آپ کو بڑا مقام حاصل تھا، آپ کے

---

[1] مات فی شهر رجب سنة ثلاث وستين وثلاث مائة .وأحسبه من أبناء الثمانين(سيراعلام النبلاء ج١٦ ص٣٠٠، تحت ترجمة "الآبری أبو الحسن محمد بن الحسين بن إبراهيم" رقم الترجمة ٢١٠)

الآبری الحافظ الإمام أبو الحسن محمد بن الحسين بن إبراهيم بن عاصم الآبری السجستانی، مصنف كتاب مناقب الشافعي: وآبر قرية من قرى سجستان، رحل وسمع أبا العباس السراج وأبا بكر بن خزيمة وأبا عروبة الحرانی ومحمد بن يوسف الهروی ومكحولا البيروتی ومحمد بن الربيع الجيزی وطبقتهم حدث عنه علی بن بشری الليثی ويحيی بن عمار السجستانی وجماعة، مات فی شهر رجب سنة ثلاث وستين وثلاثمائة وهو فی عشر الثمانين(تذكرة الحفاظ للذهبی، ج٣ص١١٠،الطبقة الثانية عشرة،رقم الترجمة ٨٩٩۔ ١٢/٥١)

[2] مات فی رجب سنة أربع وستين وثلاث مائة، وكان صادقا حدث بمروياته علی القبول.أبزار :من قرى نيسابور(سيراعلام النبلاء ج١٦ ص١٥٢، تحت ترجمة "الأبزاری إبراهيم بن أحمد بن محمد بن رجاء" رقم الترجمة ١٩٨)

وفيها أبو إسحاق إبراهيم بن أحمد بن محمد بن رجاء النيسابوری الوراق الأبزاری، فی رجب، وله ست وتسعون سنة، طوف الكثير، وعنی بالحديث، وروى عن مسدد بن قطن، والحسن بن سفيان، وإنما رحل علی كبر(العبر فی خبر من غبر للذهبی، ج٢ص١١٨، سنة أربع وستين وثلاثمئة)

اساتذہ درجِ ذیل ہیں، ابوبکر بن درید، ابنِ زیاد نیشاپوری اور محمد بن ابی الازہر رحمہم اللہ، آپ کے شاگرد درجِ ذیل ہیں: علی بن ایوب قمی اور محمد بن عبدالواحد بن رزمہ رحمہما اللہ، آپ کے والد پہلے مجوسی تھے، بعد میں اسلام قبول کرلیا تھا، آپ علمِ نحو کے ساتھ ساتھ، علمِ قرأت، لغت، فقہ، فرائض اور عروض میں بھی بہت ماہر تھے، ۸۴ سال کی عمر میں وفات ہوئی۔ [1]

☐......ماہِ رجب ۳۶۹ھ: میں حضرت ابومحمد عبداللہ بن ابراہیم بن ایوب بن ماسی بغدادی بزار رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ ابنِ ماسی کے لقب سے مشہور تھے، ابومسلم کجی، ابوشعیب حرانی، احمد بن ابی عوف بزور، خلف بن عروم عکبری، موسیٰ بن اسحاق انصاری، ابوبرزہ فضل بن محمد حاسب، محمد بن علی بن شعیب سمسار، حسن بن علویہ قطان، یحییٰ بن محمد حنائی، جعفر بن احمد بن عاصم دمشقی اور احمد بن علی خزاز رحمہم اللہ آپ کے استاد ہیں، ابنِ رزقویہ، ابوالفتح بن ابی الفوارس، ابوبکر برقانی،

---

[1] والسيرافى، أبو سعيد الحسن بن عبد الله بن المرزبان، صاحب العربية، كان أبوه مجوسيا فأسلم، وسمى عبد الله، تصدر أبو سعيد لإقراء القرائات والنحو واللغة والعروض والفقه والحساب، وكان رأسا فى النحو، بصيرا بمذهب أبى حنيفة، قرأ القرآن على ابن مجاهد، وأخذ اللغة عن ابن دريد، والنحو عن ابن السراج، وكان ورعا يأكل من النسخ، وكان ينسخ الكراس بعشرة دراهم، لبراعة خطه، ذكر عنه الاعتزال، ولم يظهر منه، ومات فى رجب، عن أربع وثمانين سنة (العبر فى خبر من غبر للذهبى، ج۲ص۱۲۸، ۱۲۹، سنة ثمان وستين وثلاثمئة)

عاش أربعا وثمانين سنة، ومات فى رجب سنة ثمان وستين وثلاث مائة(سير اعلام النبلاء ج۱۶ص۲۴۸،تحت ترجمة "السيرافى الحسن بن عبد الله بن المرزبان" رقم الترجمة ۱۷۴)

حدثنى هلال بن المحسن .قال: توفى القاضى أبو سعيد السيرافى يوم الاثنين الثانى من رجب سنة ثمان وستين وثلاثمائة، عن أربع وثمانين سنة(تاريخ بغداد ،ج۷ص۳۵۳، تحت رقم الترجمة ۳۸۶۳)

الحسن بن عبد الله بن المرزبان، أبو سعيد السيرافى النحوى القاضى......وقال ابن أبى الفوارس: كان يذكر عنه الاعتزال، ولم نره يظهر من ذلك شيئا، وكان نزها عفيفا، توفى فى رجب هذه السنة، عن أربع وثمانين سنة ودفن فى مقبرة الخيزران(المنتظم لابن الجوزى، ج۱۴ص۲۶۴، ۲۶۵ ،ثم دخلت سنة ثمان وستين وثلاثمائة،ذكر من توفى فى هذه السنة من الأكابر)

ابونعیم اورابواسحاق برکی رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں، آپ کی ولادت ۲۷۴ھ میں ہوئی۔ [1]

□......ماہِ رجب ۳۷۱ھ: میں حضرت شیخ الاسلام ابوبکراحمد بن ابراہیم بن اسماعیل بن عباس جرجانی اسماعیلی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ شافعی مسلک کے شیخ شمار ہوتے تھے، آپ کی ولادت ۲۷۷ھ میں ہوئی، ابراہیم بن زہیر حلوانی، حمزہ بن محمد کاتب، یوسف بن یعقوب قاضی، احمد بن محمد بن مسروق، محمد بن یحییٰ مروزی، حسن بن علویہ قطان، جعفر بن محمد فریابی، محمد بن عبداللہ مطین، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، ابراہیم بن شریک اور جعفر بن محمد بن لیث بصری رحمہم اللہ سے حدیث کی سماعت کی، امام حاکم، ابوبکر برقانی، حمزہ سہمی، ابوحازم عبدوی، حسین بن محمد باشانی، ابوسعید نقاش، ابوالحسن محمد بن علی طبری، حافظ ابوبکر محمد بن ادریس جرجرائی، عبدالصمد بن منیر عدل اور عبدالرحمٰن بن محمد فارسی رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی، ۹۴ سال کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی۔ [2]

---

[1] قلت: توفي ابن ماسي في رجب سنة تسع وستين وثلاث مائة(سير اعلام النبلاء ج١٦ ص٢٥٣، تحت ترجمة "ابن ماسي عبد الله بن إبراهيم بن أيوب البغدادي" رقم الترجمة ١٧٢)

قال لي البرقاني: توفي أبو محمد ابن ماسي ليلة الأربعاء لأربع عشرة ليلة خلت من رجب سنة تسع وستين وثلاثمائة(تاريخ بغداد، ج٩ ص٤١٥، تحت ترجمة "عبد الله بن إبراهيم بن أيوب بن ماسي، أبو محمد البزاز" رقم الترجمة ٥٠١٦)

ولد سنة أربع وسبعين ومائتين .سمع أبا مسلم الكجي، ويوسف بن يعقوب القاضي .روى عنه ابن رزقويه، وأبو علي بن شاذان، وكان ثقة توفي في رجب هذه السنة(المنتظم لابن الجوزي، ج١٤ ص٢٧٣، ثم دخلت سنة تسع وستين وثلاثمائة،ذكر من توفي في هذه السنة من الأكابر)

[2] قال حمزة: مات أبو بكر في غرة رجب سنة إحدى وسبعين وثلاث مائة، عن أربع وتسعين سنة(سير اعلام النبلاء ج١٦ ص٢٩٦، تحت ترجمة "الإسماعيلي أحمد بن إبراهيم بن إسماعيل" رقم الترجمة ٢٠٨، وكذا في تذكرة الحفاظ للذهبي، ج٣ص١٠٨، الطبقة الثانية عشرة)

أحمد بن إبراهيم بن إسماعيل بن العباس، أبو بكر الإسماعيلي الجرجاني............وكان الدارقطني يقول: كنت عزمت غير مرة أن أرحل إلى أبي بكر الإسماعيلي فلم أرزق، توفي الإسماعيلي يوم السبت غرة رجب سنة إحدى وسبعين وثلاثمائة، عن أربع وتسعين سنة(المنتظم لابن الجوزي، ج١٤ ص٢٨١، ثم دخلت سنة إحدى وسبعين وثلاثمائة،ذكر من توفي في هذه السنة من الأكابر)

فيها توفي الإسماعيلي، الإمام الحبر الجامع، أبو بكر أحمد بن إبراهيم بن إسماعيل الجرجاني، الحافظ الفقيه الشافعي، ذو التصانيف الكبار، في الحديث وفي الفقه، بجرجان، في غرة رجب، وله

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

☐......ماہِ رجب ۳۷۴ھ: میں مصر کے قاضی حضرت ابوالحسن علی بن نعمان بن محمد مغربی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ باوجودیکہ ایک بڑے قاضی تھے، لیکن اسی کے ساتھ ساتھ آپ علمِ ادب، نحو، شعر، ایام الناس وغیرہ کئی علوم میں ماہر تھے، ۴۵ سال کی عمر میں وفات ہوئی۔ ۱

☐......ماہِ رجب ۳۷۷ھ: میں حضرت ابوولید ابان بن عثمان بن سعید المبشر بن غالب بن فیض لخمی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

محمد بن عبدالملک بن ایمن، قاسم بن اصبغ اور سعید بن جابر رحمہم اللہ آپ کے جلیل القدر اساتذہ ہیں، اندلس کے شہر قرطبہ میں منگل کے دن آپ کی وفات ہوئی۔ ۳

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أربع وتسعون سنة، أول سماعه فى سنة تسع وثمانين، ورحل فى سنة أربع وتسعين ومئتين، إلى الحسن بن سفيان، ثم خرج إلى العراق، سنة ست وتسعين، وسمع من يوسف بن يعقوب القاضى، إبراهيم بن زهير الحلوانى وطبقتهما .وكان ثقة حجة كثير العلم(العبر فى خبر من غبر للذهبى، ج۲ص۱۳۷ ،سنة إحدى وسبعين وثلاثمئة)

۱ قاضى مصر أبو الحسن على بن النعمان بن محمد المغربى.

صدر معظم، وقاض متمكن، يقضى بفقه العبيدية كأبيه، وله فهم وفضائل، وفنون عديدة، ويد فى الآداب، والنحو، والشعر، وأيام الناس، مع وقار وهيبة وسكينة ورزانة، وله نظم جيد.

ولم يزل فى ارتقاء عند العزيز بمصر إلى أن مات فى رجب سنة أربع وسبعين وثلاث مائة، وله خمس وأربعون سنة.

وولى بعده قضاء القضاة أخوه أبو عبد الله زوج ابنة قائد القواد جوهر(سيراعلام النبلاء ج۱۶ ص۳۶۷، رقم الترجمة ۲۶۳)

۳ أبان بن عثمان بن سعيد المبشر ابن غالب بن فيض اللخمى: من أهل شذونة؛ يكنى: أبا الوليد.

سمع: من محمد بن عبد الملك بن أيمن؛ ومن قاسم بن أصبغ، وسعيد بن جابر، وغيرهم.

وكان: نحويا لغويا، لطيف النظر، جيد الاستنباط، بصيرا بالحجة، متصرفا: فى دقيق العلوم، وكان: حسن الشعر.

وتوفى بقرطبة: يوم الثلاثاء لست خلون من رجب، سنة سبع وسبعين وثلاث مائة .وكان: ينسب إلى اعتقاد مذهب ابن مسرة(تاريخ علماء الاندلس لابن الفرضى، ج۱ ص ۳۲، ۳۳، حرف الألف، باب ابان)

www.idaraghufran.org

□......ماہِ رجب ۳۸۲ھ: میں حضرت ابوحفص عمر بن احمد بن ہارون بن فرج بن ربیع مقری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ ابن الآجری کے نام سے مشہور تھے، ابوعمر محمد بن یوسف قاضی، ابوبکر نیشا پوری، محمد بن ابراہیم بن شاہین، عبیداللہ بن عبدالصمد بن مہتدی باللہ، احمد بن علی جوز جانی، محمد بن حمدویہ مروزی، ابوالقاسم بن بکیر، اسماعیل بن عباس وراق، قاضی محاملی اور محمد بن مخلد رحمہم اللہ آپ کے جلیل القدر اساتذہ ہیں، ازہری، خلال، علی بن محمد بن حسین سمسار، عبدالعزیز بن ابی الحسین بن بشران اور تنوخی رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں۔ [1]

□......ماہِ رجب ۳۸۶ھ: میں حضرت ابوالفرج صالح بن جعفر بن محمد بن جعفر بن زیاد بن میسرہ رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ رازی کے نام سے معروف تھے، عبداللہ بن محمد بغوی، ابوبکر نیشا پوری اور احمد بن علی بن علاء جوجانی رحمہم اللہ آپ کے جلیل القدر اساتذہ ہیں، ازہری، عتیقی، ابوعبداللہ صیمری اور ابوالقاسم تنوخی رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں، جمعہ کے دن ۵ رجب کو آپ کی وفات ہوئی۔ [2]

---

[1] قال لی الخلال: مات أبو حفص بن الآجری فی سنة اثنتین وثمانین وثلاثمائة.
وأخبرنا العتیقی قال: سنة اثنتین وثمانین وثلاثمائة فیها توفی أبو حفص بن الآجری المقرء– شیخ صالح ثقة– فی جمادی الآخرة.
قال لی هلال بن المحسن: توفی ابن الآجری فی لیلة الأحد الثالث من رجب سنة اثنتین وثمانین وثلاثمائة(تاریخ بغداد ،ج ۱۱ ص ۲۶۳، تحت ترجمة "عمر بن أحمد بن هارون بن الفرج بن الربیع، أبو حفص المقرء المعروف بابن الآجری" رقم الترجمة ۶۰۲۶)

[2] صالح بن جعفر بن محمد بن جعفر بن زیاد بن میسرة، أبو الفرج، ویعرف بالرازی:
حدث عن عبد الله بن محمد البغوی، وأبی بکر النیسابوری، وأحمد بن علی بن العلاء الجوزجانی .
حدثنا عنه الأزهری، والعتیقی، والقاضیان أبو عبد الله الصیمری، وأبو القاسم التنوخی، وأحادیثه مستقیمة تدل علی صدقه.
حدثنی أحمد بن محمد العتیقی قال: توفی صالح بن جعفر الرازی یوم الجمعة الخامس من رجب سنة ست وثمانین وثلاثمائة(تاریخ بغداد ،ج ۹ ص ۳۳۱، تحت رقم الترجمة ۴۸۷۳)

□......ماہِ رجب ۳۸۷ھ: میں بخاریٰ، سمرقند وغیرہ کے امیر ابوالقاسم نوح بن منصور بن نوح بن عبدالملک بن نصر بن احمد کی وفات ہوئی۔

یہ سامانی کے نام سے مشہور تھے، ان کی مدتِ امارت ۲۲ مہینے تھی، ان کے بعد ان کے بیٹے ابوالحارث منصور امیر مقرر ہوئے۔

□......ماہِ رجب ۳۹۰ھ: میں حضرت ابوالحسین محمد بن عبداللہ بن حسین بن عبداللہ بن ہارون دقاق رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ ابنِ اخی میمی کے نام سے مشہور تھے، آپ کی ولادت ۱۰ صفر، منگل کے دن ۳۰۴ھ میں کو ہوئی، ابوالقاسم بغوی، ابوجعفر احمد بن اسحاق بن بہلول، ابوحامد حضرمی، ابنِ صاعد اور اسماعیل وراق سے روایت کرتے ہیں، محمد بن علی بن مخلد، ابوخازم بن فراء، ابوالقاسم ازہری، محمد بن علی بن فتح، ابوطالب عشاری، ابومحمد بن ہزار مرد، ابوالحسین بن نقور اور قاضی تنوغی آپ سے روایت کرتے ہیں، ۹۰ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔ [۲]

السامانی أبو القاسم نوح بن منصور بن نوح *
سلطان بخاری وسمرقند وابن سلاطينها، أبو القاسم نوح بن منصور بن نوح بن عبد الملک بن نصر بن أحمد بن إسماعيل بن أحمد بن أسد بن سامان.
مات: في رجب سنة سبع وثمانين وثلاث مائة، وكانت دولته اثنتين وعشرين سنة.
وقام بعده ابنه أبو الحارث منصور.قال ابن الجوزی: تملک نوح خراسان وغزنة وما وراء النهر، ثم ولی بعده ابنه، فبقی سنة وتسعة أشهر، ثم قبض عليه الأمراء، وملكوا أخاه عبد الملک.
فقصدهم السلطان محمود بن سبكتكين، فالتقاهم، فهزمهم إلى بخاری، وانقرضت دولة السامانية (سیراعلام النبلاء ،ج۱۶ ص ۵۱۴، ۵۱۵، رقم الترجمة ۳۷۸)
نوح بن منصور بن نوح بن نصر بن أحمد بن إسماعيل، أبو القاسم السامانی:
كان ملک خراسان وغزنة وما وراء النهر ولی وله ثلاثة عشر سنة، [فبقی واليا إحدى وعشرين سنة وتسعة أشهر، وتوفی فی رجب هذه السنة، فولی بعده ابنه أبو الحارث منصور(المنتظم لابن الجوزی، ج۱۵ ص۷،تتمة سنة سبع وثمانين وثلاثمائة،تتمة ذكر من توفی فی هذه السنة)
[۲] مات فی سلخ رجب سنة تسعين وثلاث مائة، وكان من أبناء التسعين(سیراعلام النبلاء ج۱۶ ص۵۶۵، تحت ترجمة "ابن أخی ميمی محمد بن عبد الله البغدادی" رقم الترجمة ۴۱۶، وكذا فی ستاريخِ بغداد ج۳ص۸۸، ۸۹،تحت ترجمة "محمد بن عبد الله بن الحسين بن عبد الله بن هارون" رقم الترجمة ۱۰۸۴)

پانچویں صدی ہجری کے اجمالی واقعات

□...... ماہِ رجب ۴۰۱ھ: میں حضرت ابوعبید احمد بن محمد بن محمد بن ابوعبید عبدی ہروی فاشانی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ نے ''علم اللسان'' امام ازہری سے حاصل کیا، لغتِ قرآن اور لغتِ حدیث میں آپ کی کتاب ''الغریبین فی القرآن والحدیث'' اطرافِ عالم میں بہت مشہور اور نافع ہے۔ [۱]

□...... ماہِ رجب ۴۰۲ھ: میں حضرت قاضی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن حسن بن عبداللہ بن یحییٰ بن حاتم جعفی کوفی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ ہروانی کے لقب سے مشہور تھے، محمد بن قاسم محاربی، علی بن محمد بن ہارون، اور محمد بن جعفر بن ریاح اشجعی سے سماعت کی، ابومحمد یحییٰ بن بن محمد بن حسن علوی اقساسی، ابوالفرج محمد بن احمد بن علان، محمد بن حسن بن منثور جہنی اور ابومنصور محمد بن محمد عکبری ندیم نے آپ سے سماعت کی، آپ کے معاصرین نے لکھا ہے کہ کوفہ میں ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کے زمانے کے بعد میں آپ سے زیادہ فقیہ اور کوئی نہیں تھا، لیکن علامہ ذہبی فرماتے ہیں کہ یہ بات حقیقت پر مبنی

---

[۱] وكانت وفاته فى رجب سنة إحدى وأربعمائة، رحمه الله تعالى .(وفيات الاعيان ج ۱ ص ۹۶، تحت ترجمة "الهروى" رقم الترجمة ۳۶، حرف الهمزة، وكذا فى طبقات الشافعية الكبرىٰ ج ۴ ص ۸۵، تحت ترجمة "أحمد بن محمد بن عبد الرحمن أبو عبيد الهروى" رقم الترجمة ۲۸۲)
وأبو عبيد الهروى، أحمد بن محمد المؤدب، صاحب الغريبين، أخذ عن الأزهرى وغيره، توفى فى رجب(العبر فى خبر من غبر، ج۲ ص ۱۹۹، سنة إحدى وأربعمئة)
قلت :توفى فى سادس رجب، سنة إحدى وأربع مئة(سير اعلام النبلاء ج۱۷ ص ۱۴۷، تحت ترجمة "أبو عبيد الهروى أحمد بن محمد بن محمد" رقم الترجمة ۸۸)
وفيها أبو عبيد الهروى، أحمد بن محمد بن محمد، صاحب الغريبين وهو الكتاب المشهور، جمع فيه بين غريب القرآن وغريب الحديث، وهو من الكتب النافعة السائرة فى الآفاق.
قال الإسنوى :ذكره ابن الصلاح فى طبقاته ولم يوضح حاله، وقد أوضحه ابن خلّكان فقال: كان من العلماء الأكابر، صحب أبا منصور الأزهرى وبه انتفع، وكان ينسب إلى تعاطى الخمر، توفى فى رجب، سنة إحدى وأربعمائة، سامحه الله تعالى .انتهى كلام الإسنوى(شذرات الذهب فى اخبار من ذهب لابنِ العماد الحنبلى، ج۵ ص ۸، سنة إحدى وأربعمائة)

www.idaraghufran.org

نہیں، بلکہ ابنِ مسعود رضی اللہ کے بعد کوفہ میں علقمہ، عبیدہ سلمانی، شعبی، ابراہیم نخعی، حماد، حکم، مغیرہ، ابنِ شبرمہ، ابوحنیفہ، ابنِ ابی لیلیٰ، حجاج بن ارطاۃ، سفیان ثوری، مسعر، حسن بن صالح، شریک، وکیع، حفص بن غیاث اور ابنِ ادریس سے جیسے بڑے بڑے فقیہ حضرات موجود تھے، ۹۷ سال کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی [1]

☐...... ماہِ رجب ۴۱۳ھ: میں حضرت ابوالمطرف عبدالرحمٰن بن مروان بن عبدالرحمٰن انصاری قرطبی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ نے ابوعیسیٰ لیثی سے ''موطأ امام مالک'' کی سماعت کی، اور قاضی محمد بن سلیم، ابوجعفر بن عون اللہ، ابوالحسن انطا کی اور اصبغ بن تمام سے حدیث کی سماعت کی، محمد بن عتاب اور ابنِ عبدالبر اور بہت سے حضرات نے آپ سے حدیث کی سماعت کی، علامہ ذہبی فرماتے ہیں کہ قنازعی امام، حافظ، اپنے اہل وعیال کے ساتھ عاجزی اختیار کرنے والے، تہجد گزار، مفسر، علمِ فقہ اور علمِ لغت پر بصیرت رکھنے والے، متقی، پرہیزگار، قناعت کرنے والے، مستجابُ الدعوات، دوراندیش، علمِ قرائت کے ماہر اور کتابوں کے مصنف تھے۔ [2]

☐...... ماہِ رجب ۴۲۴ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن احمد بن محمد بیضاوی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ بغداد کے علاقہ کرخ کے قاضی تھے، ابوبکر بن مالک قطیعی اور حسین بن محمد بن عبید عسکری سے سماعت کی، جمعہ کی رات ۱۴ رجب کو آپ کی اچانک وفات ہوئی، اور ''بابِ حرب'' کے

---

[1] وقال أبو الغنائم النرسی :ثقة مأمون، بقی علی قضاء الکوفة سنین، مات فی رجب سنة اثنتین وأربع مئة.قلت :عاش سبعا وتسعین سنة .(سیراعلام النبلاء ج۱۷ ص۱۰۲، تحت ترجمة ''الهروانی محمد بن عبد الله بن الحسین بن عبد الله'' رقم الترجمة ۶۴، وکذافی :تاریخِ بغداد ،ج۳ص ۹۲، ۹۳، تحت ترجمة ''محمد بن عبد الله بن الحسین، أبو عبد الله الجعفی القاضی الکوفی، المعروف بابن الهروانی'' رقم الترجمة ۱۰۹۵)

[2] مات فی رجب سنة ثلاث عشرة وأربع مئة عن ثنتین وسبعین سنة(سیراعلام النبلاء ج۱۷ ص۳۴۳، تحت ترجمة ''القنازعی عبد الرحمن بن مروان بن عبد الرحمن'' رقم الترجمة ۲۱۲)

www.idaraghufran.org

مقبرہ میں مدفون ہوئے۔ [1]

☐ ...... ماہِ رجب ۴۲۵ھ: میں حضرت ابوبکر احمد بن محمد بن احمد بن غالب خوارزمی برقانی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ کی ولادت ۳۳۶ھ میں ہوئی، آپ کئی کتابوں کے مصنف تھے، آپ نے خوارزم، ہرات، جرجان، بغداد، دمشق اور مصر میں بڑے بڑے حضرات سے کسبِ فیض کیا، ابوعبداللہ صوری، ابوبکر خطیب، ابواسحاق شیرازی، سلیمان بن ابراہیم ابوالقاسم علی بن ابی العلاء مصیصی اور ابوطاہر احمد بن حسن کرجی آپ کے شاگردوں میں سرِ فہرست ہیں، تمام عمر آپ بغداد میں ہی مقیم رہے، خطیب بغدادی فرماتے ہیں کہ میں نے اصحابِ حدیث میں برقانی سے زیادہ کوئی عبادت کرنے والا نہیں دیکھا۔ [2]

☐ ...... ماہِ رجب ۴۲۸ھ: میں امام قدوری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ کا نام احمد، کنیت ابوالحسین اور والد کا نام محمد ہے اور قدوری آپ کی نسبت ہے، ۳۶۲ھ میں آپ کی ولادت ہوئی، آپ علم حدیث اور علم فقہ میں بہت اونچا مقام رکھتے تھے، آپ کی سب سے زیادہ معروف اور مشہور کتاب جو کہ درس نظامی میں شامل ہے وہ ''مختصر القدوری''

---

[1] مات فجأة فی لیلة الجمعة رابع عشر رجب سنة أربع وعشرين وأربعمائة، ودفن بمقبرة باب حرب (طبقات الشافعية الكبرىٰ للسبكی، ج ۴ص ۱۵۳، تحت ترجمة ''محمد بن عبد الله بن أحمد'' رقم الترجمة ۳۲۷، الطبقة الرابعة، وكذا فی :تاريخِ بغداد ، ج۳ص ۹۶،تحت ترجمة ''محمد بن عبد الله بن أحمد'' رقم الترجمة ۱۱۰۱)

[2] وذكره الشيخ أبو إسحاق فی "طبقات الشافعية "، فقال :ولد سنة ست وثلاثين وثلاث مئة، وسكن بغداد، وبها مات فی أول رجب سنة خمس وعشرين وأربع مئة(سيراعلام النبلاء، ج۱۷ص ۴۶۶، تحت ترجمة ''البرقانی أبو بكر أحمد بن محمد بن أحمد''رقم الترجمة ۳۰۶، وكذافی :طبقات الشافعية الكبرىٰ للسبكی، ج ۴ص۴۸، تحت رقم الترجمة ۲۶۵ ،طبقات الحفاظ للسيوطی، ص ۴۱۹،رقم الترجمة ۹۴۵، الطبقة الثالثة عشرة،تذكرة الحفاظ للذهبی، ج۳ص ۱۸۴، تحت رقم الترجمة ۹۸۰ ـــ ۵/۱۳/۲،الطبقة الثالثة عشرة،تاريخِ بغداد ،ج۵ص۱۳۷، تحت رقم الترجمة ۲۵۶۲، المنتظم لابن الجوزی، ج۱۵ ص ۲۴۳،ثم دخلت سنة خمس وعشرين وأربعمائة،ذكر من توفی فی هذه السنة من الأكابر)

ہے، یہ تقریباً بارہ ہزار ضروری مسائل کا بیسیوں کتابوں سے انتخاب ہے اور تصنیف کے زمانے سے لے کر آج تک اس کو پڑھایا جارہا ہے، قدرت نے اس کتاب کی عظمت کو بہت زیادہ بڑھادیا ہے، یہاں تک کہ بعض حضرات اس کتاب کے حافظ بھی ہوئے ہیں، اتوار کے دن ۵ رجب کو آپ کی وفات ہوئی، اور اسی دن تدفین ہوئی (ظفر المحصلین ص ۱۸۸ تا ۱۹۰، ملخصاً) [1]

□ ...... ماہِ رجب ۴۳۹ھ: میں حضرت ابو عبداللہ احمد بن احمد بن محمد بن علی بن حسن قصری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ ابن السیبی کے نام سے مشہور تھے، اور بغداد میں رہتے تھے، آپ کی ولادت ۳۴۶ھ میں ہوئی، ابو محمد بن ماسی، عبداللہ بن ابراہیم زینبی، ابوالحسن بن ابی السری اور ابوالحسن دار قطنی سے روایت کرتے ہیں، خطیب بغداد فرماتے ہیں کہ آپ صالح، فاضل، صادق تھے، اور اہلِ علم اور اہلِ قرآن میں شمار ہوتے تھے، اور سنت پر عمل میں مشہور تھے، اور کثرت سے قرآن مجید کا درس دیتے تھے، بدھ کے دن ۱۷ رجب کو آپ وفات ہوئی، اور اگلے دن بابِ حرب کے مقبرہ میں مدفون ہوئے۔ [2]

---

[1] مات القدوری فی یوم الأحد الخامس من رجب سنة ثمان وعشرين وأربعمائة، ودفن من يومه فی داره بدرب أبی خلف(تاريخ بغداد، ج۵ص ۱۴۰، ۱۴۱، تحت رقم الترجمة ۲۵۶۴)

وتوفی يوم الأحد الخامس من رجب هذه السنة، ودفن من يومه فی داره بدرب أبی خلف(المنتظم لابن الجوزی، ج۱۵ ص۲۵۷،ثم دخلت سنة ثمان وعشرين واربعمائة،ذكر من توفی فی هذه السنة من الأكابر)

وأبو الحسين القدوری، أحمد بن محمد بن أحمد بن جعفر بن حمدان البغدادی الفقيه، شيخ الحنفية بالعراق، انتهت إليه رئاسة المذهب وعظم جاهه وبعد صيته، توفی فی رجب، وله ست وستون سنة، رحمه الله(العبر فی خبر من غبر للذهبی، ج۲ص ۲۵۸، سنة ثمان وعشرين وأربعمئة، وكذافی: سير اعلام النبلاء للذهبی، ج۱۷ ص۵۷۵، تحت رقم الترجمة ۳۸۰)

ومات القدوری فی يوم الأحد، الخامس عشر من رجب، سنة ثمان وعشرين وأربعمائة، ودفن من يومه فی داره بدرب أبی خلف(الجواهر المضية لابی الوفاء القرشی، ج۱ ص ۲۴۹، تحت رقم الترجمة ۱۷۹، حرف الالف)

[2] مات بن السيبی فی يوم الأربعاء السابع عشر من رجب سنة تسع وثلاثين وأربعمائة ودفن من الغد فی مقبرة باب حرب وكان مولده فی سنة ست وأربعين وثلاثمائة(تاريخ بغداد، ج۴ص ۲۲۲، ۲۲۳، تحت رقم الترجمة ۱۸۹۹)

☐......ماہِ رجب ۴۴۶ھ: میں حضرت ابوالحسین محمد بن شیخ عفیف ابومحمد عبدالرحمٰن بن ابو نصر عثمان بن قاسم بن معروف تمیمی دمشقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

اپنے والد، اور قاضی یوسف بن قاسم میانجی اور ابوسلیمان بن زبر سے روایت کرتے ہیں، خطیب، کتانی، سہل بن بشر، موسیٰ صقلی، ابوالقاسم نسیب، ابوطاہر حنائی اور ابوالحسن بن موازینی آپ سے روایت کرتے ہیں، آپ کے جنازہ میں دمشق کے نائب امیر بھی شریک ہوئے، اور آپ کے جنازہ میں لوگوں کی کثرت کی وجہ سے بازار بند کرنے پڑے۔ [۱]

☐......ماہِ رجب ۴۶۲ھ: میں حضرت ابوغالب محمد بن احمد بن سہل بن بشران واسطی لغوی حنفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ کی ولادت ۳۸۰ھ میں ہوئی، ابوالقاسم علی بن کردان نحوی، ابوالحسین علی بن دینار، ابوعبداللہ علوی، احمد بن عبید بن بیری اور ابوالفضل تمیمی سے روایت کرتے ہیں، ابوعبداللہ حمیدی، ہبۃ اللہ شیرازی، علی بن محمد جلابی آپ سے روایت کرتے ہیں، ابوسعد سمعانی کہتے ہیں کہ علمِ لغت حاصل کرنے کے لیے لوگ ان کی طرف سفر کرتے تھے۔ [۲]

☐......ماہِ رجب ۴۶۷ھ: میں علامہ جار اللہ زمخشری کی ''زمخشر'' مقام میں ولادت ہوئی۔

زمخشر خوارزم کا ایک قصبہ ہے، اس لئے آپ زمخشری کہلاتے ہیں، آپ کا نام محمود، اور لقب جار اللہ اور فخر خوارزم ہے، اور آپ کی کنیت ابوالقاسم ہے، آپ کی علم تفسیر میں ''تفسیر الکشاف'' اور علمِ نحو میں ''المفصل'' مشہور کتب ہیں، آپ تفسیر وحدیث، کلام ولغت، معانی وبیان اور خاص کر ادب ونحو کے زبردست امام تھے، بڑے بڑے اہل علم حضرات نے آپ

---

[۱] توفی فی رجب سنة ست وأربعین وأربع مئة، وشیعه نائب دمشق، وکانت جنازته مشهودة، أغلق له البلد، وکان محتشم وقته(سیر اعلام النبلاء ج۱۷ ص ۶۴۹، تحت ترجمة "ابن أبی نصر محمد بن عبد الرحمن التمیمی" رقم الترجمة ۴۳۸)

[۲] مات:فی نصف رجب سنة اثنتین وستین وأربع مائة(سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۲۳۶، تحت ترجمة"ابن الخالة محمد بن أحمد بن سهل الواسطی" رقم الترجمة ۱۱۱)

کے علم وفضل کا اعتراف کیا ہے (ظفر المحصلین، ص۴۰۴ تا ۴۰۹، ملخصاً) ۱؎

□ ......ماہِ رجب ۴۷۰ھ: میں حضرت ابوالحسین احمد بن محمد بن احمد بن عبداللہ بن نقور بغدادی بزاز رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ ابنِ نقور کے نام سے مشہور تھے، آپ کی ولادت جمادی الاولیٰ ۳۸۱ھ میں ہوئی، علی بن عمر حربی، عبیداللہ بن حبابہ، ابوحفص کتانی، محمد بن عبداللہ دقاق، ابنِ اخی میمی، ابوطاہر مخلص، عیسیٰ بن وزیراور علی بن عبدالعزیز بن مردک سے روایت کرتے ہیں، خطیب، حمیدی، ابنِ خاضبہ، محمد بن طاہر، حسین سبط الخیاط، اسماعیل بن سمرقندی، عمر بن ابراہیم زیدی اور ابوالفتح عبداللہ بن محمد بیضاوی آپ سے روایت کرتے ہیں، ۱۶رجب کو ۹۰ سال کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی۔ ۲؎

□ ......ماہِ رجب ۴۷۸ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن علی بن محمد بن حسن بن عبدالوہاب بن حسویہ دامغانی حنفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ کی ولادت دامغان میں ۳۹۸ھ میں ہوئی، آپ دامغانی کے نام سے مشہور تھے، علمِ فقہ خراسان میں حاصل کیا، اور جوانی میں بغداد تشریف لے آئے، اور امام قدوری سے علمِ فقہ حاصل کیا، قاضی ابوعبداللہ حسین بن علی صیمری اور محمد بن علی صوری اور ان کے طبقہ سے سماعت کی، عبدالوہاب انماطی، علی بن طراد زینبی اور حسین مقدسی نے آپ سے سماعت کی، ۸۰ سال کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی، اور آپ کے شاگردوں ابوالوفاء بن عقیل اور ابوثابت رازی نے آپ کو غسل دیا، اور آپ کے بیٹے قاضی القضاۃ ابوالحسن نے

۱؎ وکان مولدہ بزمخشر – قریة من عمل خوارزم – فی رجب، سنة سبع وستین وأربع مائة......مات لیلة عرفة، سنة ثمان وثلاثین وخمس مائة (سیر اعلام النبلاء، ج۲۰ص ۱۵۴، ۱۵۵، تحت ترجمة ”الزمخشری أبو القاسم محمود بن عمر بن محمد“ رقم الترجمة ۹۱)

۲؎ مات:ابن النقور فی سادس عشر رجب، سنة سبعین وأربع مائة، عن تسعین سنة(سیر اعلام النبلاء ،ج۱۸ص ۳۷۴، تحت ترجمة ”ابن النقور أحمد بن محمد بن أحمد البغدادی“ رقم الترجمة ۱۸۰)

آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ ۱؎

□......ماہِ رجب ۴۸۲ھ: میں شیخ فخر الاسلام ابوالحسن بزدوی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ علم دین کے بہت بڑے پہاڑ شمار ہوتے تھے، اس کے علاوہ آپ ایک عظیم مناظر بھی تھے، آپ نے بہت سی کتابیں تصنیف کیں، جن میں سے اصول فقہ میں آپ کی کتاب اصول بزدوی کے نام سے مشہور ہے (ظفر المحصلین ص ۴۸۵ تا ۴۸۷ ملخصاً) ۲؎

□......ماہِ رجب ۴۸۸ھ: میں حضرت ابوالفضل احمد بن حسن بن احمد بن خیرون بغدادی مقری ابن الباقلانی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ ابن الباقلانی کے نام سے مشہور تھے، ۴۰۴ھ میں آپ کی ولادت ہوئی، ابوالحسن محمد بن احمد بن صلت اہوازی، ابوالحسین متیم، محمد بن احمد بن محاملی، ابوالحسن رزقویہ اور ابونصر حسنون نرسی سے روایت کرتے ہیں، ابوبکر خطیب، ابوعلی بن سکرہ، ابوعامر عبدری، ابوالقاسم سمرقندی، اسماعیل بن محمد طلحی اور اسماعیل بن ابی سعد صوفی آپ سے روایت کرتے

۱؎ الدامغانی أبو عبد الله محمد بن علی بن محمد *

العلامة، البارع، مفتی العراق، قاضی القضاة، أبو عبد الله محمد بن علی بن محمد بن حسن بن عبد الوهاب بن حسویه الدامغانی الحنفی.تفقه بخراسان، وقدم بغداد شابا، فأخذ عن القدوری ....

ومات:فی رجب، سنة ثمان وسبعین وأربع مائة، ودفن بداره، ثم نقل ودفن بقبة الإمام أبی حنیفة إلی جانبه .

عاش ثمانین سنة وثلاثة أشهر وخمسة أيام، وغسله أبو الوفاء بن عقيل وأبو ثابت الرازی تلميذه.

وصلی علیه ولده قاضی القضاة أبو الحسن(سیراعلام النبلاء ج۱۸ ص۴۸۷، تحت ترجمة "الدامغانی أبو عبد الله محمد بن علی بن محمد" رقم الترجمة ۲۴۹)

۲؎ البزدوی أبو الحسن علی بن محمد بن الحسین

شیخ الحنفية، عالم ما وراء النهر، أبو الحسن علی بن محمد بن الحسین بن عبد الكريم البزدوی، صاحب الطريقة فی المذهب .

قال السمعانی: ما حدثنا عنه سوی صاحبه أبی المعالی محمد بن نصر الخطيب.

قال: وكان إمام الأصحاب بما وراء النهر، وله التصانيف الجليلة .درس بسمرقند.

ومات بكس فی رجب، سنة اثنتين وثمانين، وكان أحد من يضرب به المثل فی حفظ المذهب، وولد فی حدود سنة أربع مائة(سیر اعلام النبلاء، ج۱۸ ص۶۰۳، تحت ترجمة"البزدوی أبو الحسن علی بن محمد بن الحسین" رقم الترجمة ۳۱۹)

ہیں، ابوسعد سمعانی فرماتے ہیں کہ آپ ثقہ، عادل، متقن اور کثرت سے روایت کرنے والے تھے، اور آپ کو حدیث کی معرفت حاصل تھی، ۸۴ سال کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی۔ [1]

□...... ماہِ رجب ۴۹۷ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن فرج قرطبی مالکی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ کی ولادت ۴۰۴ھ میں ہوئی، یونس بن عبداللہ قاضی، مکی بن ابی طالب، ابوعبداللہ بن عابد، حاتم بن محمد، ابوعمرو بن مرشانی، معاویہ بن محمد عقیلی اور ابوعمران بن قطان سے روایت کرتے ہیں، بہت سے حضرات نے آپ سے روایت کیا ہے، لوگ آپ کے پاس ''موطأ'' اور ''المدونۃ'' کی سماعت کے لیے دور دور سے تشریف لاتے تھے۔ [2]

چھٹی صدی ہجری کے اجمالی واقعات

□...... ماہِ رجب ۵۰۱ھ: میں حضرت ابومحمد عبدالرحمٰن بن حمد بن حسن بن عبدالرحمٰن دونی صوفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ کا تعلق ''دون'' کے علاقہ سے تھے، جو کہ ''ہمذان'' میں واقع ہے، آپ کی ولادت ۴۲۷ھ میں ہوئی، ابنِ طاہر مقدسی، ابوزرعہ، ابوبکر بن سمعانی، ابوالعلاء حسن بن احمد ہمذانی،

---

[1] الإمام، العالم، الحافظ، المسند، الحجة، أبو الفضل أحمد بن الحسن بن أحمد بن خيرون البغدادى، المقرء، ابن الباقلانى .ولد:سنة أربع وأربع مائة ....مات:فى رجب، سنة ثمان وثمانين وأربع مائة، وله أربع وثمانون سنة وشهر .(سيراعلام النبلاء ،ج۱۹ ص۱۰۸، تحت ترجمة "ابن خيرون أبو الفضل أحمد بن الحسن بن أحمد " رقم الترجمة ۶۰)

وقال السلفى كان كابن معين فى وقته مات فى رجب سنة ثمان وثمانين وأربعمائة عن أربع وثمانين سنة(طبقات الحفاظ للسيوطى، ص۴۴۴، تحت رقم الترجمة ۹۹۹،الطبقة الخامسة عشرة)

[2] الشيخ، الإمام، العلامة، القدوة، مفتى الأندلس، ومحدثها، أبو عبد الله محمد بن الفرج القرطبى، المالكى، مولى محمد بن يحيى بن الطلاع ....مات:فى رجب، سنة سبع وتسعين وأربع مائة .أرخه ابن بشكوال(سيراعلام النبلاء ، ج۱۹ ص۲۰۱، تحت ترجمة "الطلاعى أبو عبد الله محمد بن الفرج القرطبى"رقم الترجمة ۱۲۱)

www.idaraghufran.org

ابوطاہر سلفی، ابوالفتوح طائی اور سعد الخیر اندلسی آپ سے روایت کرتے ہیں۔ [1]

□ ...... ماہِ رجب ۵۰۹ھ: میں حضرت ابوشجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ بن فناخسرہ بن خسرکان رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ کی ولادت ۴۴۵ھ میں ہوئی، آپ ''الفردوس'' اور ''تاریخِ ہمذان'' نامی کتب کے مصنف ہیں، محمد بن عثمان قومسانی، یوسف بن محمد بن یوسف مستملی، سفیان بن حسن بن منجویہ، عبدالحمید بن حسن فقاعی اور ابوعروم بن مندہ اور بہت سے حضرات آپ سے روایت کرتے ہیں، محمد بن فضل عطار، ابوالعلاء عطار مقری، ابوالعلاء احمد بن محمد بن فضل، ابوطاہر سلفی اور ابوموسیٰ مدینی آپ سے روایت کرتے ہیں، ۶۴ سال کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی۔ [2]

□ ...... ماہِ رجب ۵۱۶ھ: میں صاحبِ ''مقامات حریری'' ابومحمد قاسم بن علی بن محمد بن عثمان بصری حریری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ کا نام قاسم، کنیت ابومحمد ہے، آپ نہایت ذکی، ہوشیار، فصاحت وبلاغت میں یکتا اور ماہرفن، انشاء پرداز اور ادیب تھے، آپ کی زیادہ مشہور کتاب ''مقاماتِ حریری'' ہے جو درسِ نظامی میں شامل ہے، اس کتاب میں حکیمانہ واقعات کو عاقلانہ اشعار کے انداز میں جمع

---

[1] ولد: سنة سبع وعشرين وأربع مائة. وقال غيره: سماعه للسنن فى شوال، سنة ثلاث وثلاثين، مات فى رجب، سنة إحدى وخمس مائة. قلت: ذهب إلى أصبهان، فحدث بها بالكتاب (سير اعلام النبلاء، ج۱۹ ص۲۴۰، تحت ترجمة ”الدونى أبو محمد عبد الرحمن بن حمد بن الحسن“ رقم الترجمة ۱۴۷)

[2] مات: فى تاسع عشر رجب، سنة تسع وخمس مائة، وله أربع وستون سنة (سير اعلام النبلاء، ج۱۹ ص۲۹۵، تحت ترجمة ” شيرويه بن شهردار بن شيرويه بن فناخسره بن خسركان“ رقم الترجمة ۱۸۶، وكذا فى: تذكرة الحفاظ، ج۴ص۳۸، ۳۹، رقم الترجمة ۱۰۶۳ـ ۱۵/ ۳۱، طبقات الحفاظ للسيوطى، ص۴۵۷، رقم الترجمة ۱۰۲۸، طبقات الشافعية الكبرىٰ للسبكى، ج۷ص۱۱۲، رقم الترجمة ۸۰۳)

وأبو شجاع شيرويه بن شهردار بن شيرويه الديلمى الهمذانى الحافظ صاحب كتاب "الفردوس" و "تاريخ همذان" وغير ذلك. توفى فى رجب عن أربع وسبعين سنة، وغيره أتقن منه. سمع الكثير من يوسف بن محمد المستملى وطبقته، ورحل فسمع ببغداد من أبى القاسم بن البسرى، وكان صلبا فى السنة (العبر فى خبر من غبر للذهبى، ج۲ص۳۹۳، ۳۹۴، سنة تسع وخمس مئة)

www.idaraghufran.org

کیا گیا ہے، مقاماتِ حریری اپنی ہمہ گیر ادبیت اور جامع معنویت کی لاتعداد خوبیوں اور خصوصیتوں پر حاوی ہونے کی وجہ سے فضلاء اور ادیبوں کے لئے ہر زمانہ میں محورِ نظر اور مرجعِ التفات رہی ہے، ۷۰ سال کی عمر میں آپ کا انتقال ہوا (ظفر المحصلین، ص ۲۷۶ تا ۲۸۸ ملخصاً) [1]

□...... ماہِ رجب ۵۲۴ھ: میں حضرت فاطمہ بنت عبداللہ بن احمد بن قاسم بن عقیل رحمہا اللہ کا انتقال ہوا۔

ابوالعلاء عطار، ابوموسیٰ مدینی، معمر بن فاخر، ابوجعفر صیدلانی، ابوالفخر اسعد بن روح، عفیفہ بنت روح اور شعیب بن حسن سمرقندی اور بہت سے حضرات آپ سے روایت کرتے ہیں، بعض حضرات کے نزدیک آپ کی وفات شعبان کے مہینے میں ہوئی۔ [2]

□...... ماہِ رجب ۵۳۵ھ: میں حضرت ابوبکر محمد بن عبدالباقی بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن بن ربیع بن ثابت رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ ''قاضی المرستان'' کے نام سے مشہور تھے، آپ کی ولادت صفر ۴۴۲ھ میں ہوئی، ابومحمد جوہری، قاضی ابوالطیب طبری، عمر بن حسین خفاف، ابوطالب عشاری، ابوالحسین بن حسنون نرسی اور علی بن عمر برمکی اور بہت سے حضرات سے آپ روایت کرتے ہیں، سمعانی، ابنِ ناصر، ابنِ عساکر، ابن الجوزی، ابوموسیٰ مدینی، عبداللہ بن مسلم بن جوالق اور مکرم بن ہبۃ اللہ صوفی آپ سے روایت کرتے ہیں۔ [3]

---

[1] توفی الحریری :فی سادس رجب، سنة ست عشرة وخمس مائة، بالبصرة، وخلف ابنین :نجم الدین عبد الله، وقاضی البصرة ضیاء الإسلام عبید الله، وعمره سبعون سنة(سیراعلام النبلاء،ج۱۹ ص۴۶۵، تحت ترجمة "الحریری أبو محمد القاسم بن علی بن محمد" رقم الترجمة ۲۶۸)

[2] أخبرنا الحسن بن علی، أخبرتنا کریمة القرشیة، أنبأنا أبو مسعود عبد الرحیم الحاجی :أنها توفیت فی غرة شعبان، سنة أربع وعشرین وخمس مائة.
وقال الحافظ ابن نقطة:توفیت فی رابع عشر رجب(سیراعلام النبلاء،ج۱۹ ص۵۰۴، تحت ترجمة "فاطمة بنت عبد الله بن أحمد بن القاسم بن عقیل"رقم الترجمة ۲۹۲)

[3] (سیراعلام النبلاء،ج۲۰ ص۲۷، تحت ترجمة "قاضی المرستان محمد بن عبد الباقی بن محمد" رقم الترجمة ۱۲)

□......ماہِ رجب ۵۴۳ھ: میں حضرت ابوعبداللہ حسین بن ابراہیم بن حسین بن جعفر ہمذانی جورقانی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

ابنِ طاہر مقدسی، یحییٰ بن احمد غھائری، شیرویہ دیلمی، حمد بن نصر، عبدالملک بن بنجیز اور یحییٰ بن مندہ سے روایت کرتے ہیں، آپ ''الأباطیل والمناکیر والصحاح والمشاہیر'' کے مصنف ہیں، ۶ رجب کو آپ کی وفات ہوئی۔ [1]

□......ماہِ رجب ۵۵۳ھ: میں سلطان ابوالعباس احمد بن مستضیٔ بامراللہ کی ولادت ہوئی۔

ان کا لقب ''ناصرلدین اللہ'' تھا، ان کی خلافت کے لیے بیعت ۵۷۵ھ میں ہوئی، خلافت کے وقت ان کی عمر ۲۲ سال تھی، ناصرلدین اللہ، ذی علم اور صاحبِ فنونِ مختلفہ تھے، متعدد فنون میں ان کی تالیفات ہیں، کسی عباسی خلیفہ نے ناصرلدین اللہ کے برابر خلافت نہیں کی، وہ ۴۷ سال خلیفہ رہے، اور طویل مدت تک، عزت اور جلالت کی حالت میں، تمام دشمنوں کو تباہ کیا، بادشاہوں سے اظہارِ اطاعت کرایا، کسی شخص کو ان سے سرکشی کی جرأت نہ ہوئی، اور جس نے کی اس کی سرکوبی کردی گئی، ناصرلدین اللہ کے دور میں بغداد، علم وفضل کا مرکز بنا ہوا تھا، ان کے عہد میں بڑے بڑے ائمہ کبار علوم وفنون کے تھے، رمضان ۶۲۲ھ میں انتقال ہوا (تاریخِ ملت، ج۲ ص ۶۱۱ تا ۶۳۶ ''خلیفہ ناصرلدین اللہ'') [2]

□......ماہِ رجب ۵۶۲ھ: میں حضرت ابوالفرج مسعود بن حسن ثقفی اصبہانی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

---

[1] قال ابن مشق :توفی فی سادس عشر رجب، سنة ثلاث وأربعین وخمس مائة.
(سیر اعلام النبلاء، ج ۲۰ ص ۱۷۸، تحت ترجمة ''الجورقانی الحسین بن إبراهیم بن الحسین بن جعفر'' رقم الترجمة ۱۱۴، وکذافی:تذکرة الحفاظ للذهبی، ، ج۴ ص ۷۰، رقم الترجمة ۱۰۸۵، طبقات الحفاظ للسیوطی، ص ۴۷۱، رقم الترجمة ۱۰۵۰)

[2] مولده :فی عاشر رجب، سنة ثلاث وخمسین وخمس مائة .وبویع فی أول ذی القعدة، سنة خمس وسبعین(سیر اعلام النبلاء، ج ۲۲ ص ۱۹۳، تحت ترجمة ''الناصر لدین الله أبو العباس أحمد ابن المستضیء'' رقم الترجمة ۱۳۱)

www.idaraghufran.org

آپ کی ولادت ۴۶۲ھ میں ہوئی، اپنے دادا، اور ابوعمرو عبدالوہاب بن مندہ، ابوعیسیٰ عبدالرحمٰن بن زیاد، مطہر بن عبدالواحد بزانی، محمد بن احمد سمسار، ابراہیم بن محمد طیان، سہل بن عبداللہ غازی اور ابوالخیر محمد بن احمد بن ررا سے سماعت کی، محمد بن یوسف آملی، عبداللہ بن ابی الفرج جبائی، حسین بن محمد جرباذقانی، عبدالاول بن ثابت مدینی، حافظ عبدالقادر رہاوی، محمد بن مکی حنبلی، محمود بن محمد حداد اور ابوالوفاء محمود بن مندہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی۔[1]

□ ...... ماہِ رجب ۵۷۱ھ: میں مشہور مؤرخ حضرت ابوالقاسم ثقۃ الدین دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ ابنِ عساکر کے نام سے مشہور تھے، اور تاریخ پر آپ کی ''تاریخِ دمشق'' تقریباً ۸۰ جلدوں پر مشتمل ہے، محرم ۴۹۹ھ میں آپ کی ولادت ہوئی، پیر کی رات ۱۱ رجب کو آپ کی وفات ہوئی، اور قطب نیشاپوری نے آپ کی جنازہ پڑھی، سلطان صلاح الدین بھی آپ کی جنازہ میں شریک ہوئے، اور اپنے والد کی قبر کے پاس ''باب الصغیر'' کے مقبرہ میں دفن ہوئے، تاریخِ دمشق کے علاوہ بھی آپ کی چند مشہور کتب ہیں، مثلاً:

الموافقات (چار جلدوں میں) الأطراف الأربعة (چار جلدوں میں) عوالی مالک (پانچ جلدوں میں) غرائب مالک (دس جلدوں میں) المعجم (ایک جلد میں) مناقب الشبان (پندرہ جلدوں میں) فضل أصحاب الحديث (ایک جلد میں) السباعيات (سات جلدوں میں) تبيين كذب المفترى (ایک جلد میں) فضل الجمعة (چار جلدوں میں) الأربعين الطوال (تین جلدوں میں) عوالی شعبة (ایک جلد میں) الزهادة فی الشهادة (ایک جلد میں) عوالی الثوری (ایک جلد میں) أربعى الجهاد (ایک جلد میں) أربعى البلدان (ایک جلد میں) أربعى المساواة (ایک جلد میں) مسند أهل دارا (ایک جلد میں) من وافقت كنيته كنية زوجته (ایک جلد میں) شيوخ النبل (ایک جلد میں) حديث أهل صنعاء الشام (ایک جلد میں) حديث أهل البلاط (ایک جلد میں) فضل

---

[1] توفی :يوم الاثنين، غرة رجب، سنة اثنتين وستين وخمس مائة(سير اعلام النبلاء، ج٢٠ ص ٤٧١، تحت ترجمة "مسعود بن الحسن الثقفى الأصبهانى" رقم الترجمة ٢٩٧)

عاشوراء (تین جلدوں میں) کتاب الزلازل (تین جلدوں میں) المصاب بالدلد (دو جلدوں میں) وغیرہ۔ [1]

□......ماہِ رجب ۵۷۹ھ: میں حضرت ابوالفتح عبداللہ بن احمد بن ابوالفتح محمد بن احمد قاسمی اصبہانی خرقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

عیدالاضحیٰ کے دن ۴۹۰ھ میں آپ کی ولادت ہوئی، اپنے والد ابوالعباس، اور ابومطیع محمد بن عبدالواحد صحاف، ابوالفتح احمد بن عبداللہ سوذرجانی، ابوالفتح احمد بن محمد حداد، بندار بن محمد خلقانی، عبدالرحمٰن بن حمد دونی اور عمر بن محمد بن عمر بن علویہ سے روایت کرتے ہیں، حافظ عبدالغنی، محمد بن مکی، عبداللہ بن ابی الفرج جبائی، مہذب بن زینہ، ابوالفضل بن سلامہ عطار اور محمد بن خلیل بن بدرررارانی آپ سے روایت کرتے ہیں، ۲۷ رجب منگل کے دن، فجر کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد، آپ کی وفات ہوئی، حافظ ابوموسیٰ مدینی نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ [2]

□......ماہِ رجب ۵۸۶ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن ابوالطیب سعید بن احمد بن سعید بن عبدالبر بن مجاہد بن زرقون انصاری اندلسی اشبیلی مالکی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

مراکش میں آپ نے ابوعمران موسیٰ بن ابی تلید سے، اور سبتہ میں قاضی عبداللہ بن احمد وحیدی سے، سماعت کی، اسی طرح عبدالمجید بن عیذون، خلف بن یوسف ابرش، قاضی عیاض بن موسیٰ، ابوبحر بن عاص، محمد بن شبرین اور ابوالحسن شریح بن محمد سے آپ نے سماعت کی،

---

[1] توفی :فی رجب، سنة إحدى وسبعين وخمس مائة، ليلة الاثنين، حادى عشر الشهر، وصلى عليه القطب النيسابورى، وحضره السلطان صلاح الدين، ودفن عند أبيه بمقبرة باب الصغير(سير اعلام النبلاء، ج۲۰ ص ۵۷۰، تحت ترجمة "ابن عساكر ثقة الدين أبو القاسم الدمشقى" رقم الترجمة ۳۵۴، وكذا فى:تذكرة الحفاظ للذهبى ،ج۴ص ۸۶، تحت رقم الترجمة ۱۰۹۴ ـ ۱۶/۱۶، العبر فى خبر من غبر للذهبى، ج۳ص ۶۱، سنة إحدى وسبعين وخمس مائة،طبقات الحفاظ للسيوطى،ص۴۷۷، رقم الترجمة ۱۰۵۹)

[2] مات :فى يوم الثلاثاء ، بعد فراغه من صلاة الصبح، السابع والعشرين من رجب، سنة تسع وسبعين وخمس مائة، وصلى عليه :الحافظ أبو موسى المدينى(سير اعلام النبلاء، ج۲۱ ص ۹۱، تحت ترجمة "الخرقى أبو الفتح عبد الله بن أحمد بن أبى الفتح" رقم الترجمة ۳۷)

www.idaraghufran.org

ابوالعباس احمد بن رومیہ نباتی، ابراہیم بن قسم، ابوسلیمان بن حوط اللہ، محمد بن عبدالنور، حافظ ابنِ خلفون اورابنِ دحیہ سمیت بہت سے حضرات نے آپ سے سماعت کی، آپ سبتہ مقام کے قاضی بھی رہے ہیں۔ [1]

ساتویں صدی ہجری کے اجمالی واقعات

□......ماہِ رجب ۶۰۳ھ: میں حضرت ابوجعفرمحمد بن احمد بن نصر بن ابوالفتح حسین بن محمد بن خالویہ اصبہانی صیدلانی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

عیدالاضحیٰ کی رات ۵۰۹ھ میں آپ کی ولادت ہوئی، محمد بن اسماعیل اشقر، عبدالکریم بن علی فورجہ، حمزہ بن عباس، عبدالجبار بن فضل اموی، جعفر بن عبدالواحد ثقفی اور ابوعدنان محمد بن ابی نزار سے روایت کرتے ہیں، شیخ ضیاء، محمد بن عمر عثمانی، عبداللہ بن حافظ، بدل تبریزی، محمد بن احمد زنجانی، ابنِ خلیل، حسن بن یونس، عبداللہ بن یوسف ابن اللمط اور ابوالخطاب بن دحیہ، آپ سے روایت کرتے ہیں۔ [2]

□......ماہِ رجب ۶۱۶ھ: میں حضرت جلال الدین ابومحمد عبداللہ بن نجم بن شاس بن نزار بن عشائر بن شاس جذامی سعدی مصری مالکی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ ابنِ شاش کے نام سے مشہور تھے، اور شیخ المالکیہ کہلاتے تھے، اور ''الجواہر الثمینۃ فی فقہ اہل المدینۃ'' کتاب کے مصنف تھے، عبداللہ بن بری نحوی جیسے حضرات سے کسبِ فیض کیا، حافظ منذری بھی آپ سے روایت کرتے ہیں۔ [3]

---

[1] مات :فی رجب، سنة ست وثمانين وخمس مائة(سير اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۱۴۸، تحت ترجمة ''ابن زرقون محمد بن سعيد بن أحمد الأنصارى'' رقم الترجمة ۷۶)

[2] توفی :فی سلخ رجب، سنة ثلاث وست مائة، فيما قرأت بخط الضياء (سير اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۴۳۱، تحت ترجمة ''الصيدلانى أبو جعفر محمد بن أحمد بن نصر'' رقم الترجمة ۲۲۵)

[3] حدث عنه :الحافظ المنذرى، ووصفه بأكثر من هذا، وقال : مات غازيا بثغر دمياط، فى جمادى الآخرة، أو فى رجب، سنة ست عشرة وست مائة(سير اعلام النبلاء، ج ۲۲ ص ۹۹، تحت ترجمة ''ابن شاس أبو محمد عبد الله بن نجم الجذامى'' رقم الترجمة ۷۱)

□......ماہِ رجب ۶۱۹ھ: میں حضرت تقی الدین ابوطاہر اسماعیل بن عبداللہ بن عبدالمحسن بن ابوبکر بن ہبۃ اللہ انصاری مصری شافعی ابن الانماطی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ ابن الانماطی کے نام سے مشہور تھے، آپ کی ولادت ذوالقعدۃ ۵۷۰ھ میں ہوئی، قاضی محمد بن عبدالرحمٰن حضرمی، ہبۃُ اللہ بن علی بوصیری، محمد بن علی لبنی، شجاع بن محمد مدلجی اور ابوعبداللہ ارتاحی سے آپ روایت کرتے ہیں، برزالی، منذری، قوصی، کمال ضریر، صدر بکری اور ابوبکر محمد بن اسماعیل آپ سے روایت کرتے ہیں۔ [۱]

□......ماہِ رجب ۶۳۲ھ: میں خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ ہندوستان و پاکستان کے مسلمانوں کے محسن اعظم اور مقتدر روحانی پیشوا، اور امام الطریق تھے، آپ ہی سے ہندوستان میں علومِ معرفت کا افتتاح ہوا، اور سلسلۂ چشتیہ ہندوستان میں آپ ہی سے پھیلا اور ہندوستان میں نوے لاکھ آدمی آپ کے ہاتھ پر اسلام لائے، آپ کے کمالات بحرِ لا متناہی ہیں، آپ نے جس زمانے میں ہندوستان کی سرزمین پر قدم رکھا، یہ وہ زمانہ تھا جبکہ حکومت کا آفتابِ اقبال غروب ہو چکا تھا، شاہانِ نوری غزنوی حکومت پر قابض ہو چکے تھے۔ ہندوستان میں گزشتہ اسلامی حکومتوں کے نقوش اس قدر مدہم پڑ چکے تھے کہ یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا کہ اس ملک میں آگے چل کر مسلمان کبھی ابھر سکیں گے، لیکن آپ کی تشریف آوری کے بعد آپ کے فیوض و برکات سے ہندوستان اسلام کے نور سے منور ہو گیا، خواجہ بختیار کاکی رحمہ اللہ نے آپ کو ملکُ المشائخ، سلطانُ السالکین، قطبُ الاولیاء، شمسُ الفقراء کے لقب سے یاد کیا (تذکرہ اولیاء پاک و ہند، ص ۹ تا ۲۴ ''حضرت خواجہ معین الدین چشتی'' ناشر: ادارہ اسلامیات، لاہور، دسمبر 1999ء، تاریخ مشائخِ چشت ص ۱۶۵ تا ۱۷۰ ملخصاً ''خواجہ معین چشتی اجمیری قدس سرہٗ، ناشر: مجلس نشریاتِ اسلام، کراچی، سنِ طباعت: 1397ھ)

---

[۱] وقال الضياء :بـات فـي عـافية، فأصبح لا يقدر على الكلام أياما، ثم مات في رجب، سنة تسع عشرة وست مائة(سير اعلام النبلاء، ج۲۲ ص۱۷۴، تحت ترجمة "ابن الأنماطي إسماعيل بن عبد الله الأنصارى" رقم الترجمة ۱۱۳، وكذافي طبقات الحفاظ للسيوطي،ص۴۹۷، رقم الترجمة ۱۰۹۴)

www.idaraghufran.org

□......ماہِ رجب ۶۳۵ھ: میں حضرت ابوالمفضل مکرم بن محمد بن حمزہ بن محمد بن احمد قرشی دمشقی سفار رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ کی ولادت ۵۴۸ھ میں ہوئی، حسان بن تمیم زیات، حمزہ بن حبوبی، حمزہ بن کروس، ابوالمظفر فلکی، علی بن احمد بن مقاتل، عبدالرحمٰن بن ابی الحسن دارانی، علی بن احمد حرستانی اور ابوالمعالی بن صابر سے آپ نے سماعت کی، برزالی، ابنِ خلیل، ضیاء، منذری، جمال بن صابونی، ابنِ ہامل، مجد الدین ابن العدیم، ابوعلی بن حلال، فخر بن عساکر، علی بن عثمان لمتونی، ابوالحسن یونینی، محمد بن یوسف اربلی اور شہاب بن مشرف نے آپ سے سماعت کی، باب الصغیر کے مقبرہ میں آپ مدفون ہیں۔ [1]

□......ماہِ رجب ۶۴۷ھ: میں حضرت ابویعقوب یوسف بن محمود بن محمد بن حسین بن حسن بن احمد ساوی دمشقی کی وفات ہوئی۔

آپ ابن المخلص کے نام سے مشہور تھے، ربیع الاول ۵۶۸ھ میں آپ کی ولادت ہوئی، ابوطاہر سلفی، عبداللہ بن بری، ہبۃ اللہ بوصیری اور تاج مسعود سے روایت کرتے ہیں، ابومحمد دمیاطی، ابوالمعالی ابرقوہی، ابوالفتح ابن القیسرانی، شرف الدین حسن بن صیرفی، ابوالفتح بن نشو اور امین صفار آپ سے روایت کرتے ہیں، ۱۱ رجب کو آپ کی وفات ہوئی۔ [2]

□......ماہِ رجب ۶۵۹ھ: میں حضرت ابوالحسن محمد بن انجب بن ابی عبداللہ بن عبدالرحمٰن بغدادی صوفی نعال رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ نعال کے نام سے مشہور تھے، آپ کی ولادت بغداد میں شعبان ۵۷۵ھ میں ہوئی، ہبۃ

---

[1] قلت :توفی فی ثانی رجب، سنة خمس وثلاثین وست مائة، ودفن علی والده بمقبرة باب الصغیر (سیر اعلام النبلاء، ج۲۳ ص۳۵، تحت ترجمة "مکرم بن محمد بن حمزة بن محمد بن أحمد القرشی" رقم الترجمة ۲۵)

[2] توفی :فی حادی عشر رجب، سنة سبع وأربعین وست مائة، وقد تفرد بأجزاء عالیة (سیر اعلام النبلاء، ج۲۳ ص۲۳۴، تحت ترجمة "الساوی أبو یعقوب یوسف بن محمود بن الحسین" رقم الترجمة ۱۵۳)

www.idaraghufran.org

اللہ بن رمضان، ظاعن بن محمد زبیری، وفاء بن بہی، عبدالمنعم ابن الفراری، محمود بن نصر شعار، ابا الفتح بن شاتیل اور محمد بن جعفر بن عقیل سے روایت کرتے ہیں، قاضی القضاۃ تقی الدین ابوالفتح قشیری، حافظ ابومحمد دمیاطی، ابوالفتح بن نشو، شیخ شعبان اربلی آپ سے روایت کرتے ہیں۔ [1]

□......ماہِ رجب ۶۷۱ھ: میں حضرت عبادہ بن عبدالغنی بن منصور بن منصور حرانی دمشق حنبلی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی۔

قاسم اربلی سے آپ نے ''صحیح مسلم'' اور بہاء بن نحاس سے ''سنن دارقطنی'' کی سماعت کی، اس کے علاوہ ابوحفص بن قواس، ابوالفضل بن عساکر، شیخ زین الدین منجی سے آپ نے سماعت کی، شوال ۷۳۹ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ [2]

□......ماہِ رجب ۶۷۷ھ: میں محی الدین ابوزکریا رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ امام نووی کے نام سے زیادہ مشہور ہیں، محرم ۶۳۱ھ میں آپ کی ولادت ہوئی، ۱۹ سال کی عمر میں اپنے والد کے ساتھ ۶۴۹ھ میں تحصیلِ علم کے لیے دمشق منتقل ہوگئے تھے، آپ کی مشہور ومعروف کتاب ''ریاض الصالحین'' ہے، اور صحیح مسلم کی مقبول ومعروف ''شرح نووی'' کے نام سے بھی مشہور ہے، بلکہ علمی حلقوں میں آپ شارح مسلم کی حیثیت سے مشہور ہیں (ظفر المحصلین، ص۴۷۵) [3]

---

[1] توفی :فی رجب ، سنة تسع وخمسين وست مائة(سير اعلام النبلاء، ج۲۳ ص ۳۴۴، تحت ترجمة "النعال أبو الحسن محمد بن أنجب بن أبی عبد الله" رقم الترجمة ۲۴۰)

[2] عبادة ابن شيخنا جمال الدين عبد الغنى بن منصور بن منصور الحرانى ثم الدمشقى الحنبلى المؤذن الشروطى المفتى زين الدين ,أبو سعد صاحبى وخصيصى ودادى أحسن الله إليه ،مولده فى رجب سنة إحدى وسبعين وست مائة(معجم الشيوخ الكبير للذهبى، ج ۱ ص ۳۱۶، حرف العين)

[3] وترجمته طويلة أفردها تلميذه ابن العطار بالتصنيف مات ببلده نوى بعد ما زار القدس والخليل فى رجب سنة سبع وسبعين وستمائة(طبقات الشافعية لابنِ قاضى شهبة ، ج۲ ص۱۵۶ ، تحت ترجمة "شيخ الإسلام محيى الدين أبو زكريا الحزامى النووى" رقم الترجمة ۴۵۴)

□......ماہِ رجب ۶۷۹ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن مسعود عبسی بغدادی کمرناتی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ کی ولادت ۵۹۹ھ میں ہوئی، عبدالعزیز بن منینا، سلیمان موصلی اور یحییٰ بن یاقوت فراش سے سماعت کی، ۸۰سال کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی۔ [1]

□......ماہِ رجب ۶۸۵ھ: میں حضرت جمال الدین محمد بن احمد بن محمد بن عبداللہ بن سجمان وائلی بکری اندلسی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

شریش مقام میں ۶۰۱ھ میں آپ کو ولادت ہوئی، ثغر میں محمد بن عماد سے، بغداد میں قطیعی، ابنِ روزبہ، ابنِ بہروز، دمشق میں مکرم، اربل میں قنور، حلب میں ابنِ یعیش سے سماعت کی۔ [2]

آٹھویں صدی ہجری کے اجمالی واقعات

□......ماہِ رجب ۷۰۴ھ: میں حضرت ابوالمحاسن عبدالمحسن بن محمد بن احمد بن ہبۃ اللہ بن ابی جرادۃ عقیلی حلبی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ ابن العدیم کے نام سے مشہور تھے، آپ کی ولادت ۶۳۲ھ میں ہوئی، آپ زیادہ تر فقراء کی صحبت میں رہتے تھے، اور آپ کو بہت زیادہ ذہین ہونے کی حیثیت سے یاد کیا جاتا تھا، ابنِ خلیل، یونس، ابراہیم اور ہدیہ بنتِ خمیس سے سماعت کی، اس کے علاوہ مصر اور شام میں بہت سے اہلِ علم سے استفادہ کیا۔ [3]

□......ماہِ رجب ۷۱۸ھ: میں حضرت ابوالولید محمد بن احمد بن محمد بن احمد تجیبی اشبیلی مالکی

---

[1] قلت :توفی فی رجب بثغر الإسكندرية سنة تسع وسبعين وست مائة، وله ثمانون سنة(معجم الشيوخ الكبير للذهبی، ج۲ ص ۲۰۱، حرف الميم، باب المحمدون)

[2] توفی فی رجب سنة خمس وثمانين وست مائة(معجم الشيوخ الكبير للذهبی، ج۲ ص۱۵۶)

[3] مات سنة أربع وسبع مائة فی رجب(معجم الشيوخ الكبير للذهبی، ج۱ ص۴۱۷، تحت ترجمة "عبد المحسن بن محمد بن أحمد بن هبة الله بن أبی جرادة" حرف العين)

www.idaraghufran.org

رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ جامع دمشق میں مالکیہ کے امام تھے، آپ کی ولادت ۶۳۸ھ میں ہوئی، اوراللہ تعالیٰ کے لطف وعنایت سے یتیم ہونے کی حالت میں آپ کی کفالت ہوئی، اوراسی کسمپرسی کی حالت میں آپ نے علمِ دین حاصل کیا، اور کئی نافع کتب تصنیف کیں، اس کے بعد اپنے دونوں بیٹوں ابوعمرو اور ابومحمد کے ساتھ شام منتقل ہوگئے، اور یہیں سکونت اختیار کی، ۸۰ سال کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی۔ [1]

□......ماہِ رجب ۷۲۴ھ: میں حضرت ابومحمد عبداللہ بن محمد بن عبدالقادر بن ناصر بن خضر انصاری شافعی دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ کی ولادت ۶۵۴ھ میں ہوئی، اور بیت المقدس کے خطیب عبدالمنعم زہری سے، اور دمشق میں ابنِ ابی عمراور ایک بڑی جماعت سے سماعت کی، کچھ عرصہ آپ ''حمص'' کے قاضی رہے، اس کے بعد ''بعلبک'' کے قاضی مقرر ہوئے، اور دمشق میں ابنِ جماعہ کے نائب کی حیثیت سے بھی قاضی رہے۔ [2]

□......ماہِ رجب ۷۳۴ھ: میں حضرت ابوالفرج عبدالرحمٰن بن حسین لخمی مصری حنبلی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

۶۶۰ھ کی دہائی میں آپ کی ولادت ہوئی، اور علمِ دین میں مشغول رہے، اور علمِ فقہ حاصل کیا، اور اپنے رب کی عبادت کے لیے یکسو رہے، ابوعبداللہ دباہی، جب مصر سے واپس تشریف لائے، توانہوں نے فرمایا کہ میں نے شیخ نجم الدین جیسی شخصیت نہیں دیکھی، ۷۰

---

[1] تـوفی أبو الولید فی رجب سنة ثمانی عشرة وسبع مائة، وله ثمانون سنة(معجم الشیوخ الکبیر للـذهبی، ج۲ص ۱۵۳، تـحـت تـرجمة ''محمد بن أحمد بن محمد بن أحمد'' حرف المیم، باب المحمدون)

[2] مـات فی رجب سنة أربع وعشرین وسبع مائة(معجم الشیوخ الکبیر للذهبی، ج ۱ ص۳۳۸، تحت ترجمة ''عبد الله بن محمد بن عبد القادر بن ناصر بن خضر''حرف العین)

سال سے کچھ زیادہ عمر پائی، آپ کی جنازہ میں خلقِ کثیر نے شرکت کی۔ [1]

□......ماہِ رجب ۷۴۵ھ: میں حضرت نجم الدین علی بن داؤد بن یحییٰ بن کامل قرشی بصروی حنفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ کی ولادت ۶۶۸ میں ہوئی، برہان ابن الدرجی اور شمس بن واسطی سے سماعت کی، آپ کا شمار اپنے زمانہ کے اذکیاء میں ہوتا تھا، باوجودیکہ آپ تقوی اور ورع میں اونچے درجے پر شمار ہوتے تھے، اور آپ کے محاسن بہت تھے، اسی کے ساتھ نظم اور نثر میں بھی آپ کو ملکہ حاصل تھا۔ [2]

□......ماہِ رجب ۷۵۶ھ: میں حضرت فخر الدین ابوابراہیم اسماعیل بن یحییٰ بن اسماعیل بن ممدود تمیمی شیرازی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ نے اپنے والد سے فقہ کی تعلیم حاصل کی، اور تفسیر قطب الدین سعار سے حاصل کی، اور پندرہ سال کی عمر میں آپ فارس کے قاضی القضاۃ مقرر ہوئے، اور کچھ عرصہ کے بعد قاضی ناصر الدین بیضاوی، قاضی مقرر ہوئے، اس کے چھ ماہ بعد آپ دوبارہ قاضی مقرر ہوئے، اور ۷۵ سال تک قضاء کے عہدے پر فائز رہے، شیراز میں ۹۴ سال کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی۔ [3]

□......ماہِ رجب ۷۶۴ھ: میں حضرت محمد بن حسن بن علی بن عمر قرشی اموری اسنائی مصری

---

[1] سكن حمص ثم حماة، وبها توفى فى شهر رجب سنة أربع وثلاثين وسبع مائة وشيعه الخلق، وبلغ السبعين أو نحوها(معجم الشيوخ الكبير للذهبى، ج ا ص ۳۵۹، تحت ترجمة "عبد الرحمن بن الحسين اللخمى المصرى القبانى" حرف العين)

[2] توفى فى شهر رجب سنة خمس وأربعين وسبع مائة، رحمه الله تعالى(معجم الشيوخ الكبير للذهبى، ج۲ص ۲۵، تحت ترجمة "على بن داود بن يحيى بن كامل العلامة الخطيب" حرف العين، من اسمه على)

[3] توفى بشيراز فى رجب سنة ست وخمسين وسبعمائة عن أربع وتسعين سنة وامتداد عمره أوجب تأخره عن أهل طبقته(طبقات الشافعية لابنِ قاضى شهبة ،ج۳ص ۱۹، تحت ترجمة "إسماعيل بن يحيى بن إسماعيل بن ممدود" رقم الترجمة ۵۸۸، الطبقة الخامسة والعشرون)

رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ کی ولادت ۶۹۵ میں ہوئی، اپنے والد سے فقہ، فرائض اور علمِ حساب کی تعلیم حاصل کی، یہاں تک آپ اس میں مہارت حاصل ہوگئی، اس کے بعد مزید طلبِ علم کے لیے قاہرہ منتقل ہوگئے، اور قاہرہ کے مشائخ سے علم حاصل کیا، اور ''حماۃ'' میں قاضی شرف الدین بارزی اور بہت سے حضرات سے تحصیلِ علم کیا، تحصیلِ علم کے بعد آپ شام منتقل ہوگئے، اور ''حماۃ'' کو اپنا وطن بنالیا، اور ایک مدت تک درس وتدریس سے وابستہ رہے، اور طالبانِ علم دور دور سے آپ کے پاس تحصیلِ علم کے لیے جمع ہوتے رہتے۔ [1]

□......ماہِ رجب ۷۷۳ھ: میں حضرت قاضی القضاۃ بہاؤ الدین ابوحامد احمد بن علی بن عبدالکافی بن علی بن تمام بن یوسف بن تمام سبکی مصری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ کی ولادت ۷۱۹ھ میں ہوئی، مصر اور شام میں ایک بڑی جماعت سے آپ نے تحصیلِ علم کیا، علمِ نحو کی تحصیل ابوحیان سے، اور علمِ اصول کی تحصیل اصفہانی سے، اور علمِ فقہ کی تحصیل اپنے والد سے کی، جب آپ کے والد کو شام کا قاضی مقرر کیا گیا، تو بیس سال کی عمر میں آپ نے تدریس شروع کردی تھی، مکہ مکرمہ میں آپ کا انتقال ہوا۔ [2]

□......ماہِ رجب ۷۸۶ھ: میں حضرت کمال الدین ابوالفضل محمد بن احمد بن عبدالعزیز بن قاسم بن عبدالرحمٰن بن قاسم بن عبداللہ قرشی عقیلی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ مکہ کے قاضی اور خطیب تھے، آپ کی ولادت شعبان ۷۲۲ھ میں ہوئی، اور دمشق میں شمس الدین ابن النقیب، تقی الدین سبکی، تاج الدین مراکشی سے علمِ فقہ حاصل کیا، اور اسی

---

[1] توفی فی شهر رجب سنة أربع وستين وسبعمائة ودفن بتربة أخيه بمقبرة الصوفية(طبقات الشافعية لابنِ قاضی شهبة ،ج۳ص ۱۲۱، تحت ترجمة "محمد بن الحسن بن علی بن عمر القرشی الأموی"رقم الترجمة ۶۶۲)

[2] توفی بمكة مجاورا فی شهر رجب سنة ثلاث وسبعين وسبعمائة(طبقات الشافعية لابنِ قاضی شهبة ،ج۳ص ۸۰، تحت ترجمة "أحمد بن علی بن عبد الكافی بن علی بن تمام بن يوسف بن موسی بن تمام"رقم الترجمة ۶۳۳)

کے ساتھ مکہ مکرمہ میں ایک بڑی جماعت سے کسبِ فیض کیا۔ [1]

□......ماہِ رجب ۷۹۵ھ: میں حضرت زین الدین عبدالرحمٰن بن احمد بن رجب بن حسن بن محمد بن مسعود سلامی بغدادی دمشقی حنبلی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

ربیع الاول ۷۳۶ھ میں، بغداد میں آپ کی ولادت ہوئی، اور ابوالفتح میدومی وغیرہ سے کسبِ فیض کیا، یہاں تک علم دین میں مشغول رہنے کی وجہ سے آپ کو مہارت حاصل ہوگئی، آپ نے ''سنن الترمذی'' کی شرح، اور ''علل الترمذی'' کی شرح، اور بخاری کے ایک حصہ کی شرح لکھی۔ [2]

فَــقَــطُ

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ

---

[1] وقال ابن حبيب فى تأريخه إنه ولى قضاء مكة نيفا وعشرين سنة توفى فى رجب سنة ست وثمانين وسبعمائة(طبقات الشافعية لابنِ قاضى شهبة ،ج٣ص١٦٣، تحت ترجمة "محمد بن أحمد بن عبد العزيز بن القاسم بن عبد الرحمن" رقم الترجمة ٦٩٥)

[2] مات فى رجب سنة خمس وتسعين وسبعمائة(طبقات الحفاظ للسيوطى،ص٥٤٠،، تحت ترجمة "ابنِ رجب" رقم الترجمة ١١٧٠،الطبقة الثالثة والعشرون)

مات فى رجب سنة خمس وتسعين وسبعمائة بدمشق(ذيل التقييد فى رواة السنن والأسانيد للفاسى ،ج٢ص٧٢، تحت ترجمة "عبد الرحمن بن أحمد بن حسن بن رجب البغدادى" رقم الترجمة ١١٧٦)

www.idaraghufran.org

ماہِ رجب

کے فضائل و احکام

ماہِ رجب سال کے چار عظمت واحترام والے مہینوں میں سے ہے، لہٰذا یہ فضیلت والا مہینہ ہے، جس میں دن اور رات کے سب اوقات داخل ہیں، اور اس میں عبادت کی فضیلت ہے، لیکن شریعت کی طرف سے اس کے لئے کوئی مخصوص عبادت مقرر نہیں کی گئی۔ بعض لوگ ماہِ رجب کی فضیلت اور اس مہینہ، یا اس کی مخصوص تاریخوں کے بارے میں مختلف مخصوص عبادات سے متعلق موضوع اور منگھڑت روایات کا سہارا لے کر عجیب وغریب فضائل بیان کیا کرتے ہیں، جن کو محدثین نے بے اصل اور من گھڑت قرار دیا ہے۔ لہٰذا اس قسم کی بے سند اور بے اصل باتوں پر اعتماد نہیں کرنا چاہئے۔ (صفحہ نمبر 155)

ادارۂ غفران
راولپنڈی پاکستان